www.paksociety.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامیات

انشاء نامہ

انٹرویو

سلسلے وار ناول

مکمل ناول

ناولٹ

افسانے

انتباہ: ماہنامہ حنا کے جملہ حقوق محفوظ ہیں، پبلشر کی تحریری اجازت کے بغیر اس رسالے کی کسی بھی کہانی، ناول یا سلسلہ کو کسی بھی انداز سے نہ تو شائع کیا جا سکتا ہے، اور نہ کسی ٹی وی چینل پر ڈرامہ، ڈرامائی تشکیل اور سلسلے وار قسط کے طور پر کسی بھی شکل میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ خلاف ورزی کرنے کی صورت میں قانونی کارروائی کی جا سکتی ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

☆☆☆

سردار طاہر محمود نے نواز پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ حنا 205 سرکلر روڈ لاہور سے شائع کیا۔
خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ، **ماهنامہ حنا** پہلی منزل محمد علی امین میڈیسن مارکیٹ 207 سرکلر روڈ
اردو بازار لاہور فون: 042-37321690, 042-37310797 ای میل ایڈریس،
monthlyhina@hotmail.com, monthlyhina@yahoo.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

قارئین کرام! فروری 2017ء کا شمارہ پیش خدمت ہے۔

گزشتہ چند سالوں سے پاکستان کو پانی کی کمی کا مسئلہ درپیش ہے۔ اس کی وجہ موسمی حالات کے ساتھ ساتھ بھارت کی آبی جارحیت بھی ہے۔ بھارت سندھ طاس معاہدے کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں دریائے جہلم اور چناب پر بند تعمیر کر کے پاکستان کے حصے میں آنے والے دریاؤں کا پانی روک رہا ہے۔ جس کے باعث پاکستان میں پانی کا بحران شدید ہوتا جا رہا ہے۔ کچھ عرصہ قبل بھارتی وزیراعظم نے سندھ طاس معاہدہ ختم کرنے اور پاکستان کا پانی روکنے کی دھمکی بھی دے دی تھی۔ بھارت کے ان عزائم کے پیش نظر پاکستان نے عالمی بینک کو بطور ثالث اپنا کردار ادا کرنے کا کہا ہے کہ عالمی بینک سندھ طاس معاہدے کا ضامن ہے۔ مگر افسوس کہ عالمی بینک اپنا موثر کردار ادا کرنے بجائے پاکستان اور بھارت کو باہمی مذاکرات کے ذریعے یہ مسئلہ حل کرنے پر زور دے رہا ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ پاکستان تو بھارت کو مذاکرات کی دعوت دے رہا ہے مگر بھارت مذاکرات سے گریزاں ہے اور سندھ طاس معاہدے کی مسلسل خلاف ورزی کر رہا ہے۔ بھارت کو معلوم ہے کہ عالمی بینک، اقوام متحدہ اور امریکہ سمیت دوسری عالمی طاقتیں اس کے ہر جارحانہ رویے پر خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ ہماری ناکام خارجہ پالیسی کے ساتھ ساتھ ان طاقتوں کے تجارتی اور علاقائی مفادات ہیں۔

پاکستان کو پانی کے بحران پر قابو پانے کے لئے ڈیموں کی تعمیر کے ساتھ ساتھ اقوام متحدہ اور دیگر عالمی فورمز پر سندھ طاس معاہدے کے حوالے سے بھارت کی اس آبی جارحیت پر بھرپور احتجاج کرنا چاہیے اور عالمی بینک تو کیا جانے کہ وہ بطور ضامن اپنا کردار ادا کرتے۔ امید ہے کہ حکومت اس مسئلے کو سنجیدگی سے لے کر ہنگامی اقدامات کرے گی کہ یہ ہماری اور ہماری آئندہ نسلوں کی بقاء کا مسئلہ ہے۔

اس شمارے میں:۔ ایک دن حنا کے ساتھ میں مہمان مصباح علی سید، مریم ماہ منیر اور رمشا احمد کے مکمل ناول، دُرِ ثمن اور غزالہ جلیل راؤ کے ناولٹ، ثناء کنول، ساریہ چوہدری، عرشیہ راجپوت اور سپاس گل کے افسانے، اُم مریم اور نایاب جیلانی کے سلسلے وار ناولوں کے علاوہ حنا کے سبھی مستقل سلسلے شامل ہیں۔

آپ کی آرا کا منتظر
سردار طاہر محمود

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

شب کو ظلمت میں ڈھالنے والے
دن کو سورج نکالنے والے

زندگی میں بھٹک نہیں سکتے
تیرا دامن سنبھالنے والے

تو یہ مالک ہے، تو ہی رازق ہے
ساری دنیا کو پالنے والے

رنج و غم سے نجات دے ہم کو
ہر مصیبت کو ٹالنے والے

تیرہ بختی کو روشنی دے دے
ہر سحر کو اجالنے والے

بحر ظلمات سے رہائی دے
رات سے دن نکالنے والے

تیرا مضطر تری پناہ میں ہے
بے کسوں کو سنبھالنے والے

مضطر بخاری

مرا قلم ہے کہاں، آپؐ کا خیال کہاں
لکھوں میں آپ کے بارے میری مجال کہاں

حضورؐ آپ سے پہلے جو آئے دھرتی پر
نبی تو سب تھے مگر آپؐ کی مثال کہاں

سوال کتنا بھی مشکل ہو خیر ملتی ہے
درِ حضورؐ پہ مشکل کوئی سوال کہاں

بلندیوں سے گرائے گا کون دنیا میں
غلام ہیں جو نبیؐ کے انہیں زوال کہاں

فلک کی وسعت قلبی سے پوچھنا ہے ابھی
ترا وجود کہاں، آمنہ کا لعل کہاں

پلک جھپکنے سے پہلے ملے خدا سے نبیؐ
مقام مکہ کہاں، دعوت وصال کہاں

قرآن لکھا گیا جن کی شان میں مضطر
میں شان ان کی لکھوں میری یہ مجال کہاں

مضطر بخاری

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سید اختر ناز

بوجھ اٹھاتے تھے

صحابہؓ کا یہ حال تھا کہ وہ بھی جن کے پاس کچھ نہ تھا خدا کی راہ میں کچھ نہ کچھ دینے کے لئے بے قرار رہتے تھے، چنانچہ جب یہ حکم ہوا کہ ہر مسلمان پر صدقہ دینا فرض ہے تو غریب و نادار صحابہؓ نے آ کر عرض کی۔

''اے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جس کے پاس نہ ہو وہ کیا کرے۔''

فرمایا۔

''وہ محنت مزدوری کر کے اپنے ہاتھ سے پیدا کرے، خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو بھی صدقہ دے۔'' انہوں نے پھر گزارش کی۔

''جس میں اس کی بھی طاقت نہ ہو وہ کیا کرے؟''

فرمایا کہ۔

''وہ مصیبت زدہ حاجت مند کی مدد کرے۔''

انہوں نے پھر دریافت کیا کہ۔

''اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو؟''

ارشاد ہوا۔

''وہ نیکی کا کام کرے اور برائی سے بچے، یہی اس کا صدقہ ہے۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان پر اثر تعلیمات کا صحابہؓ پر یہ اثر ہوا کہ وہ اس غرض کے لئے بازار جا کر بوجھ اٹھاتے تھے اور اس سے جو کچھ ملتا تھا، اس کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے تھے۔

بکری کا کھر کیوں نہ ہو

پڑوسیوں میں محبت کی ترقی اور تعلقات کی استواری کا بہترین ذریعہ آپس میں تحفے تحائف وغیرہ کا تبادلہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنی بیویوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے، اسی بنا پر ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے پوچھا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے دو پڑوسی ہیں تو ان میں سے کس کے پاس بھیجوں۔''

فرمایا۔

''جس کے گھر کا دروازہ تمہارے گھر سے زیادہ قریب ہو۔''

اس ہدیہ اور تحفہ کے لئے کسی بیش قیمت چیز کی ضرورت نہیں بلکہ کھانے پینے کی معمولی چیزیں بھی اس کے لئے کافی ہیں، کچھ نہ ہو سکے تو گوشت کا شوربہ ہی ہو، خواہ زیادہ پانی ڈال کر ہی کیوں نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

''اے مسلمان بیویو! تم میں سے کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے تحفے کو حقیر نہ سمجھے، اگرچہ بکری کا کھر کیوں نہ ہو۔''

دلنشین انداز

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت آسان اور دلنشین انداز میں لوگوں کو تعلیم دیتے تھے جو باتیں ضروری اور اہم ہوتی تھیں، انہیں آپ تین

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مرتبہ دہراتے تھے تاکہ ایک کند ذہن انسان بھی انہیں اچھی طرح سمجھ سکے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شخص کو اس کی صلاحیت اور عقل و مزاج کے مطابق تعلیم دیتے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلموں کو بار بار یہ ہدایت فرماتے تھے۔

"تم لوگوں سے ان کی عقل (ذہنیت) کے مطابق گفتگو کرلیا کرو۔

اس اصول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت آسان زبان میں مختصر گفتگو فرماتے تھے اور غیر متعلقہ باتوں کو درمیان میں نہیں لاتے تھے، البتہ سمجھانے کے لئے اگر تمثیلات کی ضرورت ہوتی تو ان سے بھی کام لیتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل میں اکثر جاہل اور عرب بدو آیا کرتے تھے، وہ اکثر آداب محفل کا لحاظ کیے بغیر ناشائستہ طور پر گفتگو کرتے تھے اور بے ڈھنگے سوال کرتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سوالات کو نہایت صبر و تحمل اور ٹھنڈے دل سے سنتے تھے، ان کے مزاج اور ذہنیت کے مطابق تسلی بخش جواب دیتے تھے جس سے وہ مطمئن ہو جاتے تھے۔

علم کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حد درجہ قدر کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات مقدسہ کی روشنی میں۔

"علم و حکمت مومن کی گم شدہ دولت ہے، جہاں سے مل جائے، اسے حاصل کرنی چاہیے کیونکہ مومن اس کا زیادہ حقدار ہے۔"

"اللہ تعالیٰ جس کسی کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اسے دین کا علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔"

"عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے تم میں سے ایک ادنیٰ مسلمان پر میری فضیلت ہو جو شخص لوگوں کو اچھی تعلیم دیتا ہے، اس پر اللہ، اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمین کی ساری مخلوق، یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں اور مچھلیاں سمندر میں دعائے خیر و برکت و رحمت کرتی ہیں۔"

الفاظ گن سکتا

تمام اکابر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا اسلوب تفہیم اور معجز طرز بیان عطا کیا گیا تھا جو کسی معلم و مصلح کو نصیب نہ ہوا، ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ نے عرض کیا۔

"ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ فصیح و بلیغ کسی کو نہیں دیکھا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اس میں کیا شک ہے، قرآن تو میری اپنی زبان میں نازل کیا گیا ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی فصاحت کی خود اس طرح تعبیر پیش کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش میں پیدا ہوئے اور بنو سعد میں پرورش پائی، اس سے مراد یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر دیہات کے جرأت آمیز انداز اور شہر کے لطافت بخش آثار موجود تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قریش میں پیدا ہونا اور بنو سعد میں نشو ونما پانا اس پہلو پر روشنی ڈالتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرب کے ہر قبیلہ و گروہ کو اپنے لہجے سے مخاطب کرنے کی قدرت پائی جاتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے دلکش انداز اور شستہ زبان میں کلام فرماتے کہ سننے والا خواہ کسی بھی دور دراز علاقے سے تعلق رکھتا ہو، خود بخود آپ کا گرویدہ ہو جاتا، حضرت عائشہؓ فرماتی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہیں۔

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیز گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رک رک کر صاف اور واضح کلام فرماتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب بیٹھا ہوا ہر شخص اس کی محظوظ کر لیتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح گفتگو فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص چاہتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بولے ہوئے الفاظ گن سکتا تھا۔''

مجلس بے حد سادہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس بے حد سادہ تھی، حاضرین میں اگرچہ ایسے با ادب حضرات ہوتے تھے کہ بغیر اجازت زبان نہیں کھولتے تھے اور مطلق جنبش نہیں کرتے تھے، ان کے بارے میں راویوں کے الفاظ یہ ہیں کہ سروں پر گویا چڑیاں بیٹھ جاتی تھیں کہ جنبش کی اور وہ اڑیں۔

مگر گنواروں (بدوؤں) کی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ آتے ہی پوچھتے۔

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟''

اور جب انہیں بتایا جاتا کہ ''وہ گورے رنگ والے جو ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔'' تو کہتے۔

''اے ابن عبدالمطلب! خفا مت ہونا، میں سختی سے سوال کروں گا۔'' اور عجیب عجیب سوال کرتے، مثلاً۔

''بتایئے میرے باپ کا نام کیا ہے؟ یا میرا اونٹ کھو گیا ہے، بتایئے کہاں ہے؟''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ سوالات صرف تزکیہ نفس کے متعلق کیے جائیں، لغو اور فضول سوالات کو پسند نہیں فرماتے تھے مگر ایسی باتوں کو برداشت ضرور کر لیتے تھے۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بگڑ کر اتنا کہا تھا۔

''پوچھتے جاؤ جو پوچھنا ہے، میں سب کا جواب دوں گا۔'' اور صحابہؓ نے محسوس کیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برہم ہیں۔

کوئی آداب مجلس سے ناواقف دوران تقریر یا دوسرے کا جواب دیتے میں سوال کرتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقریر جاری رکھتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک وقت میں ایک شخص گفتگو کر سکتا تھا۔

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقریر کر رہے تھے کہ ایک بدو آیا اور آتے ہی بولا۔

''قیامت کب آئے گی؟''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقریر کرتے رہے، تقریر سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا۔

''قیامت کے بارے میں کس نے سوال کیا تھا؟''

بدو نے کہا۔

''میں نے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا۔

''قیامت جب آئے گی جب لوگ امانت ضائع کرنے لگیں گے۔''

بدو نے پوچھا۔

''امانت کیونکر ضائع ہو گی؟''

فرمایا۔

''جب کام نااہلوں کے ہاتھ میں پہنچ جائے گا۔''

یہی بدو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے بیٹھے تمیز سیکھ جاتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں نام و نسب یا دولت و ثروت کی وجہ سے کسی کو امتیاز نہیں دیا جاتا تھا، کچھ ایسا برتاؤ ہوتا تھا کہ ایک شخص بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ محسوس نہیں کرتا تھا کہ مجھے دوسروں کی نسبت کم عزت دی گئی ہے۔

وضع داری

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوڑھوں کا احترام فرماتے، فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے ضعیف العمر والد کو (جو بینائی سے بھی محروم ہو چکے تھے) بیعت اسلام کے لئے آپ کی خدمت میں لائے۔

فرمایا۔

''انہیں کیوں تکلیف دی، میں خود ان کے پاس چلا جاتا۔''

وضع داری اس قدر تھی کہ مدینہ کی ایک عورت جس کی عقل میں کچھ فتور تھا، آتی ہے اور کہتی ہے۔

''مجھے کچھ کہنا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے فرماتے ہیں۔

''تم چلو کسی کوچے میں انتظار کرو، میں ابھی آتا ہوں۔'' چنانچہ اس کی بات جا کر سنی اور اس کا کام کر کے دیا۔

نام نہ لیتے تھے

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ''کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی شخص نے کوئی بات چپکے سے کہنے کے لئے اپنا منہ کان مبارک سے لگایا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آدمی کے سر اٹھانے سے پہلے اپنا سر اقدس ہٹا لیا ہو اور نہ کبھی ایسا ہوا کہ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کیا ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ہاتھ کھینچنے سے پہلے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی اور آدمیوں کے سامنے پاؤں نہیں پھیلاتے تھے جس کسی سے ملتے تھے، پہلے خود سلام کرتے تھے اور خود مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے تھے، جب کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تعظیم کرتے تھے اور اکثر اس کے لئے اپنی چادر بچھا دیتے تھے اور اسے اپنی نشست پر بٹھا لیتے تھے اور اگر وہ اس پر بیٹھنے سے انکار کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصرار فرماتے اور اسے اسی پر بیٹھنے کے لئے مجبور کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعظیماً واحتراماً اپنے اصحاب کا نام نہ لیتے تھے بلکہ ان کو کسی کنیت سے خطاب فرماتے اور ان کو نہایت محبت آمیز اور پسندیدہ ناموں سے یاد کرتے تھے، البتہ اگر کوئی شخص نازیبا بات کہتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا تو اسے منع فرماتے یا اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تاکہ وہ خود ہی رک جائے۔

جیسے بادل کی ٹھنڈک

تمکین و وقار ایسا کہ کبھی قہقہہ نہ مارتے، صرف تبسم فرماتے، اکثر سکوت میں رہتے اور صرف ضرورت کے وقت بات کرتے تھے، بات کا آغاز کرتے یا بات ختم کرتے وقت ہی منہ کھولتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام چھوٹے چھوٹے فقروں پر مشتمل ہوتا تھا جو واضح اور فیصلہ کن اسلوب کا رنگ لئے ہوئے ہوتے تھے، ان میں نہ تو فالتو بات ہوتی اور نہ کسی کمی یا کوتاہی کا احساس ہوتا، نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت طبیعت تھے اور نہ ناقص مزاج، چھوٹی چھوٹی نعمت خداوندی کی بھی قدر کرتے تھے اور کسی بھی نعمت کو برا نہ کہتے تھے، البتہ کھانے پینے کی چیز کی نہ تو اچھائی بیان کرتے اور نہ برائی، نیا اور اس کی باتوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کبھی غصہ نہ آیا مگر جب حق وصداقت پر حرف آنے لگے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غیض وغضب کو کوئی نہیں روک سکتا تھا، جب تک حق کا بدلہ نہ لے لیتے، چین سے نہ بیٹھتے تھے، اپنی ذات کے لئے نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوتے تھے اور نہ لڑتے جھگڑتے تھے، جب ناراض ہوتے تو منہ دوسری طرف پھیر لیتے، جب خاموشی کا اظہار مقصود ہوتا تو آنکھیں موند لیتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہنسنے کی انتہائی حد ایک مسکراہٹ تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکراتے ہوئے یوں لگتے تھے جیسے بادل کی ٹھنڈک ہوتی ہے۔

موقع محل کی مناسبت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی بات کو موثر بنانے میں افصح العرب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی نظیر نہیں ملتی، ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کے بعد صحابہ کرامؓ کو دنیا کی بے ثباتی اور قرب قیامت کے بارے میں وعظ فرمایا، تقریر کرتے کرتے جب نگاہ نبوت نے ڈوبتے ہوئے سورج کو ملاحظہ فرمایا تو فوراً ارشاد ہوا۔

''دنیا کی گزشتہ عمر کے مقابلے میں اس عمر کا حصہ اتنا ہی باقی رہ گیا ہے، جتنا آج کے دن کے گزشتہ وقت کے مقابلے میں اب غروب آفتاب کے وقت میں یہ وقفہ رہ گیا۔''

شاہی لباس

ایک مرتبہ ایک صحابیؓ ایک شاہی لباس لے کر آئے، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرب کے مختلف حصوں سے وفور حاضر ہوا کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے عرض کی۔

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ یہ شاہی عبا خرید لیں تاکہ جب دوسرے شہروں یا ملکوں سے وفور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو پہن لیا کریں یا جمعہ کے دن جو گویا مسلمانوں کے دربار عام کا دن ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو پہن لیں۔''

اس وقت حضرت عمرؓ کی نظر اسلام کے لئے اس ظاہری جاہ وجلال اور تزک واحتشام پر گئی جس کے شاہان وقت عادی تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ناپسند فرمایا کہ مسلمانوں کا پیشوا شاہانہ جاہ وجلال کے اظہار کے لئے مبعوث نہیں ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''جو شخص اس کو پہنتا ہے، آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہے۔''

کوئی امتیازی سلوک

جنگ بدر میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کے سگے بھائی ابوعزیر بن عمیر کو ایک انصاری پکڑ کر باندھ رہا تھا، حضرت مصعب بن عمیرؓ نے دیکھا تو پکار کر کہا۔

''ذرا مضبوط باندھنا، اس کی ماں بڑی مالدار ہے، اس کی رہائی کے لئے تمہیں بہت سا فدیہ دے گی۔''

ابوعزیر نے کہا۔

''تم میرے بھائی ہو کر یہ بات کہہ رہے ہو؟''

حضرت مصعبؓ نے جواب دیا۔

''اس وقت تم میرے بھائی نہیں ہو بلکہ یہ انصاری میرا بھائی ہے جو تمہیں گرفتار کر رہا ہے۔''

اسی جنگ بدر میں خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ابوالعاص گرفتار ہو کر آئے اور ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دامادی کی بنا پر قطعاً کوئی امتیازی سلوک نہ کیا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

گیا۔

مزدور کی طرح

صحابہؓ جب سب مل کر کوئی کام کرتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ان کے ساتھ شریک ہو جاتے اور معمولی مزدور کی طرح کام انجام دیتے، مدینہ میں آکر سب سے پہلا کام مسجد نبویؐ کی تعمیر تھی، اس مسجد اقدس کی تعمیر میں دیگر صحابہ کی طرح خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شریک تھے اور خود اپنے دست مبارک سے اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے، صحابہؓ عرض کرتے تھے۔

''ہماری جانیں قربان، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں زحمت فرماتے ہیں۔''

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے فرض سے باز نہ آئے، غزوہ احزاب کے موقع پر بھی جب تمام صحابہؓ مدینہ کے چاروں طرف خندق کھود رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایک ادنیٰ مزدور کی طرح کام کر رہے تھے، یہاں تک کہ شکم مبارک پر مٹی اور خاک کی تہہ جم گئی تھی۔

تعظیمی الفاظ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے متعلق جائز تعظیمی الفاظ بھی نہیں پسند فرماتے تھے، ایک بار ایک شخص نے ان الفاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کیا۔

''اے ہمارے آقا اور ہمارے آقا کے فرزند! اور اے ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے فرزند!''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''لوگو! پرہیز گاری اختیار کرو، شیطان تمہیں گرا نہ دے، میں عبداللہ کا بیٹا محمدؐ ہوں، خدا کا بندہ اور اس کا رسول، مجھ کو خدا نے جو مرتبہ بخشا میں پسند نہیں کرتا کہ تم کو مجھے اس سے زیادہ بڑھاؤ''

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا خیر البریہ (یعنی اے بہترین خلق) کہہ کر مخاطب کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''وہ ابراہیم علیہ السلام تھے۔''

دودھ دوہ دیا کرتے

خبابؓ بن ارت ایک صحابی تھے، ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کسی غزوہ پر بھیجا، خبابؓ کے گھر میں کوئی مرد نہ تھا اور عورتوں کو دودھ دوہنا نہیں آتا تھا، اس بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر روز ان کے گھر جاتے اور دودھ دوہ دیا کرتے۔

ہم ایسی قوم ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر چھنے آٹے کی روٹی پسند فرماتے تھے، زیادہ پتلی اور میدے کی چپاتی پسند نہ فرماتے تھے، بہت زیادہ گرم کھانا جس میں بھاپ نکلتی ہو نہ کھاتے تھے بلکہ ٹھنڈا ہونے کا انتظار فرماتے، گرم کھانے کے بارے میں کبھی فرماتے کہ ''خدا نے ہم کو آگ نہیں کھلائی......'' اور کبھی ارشاد فرماتے۔

''گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔''

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

قصہ درخت تلے دبے انسان کا

ابن انشاء

آج ہم میاں بیوی مچھر خان کے شایان شان استقبال کے لئے بیٹھے تھے، دروازے پر چلمن، نیچے چارپائی، چارپائی پر مچھر دانی تنی ہوئی، گلوب کی کوائل یعنی جلیبی سلگتی ہوئی ایک ہاتھ میں ڈی ڈی کی پچکاری، دوسرے میں عصائے تنبیہہ الغافلین یعنی ڈنڈا، باہر ہم نے ہر کاروں کی ڈاک بھی بٹھا دی تھی کہ جونہی غنیم آئے نقارے پر چوب لگا دیں، گھر والے بھی توپوں اور منجنیقوں سے لیس کھڑے تھے، ہم نے پنجابی فلم کے ولن کی طرح منہ پر الٹا ہاتھ رکھ کر بکرا بلایا، یعنی اب آئے کوئی مائی کا لال آتا ہے یکا یک کہیں سے آواز آئی۔

''یہ کیا بدتمیزی ہے؟''

ہم نے کہا۔

''کون ہے؟ کہاں ہے؟ ہینڈز اپ۔''

مچھر خان کا مانوس قہقہہ سنائی دیا بولا۔

''اب یہ ناٹک ختم بھی کیجئے، کوائل بجھایئے، اس کی بو مجھے پسند نہیں۔''

ہم نے کہا۔

''مچھر خان! تم ہو یا تمہاری روح بول رہی ہے؟''

جواب ملا۔

''فی الحال تو میں ہی بول رہا ہوں، اتنی دیر سے اس پچکاری کی پھننگ پر بیٹھا آپ کی تیاریاں دیکھ رہا تھا، اچھا اب ہوش کی دوا کیجئے، مچھر دانی کا نقاب اٹھایئے اور کہانی سماعت فرمایئے۔''

ہم نے مری ہوئی آواز سے کہا۔

''کون سی کہانی، کل والی؟''

بولا۔

''جی ہاں کل والی، اس شخص کی جو سیکریٹریٹ کے احاطے میں جامن کے درخت تلے دب گیا تھا اور فائل ایک محکمے سے دوسرے میں جا رہی تھی کہ ''اس درخت کو کون ہٹوائے''۔''

''ہاں یاد آ گیا۔'' ہم نے کہا۔

''محکمہ تجارت نے کیس محکمہ زراعت کو بھیجا، زراعت والوں نے محکمہ باغبانی یعنی ہارٹی کلچرل والوں کو بھیجا کیونکہ جامن پھل دار درخت تھا، انہوں نے صادنہ کیا تو آدمی کو دھڑ سے کاٹنے اور پلاسٹک سرجری سے جوڑنے کی تجویز ہوئی، یہ اس ضدی آدمی نے منظور نہ کی، اب آگے چل......''

''سنیے۔'' مچھر خان نے سلسلہ کلام کو جوڑا۔

''رات کو مالی نے دبے ہوئے آدمی کے منہ میں کھچڑی کے لقمے ڈالتے ہوئے اسے بتایا۔''

''اب معاملہ اوپر چلا گیا ہے، کل سیکریٹریٹ کے سارے سیکریٹریوں کی میٹنگ ہو گی، اس میں تمہارا کیس رکھا جائے گا، امید ہے کام ٹھیک ہو جائے گا۔''

دبا ہوا آدمی ایک آہ بھر کر بولا۔

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

مالی نے حیرت سے کہا۔

''کیا تم شاعر ہو؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دبے ہوئے آدمی نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔

دوسرے دن مالی نے چپراسی کو بتایا، چپراسی نے کلرک کو، کلرک نے ہیڈ کلرک کو، تھوڑے ہی عرصے میں سیکریٹریٹ میں خبر پھیل گئی کہ دبا ہوا آدمی شاعر ہے، بس پھر کیا تھا، لوگ شاعر کو دیکھنے آنے لگے، شام تک محلے محلے سے شاعر جمع ہونا شروع ہو گئے اور دبے ہوئے آدمی کے گرد مشاعرہ برپا ہو گیا، کچھ شاعر اسے اپنی غزلیں اور نظمیں سنانے لگے، کئی کلرک اس سے اپنی غزلوں پر اصلاح کے لئے مصر ہونے لگے۔

ہم نے کہا۔

''میاں پھجر خان! دیکھا، آخر ادیب کے کام ادیب ہی آتا ہے، ہزار کوس سے آتے ہیں غم گسار چلے، اچھا تو ان لوگوں نے مل ملا کر اس غریب کو بوجھ تلے سے نکالا، شاباش۔''

بولا۔

''آپ کہانی سنیے! جب یہ پتا چلا کہ دبا ہوا آدمی شاعر ہے تو سیکریٹریٹ کو سب کمیٹی نے فیصلہ دیا کہ اس فائل کا تعلق نہ ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ سے ہے، نہ ہارٹی کلچرل ڈیپارٹمنٹ سے، بلکہ صرف کلچرل ڈیپارٹمنٹ سے ہے، لہٰذا کلچرل ڈیپارٹمنٹ سے استدعا کی گئی ہے کہ شاعر کلو اس شجر سایہ دار سے رہائی دلائی جائے۔''

فائل کلچرل ڈیپارٹمنٹ کے مختلف شعبوں سے گزرتی ہوئی ادبی اکیڈمی کے سیکریٹری کے پاس پہنچی، وہ بے چارا فوراً اپنی گاڑی میں سوار سیکریٹریٹ پہنچا اور دبے ہوئے آدمی سے انٹرویو لینے لگا۔

''تم شاعر ہو؟'' اس نے پوچھا۔

''جی ہاں!''

''کیا تخلص کرتے ہو؟''

''اوس۔''

''اوس!'' سیکریٹری زور سے چیخا۔

''وہی اوس جس کا گراں قدر مجموعہ ''اوس کے پھول'' حال میں شائع ہوا ہے۔'' دبے ہوئے آدمی نے اثبات میں سر ہلایا۔

''کیا تم ہماری اکیڈمی کے ممبر ہو؟''

''نہیں۔''

''حیرت ہے کہ تم ہماری اکیڈمی کے ممبر نہیں، اف اتنا بڑا شاعر گوشہ گمنامی میں دبا پڑا ہے۔'' سیکریٹری نے کہا۔

''گوشہ گمنامی میں نہیں، درخت کے نیچے دبا ہوں، براہ کرم مجھے نکالیے۔''

''ابھی بندوبست کرتا ہوں۔'' سیکریٹری بولا اور اپنے محکمہ کو رپورٹ کی۔

دوسرے دن سیکریٹری بھاگا بھاگا شاعر کے پاس آیا۔

''مبارک ہو، مٹھائی کھلاؤ، ہماری سرکاری اکیڈمی نے تمہیں اپنی مرکزی کمیٹی کا ممبر چن لیا ہے، یہ رہا پروانہ انتخاب۔''

''مگر مجھے اس درخت کے نیچے سے تو نکالو۔'' دبے آدمی نے کراہ کر کہا۔

''یہ ہم نہیں کر سکتے، جو کر سکتے تھے کر دیا، تم مر جاؤ تو البتہ تمہارا یوم وغیرہ منایا جا سکتا ہے۔''

''میں ابھی زندہ ہوں۔'' شاعر رک رک کر بولا۔

''مجھے زندہ رکھو۔''

''مصیبت یہ ہے۔'' سرکاری ادبی اکیڈمی کا سیکریٹری بولا۔

''درخت کاٹنے کا معاملہ قلم دوات سے نہیں، آری کلہاڑی سے متعلق ہے، اس لئے فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کو لکھ دیا ہے اور ارجنٹ لکھا ہے۔''

شام کو مالی نے آ کر دبے ہوئے آدمی کو

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بتایا۔
''کل فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کے آدمی آکر اس درخت کو کاٹ دیں گے، تمہاری جان بچ جائے گی۔''
مالی بہت خوش تھا، دبے ہوئے آدمی کی صحت جواب دے رہی تھی لیکن وہ اپنی زندگی کے لئے لڑے جارہا تھا۔
''دوسرے دن فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کے آدمی آری کلہاڑی لے کر پہنچے تو ان کو درخت کاٹنے سے روک دیا گیا، معلوم ہوا محکمہ خارجہ سے حکم آیا ہے اس درخت کو نہ کاٹا جائے وجہ یہ تھی کہ اس درخت کو دس سال پہلے حکومت پی ٹونیا کے وزیراعظم نے سیکریٹریٹ کے لان میں لگایا تھا، اب اگر یہ درخت کاٹا گیا تو شدید اندیشہ ہے کہ حکومت پی ٹونیا سے ہمارے تعلقات ہمیشہ کے لئے بگڑ جائیں گے۔''
''مگر ایک آدمی کی جان کا سوال ہے؟'' ایک کلرک غصے سے چلایا۔
''دوسری طرف دو حکومتوں کے تعلقات کا سوال ہے۔'' دوسرے کلرک نے پہلے کو سمجھایا۔
''اور یہ بھی تو دیکھو کہ حکومت پی ٹونیا ہماری حکومت کو کتنی امداد دیتی ہے۔''
لیکن معاملہ چونکہ فائل پہ تھا، امید باقی تھی، انڈر سیکریٹری نے سپرنٹنڈنٹ کو بتایا، آج صبح وزیراعظم دورے سے واپس آگئے ہیں، آج چار بجے محکمہ خارجہ اس درخت کی فائل ان کے سامنے پیش کرے گا، جو فیصلہ وہ دیں گے، وہ سب کو منظور ہوگا۔
شام کو پانچ بجے سپرنٹنڈنٹ خود شاعر کے پاس آیا اور فائل خوشی سے لہرا کر کہا۔
''سنتے ہو، وزیراعظم نے اس درخت کو کاٹنے کا حکم دے دیا، اس واقعے کی ساری بین الاقوامی ذمہ داری اپنے سر لے لی ہے، کل یہ درخت کاٹ دیا جائے گا۔''
شاعر خاموش رہا۔
''ارے سنتے ہو؟'' سپرنٹنڈنٹ نے شاعر کا بازو ہلا کر کہا، مگر شاعر کا ہاتھ سرد تھا، اس کی زندگی کا درخت کٹ کر گر چکا تھا، اس کی فائل مکمل ہو چکی تھی۔
''یہ کس کی کہانی ہے؟'' ہم نے کہا۔
''کرشن چندر کی۔''
''کرشن چندر کون؟ نام سے تو ہندو معلوم ہوتا ہے؟''
''جی ہاں۔''
''تو پھر انڈیا میں رہتا ہوگا؟''
''ہاں انڈیا میں رہتا ہے۔''
''ہاں تو انڈیا میں ایسا ہی ہوتا ہوگا میاں مچھر خان۔'' ہم نے کہا۔
''اس ملک میں بڑی بے انتظامی ہے۔''
''اور آپ کے ملک میں نہیں ہے؟'' مچھر خان نے طنز میں بجھے لہجے میں کہا۔
''جناب یہ فائل کا درخت جامن کے درخت سے زیادہ بھاری ہوتا ہے، یہاں بھی فائلیں دفتروں میں گھومتی رہتی ہیں، عدالتوں میں مقدموں کی تاریخیں پڑتی رہتی ہیں اور لوگ......''
''بہرحال یہ کہانی تو انڈیا کی ہے۔'' ہم نے کہا۔
''کسی نے اسمگل کی ہوگی، ہم اسمگلنگ کے مال کو ہاتھ نہیں لگاتے، ہم اس کہانی سے سبق کیوں لیں، ہم بڑے محب وطن آدمی ہیں۔''

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

مصباح علی سید

السلام علیکم! زندگی بخیر پیارے حنا اینڈ ڈیئر قارئین۔

زندگی بخیر تو میں خیر اس لئے کہہ رہی ہوں کہ مجھ جیسی رائٹر کو پڑھنے کے بعد قاری کے لئے زندگی کی دعا مانگنا از حد ضروری ہے، کیونکہ یہ پڑھ کر انہیں شبہ ہونے لگتا ہوگا، ارے ابھی بھی ہم زندہ ہیں، یعنی کہ مصباح بی بی کی تحریر پڑھنے کے بعد بھی ہمارے ہوش و حواس قائم ہیں، پاگل ہو کر منہ نہیں نوچ رہے، ارے واقعی زندہ ہیں، جھرجھری کے ساتھ شکر بجا لاتے پوری آنکھیں کھل جاتیں ہونگیں اور ایک عدد للڈی بھی، چلو جی پھر جیو ہزاروں سال۔

تو جناب بات ہو رہی ہے ایک دن حنا کے ساتھ کی جو کہ بہت ہی پیاری بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا نماڑی فوزیہ شفیق معصوم سی آواز کی مالک کے پیار بھرے اسرار پر لکھنے کا ارادہ کیا اور دل میں سوچا۔

''ارے یہ کیا کہہ دیا، بھلا میرا منہ اور مسور کی دال، مگر دال مسور کی میرے منہ پر فٹ نہیں آتی، مسور بدل کر چنے کی کر لیتے ہیں۔''

تو جناب آپ کا دن برباد کرنے کے لئے میں پورا دن آپ کے ساتھ گزارنے کے لئے سر کے بل حاضر ہوں۔

ڈیئر حنا کے ساتھ ایک دن گزارنا ایسے ہی ہے بنا سوال کے جواب تحریر کرو، ایک چھوٹا سا واقعہ دماغ میں کلبلا گیا۔

اس سال نویں جماعت کے پیپروں میں ایک بچے کے نمبر 75 میں سے 76 آ گئے، لو بتاؤ جی، ہم جماعتوں کو تو جانے کیسے ہضم ہوا کہ نہیں بلکہ شریکوں کو اپھارہ ہو گیا اور بورڈ پر چڑھائی کر دی بچے اور پیپر چیکر کی پیشی ہوئی، اب وہاں جانے کیا سوال و جواب ہوئے اور کیا طے پایا مگر میرے نزدیک تو یہ ہوا ہوگا، معصوم استاد مودبانہ عرض کر رہا ہوگا۔

''جناب نمبر تو ہم نے 75 میں سے 74 ہی دیئے تھے مگر بچہ بہت جینئس ہے اس سوال کا جواب بھی دے دیا جو ہم نے پوچھا بھی نہ تھا۔''

یہی معاملہ ہمارے ساتھ ہے بنا سوال نامے کے بیٹھ گئے جواب دینے اضافی نمبر تو بنتے ہیں ناں۔

ہاں تو قارئین سب سے پہلے تو صبح ہوتے ہی اللہ کا صد شکر کرتی ہوں کہ صبح ہو گئی، قسم سے موت سے بہت ڈر لگتا ہے، سمجھا کریں ناں گناہوں کا بھرا ٹوکرا جو اٹھائے پھر رہے ہیں، بے شک کہ میں کسی صورت اپنے گناہ، غلطی کا اعتراف نہیں کرتی، ظاہر ہے بندہ ہوں غلطی ہو جاتی ہے اور بندہ بھی ''سوڈھیئوں کا اک ڈھیٹ'' یہ خطاب میری نانی باکثرت مجھے عطا کرتیں تھیں۔

ہاں تو بات ہو رہی تھی اٹھنے کی تو موذن کی خوش الحانی سن کر نماز ضرور پڑھتی ہوں، اب یہ قطعاً نہ سمجھئے گا کہ بہت نیک بی بی ہوں، اس قسم کے دورے مجھے باکثرت پڑتے ہیں، کبھی کبھی تو شدت اس قدر آ جاتی ہے کہ تہجد و اشراق بھی چھانے لگتی ہے، میری بڑی پھپھو جو کہ مجھ سے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بے حد متاثر تھیں اکثر میری امی سے کہتی۔
"بھابھی آپ کی یہ بیٹی تو بہت ہی نیک ہے۔" اور میری اماں جواب دیتیں۔
"ہاں مجھے لگتا ہے آج کل اس نے کوئی دینی کتاب پڑھ لی، اس کا مطالعہ کچھ زیادہ ہی چڑھ گیا۔" میری اماں ہونے کے باوجود ہمیشہ میرے بارے میں تجزیہ کرنے میں ناکام ہی رہیں، ارے کوئی مجھ سے تو پوچھے۔
"بی بی کون سی کتاب پڑھ لی؟"
تو یقین کریں کوئی خاص کتاب نہیں پڑھی بلکہ باتھ روم میں ایک عدد محترمہ چھپکلی دیکھ لی تھی، میں نے جتنا انسان کو باتھ روم میں بے بس ہوتے دیکھا ہے بس اس سے تھوڑا زیادہ ہی قبر میں ہوتا ہوگا اور وہ بھی اس وقت جب اندر سے چٹخنی چڑھا چکے ہوں اور عزت ماب چھپکلی صاحبہ اس کے عین اوپر براجمان ہو جائیں، اب کیا منظر کشی کروں، ہاتھ پاؤں جوڑ کر اس کے آگے فریاد کی، خدا کے واسطے یہاں کرتب مت دکھانا، میں اس سے ڈر رہی تھی اور وہ مجھ سے، میری دھڑکن اس سے تیز اس کی مجھ سے، اب بتائیں ایسے میں بھی قبر یاد نہ آئے، یہاں سے تو نکلنے میں پھر کچھ امید تھی مگر منوں مٹی سے مجھ جیسی چیز نکالنے کی کم از کم کوئی کوشش نہیں کرے گا، تو اس سے بہتر ہے بندہ کچھ اللہ سے دوستی گاڑھ لے۔

فجر سے فارغ ہو کر جی تو شدت سے چاہتا ہے نکلتے سورج کو زور سے ڈپٹوں کہ پھر چھپ جائے ایک ہی وضو میں عشاء بھی فارغ کرلوں، مگر نہیں جناب، صبر شکر کر کے اٹھ جاتی ہوں۔
پھر وہی خواتین کا من پسند مشغلہ سامع کو دیکھ کر غائب کی چغلیاں کرتے ادھر کی چیزیں اٹھا ادھر رکھ، ادھر کی اٹھا ادھر، لو بھلا بیچاری جدھر دھری ہیں وہاں ہی رہنے دو اور سردیوں میں تو مجھ پر اتنی سستی کا عالم ہوتا ہے کہ چیزیں تو کیا اٹھاتی جی پکارتا ہے کوئی مجھے ہی اٹھا کر یہاں سے وہاں رکھ دے، کمرے کے پٹ کھولنے کی دیر ہے ایسے ہولناک میرے ہوٹر بجتے ہیں سارے گھر کو پتا چل جاتا ہے مصباح بی بی اٹھ گئیں، مبالغہ آرائی صاف کم از کم پچاس چھینکیں تو آتی ہیں ہی ہونگیں ہر چھینک پہلی سے آواز میں سبقت لے جانے کی کرتی ہے، سچ بہت سردی لگتی ہے مجھے، پھر تیز چائے سے کچھ حرارت بحال کرتی ہوں اور اگر اس حرارت سے چڑھ جائے میرے دماغ کو گرمی۔
آئے ہائے ہائے، کوئی چیز ہاتھوں سے بچنے نہیں پاتی، وہ مار دھاڑ کر کے کپڑوں کی دھلائی، فرش کی، ارے کیا نیا فرش ڈلوا رہے ہو؟ پڑوسیوں کی آواز، گھر والے بولے نہیں۔
اچھا قدرے تحیر بھرا لہجہ آوازیں تو رگڑائی کی آرہی ہیں۔
اگر اتنا جوش و جذبہ نکال کر بھی دماغ کی گرمی نیچے نہ آنے پائے تو شامت آجاتی ہے کاغذوں کی، حرف حرف چیختا چلاتا ہے، رونے کے لئے کندھے تلاش کرتا ہے، کہ اس بی بی سے جان چھڑا دو یا پھر دماغ پر پانی کی پٹیاں رکھو۔
میں چونکہ دوسری منزل پہ رہنا پسند کرتی ہوں ایسے میں اگر نیچے سے آواز آجائے تو کیا گن سے گولی نکلتی ہوگی جتنی تیز میں سیڑھیاں پھلانگتی جاتی ہوں، ایک جمپ میں دو دو، سارا لکھنے لکھانے کا بخار اتر جاتا ہے، مکمل ہوش کے ساتھ افاقہ۔
سورج آسمان کے وسعت کی جانب اور پھر وہی دوپہر کے کھانے کا کھڑاک، ایک تو ہم پاکستانی کھاتے بہت ہیں، جیسے ہی وقت ملا کچھ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پکا کر کھا لیا، خوشی ہوئی تب کھا لیا، موسم اچھا تب کھا لیا اور تو اور جب کوئی مر گیا تب بھی کھانے کی فکر، بھلے بھوک ہو نہ ہو، دل متلائے، پیٹ پھٹنے کو تیار مگر کھانا وہی تین وقت ہے، کھانے کی تو خیر میں بھی بہت شیدائی ہوں، تین کے بجائے تیرہ وقت کھلا دو مگر کھانے کے بعد گندے برتنوں کا طوفان بدتمیزی ہوتا ہے اف، اگر مجھے ایک دن کی حکومت ملے تو یقیناً پالیسی بناؤں گی جو کھائے اپنے برتن بھی دھوئے، اگر نہیں تو بلا سے ہاتھوں میں ڈال کر کھاؤ یا جھولی، پلے میں، نہیں تو جھوٹھے برتن اٹھا کر کھانے والے کے منہ پر مارو، لو یہ بھی کھا لو۔

ارے کچھ زیادہ نہیں ہو گیا، پر کیا کروں دل کی آواز ہے۔

کھانے کے بعد جی قیلولہ کو جی چاہتا ہے اور میرے جی کے کیا کہنے، وہ چاہتا ہے سارا دن قیلولہ ہی چلے، مگر کیا کریں جلد ہی دل بدتمیز کو قابو کر کے لفظوں کی جگالی شروع کر دیتی ہوں، کتاب، رسالہ کاغذ اخبار سب کے کڑاکے نکال کر طبیعت صاف کر دیتی ہوں، ساتھ ساتھ چائے کے باغات کو اجاڑنے جیسا پنگا، میرا اضافی شوق ہے، پھر جناب وہی کچن کے ساز و سامان سے ریسلنگ کرنے کا وقت ہو جاتا ہے اور پھر اس کے نتیجے میں بننے والی ڈلیش کو دانتوں میں چبا چبا کر بدلہ لیتی ہوں اور اگر اس دوران کسی کا فون آ جائے تو دوہرا مزہ، ڈش کے ساتھ اضافی ڈش، کالر کے کان بھی کھا لو، میری آپی مجھے بار ہا ٹوکتی ہیں۔

''کھانا کھاتے ہوئے فون مت سنا کر، مجھے ڈر ہی رہتا ہے کسی دن اپنی زبان کھا جائے گی، سچ سے گونگی ہو کر بھی تمہاری زبان نچلی تو رہے گی نہیں اور نہ سمجھ آنے والی بولی ہمارے کانوں کے ساتھ دماغ بھی کھا جائے گی۔''

لو بتاؤ بھلا یہ ہے عزت ایک مصنفہ کی، یہ بھی خوب کہی، کوئی مجھے مصنفہ مانے یا نہ مانے بلکہ یہ کہنا چاہیے کوئی مانتا ہی نہیں مگر میں تسبیح کی طرح دن میں کم از کم دس بار آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر یاد دہانی کرتی ہوں۔

''میں ایک بہترین مصنفہ ہوں۔''

بھئی اب کوئی دوسرا نہیں مانتا کیا ہوا مگر میرا عکس تو تواتر قوال سازوں کی طرح گردن جھلا جلا کر اقرار کرتا ہے۔

''ہاں ہاں فکر نہ کرو مصباح، کوئی مانے نہ مانے، قدم بڑھاؤ میں تیرے ساتھ ہوں۔''

اچھا جناب پھر رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے اور کتوں کی آوازیں پھیلنے لگتی ہیں، ایک تو یہ کتے بھی حقیقتاً کتے ہی ہوتے ہیں۔

رات کے اندھیرے میں زیادہ ہی شوخے ہو جاتے ہیں آوازیں بدل بدل کر بھونکتے ہیں اور میرا کمزور سا دل اچھل اچھل کر منہ میں آ جاتا ہے اور میں اپنا منہ رضائی میں دبا لیتی ہوں، تو اس لئے اللہ حافظ۔

آپ بھی اپنے گھر جائیے رضائی میں منہ چھپائیے، ارے ارے بے حد شکریہ تو وصولتے جائیں اپنا قیمتی وقت ضائع کر کے اپنا بہترین دماغ مجھے کھانے کے لئے پیش کیا، خوش رہیں ہنس ہنس کر سر کھجاتے رہیں۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اُم مریم

تیرویں قسط کا خلاصہ

غانیہ کے ہاں بیٹی کی پیدائش پر منیب کا رویہ عجیب سا تھا نہ خوشی نہ غمی، فضہ، غانیہ کی بہن اپنے بیٹے کے لئے غانیہ کی بیٹی حرم کا رشتہ مانگتی ہے جسے منیب ریجیکٹ کر دیتا ہے، غانیہ کے احتجاج کرنے پر وہ اسے طلاق کی دھمکی دیتا ہے اور پھر اگلے ہی دن اپنی بیٹی کا رشتہ اپنے بڑے بھائی کے بیٹے اویس سے طے کر دیتا ہے، غانیہ ایک بار پھر احتجاج کرتی ہے تو منیب کسی کمزور لمحے کی زد میں آ کر وعدہ کر لیتا ہے کہ اگر اویس کسی قابل نہ بنا تو وہ اس رشتے کو ختم کر دے گا، غانیہ یہ بات سن کر اطمینان کا سانس لیتی ہے۔

خولہ کو ہجر کا دکھ کسی پل سکون نہیں لینے دیتا، وہ دوبارہ پاکستان آتی ہے ایک دن سلمان کی بڑی بہن سے ملنے پہنچ جاتی ہے جہاں وہ اسے دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے کہ ایک نادانی نے پھولوں جیسی لڑکی کا کیا حال کر دیا ہے کہ وہ عجیب سی دیوانی نظر آنے لگی تھی۔

خود سلمان کی بیٹی اس سے اپنی والدہ کے بارے میں پوچھتی ہے کہ کیا اس کی مما مر گئیں ہیں۔

چودھویں قسط

اب آپ آگے پڑھیے

Downloaded From
Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یکا یک گاڑی ایک زوردار دھچکے سے رکی تو اس کی آنکھ کھل گئی، پتا نہیں کب اس کی بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ گئی تھی، اس نے جمائی لیتے ہوئے کھڑکی کا پٹ اوپر چڑھا کر باہر جھانکا، کوئی چھوٹا موٹا سا قصباتی اسٹیشن تھا، ٹمٹماتے ہوئے روشنی کے اک مدھم قمقمے کے علاوہ سارا اسٹیشن تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، اس ڈبے سے ذرا پرے مٹیالے پلیٹ فارم پر پانی کا ایک نل نظر آرہا تھا، اس نے محسوس کیا اس کے ہونٹ خشک ہورہے تھے، وہ ایک نظر اپنے گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے انہی میں سر دیئے بیٹھے یارمن کو دیکھتا گاڑی سے اتر کر سیدھا نل پہ چلا گیا، ٹونٹی گھمائی تو خنک پانی کی تیز دھار اس کے کپڑوں کو تر کرتی پلیٹ فارم پر پھیل گئی، اس نے ٹونٹی کا لٹو پیچھے گھما کر پانی کا زور کم کیا اور اس کے نیچے ہتھیلی پھیلا کر اپنے خشک اور گرد آلود ہونٹ پانی کی سطح پر جما دیئے، سامنے چھت سے لٹکتے ہوئے بورڈ پر قصبے کا نام لکھا جو تاریکی کی وجہ سے پڑھا نہیں جارہا تھا، ٹرین نے رینگنا شروع کیا تب وہ چونکا، اس نے تیزی سے اٹھتے گردن گھمائی، یارمن کھڑکی سے سر نکالے اسے دیکھتا ہوا تیزی سے ہاتھ ہلاتا اسے پکار رہا تھا، منیب بڑے بڑے قدم بھرتا سرعت سے اگلے لمحے ڈبے میں سوار ہوگیا۔

"شکر ہے پپا! آپ نے تو ورنہ مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔" وہ سیٹ سے سرک کر باپ کے نزدیک ہوا، منیب کے چہرے پر روشنی سی پھیل گئی، ان کے سفر کا اختتام جس اسٹیشن پہ ہوا وہ پنڈی اسٹیشن تھا، اس کے بعد کوسٹر کے ذریعے اسلام آباد پہنچے یہ اسلام آباد کا خوب صورت پرسکون شہر تھا، اکتوبر کا آخر تھا، اسٹیشن سے شہر کو جاتی سڑک کے دونوں اطراف شاہ بلوط کے درختوں کے خزاں زرد پتے سرخ ہوکر گرنا شروع ہوگئے تھے، اس روز کچھ غیر معمولی سردی تھی، نہر سے آنے والی ہوائیں خنک تر ہوچلی تھیں، دونوں ہاتھ پتلون کی جیبوں میں ڈالے اور بارش سے بچاؤ کے لیے سر نیوڑائے وہ دونوں چل رہے تھے تو ان کے جوتوں میں پانی جارہا تھا، گیلے فٹ پاتھ کے ٹوٹے فرش پر شاہ بلوط کے سرخ پتے گرتے اور خوبصورت نقش بنا کر پھیل جاتے، معا یخ بستہ ہوا کا ایک جھونکا آیا اور وہ کپکپا کر رہ گیا، بارش بھی تیز ہوچلی تھی، سڑک بالکل خالی آسمان پر گھنے سیاہ بادلوں کے راج نے شہر کو نیم تاریکی میں ڈبو دیا تھا، دور سے نظر آتے گرجہ کے مینار اس دھندلے غبار میں پر اسرار لگ رہے تھے، ہلکی بارش اور دھند گہری تھی، شام کے دھندلکے اور بارش کے باوجود سردی نہیں لگ رہی تھی، وہ بغیر کسی ٹیکسی کے بس گیلی سڑک پہ چلتے جارہے تھے، موڑ کھائیاں اتھاہ گہرائی اور پھر پرے وادی میں بل کھاتی سفید ندی گویا پارے کی سفید لکیر۔

صاف شفاف اور خنک پانی، ہلکی بارش اور دھند خنکی اور سبزہ خنک سیلی خوشبو فضا میں بسی ہوئی، پاس سے گزرتی بس نے اچانک ایک خطرناک موڑ ایسے کاٹا کہ یارمن کا کلیجہ اچھل کر حلق میں آگیا، بس ہارن بجاتی تیزی سے سیدھی چلی گئی تو وہ بے اختیار گہرا سانس بھر کے رہ گیا۔

پر پیچ سڑک ہوا میں خنکی اور نیچے وادی میں سبزے کی خوبصورت تہیں پہاڑیوں پر بکھرے اکا دکا مکان خدا خدا کر کے آخر منیب چوہدری کہیں رکا، ابھی صرف قہوہ خانہ ہی کھلا تھا، چھپر ہوٹل کا ماحول گرم تھا، وہ وہیں ایک چارپائی پہ ٹک گئے، سامنے سڑک کے سرمئی پن پہ اب ہلکی دھوپ کی کرنیں اتر رہی تھیں، مسافر چائے پی رہے تھے، کچھ پی چکے تھے، اس نے نظر گھمائی نیلے پہاڑ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

دھند میں لپٹے تھے، انہیں ڈٹ کے ناشتہ کرنا تھا جبھی ہوٹل کے مالک کے اشارے پہ ہوٹل کے کمرے میں آ گئے، مٹی کے کمرے میں کھڑکی یا روشندان کی غیر موجودگی نے پورے ماحول کو نیم تاریک اور پراسرار بنا دیا تھا، یہاں رات کو پورے پورے بکروں کو الاؤ پر بھونا جاتا تو گوشت سے چربی پگھل کر سلگتی لکڑیوں پر گرتی اور اس کی اشتہا انگیز خوشبو سرمئی دھویں میں مدغم ہو کر پوری فضا میں رچ جاتی، منیب یہاں پہلے بھی دو بار آ چکا تھا، اس ہوٹل سے اس کی اسٹوڈنٹ لائف کی یادیں جڑی تھیں اور ذرا جو اتنے سالوں میں یہاں معمولی سی بھی تبدیلی آئی ہو، سب کچھ ہو بہو وہی تھا، ناشتہ بھرپور اور مزیدار تھا، میٹھی لسی گائے کے پائے کا سالن اور پنیری روٹی، لطف دوبالا ہو گیا تھا، وہاں سے اٹھ کر وہ اپنے مخصوص چھل قدمی کے انداز میں منزل کی جانب گامزن ہوئے تھے اور جہاں جا کے منیب کے قدم رکے وہ پوش ایریا تھا، بلند و بالا پرشکوہ مکان اور پرسکون ماحول۔

''خان پیلس۔''

یہ گھر تو جیسے اس علاقے کا سب سے خوبصورت محل تھا، گھر کو ایک نظر دیکھ کر ہی مکین کے باذوق ہونے کا احساس ہوتا تھا، گیٹ کے ساتھ والی دیواروں پر لپٹی بیلیں سرسبز و شاداب تھیں اور برآمدے میں رکھے گملے تر و تازہ۔

بے تحاشا سبزے نے اس گول برآمدے کو بے حد ٹھنڈک کا احساس بخشا تھا، کیاریوں میں لگے پھول مشام جاں کو مہکاتے اور نگاہوں کو تراوٹ بخشتے تھے، گیٹ واچ مین نے کھولا، تعارف منیب چوہدری نے ہی کروایا تھا، یارمن تو اس حسین خواب نگر میں کھویا گم صم تھا، اجازت مل گئی انہیں اندر بلا لیا گیا، واچ مین کی ہمراہی میں وہ لوگ ڈرائنگ روم تک پہنچے، ملازم نے بڑھ کر کمرے کا دروازہ کھولا تو کمرے کی فضا روشن اور ہوا دار تھی، بے حد اسٹائلش بڑی بڑی کھڑکیوں کے شیشوں سے لان کا منظر واضح نظر آتا تھا اور ان کے ساتھ لٹکتی گلابی پھولوں کی بیل ہوا کی ہلکی شرارت پہ بھی مچل کر کھڑکی کے شیشے پہ دستک سی دینے لگتی، دیواروں پر خوبصورت مناظر والی بڑی بڑی پینٹنگز تھیں، منی پلانٹس نے ماحول کو اور خوبصورت کر دیا تھا، یارمن کی نظریں بھٹکتی سفر کرتیں ان خوبصورت فریم میں جکڑی دستاویز پہ جا ٹھہریں جنہیں دیواروں پہ آویزاں کیا گیا تھا، اس نے غور کیا تو وہ سلیمان خان کی چند تصاویر کے اہم پوائنٹ تھے جنہیں اس طرح اجاگر کیا گیا تھا، وہ بے اختیار پڑھنے لگا، اپنے باپ کے آئیڈیل کے منشوران کے خیالات کو جاننا تو اس کا بھی شوق تھا، آخر وہ کیسا شخص تھا جو اس کے تحریلے خیالات کے مالک باپ کے دل کے سب سے بلند مقام پہ براجمان ہو گیا تھا، اس کی نظریں بے تابی سے سطروں پہ پھیلتی گئیں۔

''جتنی میں نے تنقید سہی کسی اور لیڈر نے پاکستان میں برداشت نہیں کی ہو گی، مجھے کہا جاتا ہے میں یہ جدوجہد کیوں کرتا ہوں، آج میں آپ کو بتاتا ہوں میں یہ جدوجہد کیوں کر رہا ہوں، مجھے اپنا حال بھی اس ابابیل کے جیسا بنانا ہے جو اپنی چونچ میں پانی کے چند قطرے لے کر جا رہا ہوتا ہے، آتش نمرود بجھانے کے لئے جو حضرت ابراہیمؑ کے لئے جلائی گئی تھی، کسی نے ابابیل سے پوچھا تھا تمہارا یہ چونچ بھر پانی کیا یہ آگ بجھا دے گا؟ تو اس نے لاپرواہی سے کہا نہ بجھائے، مگر روز قیامت میرا نام ان ناموں کی فہرست میں ہو گا جو اس آگ کو بجھانے میں کوشاں تھے، تو میرے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

پاکستانیو! میں اگر اس جدوجہد میں ناکام بھی ہوگیا، تب بھی مرنے کے بعد اللہ کے سامنے شرمندہ نہیں ہوں گا کہ میں نے اپنا فرض پورا کیا ہے، میں باطل کے خلاف ظلم کے خلاف جنگ لڑ کے آیا ہوں، میں نے اپنی پوری کوشش کی حالات بدلنے کی۔"

حمدان بالکل ساکن کھڑا رہ گیا تھا، ذہن میں عجیب سا سناٹا پھیل گیا، منیب چوہدری بیٹے کی کیفیت سمجھتے ہوئے اٹھ کر قریب آ گیا۔

"ان لوگوں کا دکھ جو سب کچھ ٹھیک کرنے کا بیڑا اٹھاتے ہیں اور آخر میں لاحاصل جدوجہد کا نتیجہ یہ دکھ یہ تنہائی، یہ وہ عظیم شخص ہے جس نے اپنے وطن اپنے عوام کے لئے اپنی ذاتی زندگی کی قربانی دے دی، اللہ نہ کرے کہ ان کے حصے میں لاحاصل جدوجہد آئے، انہوں نے کبھی کچھ غلط نہیں کیا، کوئی جرم نہیں کیا، اپنی اولاد کی نیک تربیت کر رہے ہیں، بیوی کو نیکی کے رستے لگایا، اس کی آخرت سنوارنا چاہی مگر یہ حکم ایک حد تک ہے، وہ نہیں لگی اس کا معاملہ رب کے حوالے انہوں نے آخرت کے لئے کوشش کی، انہیں اس کا نتیجہ بھی آخرت میں ملے گا، دنیا کی واہ واہ سمیٹنے کی انہوں نے کبھی تمنا نہیں کی، انہوں نے اپنا فرض پورا کیا، بیج بو دیا، ابھی تو فصل پوری طرح تیار بھی نہیں ہوئی۔"

"میں ابھی ان کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا......" وہ آہستگی سے کہہ کر خاموش ہو گیا۔

"لیکن میں جاننا ضرور چاہوں گا۔" اس کے لہجے میں اپنائیت تھی، اشتیاق تھا، معاً وہ چونکا۔

"خان ابھی تک نہیں آئے۔"

وہ کہتا ہوا دروازے تک گیا، چوکھٹ پہ ٹک کر راہداری میں دور تک جھانکا، جہاں ٹھنڈا فرش تھا، گھنی خاموشی سے گلے ملتی مہیب تاریکی کہیں روشنی کی کوئی کرن ننھا سا جگنو تک نہ تھا، بس کبھی کوئی دبی دبی سی کھلکھلاہٹ اس اندھیرے میں بکھر رہی تھی، وہ بے اختیار آگے بڑھ گیا، اسی آواز کی جانب جو قریب آنے پہ واضح اور کھنک دار محسوس ہونے لگی تھی، وہ ایک دروازے کے باہر تھم گیا، آواز اندر سے آ رہی تھی۔

"کیا مٹی کے ڈھیر سے لوٹیں لگاتی آئی ہو اور جوتا کدھر ہے آپ کا؟ سارے قالین کا ناس کر دیا، اسے کون صاف کرے گا؟"

ایک بوڑھی عورت چند سال کی بچی کو پکڑنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی جو اچھل کود میں مشغول اپنی ریشمی پونی ہلاتی مسلسل کھلکھلا رہی تھی۔

"تم صاف کرو گی۔"

وہ بدتمیزی سے قالین پر زور زور سے پاؤں مارنے لگی، حمدان اسے دیکھے گیا، پنک فراک خوب پھولی ہوئی، پنک ہی رنگت، ستاروں کی مانند دمکتی آنکھیں اور بے حد ملائم روشن جلد وہ بے حد حسین بچی تھی، ایسی کہ دیکھتے ہی پیار کرنے کو دل چاہنے لگے۔

"ہاں بیٹا! تمہارے باپ کی نوکر جو ہوئی۔"

حمدان نے دیکھا ہلکے گلابی قالین پہ چھوٹے چھوٹے پیروں کے نشان دور تک جا رہے تھے وہ آہستگی سے مسکرا دیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''قدر! آج ہم آپ کی شکایت پپا سے لگا دیں گے، اپنے اسکول کی رپورٹس انہیں دکھانا، کلاس میں بھی بار بار جھگڑتی ہو، ٹیچرز کو تنگ کرتی ہو، ہوم ورک تمہارا پورا نہیں ہوتا۔'' وہ جھک کر اس کا اسکول بیگ دیکھ رہی تھیں ایک نوٹ بک نکال کر کھولی، جا بجا پنسل سے کھینچی لکیریں، گندہ ہوم ورک، خالی چھوڑے صفحات، ٹیچرز کے ریمارکس، پھٹی ہوئی کتابیں کور کے بغیر، وہ ازحد پریشان ہونے لگیں، ابھی کل ہی کور چڑھا کے دیئے تھے، آج یہ حال۔

''چھوڑیں، بڑی آئیں شکایت لگانے والی، میں آپ کی شکایت نہ لگا دوں۔'' وہ چڑ کر کاپیاں چھیننے لگی، پنسل باکس سے پنسل نکال کر منہ میں دبا کر چبانے لگی، معاً نگاہ دروازے کے باہر کھڑے حمدان پہ پڑی تو ایک دم چونکی اسے گھورنے لگی۔

''اوئے......کون ہو تم؟ ادھر کیسے آئے؟''

وہ خاصی ناراضگی سے مخاطب تھی، منہ سے نکال کر پنسل ہاتھ میں یوں پکڑ لی گویا اس کی آنکھوں میں مار دے گی، حمدان یکدم خفت زدہ گھبرایا نظر آیا بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹا، اس سے قبل کہ خاتون بھی متوجہ ہوتی وہ عجلت بھرے انداز میں لمبے ڈگ بھرتا واپس اسی کمرے میں آ گیا، خان آ چکے تھے، چائے بھی، اس نے مودبانہ سلام کیا تھا، وہ سرسری سا متوجہ ہوئے۔

''میرا بیٹا ہے، منصف حمدان، بہت قابل بہت لائق فائق۔'' وہ شخص اس کا تعارف کروا رہا تھا، حمدان خفت زدہ سا ہو گیا، خان پھر سرسری نگاہ اس پہ ڈال سکے، جواب البتہ تپاک سے ضرور دیا۔

''آپ چائے لو بیٹے۔'' انہوں نے رسانیت سے کہا، گفتگو پھر شروع ہو گئی، وہ بہت ناپا تلا بولتے تھے، مگر خوب بولتے تھے، لب و لہجے سے لے کر نشست و برخاست کا ہر انداز متاثر کن اور اسٹائلش تھا، بلکہ وہ سرتاپا پرستائش تھے، پرشکوہ تھے، وہ انہیں مبہوت ہو کر محو ہو کر دیکھے گیا، اسے لگا اسے عشق ہو گیا ہے، اس بے حد خوبرو نظر آتے مرد سے پہلی نظر کا عشق ہو گیا ہے۔

''کوئی اتنا حسین اتنا باوقار اس قدر دلکش بھی ہو سکتا ہے پپا؟'' واپسی کے سفر میں اس کی کھوئی کھوئی کیفیت ہنوز برقرار تھی، گویا وہ خان کی شخصیت کے تاثر ان کی پرسنالٹی کے طلسم میں قید تھا ابھی بھی۔

دور سرو کے پیڑ کے پیچھے سورج گم ہو رہا تھا، ڈوبتے سورج کی نارنجی روشنی ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔

''پپا! خان کی بیٹی بھی بہت کیوٹ ہے، مگر خان صاحب جتنی نہیں۔'' وہ جیسے ابھی تک اسی ماحول سے نہیں نکل سکا تھا، منیب چوہدری نے مسکرا کر بیٹے کو دیکھا تھا، پھر یہ مسکان مزید گہری ہوتی گئی۔

''خان تو پھر خان ہے، میں نے زندگی میں ایسا حسن ایسی وجاہت نہیں دیکھی ویسے آپ نے ان کی بیٹی کو کہاں دیکھ لیا؟''

خلاف عادت خلاف مزاج ان کی انداز شگفتہ و شریر تھا، یارمن جھینپ سا گیا۔

''ایسے ہی اتفاقاً سامنا ہو گیا تھا، بہت لڑاکا طیارہ لگی مجھے تو، آنکھیں نوچ لینے والی بلی۔'' وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اس کا پنسل پکڑنے کا انداز یاد کرتے ہوئے نئے سرے سے حظ لینے لگا، چہرے پہ بڑے پیارے بڑے معصوم رنگ تھے، اس شخص نے دھیان سے بیٹے کو دیکھا اور کھنکارا۔

"آسمان اور زمین کا کبھی ملاپ نہیں ہوا کرتا، اونچے اور قد سے بڑے خواب آنکھوں کو ہمیشہ مہنگے پڑتے ہیں، احتیاط بہت لازم ہے، ورنہ زندگی کا رنگ ایسے بدلتا ہے کہ پھر کبھی سکون نصیب نہیں ہوتا۔"

وہ جیسے خود کلامی کر رہا تھا، کہیں کھو گیا تھا، نصیحت نہیں کر رہا تھا، اپنا دکھ بیان کر رہا تھا، اذیت سے گزر رہا تھا، یارمن نے سر جھکا لیا، ہونٹ بھینچ لئے، وہ یہ بھی سمجھا باپ نے ایسا کیوں کہا ہے، وہ یہ بھی سمجھا باپ نے اتنا دکھ کیوں محسوس کیا ہے، وہ سب سمجھتا تھا، وہ خود بھی اس دکھ سے آشنا تھا، وہ خود اس دکھ سے بچنا چاہتا تھا، احتیاط لازم تھی، واقعی احتیاط بہت لازم تھی۔

☆☆☆

میں پوچھتا ہوں یہ کاروبار کس کا ہے
یہ دل میرا ہے مگر اختیار کس کا ہے
یہ کس کی راہ میں بیٹھے ہوئے ہو فرحت جی
یہ مدتوں سے تمہیں انتظار کس کا ہے
تڑپ تڑپ کے جب سرد ہونے لگتا ہے
تو پوچھتے ہیں دل بے قرار کس کا ہے
یہ بات طے ہی نہیں ہو سکی آج تک
ہمارے روندں میں آخر فرار کس کا ہے

ٹونگھم کی دھند سے لبریز بھیدی بھری رات، جس میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا، اس کے سانے ٹرینٹ پر بوسیدہ یادیں بکھری تھیں، یادیں جو پچھتاؤں میں مبتلا کرتی تھیں، یادیں جن میں سے لہو رستا تھا، وہ یادوں کی پر خار راہ کی مسافر بن گئی تھی، یہ یادیں ہی تھیں جہاں نیندیں زخم زخم ہو کر گم ہو جاتی تھیں، ان لبریز نیندوں کے ساتھ رات سے دن کرنا دشوار کار تھا، یادوں کی محفل اور اکیلی جان۔

ٹرنیٹ کے گدلے پانیوں پر اس کی نگاہیں دور تک جاتی تھیں، جب وہ اک بار اپنے محبوب کے ہمراہ یہاں آئی تھی، تو کم و بیش ایسی ہی مایوسی اسی طرح کے دکھ کا شکار تھی، دونوں ساتھ ہو کر بھی گویا ساتھ نہ تھے، محبوب اس روز کتنا اجنبی کس درجہ بیگانہ نظر آتا تھا، وہ بار بار راجھن کو اپنے جن کو دیکھتی تھی، جس جیسا کٹھور کوئی دوسرا نہ تھا گویا، ٹرنیٹ کے پانیوں پر ہوا ہولے سے سرسرانے لگی تھی۔

"کیا میں اس شخص کے بغیر رہ سکوں گی؟"

اس نے خود سے سوال کیا تھا، جواب فی الفور تھا نفی میں تھا، اس کا دل بھر آیا تھا، آنکھیں نمی سے لبریز ہو گئیں، ہوا ٹرنیٹ کے پانیوں پہ کشتیوں کی مانند تیرنے لگی تھی، اس کی خالی نظریں دریا کی سطح پر پڑتے ہلکے ہلکے بھنور پر اٹکی تھیں جن پہ پھیلتی سورج کی کرنیں زرد ہونے لگی تھیں، تب اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کا جی چاہا تھا اتنا روئے کہ ٹرنیٹ کا پانی اس کے آنسوؤں سے نمکین ہو جائے، اس کی آنکھوں سے صحرا اور اندر بادل برستے رہے، وہ اندر ہی اندر روتی رہی، کتنے ہی پل بنا آہٹ کے خاموشی سے گزرتے رہے، برہنگھم کی ٹھنڈی شام ڈوب رہی تھی، اس نے سر اٹھا کر دیکھا تھا، بادل دور افق پر بکھرے تھے، ان کے کنارے ڈوبتے سورج کی آخری کرنوں سے سرخ پڑتے جا رہے تھے، نارنجی بادلوں کے سامنے سے پرندوں کے غول اڑ رہے تھے، محبوب بھی ان بادلوں کو دیکھ رہا تھا، اس کی بجائے وہ اس کی بجائے ان بادلوں کو دیکھ رہا تھا، اس کے دکھ کا عالم انوکھا ہو گیا، وہ محبوب کی نظروں کی طلبگار تھی اور وہ اس کی بجائے بادلوں کو دیکھے جاتا تھا، وہ دکھ میں گھر گئی، اذیت سے دہری ہونے لگی۔

معاً محبوب نے گردن موڑ کر اسے دیکھا، وہ رنجیدہ اور ملول سر جھکائے کھڑی تھی، وہ اتنی کبھی نہ لگی تھی، جتنی شام کے اس سمے نظر آ رہی تھی، وہ منہ زور اکھڑ نڈر پر تمکنت شاہانہ مزاج کی حامل آج کتنی بے بس کتنی کمزور کتنی دکھی اور ہاری ہوئی لگ رہی تھی، حالانکہ لباس کی چہرے کی آرائش مکمل تھی، بلکہ کچھ زیادہ ہی تھی، گلابی جالی کی بہت خوبصورت اسٹائلش میکسی کے ساتھ زمرد کا بہت ہلکا پھلکا زیور پہنے تھی، جس میں کلائی کی چوڑی اور گلے کا ہار نمایاں تھے، صحراحی دار گردن آج راج ہنس کی طرح اٹھی ہوئی نہیں تھی، آنکھوں کی چمک بھی دھیرے دھیرے ماند پڑتی جا رہی تھی، محبوب اسے یونہی بے مقصد دیکھے گیا، اسے جس کی جلد بہت ملائم تھی، جیسے موم کی بنی ہو، درخت سے پرندہ زور سے اڑا، شاخیں جھنجنا سی اٹھیں، چند پتے جھڑ کر ہولے ہولے نیچے گرنے لگے۔

"تو آپ گویا مجھ سے شادی نہیں کریں گے؟" وہ متنفر ہوئی، گویا رو پڑی ہو، اس کی آواز میں سابقہ طنطنہ باقی تھا نہ معمول کی سی رعونت بلکہ یہ رعونت یہ نخوت یہ طنطنہ اور دبدبہ اس کے سامنے آ کر تو پہلی بار ہی ایسا دم توڑا تھا کہ وہ سر نہیں اٹھاتی تھی، عاجزی سے عاجزی اندر در آئی تھی محبوب کو اک بار دیکھ کر ہی، وہ تو خود کو بھلا بیٹھی تھی، نخوت اور تمکنت کیا چیز تھی۔

"نہیں...... میں شادی مسلمان لڑکی سے کروں گا۔" دوٹوک قطعی جواب واضح انکار، ذرا سا بھی جھجکے بغیر۔

وہ اب بھی اسے نہیں سرخ بادلوں کے پیچھے ڈوبتے سورج کو دیکھ رہا تھا، اس کی آنکھیں بے اختیار بھر آئیں، جنہیں اس نے بے اختیار ہونٹ کاٹ کاٹ کر برسنے سے روکنا چاہا، مگر اسے اپنے دل کی طرح اپنے جذبات کی طرح اپنی آنکھوں پہ اپنے آنسوؤں پہ بھی اختیار نہ رہا تھا، وہ بہہ پڑی تھیں، آنسوؤں نے ٹپک کر خود کو بے مول کر لیا، وہ اپنے یار کے لئے سجائے حسین تر روپ کو دیکھ کر اور ملول ہو رہی تھی، آج کتنی محنت سے تیار ہوئی تھی، کل کا پورا دن اور رات تیاریوں میں صرف کی تھی، اسے لگا بہت زعم سے پہنا یہ لباس ایک دم سے آگ کے شعلے میں ڈھل گیا ہے، یہ حسین لباس اس کے بدن پہ چبھنے لگا۔

ہر سو ویرانی چھا گئی، آسمان پہ موجود سرخ بادلوں سے جیسے لہو ٹپکنے لگا، اس کے ارمانوں کا لہو، سنہری آنکھوں میں سرخی دوڑنے لگی اور ڈیڈ کہتے تھے، اتنی دولت ہے ہمارے پاس اور تم اکلوتی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وارث، وہ تمہاری آفر سے قبل ہی تمہیں خود پرپوز کرے گا اور جب کرے تو تم اسے اسلام چھوڑ کر عیسائیت اپنانے کا کہنا، تمہاری بات مان لے گا مجھے پورا یقین ہے، وہ کیسے بتاتی، وہ ایسا آدمی نہیں ہے، ایسی خودداری ایسی انا ایسا وقار اور ایسی سادگی کے ساتھ ایسی ٹھنکا دینے والی بھرپور مردانہ وجاہت کا سنگم اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، یہ مجموعہ مجسم نظر آیا تھا تو یار میں...... وہ سلیمان خان ہی تھا ان ساری شاہکار خوبیوں کا مالک، ہاں وہ اسے خود تو پرپوز کیا کرتا، اس کی آفر پہ جھٹ سے ہامی تو کیا بھرتا، وہ اسی بے نیازی سے انکار کر چکا تھا، جو اس کی شخصیت اس کی طبیعت کا خاصہ نظر آیا کرتی تھی، وہ اپنی دولت کی جھلک دکھلانا تو دور کی بات مرعوب کرنے کو وہ تو اسے ہلکی سی آفر کرنے کی بھی جرأت نہ کر سکی کہ جان گئی تھی، وہ ایسا آدمی تھا نہیں، وہ ایسی ٹائپ کا تھا نہیں اس قسم کی بات کر کے وہ اسے ہمیشہ کو کھونا نہیں چاہتی تھی، اس نے ڈیڈ تک خان کا انکار پہنچایا تو باقاعدہ ہچکیوں سے رو پڑی تھی۔

''ضرورت اسے نہیں مجھے ہے اس کی ڈیڈ، اس پہ تو پتا نہیں کتنی حسین لڑکیوں کی نظر اور دل ہے، پھر میری کیا حیثیت؟ ڈیڈ آپ سن لیں، میں اسے پانے کو ہر حد تک جاؤں گی، اس کی ہر شرط مانوں گی، چاہے مجھے مذہب چھوڑنا پڑے یہ دولت کے انبار یا چاہے آپ کو بھی، میں ہر حد تک جاؤں گی، میں بس اسے نہیں چھوڑوں گی، میں اس کے بغیر نہیں رہوں گی، اگر آپ نے کوئی رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی تو میں خود کو شوٹ کرلوں گی، میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہنا چاہتی۔'' وہ ہچکیوں سے لرزتے وجود سے اپنی شدتیں بیان کر رہی تھی، اپنی بے بسی سے آگاہ کر رہی تھی، ڈیڈ نے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے، بھینچے رکھے۔

''وہ بہت شاطر ہے، بہت زیرک، تمہاری ذہنی ناپختگی کو اپنی جھوٹی خودداری کے جال میں پھانس کر سب کچھ ہتھیانا چاہتا ہے۔'' وہ بولے تھے تو زہر خند سے بولے تھے، اس نے نم پلکیں اٹھا کر انہیں شاکی نظروں سے دیکھا، کتنے ہی پل خاموشی سے گزرے، برمنگھم کی ٹھنڈی شام ڈوب رہی تھی تو وہ دکھ سے جامد ہوتی جاتی تھی۔

''یہی تو بات ہے ڈیڈ! وہ ایسا آدمی ہی نہیں ہے کہ کسی کی آفر پہ جھٹ سے حامی بھر لے، اس پر جانے کتنی حسین لڑکیوں کا دل اور نظر ہے، پھر میری کیا حیثیت؟ حالانکہ میں اس کی خاطر کسی بھی حد تک جانے پہ آمادہ ہوں، کسی بھی حد تک۔'' وہ جیسے کرلائی، آنسو اس کی پلکوں سے ٹوٹ کر بکھرنے لگے، انہیں جیسے ابھی اس کی تڑپ اس کی اذیت کا اندازہ ہوا تو بے قرار نظر آنے لگے۔

''ارے میری بیٹی، میری بیٹی رو رہی ہے؟'' وہ بے چینی سے اٹھے، وہ اتنی ہی چڑی۔

''نہیں، ہنس رہی ہے، دانت نکال رہی ہوں، آپ کو پتا نہیں کیوں نہیں نظر آرہے۔'' وہ یکدم پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، غم و غصے کا انت نہ رہا کوئی جیسے وہ جہاں تھے، وہیں کھڑے رہ گئے، آگے نہ بڑھ سکے۔

ڈیڈ یکدم گویا بوڑھے ہو گئے، ضعیف ہو گئے، نڈھال ہو گئے، یہ کیسا نقصان تھا جس کا کوئی ازالہ بھی ممکن نہ تھا، انہیں قطعی سمجھ نہ آئی کیا بولیں، کیا کہیں، تمام الفاظ جیسے اپنی وقعت اپنی حیثیت کھو گئے تھے، عشق کا جادو سر چڑھ کر بولا تھا، تو ہجر بھی اپنی تپش کم کیونکر کرتا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

www.paksociety.com

تبدیلی سی تبدیلی تھی، دل کی، نظر کی، حالات کی، مذہب کی، پوری شخصیت کی۔
وہ کیسے کیونکر قبول کرتے، کیسے برداشت کرتے، یہی تو ہمت نہ ہوتی تھی، مگر یہ ہمت کرنا تھی، کرنا پڑی تھی، وقت نے، حالات نے، جتلا دیا تھا، صبر انہیں ہی کرنا ہے، قربانی انہی کے حصے میں آئی ہے۔

انہوں نے جبر کیا، جبر کیا، قربانی بھی دے ڈالی، مگر حصے کیا آیا، محض چند دن، انگلیوں پر گنے ہوئے اور پھر وہی بے کلی وہ ویسا نہ تھا، جیسا وہ اسے سمجھے، وہ ویسا بھی نہ نکلا جیسا ان کی بیٹی نے سمجھا تھا، ایک بازی تھی، جو کھیلی گئی تھی، تو ہاتھ سوائے مات کے کچھ نہ لگا، وہ تو جیسے اس کہانی کے آغاز سے ہی بے بس تھے، انہیں انجام تلک بے بس ہی رہنا تھا، وہ جو مرکزی کردار تھا کہانی کا، وہی چھایا رہا ہر سو، وہی غالب رہا اور غلبہ بھلا کبھی نقصان دیتا ہے، نہیں غلبہ کبھی نقصان نہیں دیتا، وہ ڈور کاٹنے والا تھا، وہ کشتیاں جلانے والا تھا۔

وہ ڈوریں کاٹ کا بھی شاخت تھا، کشتیاں جلا کر بھی مطمئن بیٹھا تھا اور جنہوں نے سب کچھ داؤ پہ لگایا، وہ شکستہ و نامراد رہ گئے، انہیں تو لگا یہ سب کچھ غلط ہوا ہی اپنے مذہب سے نظریں چرانے کی وجہ سے تھا، کیوں مذہب سے مذاق کیا، کیوں اپنا نظریہ تبدیل کیا۔
سزا تو ملنا تھی، مل گئی تھی، مگر وہ بیٹی کو کیا سمجھاتے، وہ تو کچھ سننے پہ تیار نہ تھی، سمجھنا ماننا تو بہت دور کے مرحلے کبھی کبھار تو انہیں تاؤ آتا، بہت تاؤ آتا، اسے چھوڑ دیں اس کے حال پہ، مگر ایسا بھی تو ممکن نہ تھا، اک باپ کے لئے ایسا کیونکر ممکن ہو سکتا تھا، وہ دہری اذیت میں مبتلا تھے، نہ اسے اپنی ہی سلگائی ہوئی آگ میں جلتا چھوڑ سکتے تھے نہ اس اذیت سے نکالنے پہ قادر تھے۔
بے کسی سی بے کسی تھی، لاچاری سی لاچاری تھی، دکھ سا دکھ تھا اور اسی دکھ میں انہیں اکیلے جلنا تھا، وہ تو شاید اس غم کی نگری میں جا کر انہیں بھی فراموش کر گئی تھی، اسے ان کے دکھ سے غرض ہی نہ تھی، وہ بہت اکیلے رہ گئے تھے، بہت اکیلے۔

☆☆☆

لاکھ دوری ہو مگر عہد نبھائے رہنا
جب بھی بارش ہو میرا سوگ مناتے رہنا
تم گئے ہو تو سر شام یہ عادت ٹھہری
بس کنارے پہ کھڑے ہاتھ ہلاتے رہنا
جانے اس دل کو یہ آداب کہاں سے آئے
اس کی راہوں میں نگاہوں کو بچھاتے رہنا
ایک مدت سے یہ معمول ہوا ہے اب تو
آپ ہی روٹھنا اور آپ ہی مناتے رہنا
تم کو معلوم ہے فرحت کہ یہ پاگل پن ہے
دور جاتے ہوئے لوگوں کو بلاتے رہنا

اس نے چائے کے دو مگ بنائے تھے، حالانکہ گھر میں وہ بالکل اکیلی تھی، بہت اہتمام سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

چائے تیار کی، خود بھی ایک دم سے توجہ سے نوازا تھا خود کو اس کا وجود فانوس سے نکلتی شعاعوں کو مات دیتا تھا، حسن ایسا تھا کہ نگاہ کو چندھائے ڈالتا۔

کرسٹل کی اسٹائلش ٹرے میں اس نے بہت یونیک قسم کے مگوں میں بھاپ اڑاتی چائے چھان کر نکالی اور گردن موڑ کر ایسے ڈائننگ ہال کے ٹیبل کی جانب نگاہ کی گویا جس کے لئے یہ اہتمام کیا گیا ہے اسی کو دیکھ کر مسکرائی ہو، پھر اٹھلا کر ساڑھی کا ڈھلکتا ہوا پلو بہت ناز سے سنبھالا، بلکہ سنبھالا کیا خود کو اپنے وجود کو گویا مزید نمایاں کیا اور نزاکت بھرے انداز میں ایسے ٹرے اٹھا کر چلی گویا ہوا پانیوں پہ چلتی ہے، بے آواز مگر اپنا احساس بخش کر، وہ بھی ایسے ہی ناز سے چلتی تھی۔

''جتنے پیارے لگتے ہیں اتنا ہی ترساتے ہیں آپ...... کتنے ظالم ہیں۔'' وہ ٹرے ٹیبل پہ رکھ کر سامنے کرسی پہ بیٹھ گئی اور ایسے بولی، ایسے شکوہ کیا، گویا اس کا مخاطب واقعی سامنے بیٹھا ہو مگ کو اٹھانے سے قبل پھر مسکرائی اور یوں ہی پیش بھی کیا جیسے وہ واقعی اکیلی نہ ہو۔

وہ عورت پاگل تھی یا مخبوط الحواس، دیکھنے میں ہرگز ایسا احساس نہیں ملتا تھا، مگر حرکات و سکنات ضرور ایسی تھیں کہ عقل سے ماورا کر جائیں۔

''اب جانے نہیں دوں گی آپ کو سن لیں، سب سے زیادہ آپ پہ میرا حق...... ہے نا......؟'' وہ پھر مسکرائی، پھر اٹھلائی، ایسے گویا بات مان لئے جانے کا پورا مان حاصل ہو، روک لینے کا پورا استحقاق رکھتی ہو۔

''میرا نائٹ ڈریس لائے ہیں؟ وہی جو پچھلی بار میں نے آپ سے فرمائش کی تھی اور آپ نے کہا تھا نیکسٹ ٹائم لا دوں گا؟'' وہ پھر سوال کر رہی تھی، ساتھ ساتھ اب کوئی نہ کوئی اسنیک بھی پیش کر رہی تھی اور ایسے مطمئن تھی، ایسے شانت گویا ہر بات کا جواب مل رہا ہو، ہر ادا کے بدلے ستائش پا رہی ہو، ہر ناز کو سراہا جاتا ہو۔

''جائیں میں آپ سے نہیں بولتی، آپ ہر بار بھول جاتے ہیں اور صرف میری باتیں ہی...... مجھے نہیں دیکھتے...... میں پل پل آپ کو یاد رکھتی ہوں۔'' وہ بسوری، اب کے انداز ہلکی سی خفگی لئے تھا، معاً اسے چونک جانا پڑا، بیرونی دروازہ بج رہا تھا، اس کے چہرے پہ ناگواری اتری، یوں سر جھٹکا، گویا کھٹکھٹانے والے پہ لعنت بھیجی، انداز ایسا تھا، پرواہ نہ ہو، بجاتا ہے تو بجاتا رہے، وہ تو کھولنے والی نہیں، وہ تو ڈسٹرب ہونے والی نہیں، جبھی پھر اس ماحول میں لوٹی، ہونٹ سکوڑے اور پلکوں کو تیز تیز اک ادا سے جنبش دی۔

''آپ میری بات سن رہے ہیں؟ جواب تو دیں۔'' وہ پھر اٹھلائی، دروازہ اب کے کھٹکھٹانے کی بجائے دھڑ دھڑایا گیا، اتنی زور سے کہ وہ اپنی جگہ پہ اچھل پڑی، چہرے کے زاویے بگڑے، نقوش تن گئے، پھر ڈسٹرب کر دیا گیا تھا۔

''کون ہے خبیث کا بچہ، شیطان کا چیلا۔'' وہ غرائی اور دروازے کی توڑ ڈالنے اکھاڑ پھینکنے والی ٹھوکروں کی آواز سنتی ایکدم کرسی چھوڑ کر اٹھی، اس کے منہ سے اب مغلظات ابل رہے تھے، چہرہ اک ہیجانی کیفیت کے زیر اثر اپنے اصل نقوش کھوتا خوفناک لگنے لگا تھا، دروازے کے دھڑ دھڑاہٹ نما ٹھوکریں اب ختم ہو گئیں، مگر آوازوں سے اندازہ ہوتا تھا کوئی باہر موجود ہے، منتظر ہے،

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس نے اس ہذیانی کیفیت کے زیر اثر دروازہ کھولا، یونہی گالم گلوچ کے بیچ آنے والے کو کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر بالوں سے پکڑا، گھسیٹ لیا، وہ بظاہر نازک اور دھان پان تھی، مگر تشدد کا انداز کسی بدمعاش کے جیسا تھا، اٹھا اٹھا کر پٹخیاں دیتا ہوا، وہ آنے والے کا حشر بگاڑ رہی تھی، گالیوں سے تواضع کرتے ہوئے۔

آنے والے کی غلطی چھوٹی نہیں تھی، وہ اسے اس کی جنت سے نکالنے کا مجرم تھا، وہ معاف کر دیتی وہ معاف کرنے والی حرکت نہیں تھی، وہ معاف کرنے والوں میں سے بھی نہیں تھی۔

☆☆☆

اک اور بار میری عیادت کو آیئے
اچھی طرح سے ابھی میں اچھا نہیں ہوا

وہ اپنے دھیان میں تھا، راہداری سے گزرتا ہوا ٹھٹک کر تھم گیا، گردن موڑی، وہ سامنے تھی، بستر پہ دراز، کھلے دروازے سے اسے نیم باز آنکھوں سے دیکھتی ہوئی، کھلے کرلی بے حد گھنیرے بالوں کے حالے میں سانولا مگر تمتمایا ہوا چہرہ تھا، آنکھیں گلابی رنگ میں رنگی گویا طبیعت کی ناسازی کا راز بتاتی تھی، حمدان نے نگاہ پھیر لی، گہرا سانس بھرا اور قدم بڑھا دیئے، وقت کتنا آگے بڑھ گیا تھا، کتنا بدل گیا تھا، بچے اگر جوان ہوئے تھے، تو نظریں بدل گئی تھیں دل کے بھی تقاضے بدلے تھے، وہ کنیز کی بیٹی تھی، من موہنی سی، فطری سی بات تھی، اپنے نام کے ساتھ حمدان کا نام سنتے اگر جوان ہوئی تھی تو دل میں محبت کا احساس جنم لینا عجب نہیں کہلا سکتا تھا، صرف محبت نہیں، استحقاق کا بھی احساس اپنی جگہ اپنی اہمیت رکھتا تھا اور پھر اس کا تو نام بھی شانزے تھا، وہ اتنا زعم اندر رکھتی تھی کہ اس کا نصیب اتنا روشن ہے جبھی حمدان اس کے نام منسوب ہو گیا تھا، منصف حمدان، جو ہو بہو باپ کا عکس باپ کی جوانی کی تصویر تھا، خاندان کا سب سے خوبرو سب سے شاندار ویل ایجوکیٹڈ ویل ڈریسڈ لڑکا جو ہر لحاظ سے اسٹائلش تھا، اس کے لئے تھا، اس کے نام تھا۔

پھر وہ اس پہ استحقاق کیوں نہ رکھتی، جبکہ وہ اپنے ماموں کی بے حد لاڈلی سرچڑھی اور چہیتی تھی، اس شخص نے زندگی کے کسی بھی مقام پہ بھانجی کو اولاد سے کم تر بھی نہ جانا تھا، بلکہ اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جاتا تو اولاد سے ہمیشہ بڑھ کر اہمیت و محبت سے نوازا تھا، اس کی زندگی کا ہر ایونٹ چاہے وہ کتنا معمولی ہی کیوں نہ ہو مگر اس شخص نے یارمن سے اسے خصوصی اہمیت دلا کر خاص اور انمول بنوا دیا تھا۔

وہ خوش بخت تھی، وہ خوش نصیب تھی، پھر ناز خود پہ کیسے نہ کرتی، اسے خود پہ نازاں ہونے کا پورا حق حاصل تھا، مگر بے وقوف تھی، جانتی ہی نہ تھی، جیسی اہمیت جیسی توجہ جیسا التفات اس کی جانب سے چھلکتا ہے، وہ احساس وہ انداز وہ جذبہ کبھی یارمن کے انداز سے کیوں نہ اُمڈ سکا، وہ سب کچھ کر کے بھی کبھی بے ساختگی وارفتگی اور والہانہ پن سے بھی اس کی جانب بڑھا نہ کبھی اسے دیکھا، انداز کی اگر بے نیازی نہیں بھی کھلتی تھی تو سرد پن تو محسوس ہوتا تھا۔

''یارمن!'' وہ بڑھ نہ سکا کہ اس نے پکار لیا، وہ اسے کبھی حمدان نہیں کہتی تھی، ہمیشہ یارمن کہہ کر مخاطب کرتی، حمدان یوں گہرا سانس بھر کے رہ گیا گویا اب جان چھڑانا دشوار امر ہو۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

''جی......؟'' اس کا انداز جتنا اختصار بھرا تھا اس سے بڑھ کر بیزار ہوا مگر وہ سمجھتی کہاں تھی۔
''کیسی ہو؟'' حمدان بحث کے موڈ میں نہ تھا، سرسری انداز میں سوال کر دیا۔
''یہاں آ کر بیٹھو، پھر بتاؤں گی۔'' وہ تکیے کے سہارے نیم دراز ہو چکی تھی، دوپٹہ سائیڈ پہ دھرا تھا، حمدان کو عجیب سی کوفت نے گھیر لیا۔
''تم جانتی ہو اتنے دنوں بعد ابھی ڈیوٹی سے لوٹا ہوں، ابھی مام سے بھی نہیں ملا، چینج نہیں کیا، فریش ہو کے آتا ہوں ویٹ کرو۔'' اپنی بات مکمل کر کے وہ رکا نہیں تھا کہ مزید نہ کچھ فرمائش ہو جائے۔
''ممانی جان، آپ کا بیٹا بہت مغرور ہے، غالباً مجھے ناپسند بھی کرتا ہے، اس سے پوچھیں کس سے محبت کی پینگیں بڑھا رہا ہے؟''
وہ نہا کر باہر آیا، ارادہ غانیہ سے ملنے کا تھا، مگر اسے شانزے کے شکایتی دکھ بھرے البیلے انداز نے وہیں رکنے پہ مجبور کر دیا، وہ کتنی پر یقین رہتی تھی، وہ کتنے دھڑلے سے کوئی بھی بات کہہ دیتی، چاہے وہ الزام ہی کیوں نہ ہو، وہ کتنے کروفر اسے آرڈر کر دیا کرتی، وہ تلملاتا، بھلا غصہ کرتا، مگر ظاہر نہیں کر سکتا تھا، باپ سے محبت تھی خود پہ موجود باپ کا مان سلامت رکھنا چاہتا تھا، وہ آج بھی ایسے ہی بیٹھی تھی کہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھے جوتی کی نوک اونچی تھی، پتہ نہیں مگر کیوں حمدان کو لگتا وہ اسے بلکہ ان سب کو اپنے جوتے کی نوک پہ سمجھتی ہے اور اسے تو خاص کر اپنے جوتے کی نوک پہ ہی رکھنے کا عزم رکھتی ہے، دوپٹہ اب بھی شانے پہ دھرا تھا، آدھا نیچے ڈھلکا ہوا۔
''السلام علیکم ماما!'' وہ بے حد احترام محبت اور پیار سے غانیہ کے پاس جھکا، ہاتھ تھام کر بوسہ ثبت کیا، غانیہ نے والہانہ گلے لگایا، ماتھا چوما نم آنکھوں سے اسے دیکھتی رہیں۔
''میرا شیر، میرا شہزادہ، میرا گلفام۔'' وہ مسرور سی مسرور ہوئی تھیں، حمدان ان کے ساتھ ہی صوفے پہ ٹک گیا، بازو ان کے کاندھوں پہ پھیلا دیا تھا۔
''کیسی ہیں؟ طبیعت ٹھیک تو رہتی ہے آپ کی؟'' وہ کتنی ہی توجہ سے نواز رہا تھا، حالانکہ کوئی دن ایسا نہ جاتا تھا جب ان سے فون پہ احوال نہ لیتا ہو، شانزے کو معلوم پڑ جاتا اس کی کال کا تو سر ہو جاتی۔
''میری بات کرائیں۔'' حمدان اسی حد تک چڑ چڑانے لگتا۔
''آپ کو معلوم تو ہے اماں، مجھے منگنی کے بعد فونوں پہ رابطے پسند نہیں۔'' وہ بعد میں غانیہ کے سامنے جھنجھلائے جاتا، جب بہت پیار آتا انہیں اماں کہا کرتا تھا۔
''کوئی بات ہیں بیٹے، وہ کون سا غیر ہے، تمہاری بو کی بیٹی ہے۔'' وہ سمجھاتیں بلکہ یہی کہہ سکتی تھیں، وہ چپ ہو جاتا، کچھ نہ کہتا، کچھ فیصلے خوشی کا باعث نہیں ٹھہرا کرتے، محض بوجھ بن جاتے ہیں، اسے بھی یہ بندھن یہ تعلق بوجھ لگتا تھا اور بس......

(جاری ہے)

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بچپن سے ہی اسے اسبق کو تنگ کرنے کی اتنی عادت پڑ چکی تھی کہ اگر اب وہ اسے کچھ نہ کہتی تو اس کے ساتھ ساتھ تمام گھر والوں کو بھی عجیب لگتا، جب چھوٹی تھی تو اسبق کو دیکھتے ہی شروع ہو جاتی۔

''ممی یہ سبق اسبق کی طرح ڈھیٹ ہے یاد ہی نہیں ہوتا۔'' اور اسبق اپنے نام کا حشر ہوتا دیکھ کر اس کے پیچھے بھاگتا مگر وہ کہاں اس کے ہاتھ آنے والی تھی۔

اسبق رحمان چڑچڑا سا ہر کسی پر رعب ڈالنے والا لڑکا تھا اس کی بہنیں تو اس سے سخت خوفزدہ رہتی تھیں، اگر کوئی اس سے خوفزدہ تھا تو وہ صرف ازفرین تھی جو اسبق کو تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتی۔

''سنو...... سنو جتنے کلمے، جتنی آیتیں یاد ہیں پڑھ لو۔'' وہ آندھی وطوفان کی طرح آئی اور دھپ سے صوفے پر گری۔

''خیریت؟'' امامہ نے حیرت کا اظہار کیا۔

''کیا کوئی طوفان آ رہا ہے؟'' اس نے دوبارہ پوچھا۔

''ہاں۔'' اطمینان سے بیٹھ کر میگزین کھول چکی تھی۔

''تم لوگوں کو شرم نہیں آتی ہے وہاں چچی اکیلی کچن میں سب کر رہی ہیں۔'' اسبق کی آمد پر وہ سب بے ساختہ مسکرائی تھیں، ربابہ تو باقاعدہ گھٹنوں میں منہ دے کر ہنس دی تھی۔

''چلو اٹھو چچی کے ساتھ کچن میں ہاتھ بٹاؤ اور یہ تمہیں کیا ہو رہا ہے کیوں کھی کھی کر رہی ہو؟'' اس نے ربابہ اور شامہ کو گھورا۔

''چلو تم دونوں بکس لے کر میرے کمرے میں آؤ میں دیکھوں تم دونوں کی پڑھائی کی کیا صورت حال ہے۔''

مکمل ناول

Downloaded From
Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''اور امامہ تم فوراً چچی کے پاس چلی جاؤ۔''

وہ ازفرین کو اگنور کرتا ہوا تینوں سے مخاطب ہوا۔

وہ تینوں منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی کنٹرول کرتی باہر بھاگیں اور وہ ہونہہ کہہ کر پلٹا، دروازے کے پاس دیوار پر آویزاں آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر آنکھیں کھلی رہ گئیں، اس کے منہ پر سفید اور کالے رنگ سے نقش کاری کی گئی تھی، عجیب مضحکہ خیز حلیہ تھا اسی لئے شاید سب ہنس رہی تھیں، وہ دانت کچکچا کر پلٹا، ازفرین تب تک وہاں سے کھسک گئی تھی وہ اس کے پیچھے لپکا۔

''تایا جان پلیز بچایئے ہائے اللہ جی میرے پیچھے فزکس کے سبق کو کیوں لگا دیا؟'' وہ بڑبڑاتی ہوئی آگے تھی جبکہ وہ اسے کے پیچھے دادی جان کی اسٹک لئے دوڑ رہا تھا۔

اس نے اچھل کر دروازے کے اوپر بنے شیڈ کو تھاما اور اگلے پل وہ شیڈ کے ذریعے چھت پر پہنچ چکی تھی اور اسبق بہت اچھی طرح جانتا تھا وہاں سے وہ دیواریں پھلانگتی پھپھو زبیدہ کے گھر پہنچ جائے گی، اس لئے بڑبڑاتا ہوا باتھ روم میں جا گھسا۔

''قسم سے یہ لڑکی ایک دفعہ میرے ہاتھ لگ جائے میں اس کا حشر کر دوں گا۔'' وہ دھاڑا تو پانچوں لڑکیاں کان لپیٹ کر اپنے اپنے کاموں میں جت گئیں اور وہ باہر نکل گیا۔

''اسبق بیٹا کیوں اتنا غصہ کرتے ہو؟'' چچی نے کچن سے نکلتے ہوئے کہا۔

''اسبق بیٹا غصہ نہ کریں تو ان کا کھانا کیسے ہضم ہو؟'' اوپر سے دیوار پر سے منہ نکال کر وہ بولی۔

''تم یہیں ٹھہرو پھر بتاتا ہوں۔'' وہ سیڑھیوں کی طرف لپکا اس کے اوپر پہنچنے تک وہ اپنے اسٹائل میں نیچے بھی آ گئی تھی وہ واپس پلٹا۔

''چچی جان پلیز آپ تو بیٹھیے۔'' وہ چچی کو حیرت سے یہ کارروائی ملاحظہ کرتے دیکھ کر بولی تھی اتنے میں اسبق اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔

''کیا کہا ازفرین بی بی نے مجھے غصہ کیے بغیر کھانا ہضم نہیں ہوتا۔'' اس کی لمبی چوٹی اسبق کے آہنی ہاتھ میں تھی۔

''چٹیا چھوڑ کر بات کرو۔'' وہ پلٹ کر معصومیت سے بولی۔

اسبق نے اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے بالوں کو جھٹکا دیا۔

''تایا جان!'' اس کے کان کے پاس زور سے چلائی، اس نے کان پر ہاتھ رکھنے کے لئے اس کی چٹیا چھوڑی تھی تو وہ بھاگ گئی۔

''توبہ۔'' اس نے کان میں انگلی ماری۔

''اللہ نے اس کے گلے میں پتا نہیں کون سا اسپیکر فٹ کر دیا ہے۔'' وہ بڑبڑایا۔

''جو تمہارے کانوں کو پھاڑ سکے۔'' وہ اپنے کمرے کی کھڑکی کھول کر چلائی پھر فوراً ہی بند بھی کر دی تھی۔

''امامہ یہ تمہارا ہی بھائی ہے ناں سگے والا؟'' اس کے پاس لیٹ کر پوچھا۔

''ہاں کیوں؟'' اس نے شرٹ سیدھی کر کے ہینگر میں لٹکاتے ہوئے پوچھا۔

''یار تم سب تو بہت کول مائنڈڈ ہو مگر یہ توبہ توبہ لگتا ہے اس کا سر سورج کے بالکل پاس ہے، اللہ نے اتنا لمبا قد خوامخواہ کر دیا صرف سورج کی تپش کا ہی اثر ہوتا ہے باقی تو نہ ہوا لگتی ہے نہ ہی چاندنی کی ٹھنڈی روشنی اثر کرتی ہے۔'' اس نے اسبق کے لمبے قد کو نشانہ بنایا تو امامہ مسکرا دی۔

''صبح کے لئے کپڑے تیار کر لینا صبح یونیورسٹی سے فارم لینے جانا ہے، میں تو سوچ رہی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھی تمام ڈاکومنٹس ساتھ رکھ لے گے فل کر کے جمع بھی کروا آئیں گے ورنہ تو دوسرا چکر لگے گا۔"
وہ شاید اپنا ڈریس تیار کر چکی تھی۔
"اچھا ٹھیک ہے واپسی پر لائبریری بھی چلے گی مجھے کچھ بکس ایشو کروانی ہیں۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔
اگلے دن جب اسبق انہیں چھوڑنے جا رہا تھا تو وہ برے برے سے منہ بنا رہی تھی۔
"تمہیں گھر میں کوئی دوسرا بندہ نہیں ملا اس سٹریل کو پک اینڈ ڈراپ کی ذمہ داری سونپ دی۔"
"چپ کرو اس نے سن لیا تو یہیں اتار جائے گا۔" امامہ نے ٹوکا۔
"اسبق تم رہنے دینا ہم خود ہی گھر آ جائیں گے۔" اس نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔
"کوئی ضرورت نہیں میں آ جاؤں گا، بارہ بجے تک پہنچ جاؤں گا اتنی دیر میں تو تم فارغ ہو جاؤ گی ناں۔" اس نے سختی سے ڈپٹ کر امامہ سے پوچھا۔
"پتا نہیں بھائی۔" اس نے دھیمے لہجے میں کہا۔
"او کے یوں کرنا مجھے فون کر لینا میں آ جاؤں گا۔" اس نے نرمی سے کہا۔
"تو فون کرنے کے لئے پیسے تو دے جاؤ۔" اس نے ندیدے پن سے کہا۔
"کیوں گھر سے پیسے نہیں لائی۔" اسبق کو تاؤ آیا۔
"فون کرنے کے لئے تو نہیں لائی تھی تم نکالو پچاس روپے۔" اس نے ہاتھ بڑھایا۔
"انتہائی فضول لڑکی ہو۔" اس نے اردگرد دیکھتے ہوئے تاڑا، اس کی جیب میں چینج بھی نہیں تھا سو روپے کا نوٹ تھمایا۔
"باقی پیسے آ کر لوں گا۔" جواباً وہ کھلکھلا دی، امامہ بھی مسکرا دی۔
"تم بھی نہ ازفرین کبھی کبھی بھائی کو بہت ستاتی ہو۔" اندر کی طرف جاتے ہوئے کہا۔
"اچھا مہربانی۔" اک ادا سے کہا اور جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔

☆☆☆

"او گاڈ جتنا فضول کام یہ فارم فل کرنا ہے شاید ہی کوئی اور ہو گا، امامہ یہ ہر چیز کے لئے فارم فل کرنا اتنا ضروری کیوں ہوتا ہے؟ اب دیکھو اس میں وہی کچھ لکھنا ہے ناں جو ان تمام ڈاکومنٹس میں تحریر ہے نجانے ہمارے پڑھے لکھے لوگ کب سمجھدار ہوں گے؟" وہ فارم کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔
ان سے کچھ ہٹ کر کھڑے ہوئے لڑکوں کے گروپ نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔
"لو ایک اور مصیبت یار تم نے اس میں انک ڈالی تھی یا نہیں؟" شاید پن چل نہیں رہا تھا۔
"ڈالی تھی تم ذرا پن جھٹک لو۔" امامہ نے اپنا فارم فل کرتے ہوئے لاپروائی سے کہا، ازفرین جھگمگا اٹھیں، اگلے پل اپنی سائیڈ پر سفید براق سوٹ میں ملبوس لڑکے کی بیک پر پن چھڑک کر انک کے ہونے کی تسلی کر چکی تھی۔
"او گاڈ ازفرین کی بچی۔" امامہ نے اس کی حرکت دیکھ کر آنکھیں نکالیں۔
"تم لوگوں کو کسی دن یہ ڈائیلاگ بہت برا پھنسائے گا، ابھی میری شادی ہوئی نہیں تم لوگ میری بچی کی رٹ لگائے رکھتی ہو، اب اگر کسی نے تمہاری بات پر یقین کر کے بچی دیکھنے کی ضد کی تو۔" دانت لبوں میں دبا کر باقی فقرہ ہضم کر گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تم سدھر سکتی ہو یا نہیں؟'' اس نے دانت کچکچائے۔

''امامہ ڈیئر تم دونوں بہن بھائیوں کے دانت گھس جائیں گے پلیز تم یوں مت کیا کرو ورنہ بڑھاپے میں تو لوگوں کے دانت اترتے ہیں تمہارے گھسے ہوئے ہوں گے۔'' اس نے بڑے پیار سے سمجھایا۔

''دفع ہو جاؤ۔'' وہ غصے میں کہہ کر رخ موڑ کر بیٹھ گئی، اب اس کی بیک ازفرین کی طرف تھی، سو جلد ہی دونوں نے فارم فل کر لیا، ڈاکو منٹس اٹیچ کرتے ہوئے ازفرین پھر سنجیدگی سے گویا ہوئی۔

''امامہ فارم میں جو والد کے پیشے کا پوچھا تھا ناں تو میں نے لکھ دیا مالی ہیں۔'' اب کہ اس گروپ کے چاروں لڑکوں نے اس کا تفصیلی جائزہ لیا، کہیں سے بھی وہ کسی مالی کی بیٹھی نہیں لگتی تھی۔

''اچھا کیا مگر کس باغ کی مالی ہیں؟'' اس کے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔

''کس باغ کی مولی ہوتا ہے مالی نہیں او کے، تمہاری اردو تو کبھی سدھر ہی نہیں سکتی اوپر سے لٹریچر رکھ پڑھنے لگی ہو ہمیشہ تمہارے محاوروں میں نمبر کٹے ہیں ویسے میں نے اس لئے لکھا ہے کہ وہ جنت کے باغات میں سے ہوں گے۔'' باقی کا جملہ فارم جمع کروانے والوں کی لمبی لائن دیکھ کر منہ میں ہی رہ گیا۔

''تو ایک فضول کام اب اس لمبی لائن کا انتظار کرو پھر اپنی باری آئے گی۔'' وہ ڈھیلی ہوئی، امامہ بھی سست سی ہو گئی تھی۔

''یہ اتنے سارے لوگ پڑھ کر کیا کریں گے اچھا تھا اگر جا کر اپنے باپ کا ہاتھ بٹاتے اور لڑکیاں شرافت سے اپنی ماؤں کے ساتھ کچن میں کوکنگ کرنا سیکھ لیتیں، فضول میں وقت بھی برباد اور پیسہ بھی۔'' ایک طرف کھڑے ہوتے ہوئے جل کر کہا۔

''تم خود کیوں آئی ہو یہاں؟'' امامہ نے بھی جل کر کہا۔

''کیا کرتی کوکنگ کا مجھے شوق نہیں تو گھر فارغ بیٹھ کر کیا کرتی اور ویسے بھی میں نے سوچا ذرا یونیورسٹی کے ٹیچرز کو بتا دوں کہ دنیا میں ابھی مجھ جیسی لڑکیاں بھی ہیں۔'' اس کے انداز پر وہ چاروں بے ساختہ مسکرا دیئے تھے۔

''نالائق ناں۔'' امامہ نے جل کر کہا۔

''جی نہیں لائق یار موم اتنا ویٹ کرنے کے بعد تو ہم اپنا فارم جمع کروا کر ایک منٹ بھی نہیں ہو گا کہ لائبریری جا سکیں، کچھ کیا نہ جائے۔'' لمبی لائن کو دیکھ کر پوچھا۔

''انسانوں کی طرح بیٹھی رہو ورنہ میں دادا جان کو بتا دوں گی۔'' امامہ نے وارن کیا۔

''اچھا۔'' اس نے سر ہلایا۔

''آہ ہائے میرا پیٹ۔'' کچھ دیر بعد وہ ایکدم تڑپی، امامہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

''کیا ہوا؟'' امامہ نے اس کا ہاتھ تھاما، اس کے چہرے کا رنگ اڑ سا گیا۔

''ہائے میرا پیٹ...... امامہ سخت درد ہے لگتا ہے مر جاؤں گی۔'' وہ پیٹ پکڑے ہوئے بولی، تقریباً سب ہی اس کی طرف متوجہ ہو گئے، اس کی آنکھوں سے آنسو بھی چھلک پڑے تھے۔

''میں مر جاؤں گی امامہ پلیز تائی اماں کو بلاؤ۔'' وہ تڑپی۔

''مس آپ انہیں ڈاکٹر کے پاس لے جائیں۔'' ان چاروں میں سے ایک آگے بڑھا۔

''جی۔'' امامہ اسے سنبھالنے لگی۔

''نہیں امامہ پلیز یہ فارم جمع کروانا بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

ضروری ہے۔" تڑپتے تڑپتے کہا۔
"میں کل آکر کروا دوں گی۔" امامہ جیسے بے بسی سے بولی تھی۔
"ارے نہیں تم فارم جمع کروانے کی کوشش کرو، میں برداشت کرنے کی کوشش کرتی ہوں ......آہ۔" امامہ الجھ سی گئی، اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔
"دیکھیں آپ کی طبیعت خراب ہے یہاں تو بہت دیر لگے گی فوراً ڈاکٹر کے پاس جائیں ابھی فارم جمع کروانے میں دو تین دن ہیں۔" کسی نے مشورہ دیا۔
"آپ کو نہیں پتاناں۔" پھر دھری ہوئی۔
"ہم روز روز تو گھر سے نہیں آسکتے پھر ہمارا گھر یہاں سے دور بھی بہت ہے میں تو نہیں جاؤں گی جب تک یہ جمع نہ ہوں۔" پھر سسکی۔
اس کی بگڑی حالت کے پیش نظر حماد آگے بڑھا۔
"لایئے میں جمع کروا دوں گا۔" ازفرین نے سر اٹھایا اور انکار میں سر ہلا دیا۔
"نہیں کیا پتا آپ فول بنا دیں، ہم خود ہی جمع کروائیں گے، ہائے اللہ۔" پھر تڑپی۔
"مادام آپ کو کافی ویٹ کرنا پڑے گا، لائن دیکھ رہی ہیں؟" وہ جھنجھلایا۔
"فیری چلتے ہیں، کل اسبق جمع کروا دے گا۔" امامہ نے اس کا کندھا تھپکا۔
"نہیں یار وہ مجھے طعنے دے گا کہ اس کے بغیر تو کوئی کام ہی نہیں ہوتا۔" وہ دھیمے سے بولی۔
"یہاں تو بہت دیر لگے گی۔" اس نے پھر احساس دلایا۔
"کوئی بات نہیں۔" وہ آہستگی سے بولی۔
"سنیں آپ ادھر آکر فارم جمع کروا دیں میرے نمبر پر۔" پانچ منٹ بعد ایک لڑکی نے آکر کہا۔
"آپ کو زحمت ہوگی۔" امامہ نے ازفرین کو دیکھا جو دھیرے دھیرے ہل رہی تھی۔
"اٹس اوکے آپ جایئے ورنہ ان کی حالت مزید بگڑ جائے گی۔" مجبوراً وہ اٹھی۔
"آپ پلیز اس کا دھیان رکھیں۔" لڑکی مسکرائی۔
"اوکے آپ جائیں میں یہاں بیٹھی ہوں۔" امامہ کاؤنٹر پر چلی گئی وہ ابھی بھی سسک رہی تھی۔
"آپ ضد کیے بغیر ڈاکٹر کے پاس چلی جاتیں تو وہ چیک کرلیتا۔" اس نے بات کا آغاز کیا۔
"آپ نے خوامخواہ ہمیں اپنی جگہ دی اب آپ کو آخر میں جمع کروانا پڑے گا۔" اس نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔
"ارے نہیں میں نے ان سے کہہ دیا تھا کہ آپ کے بعد میں ہی جمع کرواؤں گی آپ اس کی فکر نہ کریں اب ایسا کیجئے گا یہاں سے سیدھا کسی اچھے سے ڈاکٹر کے پاس جایئے گا۔" اس نے پھر تاکید کی وہ دل سے مسکرائی، امامہ آئی تو اس نے دل سے شکرادا کیا۔
"تھینک یو آپ نے ہماری بہت مدد کی۔" اس نے لڑکی کا شکریہ ادا کیا۔
"اٹس اوکے آپ انہیں ڈاکٹر کے پاس لے جائیں میں اپنا فارم جمع کروا دوں۔" وہ خدا حافظ کر کے لائن میں چلی گئی، امامہ نے ازفرین کو سہارا دے کر اٹھایا، وہ دونوں دھیرے دھیرے چلتی باہر آگئیں۔
"میں اسبق کو فون کر کے کہہ دیتی ہوں وہ آئے تو ہمیں ڈاکٹر کے پاس بھی لے جائے گا۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ باہر آ گئی تھیں۔

''رہنے دو ابھی اس کے آنے میں بہت وقت ہے یہاں سے پہلے لائبریری چلتے ہیں پھر گھر جا کر اسے فون کر کے بتا دیں گیں۔'' امامہ نے رک کر اسے گھورا وہ کھلکھلا دی۔

''تم نے ڈرامہ کیا تھا؟'' اس نے ازفرین کا بازو پکڑ کر رخ اپنی طرف کیا۔

''اتنی دیر میں انتظار نہیں کر سکتی تھی چلو اب یہاں کسی کو پتا چلا تو شامت آ جائے گی مجھے لائبریری بھی جانا ہے۔'' وہ بمشکل ہنسی کنٹرول کر پائی تھی، امامہ کا موڈ بگڑ چکا تھا تیز تیز قدموں سے لائبریری کی طرف بڑھ گئی وہ دھیمے سے مسکراتی اس کے پیچھے آ گئی۔

☆☆☆

ازفرین اور امامہ فارم جمع کروا کر وہاں سے جا چکی تھیں اور وہ چاروں لڑکے ابھی اپنی باری آنے کا انتظار کرتے ہوئے ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف تھے۔

''حماد آج شام کو کالج آؤ گے یا پھر چھٹی کا ارادہ ہے۔'' صائم نے پوچھا، ان چاروں نے امتحانوں سے فارغ ہوتے ہی ویب ڈیزائننگ کی کلاسز جوائن کر لی تھیں۔

''یار میرا موڈ نہیں ہے، میں نہیں آؤں گا۔'' وہ بیزار کن لہجے میں بولا۔

''کیا تکلیف ہے تجھے؟ کیوں سب کو تنگ کرتا ہے؟'' حماد نے آنکھیں موند لیں۔

''پتا نہیں کیوں جی اچاٹ ہو گیا دنیا، لوگ رشتے ناطے سب سے جی اوب گیا، دل چاہتا ہے میں بس اپنے کمرے میں اکیلا لیٹا رہوں۔'' صائم نے پیار سے اس کے بکھرے بال سنوارے۔

''حماد ایسا کب تک چلے گا تو زندگی کو بوجھ کیوں سمجھنے لگا ہے اور تو یہ کیوں سمجھتا ہے کہ تو اکیلا ہے، ہم سب ہیں ناں تیرے ساتھ، تیرے اپنے تیرے دل میں جو بھی بات ہے وہ ہم سے شیئر کر ہم تمہارے سب دوست ہیں۔'' صائم کا دل چاہ رہا تھا وہ اپنے بکھرے یار کو اپنی آغوش میں سمیٹ لے لیکن وہ یہ بھی نہیں بھولا تھا کہ وہ دونوں کس جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

''میرے دل میں کچھ خاص نہیں ہے می کے چلے جانے سے یوں لگتا ہے جیسے زندگی تھم سی گئی ہے، ایک می سے گھر میں کتنی رونق تھی اب تو گھر کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے کچن میں جاتا ہوں تو وہی کچن جو صفائی کا مرکز ہوتا تھا بکھرا ملتا ہے، گھر کا ہر کونہ اجڑا ہوا ہے، ہم سب جتنی مرضی کوشش کریں لیکن ویسا سمیٹ ہی نہیں پاتے جیسا می نے سمیٹ رکھا تھا اور یہ صرف گھر کی ہی بات نہیں یہاں تو ہم تینوں بھی ایسے ہی بکھرے رہتے ہیں۔'' اس نے ارسلان کے آنے پر بات ادھوری چھوڑ دی، ارسلان کو اس کا یوں اداس ہونا سخت برا لگتا تھا، اکثر تو وہ خفا بھی ہو جاتا تھا، پھر اسے منانا سب سے مشکل کام تھا جو حماد کو مشکل ترین لگتا تھا۔

وہ تینوں سب دوست بیٹھے اس کا دل بہلا رہے تھے کہ ارسلان کے موبائل پر حماس کا فون آ گیا۔

''تمہارا موبائل کہاں ہے؟'' اس کے ہاتھ میں موبائل آیا تو اس نے پہلا سوال کیا۔

''وہ بھائی جلدی میں نکلا تھا ناں تو گھر ہی رہ گیا۔'' اس نے دھیمے لہجے میں کہا۔

''حماد تم کب ذمہ دار شخص ہو گے ہمیشہ تم کوئی نہ کوئی چیز گھر بھول جاتے ہو یار تجھے پتا ہے ناں میں وقتاً فوقتاً فون کرتا رہتا ہوں پھر بابا بھی کرتے ہیں تیری کیئرلیس عادتوں کی وجہ سے ہمیں کتنی پریشانی اٹھانی پڑتی ہے، بابا آدھے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گھنٹے سے مسلسل ٹرائی کر رہے ہیں اور پندرہ منٹ تو مجھے بھی ہو گئے پھر مجھے اچانک خیال آیا کہ میں ارسلان کو فون کر لوں اور اگر تجھے یونیورسٹی جانا تھا تو کم از کم مجھے بتانا تو تھا۔'' وہ منہ لٹکائے ان کی ڈانٹ سن رہا تھا۔

''اچھا اب منہ نہ لٹکا۔'' ان کی بات پر بے ساختہ منہ پر ہاتھ پھیرا۔

''آپ کو کیسے پتا چلا؟'' ساتھ ہی یہ جملہ بھی منہ سے پھسلا۔

''جانتا ہوں جب تیرے موڈ کے خلاف بات ہو رہی ہو تو منہ لٹکا کر معصوم سی شکل بنا لیتا ہے۔'' اس کے جواب پر وہ مسکرا دیا۔

''اچھا رات میں نے تمہارے والٹ میں ایک پیپر رکھا تھا ذرا نکال کے دیکھ۔'' ان کے کہنے پر عمل کر کے اس نے پیپر نکالا، جس پر کچھ کتابوں کے نام لکھے تھے۔

''لائبریری سے یہ کتابیں ایشو کروا کر لیتے آنا میں تین دن سے ٹرائی کر رہا تھا لائبریری جانے کی مگر مجھے ٹائم نہیں مل سکا یار تو واپسی پر لیتے آئے گا ناں مجھے ان کتابوں کی سخت ضرورت ہے۔'' انہوں نے ہمیشہ کی طرح مصروفیت کا رونا رویا۔

''اچھا بھائی لیتا آؤں گا۔'' اس نے حامی بھری تو وہ شکریہ کے بعد خدا حافظ کہہ کر موبائل آف کر گئے۔

فارم تو وہ لے چکے تھے سو سب نے یہی طے کیا کہ لائبریری جا کر انہیں سکون سے فل کیا جائے، تابش نے بھی کمپیوٹر سے منسلک چند کتابیں دیکھنی تھیں اس لئے چاروں لائبریری کی طرف چل پڑے۔

☆☆☆

''اچھا بابا بس بھی کرو دو ایک تو تم ناراض شوہروں کی طرح روٹھتی ہو جسے مناسب سے مشکل کام ہوتا ہے۔'' حماد مطلوبہ کاؤنٹر کی طرف جا رہا تھا جب اس کے کانوں میں جھنجلائی سی آواز پڑی، اس نے شیلف کی کتابوں کو ہٹا کر دوسری سمت دیکھا ازفرین اور امامہ کو دیکھ کر حیرت ہوئی۔

''کبھی کبھی تم کتنی ذلیل ہو جاتی ہو ضرورت کیا تھی ڈراما کرنے کی تھوڑا وقت ہی لگتا ناں کیا ویٹ نہیں ہو سکتا تھا؟'' امامہ کتابیں اِدھر اُدھر کرتے ناراضگی سے بولی۔

''ویٹ! میں تو کر سکتی تھی مگر وہ جو تمہارا فضول سا بھائی ہے ناں وہ مجھے دوبارہ لائبریری نہیں لاتا۔'' اس نے کتاب نکال کر اسے کھول کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''جلدی سے کتابیں لو میں وہاں بیٹھی ہوں۔'' امامہ اپنے ہاتھ میں پکڑی کتاب لے جا کر ایک طرف بیٹھ گئی۔

''اوہ تو مس صاحبہ نے ڈرامہ کیا تھا؟'' بات سمجھ میں آئی تو خود مسکرا دیا سر جھٹک کر مطلوبہ کتابیں دیکھنے لگا۔

حماد کی نظریں بک ڈھونڈ رہی تھیں مگر توجہ اس کی طرف ہی تھی، ازفرین کی نظریں بھی اپنی مطلوبہ کتابوں کی تلاش میں تھیں۔

''لسن اف یو ڈونٹ مائینڈ کیا میں یہ کتاب دیکھ سکتی ہوں؟'' ازفرین کو اپنی مطلوبہ کتاب حماد کے ہاتھوں میں ملی تھی، وہ اس سے مخاطب ہو کر بولی۔

''سوری مجھے یہ ایشو کروانی ہے۔'' اس نے انکار کر دیا۔

''اونو۔'' وہ مایوس ہوئی۔

''کیا ایسا نہیں ہو سکتا فی الحال اسے میں لے لوں، آپ نیکسٹ ٹائم ٹرائی کر لیجئے گا۔'' کچھ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

دیر بعد وہ بولی۔
"یہ تو آپ بھی کر سکتی ہیں؟" اس نے پوچھا، ازفرین نے برا سا منہ بنایا۔
"میں ڈیڑھ مہینے سے یہی تو کر رہی ہوں ٹرائی، ٹرائی اگین کے محاورے پر عمل کرتی اتنا عرصہ گزر گیا ہے اب پھر، چلیے اس دفعہ آپ لے جایئے میں نیکسٹ ٹائم لے لوں گی۔" اس نے زیادہ اصرار نہیں کیا تھا۔
"میرا خیال ہے آپ ہی لے لیں، میں پھر لے لوں گا۔" اس نے کتاب اس کی طرف بڑھائی۔
"رئیلی۔" اس کی خوبصورت زمرد آنکھوں میں بجلی سی کوندی۔
"میں واقعی...... میں لے لوں؟ سو نائس آف یو۔" حماد نے دلچسپی سے اسے دیکھا اتنی چھوٹی سی بات پر کتنی خوش ہو گئی تھی۔
"یوں کریں آپ اپنا فون نمبر دے دیں میں دو دن میں اسے پڑھ لوں گی پھر فون کر کے آپ کو بتا دوں گی تو آپ لے جایئے گا۔" اس نے حماد کی مشکل کا حل بھی نکال لیا۔
"او کے ٹھیک ہے۔" اس نے کتاب اس کی طرف بڑھا دی، وہ تھینکس کہتی امامہ کے پاس چلی گئی، حماد اس کی دراز چوٹی کو لہراتے دیکھتا رہا پھر دوسری کتابیں ڈھونڈنے لگا، یکدم اسے خیال آیا۔
"ارے اس نے نمبر تو لیا نہیں۔"
"سنیے آپ نے نمبر تو دیا نہیں۔" جب اسے خیال آیا تھا تب ہی پیچھے سے آواز بھی گونجی، اس نے اپنا کارڈ نکال کر اسے پکڑایا وہ بائے کرتی پلٹ گئی۔
حماد مسکراتے ہوئے اپنی مطلوبہ کتابیں اٹھا کر واپسی کے لئے چل پڑا، ازفرین کی باتیں اس کا اسٹائل نجانے کیوں بار بار اس کے ذہن میں گونج رہا تھا اور اس کے لبوں پر کھلتی مسکراہٹ نے سب سے پہلے حماس بھائی کو چونکایا۔
"بڑے بدلے بدلے سے ہیں سرکار میرے، ماجرا کیا ہے؟" انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔
"کچھ بھی تو نہیں میں تو ہمیشہ جیسا ہی ہوں۔" اسے اچنبھا ہوا۔
"جناب آپ کا چہرہ جو ہے ناں وہ دوسری داستان سنا رہا ہے جا کر آئینے میں دیکھو جس شکل پر بیزاری کے تاثرات ہوتے ہیں اس پر آج چاندنی کیوں کھلی پڑی ہے۔" وہ شاعر بندے تھے جو دوسروں کے دلوں کا بھید ان کی آنکھوں سے پا لیتے ہیں۔
"آپ بھی بھائی بس اتنے عرصے بعد آج سارا دن بزی رہا ہوں اس لئے فریش ہوں، آپ چائے لے گے تو بناؤں؟" وہ اٹھتے ہوئے بولا، حماس مسکرا دیئے تو اس نے قدم بڑھائے۔
"حماد چندا۔" وہ جب بہت پیار سے اسے بلاتے تو چندا ہی کہتے تھے۔
"میں چاہتا ہوں تم ہمیشہ ایسے ہی خوش رہو۔"
ان کی بات سن کر حماد مسکرا کر کچن کی طرف چل پڑا، حماس کچھ دیر اس کی چھوڑی خالی جگہ کو دیکھتا رہا پھر سر جھٹک کر کتاب کی طرف متوجہ ہو گیا۔

☆☆☆

"سیاق وسباق پلیز مان جاؤ ناں کتنی دفعہ تو سوری کر چکی ہوں۔" وہ امامہ اور اسبق کو منا رہی تھی جو تین دن سے اس سے خفا تھے اب تو وہ تھک گئی تھی۔
"ٹھیک ہے مت معاف کرو بھلا میرا تم سے رشتہ ہی کیا ہے ویسے تو بڑے دوست بنتے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

پھرتے ہو دونوں اتنی سی بات کے لئے معاف نہیں کر سکتے؟" وہ روہانسی ہوئی۔
"میں مما سے کہہ دوں گی مجھے اپنے ساتھ لے جائیں۔" کہہ کر اٹھی تھی۔
"لو اب یہ محترمہ روٹھ گئیں۔" امامہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔
"اگر اس نے ہلکا سا اشارہ کر دیا تو یقیناً چچی اسے لے جائیں گی۔" وہ اسبق سے کہتی ہوئی باہر آ گئیں۔
"فیری کہاں ہے؟" اس نے باہر آ کر پوچھا۔
"چھت پر گئی ہیں۔" شامہ بتا کر کچن میں چلی گئی تو وہ اوپر آ گئی، وہ دیوار پر کہنیاں ٹکائے ہاتھ کے پیالے میں چہرہ رکھے باہر کی روشنیوں میں نجانے کیا کھوج رہی تھی۔
"کیا دیکھ رہی ہو؟" وہ اس کے پاس آ کھڑی ہوئی۔
"امامہ تمہیں نہیں لگتا رات کو آسمان زمین پر بھی آ جاتا ہے اندھیرے میں جلتی دور کی روشنیاں ستاروں کی طرح ٹمٹماتی لگتی ہیں ان بلڈنگ میں جلتے بلب دور سے کتنے اچھے لگتے ہیں ناں۔" امامہ نے بھی دور اونچی اونچی بلڈنگوں کو دیکھا۔
"ہاں مگر زمین کا چاند آج کچھ اداس سا ہے کیا بات ہے؟" جواباً وہ مسکرا دی۔
"اس چاند کی دوست اس سے خفا ہیں کسی طور مان ہی نہیں رہیں۔" اس نے اب نظریں آسمان پر ٹکا دی تھیں۔
"میں تو خفا نہیں ہوں۔" امامہ نے کہا۔
"میں جانتی ہوں بس تم لوگوں کی ستانے کی عادت کبھی نہیں جائے گی۔" اس نے گلہ کیا پھر ایکدم خود ہی ہنس دی۔

"امامہ تمہیں نہیں لگتا جب چاند پورا ہوتا ہے تو اس کی چمک ماند پڑ جاتی ہے۔" اس کے تبصرے پر امامہ نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا، اس کا تبصرہ ہی ایسا تھا۔
"یعنی جس دن وہ سب سے زیادہ چمکتا ہے اسی دن تمہیں ماند لگتا ہے۔"
"ہاں دیکھو آج چاند اپنی چاندنی سے دور ہے تو اس سے ملنے اسے پانے کی جستجو میں کتنا روشن ہے مگر چاندنی سے مل کر اسے پا کر ایک عجیب سی تشنگی، اک کمی سی اس کے وجود میں چھا جاتی ہے یوں لگتا ہے جیسے اپنی تمنا کا سفر کر کے اسے پا کر بھی وہ خوش نہیں ہے۔" اس نے چاند کے دکھ میں کھوتے ہوئے کہا۔
"اچھا وہ کیوں خوش نہیں ہوتا؟" امامہ کا انداز مذاق اڑانے والا تھا۔
"اسے شاید دوبارہ چاندنی سے بچھڑنے کا احساس مکمل طور پر خوش نہیں ہونے دیتا اسے معلوم ہے کہ اس کا ملنا صرف ایک رات کا ہے پھر بچھڑنا، پھر اس تک پہنچنے اس سے ملنے کی جستجو کرنا، شاید یہی احساس اسے مکمل طور پر چاندنی کا ہونے نہیں دیتا، ایک کمی سی اس کے وجود میں رہ جاتی ہے۔" امامہ نے اس کو کندھوں سے تھام کر رخ اپنی طرف کیا۔
"کیا ہوا کوئی مسئلہ ہے؟" اس کے لہجے میں چھپا اضطراب وہ پا گئی تھی، اس نے سانس کھینچ کر آزاد کیا۔
"کوئی مسئلہ نہیں ہے بس کبھی کبھی یوں ہی اداسی سارے وجود کو گھیر لیتی ہے ناں بنا کسی وجہ کے یونہی ستانے چلی آتی ہے۔" امامہ جانتی تھی وہ سچ کہہ رہی ہے۔
"تو وجہ جاننے کی کوشش کرو۔" وہ دھیمے سے مسکرا دی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''امامہ بعض اوقات لاعلم رہنا ہمیں، بہت سی نئی پریشانیوں، نئے دکھوں سے بچا لیتا ہے اس لئے میں لاعلم ہی رہنا چاہتی ہوں کم از کم تب تک جب تک خود ہی میرے سامنے ساری حقیقت نہ آ جائے۔'' اس نے دوبارہ آسمان کی طرف رخ کر لیا۔

''تو اس وقت تم کبوتر بننا چاہتی ہو جو بلی کو دیکھ کر آنکھیں موند لیتا ہے۔'' اس کے سوال پر ایک لمحے کو امامہ کو دیکھا پھر نظریں بھٹک کر دور روشنیوں میں کھو گئیں۔

''امامہ کبوتر آنکھیں کیوں بند کرتا ہے جبکہ بلی کو آنکھیں بند کر لینی چاہئیں۔'' اس کے بے تکے سوال پر امامہ نے اسے گھورا تو وہ ہنس دی۔

''امامہ آپی آپ کا فون ہے۔'' شامہ کی آواز پر وہ نیچے دوڑی، کچھ دیر بعد اس نے پیچھے صحن میں جھانکا۔

''شامہ ڈیئر تمہارا غصیلا بھائی آیا یا نہیں؟'' وہ دادا جان اور تایا جان کے لئے چارپائی بچھا رہی تھی۔

''ان کا کوئی دوست آ گیا تھا ان کے ساتھ کہیں گئے ہیں کہہ رہے تھے دو گھنٹے لگ جائیں گے، آپ نیچے کب آ رہی ہیں؟'' اس نے اسبق کے بارے میں بتا کر اس کے نیچے آنے کا پوچھا۔

''ابھی نہیں آ رہی کچھ دیر بعد آؤں گی نیچے میرا دم گھٹ رہا ہے، تم بھی آ جاؤ ناں۔'' اس نے آفر کی۔

''ابھی تو نہیں آ سکتی مجھے کل کے ٹیسٹ کی تیاری کرنی ہے۔'' اس نے آنے کی وجہ بتائی۔

اس نے سر ہلانے پر اکتفا کیا، وہ یونہی دیوار پر کھڑی صحن میں دیکھتی رہی، شامہ بستر بچھا کر برآمدے میں پڑی کرسی پر بیٹھ کر سبق رٹنے لگی تھی، وہ جانتی تھی ابھی کچھ لمحوں میں دادا جان اور تایا جان آ کر اپنی اپنی چارپائیوں پر لیٹ جائیں گے، کبھی کبھی اس کوفت ہوتی تھی سبھی کے بیڈ روم میں اے سی لگوا کر دینے والے تایا جان خود اے سی میں نہیں سوتے تھے ان کا بند کمرے میں دم گھٹتا تھا اور اسے اپنے یہ دونوں بزرگ اچھے بھی بہت لگتے تھے، جنہوں نے اپنی روایتوں، اقتدار کو ابھی تک سینے سے لگایا ہوا تھا، یہ گھر جو تین کنال کی اراضی پر تھا کھلا کھلا روشن سا، اگر تایا جان چاہتے تو اسے باقی گھروں کی طرح نئے طرز میں تعمیر کروا سکتے تھے لیکن انہیں یہ حویلی اسی طرز کی زیادہ اچھی لگتی تھی، کچھ اس کا نقشہ دادا جان نے خود بیٹھ کر تیار کروایا تھا، دادی نے جیسا اپنے گھر کا تصور کر رکھا تھا بالکل ویسا۔

اس گھر میں ان کی (ماں) کی بہت سی یادیں تھیں جنہیں وہ مسمار نہیں کرنا چاہتے تھے، تایا جان نے صاف لفظوں میں کہا تھا جسے اس گھر میں رہنا پسند نہیں ہے بے شک وہ اپنا نیا گھر بنا لے، سو تایا جان کے بڑے بیٹے جہانگیر بھائی اپنی فیملی کے ساتھ گلبرگ شفٹ ہو گئے تھے، سب سے چھوٹے چچا نے ٹاؤن شپ میں گھر لے لیا تھا، یہاں اس گھر میں تایا جان، تائی جان ان کے بچے منجھلی چچی اور ان کے بچوں کے علاوہ ازفرین ہی رہ گئی تھی، منجھلی چچی کو چچا نے بہت فورس کیا کہ وہ ان کے پاس کینیڈا آ جائیں مگر انہیں بھی اپنی روایتوں سے بہت پیار تھا وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ان کے بچے پردیس میں جا کر اپنی تہذیب تمدن بھول جائیں۔

البتہ ان کا لاڈلا بیٹا پیار انہیں دقیانوسی قرار دے کر باپ کے پاس چلا گیا تھا اور بیٹی اسٹڈی کے لئے کراچی چلی گئی تھی، کیونکہ اسے بھی اس گھر میں رہنا اپنی انسلٹ فیل ہوتی تھی۔

''کیا سوچا جا رہا ہے؟'' امامہ نے آ کر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پوچھا۔
"امامہ بعض اوقات ہم اپنی خوشیوں کے لئے کتنے خودغرض ہو جاتے ہیں۔"
"یا اللہ اس لڑکی کو کیا ہوا ہے؟ آج کیا کیا سوچے جا رہی ہو۔" اسے الجھن ہوئی۔
"مجھے سعود بھائی اور آئینہ یاد آ گئے، دونوں ہی اپنی اپنی زندگیوں میں مست ہو چکے ہیں انہیں اپنی ماں کی فیلنگز کا ذرا بھی خیال نہیں، سعود بھائی تو چلو لڑکے ہیں لڑکے ذرا لاپرواہ ہوتے ہیں مگر آئینہ وہ لڑکی ہے چچی کی فیلنگز کو سمجھنا چاہیے تھا مگر کتنی بدتمیزی کا مظاہرہ کر کے چلی گئی۔" اسے حقیقتاً چچی کے غم پر دکھ ہوتا تھا۔
"تم جو کتابیں لائی تھیں پڑھ لیں؟" امامہ نے موضوع تبدیل کیا۔
"ہاں ایک پڑھ لی ہے، او گاڈ میں تو بھول ہی گئی مجھے تو اس لڑکے کو فون کر کے بتانا تھا کہ کل لائبریری آ کر کتاب ریشو کروا لے۔" اسے ایک دم یاد آیا۔
"میں فون کر کے آتی ہوں۔" وہ نیچے بھاگی، امامہ بھی نیچے آ گئی، وہ بک میں سے کارڈ نکال کر نمبر ڈائل کرنے لگی۔
"السلام علیکم!" دوسری طرف سے ہیلو کہا گیا تو اس نے جھٹ سلام کیا۔
"وعلیکم السلام!"
"جی میری حماس صاحب سے بات کروا دیں۔" اس نے کارڈ پر سے نام دیکھ کر کہا، دوسری طرف حماس کو حیرانگی ہوئی، آواز اس کے لئے بالکل انجان تھی۔
"فرمایئے محترمہ میں حماس ہی بول رہا ہوں۔"
"حماس صاحب سوری میں آپ کو اس وقت فون کر رہی ہوں ایکچوئیلی بات یہ ہے کتاب میں پڑھ چکی ہوں آپ یوں کیجئے گا کل لائبریری آ کر آپ بک لے لیجئے گا یہ نہ ہو کوئی دوسرا ایشو کروا لے۔" وہ ایک ہی سانس میں اپنی بات مکمل کر گئی۔
"محترمہ آپ کون سی کتاب کی بات کر رہی ہیں؟"
"ارے بھول گئے دو دن پہلے آپ سے لائبریری میں، میں نے بک لی تھی اور پرامس کیا تھا کہ جب واپس کرنے جاؤں گی تو آپ کو بتا دوں گی، آپ تو بہت ہی بھلکڑ ہیں۔" اس نے کتاب کا نام لے کر وضاحت کی تو حماس مسکرا دیا۔
"ایکچوئیلی وہ حماد ہو گا وہی لائبریری گیا تھا میرا چھوٹا بھائی ہے وہ آئے گا تو میں اسے کہہ دوں گا۔" انہوں نے حقیقت بتائی تو ازفرین شرمندہ سی ہو گئی۔
"اٹس اوکے میں حماد کو بتا دوں گا۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا تو ازفرین نے جلدی سے خدا حافظ کہہ کر فون بند کر دیا اور پلٹ کر امامہ کو بتانے لگی کہ دوسری طرف کون تھا۔

☆☆☆

گھر میں طوفان برپا تھا اسبق کی بہت ضروری فائل کھو گئی تھی، وہ گھر کی سب لڑکیوں کو ان کی سستی پر ڈانٹ رہا تھا جو ابھی تک فائل نہیں ڈھونڈ پائی تھیں۔
"تائی جان ہمیں دیر ہو رہی ہے ہم جائیں؟" اس نے اجازت چاہی۔
"امی جان اسے کہیں اگر اس نے فائل چھپائی ہے تو بتا دے، اگر بعد میں مجھے اس کی حرکت کا پتا چلا تو میں بہت بری طرح پیش آؤں گا۔" اسبق پیچھے سے دھاڑا۔
"تائی جان یہ تو کوئی بات نہیں ہے ہر بار

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ مجھے ہی الزام دیتا ہے حالانکہ فائل کی گمشدگی میں میرا بالکل ہاتھ نہیں ہے۔" وہ جھنجلائی۔
"ہمیں یونیورسٹی سے دیر ہو رہی ہے اور اس نے امامہ کو وہ اسٹوپڈ سی فائل ڈھونڈنے میں لگایا ہوا ہے۔" اس نے دوپٹہ ٹھیک سے سیٹ کرتے ہوئے کہا۔
"وہ اسٹوپڈ سی فائل نہیں ہے آج کی میٹنگ کے مین پوائنٹ ہیں اس میں مجھ دیر ہو رہی ہے، ابھی جا کر مجھے بریفنگ کی تیاری بھی کرنی ہے۔" وہ اس کی فائل کو چیک کرتے ہوئے بتانے لگا۔
"چلو امامہ خود یہ حد سے زیادہ کیئرلیس ہے بعد میں دوسروں کو تنگ کرتا ہے۔" اس نے امامہ کو پکڑ کر گھسیٹا اس کے ہاتھ میں فائل اور بیگ تھما کر باہر گھسیٹ لائی۔
ڈرائیور گاڑی میں بیٹھا ان کا ویٹ ہی کر رہا تھا دونوں بیٹھیں تو گاڑی اسٹارٹ کی، اس نے موبائل نکال کر اسبق کے موبائل کے نمبر پش کیے۔
"اب کیا ہے؟" وہ اسکرین پر اس کا نمبر دیکھ کر دھاڑا۔
"خواہ مخواہ وقت مت ضائع کرو کہیں آفس جا کر تایا جان تمہاری کلاس نہ لگا دیں۔" چبھتے لہجے میں کہی بات سے امامہ جان گئی کہ فائل اسی نے چھپائی ہے۔
"تم ازفرین کسی دن قتل ہو جاؤ گی میرے ہاتھوں سے۔" وہ غصے سے چلایا جبکہ وہ ہنس دی۔
"میں نے کچھ نہیں کیا دراصل تایا جان صبح اس فائل کی اسٹڈی کر رہے تھے تم نے خود ہی تو دی تھی انہیں، بس جلدی میں وہ اسے ساتھ ہی لے گئے اور ابھی کچھ دیر پہلے جب تم واش روم میں تھے تایا جی کا فون آیا تھا یہی بات بتانے کے لئے کہ لیکن جب تم نے فائل کی گمشدگی کا الزام مجھ پر لگایا تو مجھے غصہ آ گیا ابھی بھی اس لئے بتا رہی ہوں کہ تایا جان تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے۔" پھر اس کی بات سنے بغیر فون بند کر گئی۔
"اب تم یہ مت کہنا کہ میرا قصور ہے قصور تو صرف نور جہاں کا ہے۔" اس نے امامہ سے کہا وہ سر جھٹک کر باہر دیکھنے لگی۔
"امامہ تمہارا بھائی خود ہی مجھے غصہ دلاتا ہے ورنہ یقین کرو میں اسے تنگ نہیں کرنا چاہتی، لیکن اس کے تفتیشی انداز سے مجھے چڑ ہوتی ہے۔" اس نے صفائی پیش کی۔
"تم برداشت نہیں کر سکتی اور ناں ہی وہ کر سکتا ہے صبح صبح گھر کو میدان جنگ بنا رکھا تھا، اب نجانے سارا دن کیسے گزرے گا؟" اسے غصہ اسی بات کا تھا۔
"بہت اچھا کیونکہ صبح تم نے میرا مکھڑا دیکھا تھا۔" اس نے خوش دلی سے کہا، اس کی بات پر بے ساختہ اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

☆☆☆

"ہائے گرلز۔" وہ کلاس میں جا رہی تھی جب حماد وغیرہ نے انہیں روکا۔
"او ہائے گائز ہاؤ آر یو۔" اس نے خوش دلی سے پوچھا۔
"فائن اور آپ دونوں؟" ارسلان نے پوچھا، ان لوگوں کی چند دنوں میں اچھی سلام دعا ہو گئی تھی بلکہ پوری کلاس سے ہی علیک سلیک ہو گئی تھی۔
"ہم بھی ٹھیک ہیں آج تو ہمیں لیٹ ہو گئی آپ لوگ بھی شاید ابھی آئے ہیں۔" امامہ نے تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے کہا۔
"آپ اتنی تیزی سے کہاں جا رہی ہیں؟" تابش نے پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"سر الطاف کی کلاس نہیں لینی کیا، وہ تو لیٹ آنے والوں کی خوب عزت افزائی کرتے ہیں۔"

"لیکن آج قطعاً نہیں ہو سکتی۔" ارسلان نے بات کاٹی۔

"کیونکہ آج وہ آئے ہی نہیں۔" اس کے بتانے پر وہ رکی۔

"لو ہم تو خوف کے مارے فٹافٹ بھاگے اور یہاں...... ارے بھئی اگر تم لوگ مجھے ایک میسج بھیج دیتے تو بلیو می کچھ دیر مزید گھر پر رک کر کم از کم اسبق کے تاثرات اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی۔" اس کی بات پر امامہ نے اسے آنکھیں دکھائیں جب کہ وہ چاروں اتنے عرصے میں یہ جان چکے تھے کہ ازفرین اور اسبق کے تعلقات پاکستان اور بھارت یا پھر شام اور ایران جیسے تھے۔

"تم لائبریری چل رہی ہو یا میں جاؤں؟" امامہ نے سختی سے پوچھا۔

"ہاں چلو اوکے بائے گائز۔" انہیں بائے کہہ کر امامہ کے ساتھ چل پڑی۔

"تم اس گھونچو سباق و سباق کے لئے مجھ سے ناراض مت ہوا کرو۔" وہ خفا ہوئی۔

"تم میرے سامنے میرے بھائی کے خلاف باتیں نہ کیا کرو۔" امامہ نے اسی کے انداز میں کہا۔

"تمہارا بھائی کم نہیں ہے پہلے وہ مجھے چڑاتا ہے۔" آئی تو وہ کام کرنے تھی مگر اب بیٹھی ایک دوسرے سے الجھ رہی تھیں۔

"میرا بھائی تمہارا ابھی کچھ لگتا ہے یا نہیں؟"

"ہاں ہے سب سے بڑا دشمن۔" اب کی بار امامہ ایک پل کو خاموش ہوئی۔

"تمہیں پتا ہے رات کو دادا جان نے اماں اور بابا کو بلایا تھا، ایک اہم بات کرنے کے لئے۔" اس کے جملے پر ازفرین تھوڑا سا ٹھٹکی۔

"اہم بات وہ کیا تھی کہیں تمہاری شادی دادی کا تو پروگرام نہیں بن رہا؟"

"میری شادی کا تو نہیں البتہ تمہاری شادی کا پروگرام بن رہا ہے اسبق کے ساتھ۔" اس کے انکشاف پر ازفرین کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا پھر یکدم سر جھکا لیا۔

"کیا ہوا کیا تمہیں اسبق پسند نہیں، یار فیری بے شک تم لوگ لڑتے رہتے ہو مگر ہم سب جانتے ہیں تم دونوں ایک دوسرے کا خیال بھی بہت رکھتے ہو، شادی کے بعد تم دونوں بہت خوش رہو گے۔" وہ اسے منانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تم لوگوں نے اسبق سے پوچھا؟" اس نے کتاب کے ورق پلٹتے ہوئے کہا۔

"اماں نے ذکر تو کیا تھا مگر آگے سے وہ کچھ نہیں بولا یقیناً اسے کوئی اعتراض نہیں ہوگا البتہ تمہاری طرف سے ہمیں خوف ہے کہ کہیں تم انکار نہ کر دو۔"

"امامہ میں اسبق سے شادی نہیں کرنا چاہتی کبھی بھی نہیں تم یہ تائی جان کو بتا دینا۔" اس نے سختی سے انکار کر دیا۔

"کیوں اسبق میں کیا برائی ہے؟ یہ ٹھیک ہے کہ وہ غصے کا تیز ہے مگر اس کا دل۔"

"پلیز امامہ شاپ اٹ میں اپنا فیصلہ سنا چکی ہوں۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوک دیا۔

امامہ خاموش نظروں سے اسے دیکھنے لگی جو کتابیں کھول کر نوٹس بنانے میں مصروف ہو گئی تھی، امامہ اس کے انکار پر الجھ سی گئی کیونکہ اس کا خیال تھا وہ اسبق کو پسند کرتی ہے بس یونہی لڑتی جھگڑتی ہے لیکن......

☆☆☆

"ازفرین اس وقت میں خاموش ہو گئی تھی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کیونکہ وہ جگہ مناسب نہیں تھی مگر اب سیدھی طرح بتاؤ انکار کی وجہ کیا ہے؟" وہ کھانا کھا کر لیٹی تھی جب امامہ چلی آئی، ازفرین نے سر کے نیچے سے تکیہ نکال کر منہ پر رکھا، یہ واضح اعلان تھا کہ وہ کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔

"سنو ازفرین میں اماں تک تمہارا انکار نہیں پہنچاؤں گی تمہاری شادی اسبق سے ہی ہوگی۔" وہ ضدی انداز میں کہہ کر اٹھ گئی، ازفرین نے اس کے جانے کے بعد منہ پر سے تکیہ ہٹایا اور آنکھوں میں آئے آنسو صاف کیے۔

"چاہتی تو میں بھی یہی ہوں کہ میں ہمیشہ اسی گھر میں رہوں مگر میں جانتی ہوں اسبق مجھ سے شادی کبھی نہیں کرے گا وہ تو کسی اور کے خواب دیکھتا ہے۔" وہ بڑبڑا رہی تھی۔

اس کے دل میں اسبق کے لئے کوئی خاص جذبہ نہیں تھا نہ ہی اسے کوئی اسبق سے شدید قسم کی محبت تھی مگر آج جب امامہ نے اسے تائی جان کی خواہش بتائی تو اس کے دل نے ایک بار پھر اسی گھر میں رہنے کی ضد کی، ایک دفعہ پہلے جب مما نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا اپنے بھائی کے بیٹے کے لئے تب بھی اس کا دل اسبق کے ساتھ کی خواہش کے لئے مچلا تھا مگر کچھ دنوں میں ہی اسے پتا چل گیا کہ وہ اپنی خالہ کی بیٹی میں انٹرسٹڈ ہے سو وہ خود کو سمجھا چکی تھی کہ اسبق اس کی منزل نہیں ہے۔

☆☆☆

"ازفرین کیا دیکھ رہی ہو؟" چچی کی آواز پر اس نے گردن گھمائی، وہ پھر بولی۔

"چچی وہ دیکھیں ٹوٹا تارا، سنا ہے اس کو دیکھ کر جو مانگو وہ مل جاتا ہے۔" اس نے ٹوٹتے تارے کو گرتے دیکھ کر کہا۔

"جن کا مقدر پستی ہو جائے وہ کسی کے کیا کام آئیں گے؟ جس کا سفر زوال کی طرف شروع ہو جائے وہ صرف اپنی فکر میں ہوتا ہے یہ بھلا آپ کی دعا کیسے پوری کرے گا؟" ان کے حلیم لہجے نے ازفرین کی توجہ ٹوٹے تارے سے ہٹائی۔

"دیکھو جان تم مسلمان ہو قرآن کو ترجمے کے پڑھو اس میں شہابیے کا ذکر کن الفاظ میں ہے، نہ جانے ہم غیر مسلموں والی حرکتیں کیوں کرتے ہیں انہیں جو جس چیز میں دل چاہیے ان کا خدا نظر آ جاتا ہے مگر ہمارا خدا تو بے شک ہر جگہ ہے مگر اس سے مانگنے کے جو مخصوص ذریعے ہیں ان کے ذریعے اس سے مانگو، اس لئے ان کے بجائے اللہ سے مانگو وہ تمہیں فوراً دے گا۔" ان کی باتیں سن کر وہ شرمندہ سی سر جھکائے کھڑی تھی، انہوں نے آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگایا، اس کی آنکھوں میں آئے آنسو چھلک گئے۔

"کیا بات ہے کوئی پریشانی ہے؟" وہ جانتی تھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہ رونے والی نہیں ضرور کوئی بڑی بات ہوگی۔

"چچی آپ نے سنا گھر میں میرے اور اسبق کے بارے میں جو باتیں ہو رہی ہیں؟" نم لہجے میں پوچھا۔

"دونوں کے پرپوزل کی؟" انہوں نے تصدیق چاہی۔

"چچی میں اسبق سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔" وہ انگلیاں چٹخانے لگی۔

"کیوں؟" اس کیوں کا جواب ہی تو نہیں دینا چاہتی تھی وہ خاموش رہی۔

"کیا کسی اور کو پسند کرتی ہو؟"

"نہیں چچی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" بے اختیار ہی وہ بولی تھی۔

"ان فیکٹ اسبق ہی مجھ سے شادی نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کرنا چاہتا وہ کسی اور کو پسند کرتا ہے۔" اس نے بالآخر بتا ہی دیا۔

"کیا اس نے تم سے انکار کے لئے کہا ہے۔"

"نہیں فی الحال تو میری اس سے اس ٹاپک پر بات ہی نہیں ہوئی یہ بات تو اس نے مجھے بہت عرصہ پہلے بتائی تھی کہ وہ اس لڑکی سے ہی شادی کرے گا۔" چچی نے اس کے ہاتھ پکڑ لئے۔

"ازفرین بھابھی نے میرے سامنے اس کی رائے لی ہے اس نے انکار نہیں کیا اگر اسے انکار ہوتا تو کم از کم بھابھی کو تو کہتا، تم فکر مند نہ ہو اگر کوئی ایسا مسئلہ ہو بھی تو ہم ہیں نہ تم کیوں پریشان ہوتی ہو؟" ازفرین نے بے ساختہ ان کے سینے میں پناہ لی۔

"چچی آپ بہت اچھی ہیں۔" بے ساختہ تعریف کی تو وہ مسکرادی۔

"ازفرین مشکلوں کو خود پر طاری کرنے کے بجائے آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ کرنا چاہیے پرامس کرو آئندہ اتنی سی بات پر پریشان نہیں ہو گی؟" انہوں نے پیار سے سمجھا کر وعدے کے لئے ہاتھ پھیلایا۔

"پرامس اگر کوئی مشکل آئی تو مقابلہ کروں گی اگر نہ سنبھالی گئی تو آپ کے پاس آ جاؤں گی۔" اس نے وعدہ کیا تو وہ مسکرا کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئیں۔

☆☆☆

"ہیلو کیسی ہیں آپ؟" وہ اپنا اسائنمنٹ مکمل کر رہی تھی حماد کی آواز پر سر اٹھایا۔

"ٹھیک ہوں آپ سنائیں کیسے ہیں؟" اس نے مسکرا کر جواب دیا وہ اس کے سامنے ہی ٹک گیا۔

"آج امامہ نہیں آئی؟" کتاب کھولتے ہوئے سرسری انداز میں حماد نے پوچھا۔

"ہوں اس کی طبیعت کچھ خراب تھی فلو کا اٹیک ہو گیا ہے، آپ کیوں نہیں آئے کل؟" اسے ایکدم یاد آیا تو پوچھا۔

"جی بس موڈ نہیں تھا اس لئے گھر ہی بیٹھا رہا۔" وہ اس کے جھکے سر کو دیکھ کر بولا وہ دھیمے سے ہنس دی۔

"آپ یونیورسٹی موڈ کے ساتھ آتے ہیں میں تو سمجھی رہی ارسلان وغیرہ کے ساتھ آتے ہیں۔" اس کی بات پر وہ مسکرا دیا۔

"حماد ایک پرسنل سوال پوچھوں؟" اس نے سر اٹھا کر پوچھا تو وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا اس لئے شپٹا گیا۔

"جی پوچھیے۔" سنبھل کر کہا۔

"مجھے کبھی کبھار لگتا ہے آپ کافی بیزار ہیں اس دنیا سے، لوگوں سے اور کبھی کبھار اپنے دوستوں سے بھی، میں نے اکثر آپ کو ان سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر الجھتے ہوئے دیکھا ہے۔" اپنی بات کہہ کر وہ ایکدم خاموش ہو گئی، اسے لگا کہ وہ برا مان گیا ہے، حماد نے اس کے چہرے پر سے نظریں ہٹائیں۔

"سوری آپ کو برا لگا ناں سوری مجھے تو یونہی الٹی سیدھی باتوں میں ٹائم ویسٹ کرنے کی عادت ہے، فضول بولنا میری ہابی ہے، آپ پلیز مائنڈ نہ کیجئے گا۔" اس نے جلدی سے کہہ کر اس کا موڈ ٹھیک کرنا چاہا، حماد کے لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"بات یہ ہے ازفرین جب سے مما کی ڈیتھ ہوئی ہے مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا حالانکہ ڈیڈی اور حماس بھائی میری بہت کیئر کرتے ہیں مگر مما تو میری بیسٹ فرینڈ بھی تھیں، ضرورت

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

پڑنے پر میری بڑی بہن بھی بن جاتی کبھی چھوٹی بہن بھی، میں ان سے کافی اٹیچ تھا بس ابھی تک ان کے بغیر رہنے کی عادت نہیں ہو پائی۔" وہ دھیمے لہجے میں اپنے عظیم دکھ کے بارے میں بتا رہا تھا۔

"ارے آپ کو کیا ہوا؟" اس نے نظر اٹھائی تو ازفرین کی آنکھوں میں آنسو چمکتے نظر آئے، اس نے سر جھکا کر آنسو صاف کیے وہ اس کے دکھ کو محسوس کر سکتی تھی۔

"حماد آپ پھر بھی لکی ہو کم از کم آپ کے ڈیڈی اور بھائی تو ہیں ناں جو آپ کا اتنا خیال رکھتے ہیں، آپ ان سے اپنے دل کی ہر بات پر پریشانی شیئر کر سکتے ہو ورنہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کے پاس دونوں ہی نہیں ہوتے۔" وہ انگلیوں میں پن گھماتے ہوئے کہہ رہی تھی حماد کو وہ عجیب الجھن میں لگی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا کیا تم؟" دل میں آیا سوال لبوں پر آ گیا، وہ زخمی انداز میں مسکرائی۔

"نہیں اللہ کا شکر ہے میری مما حیات ہے مگر مجھ سے بہت دور، جب وہ میری کمی محسوس کرتی ہیں تو اپنے پاس بلا بھی لیتی ہیں لیکن جب میں پاس جاتی ہوں تو وہ مطمئن ہو کر پھر دور ہو جاتی ہیں۔" حماد نے نا سمجھے پن سے اسے دیکھا اس کے پلے تو کچھ بھی نہیں پڑا تھا۔

"اکچوئیلی بابا کی ڈیتھ کے بعد دادا جان نے ان کی شادی کر دی تھی میں تو تب چھوٹی سی تھی، مجھے تائی جان نے سنبھال لیا، مجھے خوشی ہے کہ میری مما نے میری وجہ سے تیاگ نہیں لیا مما تو یہی چاہتی تھیں مگر دادا جان نے ان کی ایک نہ سنی اور اچھا ہی کیا جتنا اولاد کے لئے ماں باپ کرتے ہیں ناں اس کا صلہ اولاد کبھی بھی نہیں دے پاتی اولاد میں اتنی قربانی دینے کا حوصلہ ہوتا ہی نہیں۔"

وہ افسردگی کے احساس میں گم تھی۔

"مجھے دل سے خوشی ہوتی ہے جب میں مما کی لائف کو دیکھتی ہوں، ان کا ایک خوبصورت گھر ہے جس میں ان کے شوہر، دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں، چھوٹے پاپا نے انہیں زندگی کی ہر وہ خوشی دی ہے جو وہ دے سکتے ہیں۔" وہ جتنی ایکسائیٹڈ ہو کر بتا رہی تھی اس سے ہی اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کتنی خوش ہے مگر پھر بھی حماد کو اس کے انداز میں ایک تشنگی سی محسوس ہوئی تھی۔

"کیا تم خوش ہو؟" بے اختیار حماد نے پوچھا، ازفرین نے ایک لمحے کو اس کی طرف دیکھا پھر مسکرا دی۔

"ہاں بہت زیادہ خوش ہوں جانتے ہو کیوں، کیونکہ میں نہیں چاہتی کبھی میری وجہ سے مما کو اپنے فیصلے پر افسوس ہو اس کے علاوہ وہ گھر میں سب ہی مجھ سے بے تحاشا پیار کرتے ہیں، تائی جان نے کبھی مجھے امامہ سے الگ نہیں سمجھا، چچی میری بہترین دوست ہے، باقی سب بھی مجھے اتنا ہی چاہتے ہیں جتنا کوئی اپنے پیارے کو چاہتا ہے۔"

"ایک بات کہوں حماد؟" کلاس کا وقت ہو چکا تھا سو سامنے پھیلی کتابوں کو بند کرتے ہوئے کہا۔

"زندگی جو تمہیں دے، اسے مسکراتے ہوئے تھام لو، جو امانت اللہ کی ہی تھی اسے لوٹانے کے بعد افسردہ ہونے کے بجائے صبر کر کے اس کی باقی نعمتوں کا شکر ادا کرو، اپنے ڈیڈی سے اپنی پرابلم شیئر کرو ان کی تنہائی کو شیئر کرو وہ تم سے زیادہ اکیلے ہو گئے ہوں گے خود کو فورس کرو اس دنیا میں جینے کے لئے بہت بڑا دل چاہیے جو چھوٹے بڑے سارے دکھوں کو جھیل

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سکے۔'' اپنی بات مکمل کر کے وہ ہنس دی۔

''تم سوچ رہے ہو گے میں تو نصیحت ہی کرنے لگی، اسبق میری اس عادت سے بہت چڑتا ہے مگر کیا کروں جہاں مجھے کوئی سننے والا ملتا ہے میں شروع ہو جاتی ہوں حالانکہ مجھے ایسے موقعے بہت کم ہی ملتے ہیں۔'' وہ دونوں کلاس روم کی طرف جا رہے تھے۔

حماد کو ازفرین پر حیرت ہوئی جو اپنی مما کے حیات ہوتے ہوئے ان کے ساتھ نہ تھی پھر بھی خوش تھی، ایک وہ خود تھا حماس بھائی کے لئے ڈیڈی نے لڑکی دیکھی تھی تو اس نے طوفان اٹھا دیا تھا کہ پھر حماس بھائی اسے وہ توجہ اور پیار نہ دے سکیں گے جو ابھی دیتے ہیں، حماس بھائی نے بمشکل اسے سمجھایا کہ وہ شادی نہیں کر رہے تب کہیں اس کا موڈ ٹھیک ہو پایا تھا، جبکہ اس کی بات سن کر تمام دوستوں نے اسے سمجھایا تھا۔

''خود غرض مت بنو حماد، انہیں ہمیشہ صرف تمہارا ہی نہیں رہنا ان کی اپنی لائف ہے انہیں وہ جینے دو گے یا انہیں خود تک محدود رکھو گے۔'' تابش نے لتاڑا تھا۔

''آنٹی کے جانے سے صرف تم ہی اکیلے نہیں ہوئے، حماس بھائی اور انکل بھی اکیلے ہو گئے، شیرازہ تو سارے گھر کا ہی بکھرا ہے ناں تو صرف وہ ہی کیوں تمہارے لاڈ اٹھا رہے ہیں تم کیوں نہیں ان کا خیال رکھتے؟'' ارسلان نے سمجھانا چاہا۔

''میں نہیں جانتا مما کو کھونے کے بعد میں کسی کو نہیں کھو سکتا یوں کسی کو شیئر بھی نہیں کر سکوں گا۔'' وہ ضدی انداز میں بولا۔

''حماد یار حماس بھائی کی بیوی گھر آئے گی ناں تو گھر سنبھال لیں گی دیکھ کیسا الٹا پڑا ہے نہ ٹھیک سے صفائی ہوتی ہے نہ ہی کچن کا کوئی پرابر استعمال ہو رہا ہے، تم لوگ بھی بازار کا کھا کھا کر تھک گئے ہو، یار تیری آدھی پریشانیوں کا حل نکل آئے گا حماس بھائی کی شادی سے۔'' صائم نے پیار سے سمجھانا چاہا مگر وہ غصے سے وہاں سے اٹھ ہی گیا تھا۔

☆☆☆

وہ کب سے صوفے پر آڑھا ترچھا لیٹا حماس بھائی کو دیکھ رہا تھا جو اس کے لئے لائے گئے کپڑوں کی تعریفیں کر رہے تھے، ڈیڈی کچن میں رات کے لئے کھانا تیار کر رہے تھے دونوں کتنے ذمہ دار ہو گئے تھے مما کے ہوتے ہوئے ڈیڈی نے کبھی کچن میں جا کر پانی کا گلاس تک نہیں پیا تھا اور حماس بھائی آفس سے آ کر اپنی کتابوں میں کھو جاتے یا پھر کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ جاتے، انہیں گھر کے کسی بھی کام میں کوئی بھی انٹرسٹ نہیں تھا، یہاں تک کہ ان کے کپڑے بھی مما خود لاتی تھیں۔

مما کے جانے کے بعد دونوں ہی ذمہ دار ہو گئے تھے اگر کوئی نہیں اپنے آپ کو سنبھال پایا تھا تو وہی تھا۔

''ڈیڈی کیا تیار ہو رہا ہے؟'' حماد نے وہیں سے آواز لگا کر پوچھا۔

''کل میں نے ٹی وی پر چکن تکہ بنتے ہوئے دیکھا تھا وہ ٹرائی کر رہا ہوں، اللہ کرے کہ بن ہی جائے یار یہ بازار کے کھانے کھا کھا کر تو پیٹ ہی خراب ہو گیا ہے۔'' انہوں نے وہیں سے بتایا۔

''تم کیا کر رہے ہو، ذرا یہاں آ کر یہ ٹماٹر تو کاٹ دو۔'' انہوں نے مدد کے لئے پکارا۔

کچن میں آیا تو اس کا جی الٹنے لگا، سنک گندے برتنوں سے بھرا ہوا تھا، اس نے فریج میں سے ٹماٹر نکال کر کاٹ کر پلیٹ ان کے آگے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رکھی پھر شیلف صاف کرنے لگا۔
''ڈیڈی پہلے اسے بھونتے نہیں ہیں آپ جائیے میں پکاتا ہوں۔'' اس نے ڈیڈی کو تکتے بھرتے دیکھ کر کہا۔
''نہیں بیٹا میں بنالوں گا تمہیں کہاں آتا ہو گا۔''
''مما بناتی تھیں ناں تو میں دیکھتا رہتا تھا چلیے آج آپ مجھے ازمالیں اگر کامیاب رہا تو میرا گفٹ تیار رکھیے گا اوکے۔'' اس نے ٹماٹر دیگچی میں ڈالتے ہوئے کہا، ڈیڈی کو خوشگوار سی حیرت ہوئی۔
''چلو میں پھر برتن دھو لیتا ہوں آج کام والی بھی چھٹی کر گئی، کتنی دفعہ کہا ہے چھٹی نہ کیا کر ہمیں مشکل ہوتی ہے مگر روز ہی کوئی نہ کوئی مسئلہ ہو جاتا ہے۔'' وہ بولتے بولتے کپ اٹھانے لگے۔
حماد بالکل ماں کی طرح سالن بنانے کے ساتھ ساتھ اردگرد پھیلا بکھیڑا بھی سمیٹ رہا تھا، اس نے جلدی ہی تینوں شیلفوں کو چمکا دیا، آدھے گھنٹے میں ہی سارا کچن سمٹ گیا تھا، ڈیڈی کو برتنوں سے نبرد آزما ہوتے دیکھ کر مسکرا دیا۔
''ڈیڈی آپ ادھر آیئے اسے ذرا دیکھیے سالن لگنا نہیں چاہیے میں تب تک یہ سمیٹ لیتا ہوں۔'' اس نے باپ کا ہاتھ پکڑ کر چولہے کے آگے کھڑا کیا۔
وہ برتن دھونے کے ساتھ ساتھ باتیں بھی کرتا رہا تھا، حماس نے آنکھوں کے اشارے سے ڈیڈی سے اس کے موڈ کے اتنا اچھا ہونے کی وجہ پوچھی، وہ خود نہیں جانتے تھے اس لئے صرف کندھے ہی اچکا پائے، آج مما کے ذکر پر وہ سب چھوڑ چھاڑ کر اپنے کمرے میں نہیں چلا گیا تھا بلکہ خود ہی بار بار ان کا ذکر کر رہا تھا۔

رات کو جب وہ ڈائننگ ٹیبل پر آئے تو انہیں لگا ابھی ابھی یہاں سے مما گئی ہیں، ٹیبل پر برتن اسی انداز میں سیٹ تھے جیسے وہ کرتی تھیں۔
''چلیے بھئی شروع کریں مجھے تو سخت بھوک لگی ہے، آج پہلی دفعہ آپ میرے ہاتھ کا بنا کھانا بھی چیک کریں، میرا دعویٰ ہے انگلیاں چاٹتے رہ جائیں گے۔'' وہ پانی کا جگ رکھتے ہوئے بولا، سب نے بڑی بے صبری سے اپنی اپنی پلیٹوں میں سالن نکالا، پہلے نوالے پر ہی ڈیڈی کے منہ سے بے اختیار نکلا، جس پر حماد مسکرایا۔
''یار حماد تو تو چھپا رستم نکلا ہم خوامخواہ اتنے عرصے باہر کا کھانا کھاتے رہے بس آج کے بعد کھانا تو ہی بنائے گا۔'' ڈیڈی نے تعریف کرتے ہوئے کہا۔
''اوکے مائی لارڈ اور کوئی حکم؟'' سر جھکا کر اک ادا سے کہا تو دونوں ہی ہنس دیئے۔
بہت عرصے بعد انہوں نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا، کھانے کے برتن حماس بھائی نے سمیٹے، ڈیڈی نے چائے بنائی، چائے کے کپ لے کر وہ لان میں آ گئے۔
''حماد کب سے ایک بات پریشان کر رہی ہے پلیز بتا دو۔'' حماس نے پوچھا۔
''جی بھائی پوچھیے کیا بات پریشان کر رہی ہے؟'' وہ سمجھتا تو تھا کہ وہ کیا جاننا چاہتے ہیں۔
''یار یہ کایا کیسے بدل گئی چند دن سے تم کچھ بدلے بدلے سے ہو اور آج تو تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟'' وہ مسکرا دیا، چائے کا کپ خالی کر کے ٹیبل پر رکھا۔
''بھائی کسی نے مجھے احساس دلایا ہے کہ جو رشتے میرے پاس ہیں انہی کے ساتھ خوش رہنا سیکھوں، پھر میں نے خود غور کیا تو محسوس ہوا میں کتنا خود غرض بنا ہوا ہوں آپ لوگوں کو کتنا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پریشان کر رکھا ہے ہر بات میں ضد کر کے آپ کو تنگ کرتا ہوں، مما کی لائف میں تو بچپنا سوٹ کرتا تھا مگر اب اگر تھوڑا بڑا ہو کر آپ دونوں کا ساتھ دوں تو کیا حرج ہے، یہی سوچ کر چینج ہونے کی کوشش کر رہا ہوں، کیا آپ کو میرا بدلنا برا لگا؟" ڈیڈی اپنی جگہ سے اٹھے اسے اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔

"بہت اچھا لگا کہ میرا بیٹا ماں کی موت کو قبول تو کر پایا ہے اور تمہاری سمجھداری پر کسی کو کیا شبہ تمہاری ماں کہا کرتی تھی کہ میرا حماد آپ دونوں سے ذہین ہے کبھی موقع آیا تو آپ خود اس کے گن گائیں گے۔" ان کے خوشی بھرے انداز پر حماد کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"جو آج ہم گانے پر مجبور ہو گئے ہیں واہ کیا کھانا بنایا تھا۔" حماس بھائی کی بات پر ڈیڈی ہنس دیئے تو وہ بھی مسکرا دیا۔

☆☆☆

"تمہیں جو سمجھایا ہے وہ سمجھ گئے ناں۔" اس نے پھول اسے پکڑاتے ہوئے پوچھا۔

"فری جی اسبق جی کو پتا چل گیا تو بڑی مار پڑے گی۔" وہ سہما ہوا تھا۔

"کیسے پتا چلے گا تم جاؤ میں خود ہی کر لوں گی، بڑے بہادر بنے پھرتے ہو، اتنا سا کام نہیں کر سکتے۔" وہ غصے میں آتے ہوئے بولی، وہ سہم کر اندر چلا گیا، اسے ازفرین کے غصے سے خوف آتا تھا وہ پہلے خود اسے خوب ڈانٹتی پھر چپکے سے اس کا کوئی نہ کوئی ایسا کام بگاڑ دیتی جس کا تعلق دادا جان یا اسبق سے ہوتا پھر ان دونوں سے الگ ڈانٹ پڑتی۔

اس نے کمرے میں آ کر پھول گلدان میں سیٹ کیے، اسبق واش روم میں تھا بیڈ پر پڑی شرٹ میں سے پرس نکالا اور اس میں کاغذ رکھ کر اسے واپس شرٹ کی پاکٹ میں رکھ دیا۔

"ہاں کیا رہا؟" وہ باہر آیا تو ازفرین کمرے کے باہر دیوار سے ٹیک لگائے مغلیہ اسٹائل میں پھول سونگھ رہی تھی، اس کے پوچھنے پر اوکے کا اشارہ دے کر کچن میں چلا گیا، وہ مسکراتے ہوئے لاؤنج میں آ گئی، جہاں صبح صبح دادا جان ٹی وی پر خبریں سن رہے تھے، ساتھ ہی اخبار بھی دیکھ رہے تھے۔

"صبح بخیر دادا جان۔" ان کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا جس کا جواب سر سے ہی ملا، وہ میگزین اٹھا کر ورق پلٹنے لگی، پندرہ منٹ بعد اسبق اس کے پاس آیا۔

"تم میرے کمرے میں آئی تھی۔" اس کے سر پر کھڑا سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

"میں نہیں تو ویسے یہ بتاؤ کیا میرا تمہارے کمرے میں آنا منع ہے۔" اس نے سادے سے انداز میں پوچھا۔

"تم ذرا میرے ساتھ آؤ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" اس کی سنجیدگی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا، وہ اٹھ کر اس کے پیچھے چل دی، وہ جانتی تھی اسبق کو اس سے کیا بات کرنی ہے۔

"ان سب کا کیا مقصد ہے؟" اس نے پیپرز کا پلندہ ہوا میں لہرایا، اس کی آنکھوں میں مسکراہٹ لپکی، اس نے اسبق کے ہاتھ سے پلندہ پکڑا، دس بارہ پیپر تھے جس میں بزدل، ڈرپوک، پیار کیا تو ڈرنا کیا، ہمت مرداں مدد خدا جیسے لفظ اور فقرے درج تھے۔

"تمہاری ذات کی تشریح کون کر رہا ہے ویسے ذرا سا بھی جھوٹ نہیں ہے ارے کہیں تم یہ تو نہیں سمجھ رہے کہ یہ میری حرکت ہے؟" اسبق بہت اچھی طرح جانتا تھا یہ اس کی ہی حرکت ہے اس کی معصومیت پر وہ بھنا گیا آگے بڑھ کر خدا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے پکڑا۔

"تم کیا سمجھتی ہو میں اماں کے سامنے عرشیہ کا نام نہیں لے سکتا، یہ تمہاری بھول ہے شادی تو میں عرشیہ سے ہی کروں گا تم سے ہرگز نہیں، اس بات کو بھولنا نہیں اچھا۔" اس کی آنکھوں میں آنسو جگمگا اٹھے تھے نجانے یہ بالوں کے کھینچنے کا درد تھا یا اس کے سخت الفاظ سے دل میں پیدا ہونے والا۔

"میں یہ بات نہ پہلے بھولی ہوں نہ ہی کبھی بھول پاؤں گی مگر دیر تم کر رہے ہو، یہ نہ ہو وقت ہاتھ سے نکل جائے دس پندرہ دن تک دادا جان منگنی کا فنکشن کرنے والے ہیں بہتر ہو گا کہ اس سے پہلے ہی تم بات کلیئر کر لو۔" اس نے دھیمے سے کہا اور نرمی سے اس کے ہاتھ کو جھٹکا۔

"تم فکر نہ کرو منگنی تک نوبت نہیں آئے گی، تم عقلمندی دکھا کر انکار کر سکتی تھی ناں۔" وہ استہزائیہ انداز میں ہنسا۔

"تم نے سوچا ہو گا میں خاموشی سے سر جھکا کر بات مان لوں گا اور ساری زندگی تمہیں جھیلتا رہوں گا۔"

"اسبق تم یہ مت سمجھنا میں تم سے شادی کے لئے تیار ہوں مجھے بھی تم میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے، اگر چاہوں تو اسی وقت جا کر دادا جان کو ساری حقیقت بتا کر انکار کر سکتی ہوں، لیکن میں نہیں کروں گی کیونکہ میں دادا جان کو تکلیف دینے کا سوچ بھی نہیں سکتی میں چاہتی ہوں انکار تم کرو میرے کندھے پر رکھ کر بندوق مت چلاؤ، تم عرشیہ سے شادی کرنا چاہتے ہو تو خود ہی جا کر ساری بات کلیئر کرو لیکن تم تو محبت کے اظہار سے پہلے ہی بزدلی دکھا رہے ہو آگے......؟" وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ کر چھپاک سے باہر نکل گئی۔

اسبق نے آگے بڑھ کر اسے روکنا چاہا مگر پھر وہ رک گیا، وہ اسے بتلانا چاہتا تھا کہ وہ بزدل نہیں ہے۔

وہ ٹھیک ہی تو کہہ گئی تھی ابھی بھی وہ عرشیہ کو تو بتا نہیں سکا تھا کہ وہ اسے پسند کرتا ہے، وہ چاہتا تھا پہلے عرشیہ سے بات کرے پھر اماں کو اپنی پسند سے آگاہ کرے۔

"وہ اسٹوپڈ عرشیہ جا کر اسلام آباد بیٹھ گئی ہے یہاں ہوتی تو اسی دن بات کر لیتا جب اماں نے ازفرین کے لئے بات کی تھی۔" وہ خود سے سوال جواب کرنے میں مصروف تھا۔

☆☆☆

"بیٹا میں کل سے ٹرائی کر رہا ہوں کہ آپ سے بات ہو جائے مگر لگتا ہے آپ کچھ زیادہ ہی بزی ہو۔" ایئر پیس میں سے ان کی ناراض سی آواز سنائی دی وہ مسکرا دی۔

"سوری چھوٹے پاپا صبح سے میں کلاسز اٹینڈ کر رہی تھی اس لئے موبائل آف کر دیا تھا، اب آپ جلدی سے بتایئے آپ کو کیا خاص کام ہے؟" اس نے مصروفیت کی وجہ بتا کر بات جاننی چاہی۔

"خاص بات یہ تھی کہ آج آپ ہماری طرف آ رہی ہیں میں نے انکل کو بتا دیا ہے انہیں آپ وقت بتائیں میں ڈرائیور کو بھیج دوں گا۔" انہوں نے طے شدہ پروگرام بتایا۔

"خیریت چھوٹے پاپا؟" اسے عجیب سا لگا تھا ان کا اس طرح انوائیٹ کرنا۔

"بالکل خیریت نہیں ہے سب آپ کو اتنا مس کر رہے ہیں آپ کی مما، ثمن اور دونوں بھائی، وہ دونوں تو بضد ہیں کہ آپ کو لینے وہ دونوں جائیں گے میں نے بڑی مشکل سے انہیں سمجھایا ہے آپ جلدی سے ٹائم بتاؤ تا کہ میں گاڑی بھیج دوں۔" ان کی بات سن کر وہ بے ساختہ ہی مسکرا دی پھر چھٹی کا وقت بتا کر فوا...

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کر دیا۔

"کیا ہوا اتنا مسکرا کیوں رہی ہو؟" حماد نے اس کی مسکراہٹ کی خوبصورتی کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ خاص بات نہیں امامہ چھوٹے پاپا ڈرائیور بھیج رہے ہیں آج مجھے وہاں جانا ہے۔" اس نے امامہ کو اطلاع دی جس پر اس کا موڈ آف ہو گیا۔

"کتنے دن رہو گی؟" اس کے انداز پر وہ ہنس دی۔

"تم جانتی ہو ناں اس معاملے میں میری مرضی کہاں چلتی ہے، جب جی چاہا بلا لیا جب چاہا بھیج دیا۔" بظاہر وہ مسکرا رہی تھی مگر اس کے لہجے میں چھپا دکھ سب کو محسوس ہوا، وہ بہت چھوٹی تھی جب اس کے والد کی ایک ایکسیڈنٹ میں ڈیتھ ہو گئی تھی، اس کے دادا بے حد اچھے، محبت کرنے والے شخص تھے انہیں بیٹے کی وفات کے بعد خود اپنی بہو مہناز کی شادی دوسری جگہ کروائی تھی اور ازفرین کو اپنے پاس رکھ لیا تھا، مہناز کے دوسرے شوہر بے حد اچھے تھے وہ چاہتے تھے کہ ازفرین ان کے پاس رہے لیکن ازفرین کا دل اپنے دادا کے گھر میں لگتا تھا، سو وہ بھی کبھار ان کی دعوت پر دو چار روز رہنے کے لئے چلی جاتی تھی۔

"السلام علیکم!" مما کو گاڑی میں دیکھ کر حیرت ہوئی تھی دونوں نے بیک وقت سلام کیا تو انہوں نے باری باری دونوں کو پیار کیا، امامہ احوال پوچھ کر اپنی گاڑی کی طرف چلی گئی جب کہ وہ ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"احسن نے ٹائم بتایا تو میں نے سوچا میں خود ہی پک کر لوں مجھے ذرا مارکیٹ بھی جانا تھا ناں۔" وہ بتانے لگیں، گھر آنے تک انہوں نے بے شمار چھوٹی موٹی باتیں شیئر کیں۔

"آپی!" ثمن اس کے گاڑی سے اترتے ہی اس کے گلے آ لگی۔

"آپ ہماری بالکل اچھی والی آپی نہیں ہیں ہم آپ کو بلائیں تو ہی آتی ہیں ورنہ ہماری تو یاد بھی نہیں آتی آپ کو۔" شہروز نے بھی خفگی دکھائی۔

"ارے یہاں تو میرا چھٹکا سا بھائی خفا ہے مہروز کہاں ہے؟" اسے ساتھ لگاتے ہوئے پیار سے کہا، پھر اس سے چھوٹے مہروز کو پکارا، بلند آواز میں دوبارہ پکارا۔

"مما مہروز تو زیادہ ہی خفا ہے میں اسے منا کر لاتی ہوں، میرے خیال میں اپنے کمرے میں ہو گا، کیوں شہری؟" اس نے جھٹ سے سر ہلایا، اس کے گال پر چٹکی کاٹ کر اس کے کمرے کی طرف بڑھی، وہ بیڈ پر منہ پھلائے بیٹھا ویکلی میگزین دیکھ رہا تھا۔

"کیا پڑھ رہے ہو؟" اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔"

"لگتا ہے تم ناراض ہو۔"

"نہیں تو میں کیوں ناراض ہوں گا۔" اس کے انداز پر وہ مسکرا دی۔

"اگر میرے پانچ گننے تک تم میرے گلے نہیں لگے تو میں گھر واپس چلی جاؤں گی۔" اس نے دھمکی دی ساتھ ہی گنتی شروع کر دی اس کے پانچ کہتے ہی وہ اس کے گلے میں بانہیں ڈال چکا تھا۔

"آپ بھی ناں سچ میں بہت بری ہیں۔" اس نے پیار سے شکوہ کیا، ازفرین نے مسکرا کر اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

"تھینک یو چھوٹے بھیا اب جلدی سے بتاؤ شہری نے تمہیں تنگ تو نہیں کیا؟" اس کے کہنے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پروہ شروع ہو گیا۔
ثمن اس سے دو سال چھوٹی تھی، بی اے کر کے فارغ تھی سو آج کل مما کے ساتھ کچن میں ان کی ہیلپ کرتی، شہروز میٹرک کا سٹوڈنٹ بلا کا شرارتی اور حاضر جواب تھا، مہروز ایٹتھ میں تھا سب کا لاڈلا، چہیتا اور سب کی دھڑکن تھا، حد سے زیادہ نازک مزاج، باتوں میں بھولا پن اور چہرے سے چھلکتی معصومیت، ازفرین کو تینوں سے ہی بہت پیار کرتی تھی مگر مہروز تو اس کی جان تھا گھنٹوں اس کی باتیں سنتی اسے سونے سے پہلے کہانی سناتی، جن دنوں وہ ادھر ہوتی اپنے ہاتھوں سے اس کا ہر کام کرتی تھی اور وہ بھی ازفرین کا اتنا ہی دیوانہ تھا چھوٹے پاپا تو اکثر کہتے تھے کہ شہروز عادتوں میں ازفرین پر گیا ہے تو مہروز کو دیکھتے ہی لگتا ہے ازفرین کا ربن کاپی ہے۔

☆☆☆

''مما آپ نے مجھے کسی خاص کام کے لئے بلوایا تھا۔'' کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو اس نے لاؤنج کے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا، ثمن نے اس کا چائے کا کپ ٹیبل پر رکھا، وہ جانے لگی تھی تو اس نے ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھالیا۔
''اتنا کام صحت کے لئے اچھا نہیں ہوتا اسپیشلی جب آپ کی بڑی بہن بھی آئی ہوں او کے، اب میرے پاس بھی بیٹھ جائیں۔'' اس کے لہجے میں شفقت تھی، پھر وہ مما کی طرف متوجہ ہو گئی۔
''ثمن کا پروپوزل آیا ہوا ہے۔'' مما نے بتایا تو خوشگوار حیرت ہوئی۔
''اچھا جی واہ'' ساتھ ہی شریر نظروں سے اس کا جائزہ لیا تو وہ جھینپ گئی۔
''تمہارے پاپا کے بہت اچھے دوست ہیں انہوں نے کچھ عرصے پہلے بھی کہا تھا اب تو باقاعدہ پروپوزل لائے تھے ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں، تمہاری طرف سے بھی میں مطمئن ہوں کہ تمہارے دادا کوئی بہتر فیصلہ کریں گے۔''
''ویری گڈ، تو موصوف کرتے کیا ہیں؟''
اس کے لبوں کی مسکراہٹ ثمن کو زچ کر رہی تھی، وہ اٹھنے لگی مگر اس کی گرفت مضبوط ہو گئی۔
''بینک میں جاب کرتا ہے وہاں سے فارغ ہونے کے بعد ایک این جی او چلاتا ہے، ماشاء اللہ بڑا سمجھدار لڑکا ہے شاعری بھی کرتا ہے، دو کتابیں مارکیٹ میں آ گئی ہیں۔''
''اچھا جی تو موصوف شاعر ہیں عرض کیا ہے ایک شعر ملاحظہ فرمائیے۔''
ڈبے پہ ڈبہ ڈبے میں مور
کسی کی چاہندے او میرے کالوں ہور
''لاحول ولا قوۃ آپا، آپ اور آپ کا شعری ذوق۔'' اس نے برا سا منہ بنایا جبکہ وہ دونوں ہنس دی تھیں۔
''اچھا چلو ایک اور شعر سنو۔''
''جی نہیں آپ اس شربت کو پیجئے مجھے رات کے لئے سالن بھی بنانا ہے۔'' اس نے ٹھنڈی چائے کی طرف متوجہ کیا اور اپنا ہاتھ زبردستی چھڑوا کر اٹھ گئی، اس کے قہقہے کچن تک اس کے پیچھے گئے تھے۔
''جی مما اب آپ بتایئے۔'' اب کے وہ سنجیدہ ہوئی۔
''بیٹا بس مجھے ایک پریشانی ہے اس گھر میں کوئی عورت نہیں، لڑکے کی والدہ چند مہینوں پہلے ہی فوت ہوئی ہیں، ان کا گھر کافی اب سیٹ ہے لڑکے کا چھوٹا بھائی تو بہت ہی اپ سیٹ ہے ماں کے بعد باپ بھائی کو کسی سے شیئر بھی نہیں کر سکتا، سب کا بہت لاڈلا ہے ناں اس لئے ضدی بھی ہے، مجھے سمجھ نہیں آتا اپنی ثمن اس بکھرے گھر کو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

سنبھال پائے گی۔'' وہ اٹھ کر ان کے پاس آ بیٹھی۔

''مما بے شک ثمن کی ایج کم ہے پھر بھی وہ اچھی خاصی سمجھدار اور ذہین ہے اور آپ کی تربیت نے اسے نکھار دیا ہے اب دیکھیے مجھے ابھی تک صرف چائے بنانا ہی آئی جب کہ ثمن نے پورا کچن سنبھالا ہوا ہے، میرا تو خیال ہے وہ بخوبی اس ذمہ داری کو نبھائے گی ویسے...... مما آپ نے ثمن سے اس کی رائے لی یا نہیں؟'' ثمن گرم چائے لے کر دوبارہ آئی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر سنجیدگی سے پوچھا۔

''فی الحال تو نہیں چلو تم ہی پوچھ لو، کل وہ لوگ جواب لینے آ رہے ہیں ہم تو مطمئن ہیں اب ثمن کی رضامندی یا انکار جو بھی فیصلہ ہوگا وہ ہمارا آخری فیصلہ ہو گا۔'' وہ اٹھتے ہوئے بولی تھیں، ثمن کے ہاتھ سے ٹرے پکڑ کر باہر چلی گئی اس نے ثمن کو اپنے پاس بٹھایا۔

''چلو اب جلدی سے اپنا فیصلہ سناؤ۔'' جواب دینے کے بجائے وہ شرمیلی سی مسکان لبوں پر سجائے اس کے گلے لگ گئی، اس لمحے وہ اتنی پیاری لگی کہ بے اختیار ازفرین نے اس کے ماتھے پر بوسہ لیا۔

''یہ کوئی جواب نہیں ہے زبان ہلا کر جواب دو چلو شاباش۔'' اپنے شرارتی موڈ میں آ گئی تھی، وہ ہاں کہہ کر بھاگ گئی، اس کا قہقہہ پیچھے تک اس کے ساتھ گیا تھا۔

☆☆☆

''آپی انکل جمشید آئے ہیں۔'' وہ کباب بنانے کی کوشش کر رہی تھی جب شہروز نے اطلاع دی۔

''کون؟ انکل جمشید؟'' اس نے پوچھا۔

''وہی ثمن آپا کے سسر۔'' اس نے لہک کر بتایا۔

''آں...... ہاں جی آئے ہیں، اپنی ثمن کے، واہ بھئی پھر تو ہمیں سلام کرنے جانا چاہیے فوراً ہے ناں شہری۔'' ثمن نے خفگی بھری نظر اس پر ڈالی، آگے بڑھ کر شہری کو تھپڑ لگایا۔

''مجھے کیوں مار رہی ہیں دل میں تو ان کے آنے پر لڈو پھوٹ رہے ہیں اور اوپر سے خفا ہو رہی ہیں۔'' وہ بڑبڑاتا ہوا باہر نکل گیا۔

''تم چائے بناؤ میں ذرا ان سے مل کر آتی ہوں، اچھا سنو جاتے ہی ایک شعر نہ داغ دوں، شاعر کے والد ہیں خوش ہو جائیں گے۔''

''آپا!'' وہ چڑ ہی تو گئی، ازفرین ہاتھ دھو کر ڈرائنگ روم میں آ گئی۔

''السلام علیکم!'' دروازے میں رکتے ہوئے اس نے سلام کیا، چھوٹے پاپا اور مما مسکرا دیئے۔

''جیتی رہو احسن یہ۔'' تجسس بھرے انداز میں پوچھا۔

''جمشید میری سب سے بڑی بیٹی ازفرین ہے اور بیٹا یہ میرے بہت گہرے اور اچھے دوست جمشید ہیں۔'' انہوں نے تعارف کروایا، وہ مما کے پاس بیٹھ گئی۔

''کل سے آپ کا اتنا ذکر سنا ہے کہ آپ سے ملنے کو دل مچلا جا رہا تھا تھینک گاڈ آپ آج ہی آ گئے ورنہ صبح تو میں خود ہی پہنچ جاتی۔'' اس کے بے چین انداز پر وہ مسکرا دیئے۔

''تعریفیں تو آپ کی بھی بہت سنی ہیں اور آپ سے ملنے کا شوق مجھے بھی بہت تھا۔'' ان کے پرتکلفانہ انداز پر وہ مسکرا دی۔

''اٹس ناٹ فیئر انکل آپ مجھے یوں آپ کہہ رہے ہیں آپ سے کوئی دس پندرہ برس بڑی ہوں قسم سے ابھی تو میں اسٹوڈنٹ ہوں۔'' اس

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے نروٹھے پن پر وہ ہنس دیئے۔
''اچھا ابھی پڑھ رہی ہیں کون سی کلاس میں ہیں؟'' انہوں نے دلچسپی سے پوچھا۔
''بس ابھی تو سکول جانا شروع کیا ہے انشاء اللہ کچھ دنوں تک یونیورسٹی میں پہنچ ہی جاؤں گی۔'' وہ ایک بار پھر ہنس دیئے۔
''بھائی صاحب اس کی کمپنی میں بیٹھ کر آپ بور نہیں ہوں گے آپ لوگ باتیں کریں میں چائے دیکھوں۔'' وہ کہہ کر اٹھ گئیں تو وہ دوبارہ ان کی طرف متوجہ ہوئی۔
''احسن مجھے تو یقین ہی نہیں ہوتا ایکدم ہی اس میں چینج آیا ہے آج کل کوکنگ تو وہی کر رہا ہے اس کے علاوہ اس نے حماس کی کافی ٹینشن ریلیف کردی ہے بس یوں سمجھ لو کافی بیبا بچہ بن گیا ہے۔'' وہ انہیں شاید اپنے چھوٹے بیٹے کے بارے میں بتا رہے تھے، وہ بھی اٹھ کر باہر آ گئی کچن میں آئی تو مما ٹرالی میں برتن سیٹ کر رہی تھیں۔
''آپا مجھے شرم آرہی ہے۔'' ڈرائنگ روم کے دروازے پر رک کر ثمن نے کہا۔
''کوئی بات نہیں ہر شریف لڑکی کو آتی ہے اب اندر چلو ورنہ مار پڑے گی مجھ سے۔'' اس نے آنکھیں دکھائیں تو وہ قدم اٹھانے پر مجبور ہو گئی، اسے بٹھا کر خود بھی پاس ہی بیٹھ گئی، انکل نے اٹھ کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔
''احسن آج میں بہت خوش ہوں تم نے اپنے آنگن کی تتلی مجھے سونپ کر مجھ پر جو احسان کیا ہے میں اسے کبھی نہیں بھول سکتا۔'' احسن صاحب نے اٹھ کر انہیں سینے سے لگایا۔
''شاعر کے والد ہیں ناں کیا آرٹسٹک فقرہ بولتے ہیں، ثمن تم بھی اسے بھاری بھر کم جملے بولنے کی عادت ڈال لو۔'' اس کے کان میں گل افشانی کی، انکل نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ پر ہزار ہزار کے نوٹ رکھ کر اپنی ملکیت کی مہر لگا دی۔
''ہوں آج کا ڈنر تمہاری طرف سے پی سی میں، رامیٹ؟'' پھر کان میں کہا، وہ مسکرا دی۔
''ازفرین!'' مما نے ٹوکا تو وہ کھلکھلا دی۔
''مما میں تو کہہ رہی تھی کہ انکل ہمارے آنگن کی چڑیا لے اڑے ہیں۔'' جواباً خود ہی ہنس دی۔
''ایک چڑیا تو چھوڑ دی ہے، احسن اگر اجازت دو تو میرا ایک اور بیٹا بھی ہے ہمارے آنگن میں ایسی رونق لگے گی کہ۔''
''سوری جمشید یہ چڑیا بھی کسی دوسرے آنگن کی امانت ہے، اس کی بات پچھلے دنوں ہی طے ہوئی ہے اس کے تایا کا بیٹا ہے اسبق۔'' انہوں نے مسکراتے ہوئے بتایا، ایک پل کو اس کے چہرے کا رنگ بدلا جسے چھوٹے پاپا اور مما دونوں نے ہی محسوس کیا۔
''تو کوئی بات نہیں انکل اگر آپ کہیں تو بات ابھی ختم ہو جاتی ہے بس آپ تیار رہیئے۔'' اگلے پل خود کو وہ سنبھال چکی تھی اس کی آفر پر وہ ہنس دیئے۔
''اللہ تمہارے نصیب میں ساری خوشیاں لکھے اور یونہی کھلکھلاتی رہو، منگنی وغیرہ ہوئی ہے یا ڈائریکٹ شادی ہوگی؟'' اب کی بار انہوں نے احسن سے پوچھا۔
''اس اتوار کو منگنی کا فنکشن ہے شادی تو اس کی اسٹڈی کے بعد ہی طے پائی ہے۔'' انہوں نے انکشاف کیا، ازفرین کے لئے تو انکشاف ہی تھا، اتوار کے آنے میں تین دن ہی تو رہ گئے تھے۔
اسبق کچھ بھی نہیں کر پایا، وہ وہاں سے اٹھ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کر باہر نکل گئی۔

☆☆☆

"کیا تم نے اسبق کے بارے میں ازفرین سے رائے لی تھی؟" مہناز ہاتھوں کا مساج کر رہی تھی جب احسن نے پوچھا، اس وقت دونوں اپنے کمرے میں سونے کی تیاری کر رہے تھے۔

"نہیں میرا خیال ہے بھابھی نے اس کی مرضی تو پوچھی ہوگی، مگر نجانے کیوں مجھے لگا ہے کہ ازفرین خوش نہیں ہے۔" وہ ان کے پاس ہی آ کر بیٹھی۔

"ہوں یہ تو میں نے بھی محسوس کیا ہے، ایسا کرو تم اس سے پوچھو اگر وہ خوش نہیں ہے تو بھابھی جان سے معذرت کرلیں اوکے۔" انہوں نے سوچتے ہوئے کہا۔

"میں اسے یہیں بلا لیتی ہوں آپ خود ہی پوچھ لیں۔" اٹھتے ہوئے کہا اور اسے آواز دی تو وہ فوراً ہی آ گئی۔

"تمہارے پاپا بلا رہے ہیں؟" ان کے کہنے پر وہ اندر آ گئی، انہوں نے ہاتھ بڑھا کر اس کو اپنے پاس ہی بٹھا لیا۔

"بیٹا میں آپ سے جو پوچھنے جا رہا ہوں آپ اس کا مجھے بالکل درست جواب دیں گی، میں آپ کا باپ ہوں میں نے اس رشتے کو سمجھا ہی نہیں نبھانے کی بھی پوری کوشش کی ہے اس خاطر ہی آپ سے پوچھ رہا ہوں، تم اسبق کے پرپوزل سے خوش تو ہو؟" وہ ان کی تمہید پر سراسیمہ سی ہو گئی تھی، پوری بات سن کر سر جھکا لیا۔

"چھوٹے پاپا اگر مجھے اعتراض ہوتا تو یقین کریں میں آپ کو ہی بتاتی، اسبق ایک اچھا اور سلجھا ہوا لڑکا ہے، جس لڑکی سے شادی ہوگی وہ خوش قسمت ہوگی۔" اس نے اپنی طرف سے مطمئن کرنا چاہا۔

"اینی وے اگر تم ایک مرتبہ پھر سوچ لو اگر تمہیں اعتراض ہو تو تم مجھے بتانا۔" کھوتے ہوئے مطمئن انداز میں کہا، وہ اٹھ گئی باہر نکل کر سکون بھرا سانس خارج کیا وہ ثمن کے کمرے میں آئی تو شہری اور مہروز بھی وہیں بیٹھے تھے۔

"خیریت، سونا نہیں کیا؟" بیڈ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"جی نہیں نہ سونا ہے نہ سونے دینا ہے، آپ یہ بتائیں آپ نے اتنی اہم بات چھپائی کیوں؟" شہروز اس کے پاس ہی آ بیٹھا تھا بلکہ تینوں نے ہی اسے گھیر لیا تھا۔

"کون سی اہم بات نہیں بتائی؟" شہروز کی ناک کھینچ کر پوچھا۔

"یہی کہ اتوار کو آپ کی منگنی ہے، اٹس ناٹ فیئر آپی میں آپ کو اپنی ہر بات بتاتی ہوں اور آپ نے اپنی زندگی کی اتنی اہم نیوز ہمیں نہیں بتائی۔" ثمن نے منہ پھلا کر گلہ کیا۔

"او جانو! سوئیر مجھے بھی پاپا سے ہی پتا چلا، ایکچوئیلی گھر میں تو منگنی کی ڈیٹ کا کوئی ذکر ہی نہیں ہوا آئی تھنک امامہ کو بھی نہیں پتا ورنہ وہ مجھے بتا دیتی، اب بھلا میں تم لوگوں کو کیسے بتاتی جبکہ میں خود ہی لاعلم ہوں اس سلسلے میں۔" اس نے شکوہ ختم کرنا چاہا۔

"اب آپ کو اسبق بھائی اچھے لگتے ہیں۔"

"مجھے تو ذرا اچھے نہیں لگتے اتنے سڑے ہوئے تو ہیں ہر وقت غصہ کرتے رہتے ہیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی چڑ جاتے ہیں۔" مہروز کے تجزیے پر وہ کھلکھلا دی۔

"اچھا جی تو آپ انہیں اتنا جانتے ہیں اور کیا کیا جانتے ہو ان کے بارے میں؟" ہنستے ہوئے اس کو چھیڑا۔

"آپ ٹالیں مت میں جانتا ہوں وہ بالکل

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اچھے نہیں اور آپ کے ساتھ بالکل سوٹ نہیں کرتے۔'' وہ خفا ہو گیا۔

''اچھا وہ کیسے؟'' ثمن نے مسکراہٹ دبا کر پوچھا۔

''ہماری آپا کتنی نائس جولی اور چارمنگ ہیں اور وہ زکوٹا جن لگتے ہیں ہر وقت پھوں پھوں کر کے آپا کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں۔'' اس کی تشبیہہ پر وہ تینوں ہی کھلکھلا دیئے۔

''جانو وہ اتنا برا تو نہیں ہے ہاں غصے کا تیز ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ٹھیک ہو جائے گا۔''

اسے مہروز پر بے تحاشا پیار آ رہا تھا۔

''مہروز تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں ثمن اور حماس کی جوڑی کیسی ہے؟'' اس نے آنکھ مار کر پوچھا وہ بھی اشارہ سمجھ کر شروع ہو گیا۔

''بالکل اچھی نہیں لگتی، حماس بھائی تو اتنے زبردست سے ہیں ناں بالکل روک لگتے ہیں، ویسی ہی ہائیٹ ویسی ہی باڈی میرے تو آئیڈیل ہیں میں نے ان سے کہا بھی مسٹر لاہور کے لئے اپلائی کریں مگر مانے ہی نہیں۔''

''اپنی دیدی تو ان کے سامنے بالکل ایویں لگتی ہیں، بونی سی اوپر سے اتنی سٹریل ہر وقت لڑنے کو تیار مجھ پتا ہے یہ شادی کے بعد حماس بھائی سے سارے کام کروایا کرے گی، جیسے ابھی مجھ سے اور شیری سے کرواتی ہیں۔'' ثمن اسے گھور رہی تھی جبکہ وہ دونوں اپنی ہنسی کنٹرول کر رہے تھے۔

''یو اسٹوپڈ تم میرے سامنے ہی۔'' اس نے جوش میں آ کر تکیہ اٹھایا۔

''اٹیک۔'' مہروز کے منہ پر تکیہ لگا تھا سو اس نے بلند آواز میں جنگ کا اعلان کیا پھر تکیوں، کشن کی گولہ باری شروع ہو چکی تھی۔

☆☆☆

''صبح بخیر گائز۔'' بالوں کو سمیٹے بلند آواز میں کہا۔

''وعلیکم صبح بخیر۔'' مہروز نے پیچھے سے آتے ہوئے جواب دیا تو سارے ہی ہنس دیئے۔

''آج پھر تم لوگوں نے سکول سے چھٹی کر لی ہے۔'' مما نے پلیٹ ٹیبل پر رکھتے ہوئے ڈانٹا۔

''مما کل آپا چلی جائے گی تو پھر ہماری بھی وہی روٹین شروع ہو جائے گی۔'' شہروز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ کی آپا اب کہیں نہیں جا رہی سنڈے کو فنکشن ختم ہونے کے بعد یہ ہمارے ساتھ آ جائے گیں اس لئے اب آپ دونوں اپنی روٹین سیٹ کر لو اوکے۔'' ان کے انکشاف پر چاروں کا منہ کھلا۔

''سچ مما۔'' مہروز نے پوچھا۔

''جی ہاں۔'' کچن میں جاتے ہوئے کہا۔

''یا ہو اب مزا آئے گا ناں۔'' شہیر نے بھنگڑا ڈالتے ہوئے کہا۔

''پر مما۔'' اس نے کچھ پوچھنا چاہا۔

''پر کیا آپ ہمارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی؟'' ثمن نے خفگی سے پوچھا۔

''مما دادا جان نے اجازت دے دی۔'' اس نے مما سے پوچھا۔

''تمہارے پاپا نے بات کر لی ہے، منگنی کے بعد تمہارا وہاں رہنا مناسب نہیں ہے، لوگ باتیں بناتے کب چوکتے ہیں اس لئے تمہارے دادا جان بھی مان گئے۔'' انہوں نے بیٹھ کر سلائس پر مکھن اور جام لگاتے ہوئے تفصیل بتائی۔

''مما اگر آپا جانا چاہتی ہیں تو آپ جانے دیں خوامخواہ نخرے دکھا رہی ہیں۔'' ثمن ابھی بھی خفا تھی وہ مسکرا دی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

''مہر وثمن اس وقت کیا لگ رہی ہے؟''
اس نے شریر انداز میں پوچھا۔
''سڑی مرچ، ہری مرچ۔'' جواباً ثمن نے بوائل ایگ اس کی طرف اچھالا تو جسے کیچ کر کے اس نے کھانا شروع کر دیا۔
''بچوں آج ڈنر ہم باہر کریں گے، میرے آنے تک تیار رہنا اوکے۔'' احسن نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا تو چاروں نے یس کا نعرہ لگایا۔
''ویسے تم لوگوں کا کہیں جانے کا پروگرام تو نہیں ہے؟'' انہوں نے بچوں سے پوچھا۔
''بچوں کا تو پتا نہیں میں نے جیولرز پر جانا ہے اسبق کے لئے گفٹ لینا ہے اور باقی گھر والوں کے لئے کپڑے خریدنے ہیں اور بچوں کے ڈریسز بھی آنے ہیں۔'' مہناز نے تفصیل بتائی۔
''کون کون جائے گا تمہارے ساتھ؟''
اٹھتے ہوئے پوچھا۔
''ثمن اور ازفرین۔'' انہوں نے بتایا تو شہری اور مہروز چلائے۔
''او نو مما پھر تو ہم دونوں بور ہو جائیں گے۔''
''بالکل نہیں پہلے آپ کے قاری آئیں گے ان سے قرآن پڑھنا اس کے بعد آپ کے ٹیوٹر آ جائیں گے، ہم ابھی نہیں جا رہے شام کو جائیں گے۔'' وہ عجلت میں بولتے بولتے اٹھی اور احسن کے پیچھے چل دیں۔
''چلیں آپا ہم لڈو کھیلتے ہیں۔'' شہروز نے اٹھتے ہوئے کہا۔
''جی نہیں ابھی میں ثمن کے ساتھ تھوڑا کام کروالوں پھر اکٹھے کھیلیں گے۔'' اس نے اٹھ کر برتن اٹھاتے ہوئے کہا۔

ثمن بھی برتن اٹھا کر کچن میں چلی آئی، وہ دونوں بھی آ کر وہیں ٹک گئے، کام کے ساتھ ساتھ وہ چاروں باتیں بھی کرتے جا رہے تھے۔

☆☆☆

ازفرین کے دماغ پر الجھن سوار تھی اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی اسبق کیا کرنے والا ہے، اگر ان کی منگنی ہو جاتی تو دادا جان تو پھر کبھی بھی اس رشتے کو ختم نہیں ہونے دیں گے، یہ ان کی انا کا مسئلہ بن جاتا۔
یہ بات اسبق بھی اچھی طرح جانتا ہے پھر اس نے ابھی تک کوئی قدم کیوں نہیں اٹھایا، سارا دن وہ الجھن میں رہی بظاہر وہ خوش نظر آ رہی تھی بہن بھائیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتی ہوئی مگر اندر ہی اندر بے حد پریشان تھی، اگلے دن وہ گھر لوٹ آئی۔
اتوار کے دن صبح سے ہی گھر میں چہل پہل شروع ہو گئی تھی، اسبق کی خالہ زاد عرشیہ بھی آئی ہوئی تھی لیکن اسبق صبح سے نجانے کہاں غائب تھا، دادا جان اور تایا جان اس کی تلاش میں تھے گھر میں کام بکھرا پڑا تھا، صحن میں کرسیاں سیٹ ہونے والی تھیں، تایا جان غصے کی حالت میں کھانے وغیرہ کا انتظام دیکھ رہے تھے، وہ بوکھلائی اِدھر سے اُدھر پھر رہی تھی، اسے اسبق کا بڑی بے صبری سے انتظار تھا۔
''تم یہاں کیا کر رہی ہو، چلو جا کر نہاؤ پھر پارلر جانا ہے، دیر ہو رہی ہے۔'' وہ صحن میں کرسی پر بیٹھی تھی جب امامہ نے اٹھا کر اسے باتھ روم میں دھکیلا، اس کے بعد امامہ کے ساتھ پارلر جاتے ہوئے بھی اس نے اسبق کے موبائل پر ٹرائی کیا مگر وہ آف ہی ملا۔

☆☆☆

''ابا جی آپ سمجھنے کی کوشش تو کریں میں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ازفرین سے شادی نہیں کر سکتا، میں عرشیہ کو پسند کرتا ہوں اور اسی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" جھنجلائی ہوئی آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی تو اندر آتے احسن باہر دروازے پر ہی رک گئے۔

"تو یہ بات تم آج کیوں بتا رہے ہو؟ کیا تمہاری ماں نے تم سے رائے نہیں لی تھی تب کیوں خاموش بیٹھے رہے تھے۔" وہ غصے میں دھاڑے تھے۔

"ابا جی تب تک میں نے عرشیہ سے بات نہیں کی تھی وہ یہاں تھی بھی نہیں میں نے سوچ رکھا تھا کہ پہلے اس کی رضا مندی لے کر آپ لوگوں سے بات کروں گا مگر وہ آج ہی آئی ہے تو۔"

"بس اسبق بہت بکواس ہو گئی تم بچے تو ہو نہیں کہ تمہیں سمجھایا جائے، باہر مہمان آنے والے ہیں اور تم یہ الٹی سیدھی بکواس کر رہے ہو۔" دادا جان صبر کا دامن چھوڑ بیٹھے تھے۔

"دادا جان میں آپ کو بتا رہا ہوں میں یہ منگنی نہیں کر سکتا بالغرض آپ زبردستی کر بھی دیتے ہیں تو میں بعد میں، میں اس بندھن کو توڑ دوں گا۔" وہ ضدی انداز میں بولا۔

"تجھے میں بتاتا ہوں کہ تو کیا کرے گا۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھے۔

"رہنے دیں انکل۔" احسن اندر چلے آئے۔

"میری بیٹی ہم پر اتنی بھاری نہیں کہ اسے زبردستی کسی کے سر منڈھ دیا جائے، جب وہ ابھی کہہ رہا ہے کہ اسے ازفرین سے کوئی دلچسپی نہیں تو بعد میں تو نفرت ہی کرنے لگے گا، بات کو بڑھانے کے بجائے ختم کیجیے۔" غصہ تو انہیں بھی بہت تھا ازفرین کا تماشا لگنا انہیں کبھی بھی منظور نہیں تھا، لیکن وہ یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ اسبق کے ہاتھوں اس کی زندگی برباد ہو۔

"پاپا آپ کو باہر بلا رہے ہیں۔" شمامہ نے آ کر پیغام دیا۔

"شمامہ اپنی والدہ اور آنٹی کو بلا کر لاؤ۔" احسن نے سنجیدگی سے کہا، شمامہ کی صورت حال کی سنگینی کا احساس ہوا۔

"اور ازفرین کو بھی بلاؤ کوئی بھی فیصلہ اس کی مرضی کے خلاف نہیں ہو گا۔" دادا جان نے حکم دیا۔

"آپا مجھے کچھ گڑبڑ لگ رہی ہے۔" شمامہ نے اماں اور آنٹی تک پیغام پہنچا کر ازفرین کے پاس آ کر کہا۔

"خیریت، کیا ہوا؟" وہ ٹھٹک گئی۔

"پتا نہیں دادا جان نے آپ کو اسبق بھائی کے کمرے میں بلایا ہے اور سب بزرگ وہیں ہیں۔" اس نے سرد سانس کھینچا، وہ اصل بات جان چکی تھی، لرزتے ہاتھوں کو مسلتے وہ اسبق کے کمرے میں آئی، اورنج شلوار اور سوٹ میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی، مما نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگا لیا۔

"مما آپ کیوں رو رہی ہیں؟" اس نے ان کے چہرے پر سے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

"اسبق تم سے نہیں عرشیہ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔" احسن نے دانت پیستے ہوئے اطلاع دی، وہ مسکرا دی، سب کو اس کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔

"میں جانتی ہوں۔" اس کی اطلاع پر سب حیران ہوئے۔

"پھر بھی...... پھر بھی تم...... او گاڈ...... مجھے تم سے اتنی بے وقوفی کی امید نہیں تھی کم از کم تم مجھے تو بتاتی میں تب ہی منع کر دیتا۔" احسن جھنجلا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہی تو گئے۔

''میں نے بہت دفعہ انکار کیا، تائی جان میں نے بار بار امامہ سے کہا تھا کہ میں اسبق سے شادی نہیں کرنا چاہتی مگر وہ مجھی ہی نہیں پھر میں نے چچی سے بھی کہا مگر انہوں نے بتایا کہ اسبق نے خود کوئی اعتراض نہیں کیا تو اسے بھلا کیسے انکار ہوگا، اس لئے میں خاموش ہو رہی۔'' اس نے سر جھکا کر ساری بات بتائی۔

''تم مجھے تو بتاتی۔'' مما نے آنسو بہاتے ہوئے کہا۔

''سوری مما۔'' وہ ان کے گلے لگ گئی، اس کی آنکھوں سے بھی بے اختیار آنسو نکلے تھے۔

''فیصلہ ابھی بھی ازفرین کے ہاتھ میں ہے اگر ازفرین اسبق سے شادی سے انکار کرتی ہے تو یہ منگنی نہیں ہوگی اگر یہ شادی کرنا چاہتی ہے تو اسبق کو یہ فیصلہ ماننا ہوگا۔'' دادا جان نے فیصلے کا اختیار اسے سونپ دیا، اسبق تلملا گیا، اسے ازفرین سے اچھے کی امید نہیں تھی۔

وہ دادا کا بازو پکڑ کر باہر لے آئی اور آ کر عرشیہ کے پاس کھڑی ہوگئی۔

ان دونوں کے پیچھے باقی سب بھی باہر آئے سوائے اسبق کے۔

''دادا جان۔'' اس کی سپاٹ آواز گونجی۔

''یہ ہے آپ کے پوتے کی پسند لیجئے سنبھالیے اپنی بہو کو۔'' یہ کہتے ساتھ ہی وہ اپنے کمرے کی طرف چل پڑی، پیچھے سب کھڑے حیرت اور دکھ سے اسے دیکھ رہے تھے، وہ ایک جملے میں اپنی رائے دے کر جا چکی تھی۔

کمرے میں آ کر وہ باتھ روم میں گھس گئی اور بے اختیار سسک پڑی، حالانکہ اس نے خود کو ہر بات کے لئے تیار کر رکھا تھا مگر پھر بھی اپنے اس طرح ریجیکٹ ہونے کا دکھ اسے رولائے جا رہا تھا، اس نے بڑی مشکلوں سے خود کو سنبھالا۔

جب وہ کمرے سے نکلی تو موڈ کافی بہتر تھا، باہر عرشیہ کو اسبق کے نام کی انگوٹھی پہنانے کی تیاری ہو رہی تھی سب بڑے مل کر صورت حال سنبھال چکے تھے۔

رات کا فنکشن ختم ہوتے ہی احسن نے اسے اپنا بیگ تیار کرنے کے لئے کہا، وہ دادا جان کی پرمیشن کے بغیر اتنا بڑا قدم نہیں اٹھا سکی تھی اس لئے ہچکچا گئی۔

''احسن تم اسبق کی وجہ سے ایسا کر رہے ہو، ازفرین ہماری بیٹی ہے یہ ہمیں اپنے سے بڑھ کر عزیز ہے۔'' تایا جان نے کہا۔

''بھائی صاحب میں نہیں چاہتا ازفرین یہاں رہ کر کسی احساس کا شکار ہو ویسے بھی لوگ باتیں کرتے ہیں سوچتے تو نہیں کہ کس کا قصور ہے۔'' وہ غصے میں تھے ازفرین انہیں کسی بھی طرح ثمن سے کم عزیز ہیں تھی، پھر انہوں نے اپنی دلیلوں سے سب کو منا لیا، واپسی پر ازفرین ان کے ساتھ تھی۔

☆☆☆

''آج یونیورسٹی نہیں جانا کیا؟'' ثمن نے اسے سستی سے لیٹے دیکھا تو پوچھا۔

''جانا تو ہے پلیز ثمن میرا کوئی سوٹ پریس کر دو۔'' وہ کسلمندی سے اٹھتے ہوئے بولی۔

''آپا آج نہ جائیں اگر موڈ نہیں ہے تو۔''

''نہیں یار پہلے ہی اتنی چھٹیاں ہو گئی ہیں۔'' ناول لے کر باتھ روم میں چلی گئی، وہ کپڑے نکال کر پریس کرنے لگی۔

''مما یہ اسبق نے کچھ اچھا نہیں کیا، وہ پہلے ہی انکار کر دیتا تو آپا اتنا ہرٹ نہ ہوتیں۔'' کپڑے ہینگ کر کے وہ نیچے کچن میں آ گئی۔

''بیٹا وہ اسبق کی حرکت سے اتنی ہرٹ نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوئی جتنی لوگوں کی باتوں نے ہرٹ کیا ہے، دنیا بھی ناں انسان کو کسی بھی حال میں جینے نہیں دیتی اور انسان سب کچھ فیس کر لیتا ہے مگر لوگوں کی باتیں۔"

"صبح بخیر۔" وہ تیار ہو کر آ گئی تھی، بالوں میں سے پانی ٹپک رہا تھا اس لئے کندھوں پر ٹاول پھیلا رکھا تھا۔

"مما آج ہم شام کو گھومنے جا رہے ہیں میرے آنے تک سب تیار رہیے گا، کیوں بھئی ثمن سوزو چلا جائے؟" رسٹ واچ باندھتے ہوئے پوچھا۔

"واو سچ آپا آپ آئی ہیں تو ہم یوں گھومنے جاتے ہیں خوب مزہ آئے گا میں پاپا سے بھی کہہ دوں گی وہ بھی جلدی آ جائیں۔" وہ ابھی سے ایکسائٹڈ ہو گئی، مما اس کی بچگانہ حرکت پر مسکرا دیں، اس نے مما کے ہاتھ سے سلائس پکڑا اور ثمن کا چائے کا کپ اٹھا کر باہر نکلی۔

"او کے پھر تیار رہنا میں امامہ سے بھی کہوں گی۔"

"آپا یہ ٹاول تو پکڑا دیں۔" وہ پیچھے لپکی تو ازفرین ہنس دی۔

ڈرائیور نے سلام کیا تو سر کے اشارے سے جواب دیا کیونکہ منہ میں تو سلائس ٹھونس چکی تھی۔

یونیورسٹی پہنچی تو پہلی کلاس اسٹارٹ ہو چکی تھی اندر جا کر سر کی ڈانٹ سننے سے بہتر لگا کہ لائبریری میں چلی جائے سو وہیں آ گئی، لائبریری میں آتے ہی امامہ کو دیکھ کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"ہائے ڈفر کلاس میں نہیں گئی۔" امامہ کے سر پر چپت لگا کر پوچھا۔

"تھینک گاڈ تم آ گئی؟" وہ بے ساختہ اٹھ کر اس کے کندھے سے لگی۔

"ارے طبیعت تو ٹھیک ہے میں صدیوں کے بعد تو نہیں مل رہی رات کو تو ملی تھی۔" وہ اسے الگ کر کے اپنی سیٹ پر بیٹھی۔

"بس رہنے دو بگو اس اتنی لیٹ کیوں آئی ہو، مجھے تو دھڑ کا لگا ہوا تھا کہ کہیں تم آج نہ آؤ اور مجھے آج کے ٹیبلو کی تھی فوٹو کاپی کروانی پڑے، بہرحال مجھے پیسے دے دینا جو پہلے فوٹو کاپیاں کروا کر دی ہیں ان کے، تمہاری وجہ سے میں فقیر بننے والی ہوں۔" امامہ اسے اپنے سامنے دیکھ کر کچھ زیادہ ہی خوش ہو گئی، ورنہ وہ اتنا بولتی تو تھی نہیں، وہ مسکرا دی۔

"جناب ہم تو اپنی جان آپ پر لٹانے کو تیار ہیں اور آپ چند روپوں کی بات کرتی ہو۔" اس کے ڈائیلاگ پر وہ ہنس دی ازفرین بھی کھلکھلا دی تھی۔

"ازفرین پلیز یار واپس آ جاؤ ناں قسم سے ہمارا گھر بالکل سونا سونا ہو گیا ہے، اسبق بھی تمہارے یوں آنے پر پریشان ہے۔" اس نے لجاجت سے کہا۔

"امامہ میں نے ہمیشہ اسبق کی خوشی کو اہم جانا ہے مگر ہمیشہ اس نے مجھے ہرٹ کیا ہے، پہلے ہم لوگوں کے درمیان ہی سب کچھ تھا، اس لئے کوئی بڑی بات نہیں تھی لیکن اب کی بار اس کی حرکت نے مجھے لوگوں کے......" بات ادھوری چھوڑ کر وہ خاموش ہو گئی۔

"تم اسبق کی وجہ سے گھر چھوڑ کر گئی ہو ناں۔" امامہ نے نم لہجے میں پوچھا۔

"نہیں چھوٹے پاپا نے مجھے چلنے کا کہا تھا پھر دادا جان نے بھی پرمیشن دے دی تھی، امامہ میں بہت عرصہ پنڈولم کی طرح اِدھر اُدھر ڈولتی رہی ہوں پر اب اگر دادا جان نے بھی واپس

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آنے کا کہا تو میں نہیں آؤں گی، چھوٹے پاپا حقیقت میں مجھے بہت پیار کرتے ہیں اس گھر میں جو حیثیت ثمن، شہروز اور مہروز کی ہے وہی میری ہے، وہاں سب مجھے بہت چاہتے ہیں مگر میں ہی تم سب کو چھوڑنے کا حوصلہ نہیں رکھتی تھی لیکن اب میں اپنے گھر میں ایڈجسٹ ہونا چاہوں گی، اب وہی میرا گھر اور وہی میرے اپنے ہیں اس لئے اب مجھے انہیں کے درمیان رہنا ہے۔'' وہ رات کو ہی فیصلہ کر چکی تھی اس لئے پرسکون انداز میں اپنے فیصلے سے آگاہ کیا۔

''اور ہم۔''

''تم لوگ بھی میرے اپنے ہو میں ضرور آیا کروں گی اور ایک دو دن رہا بھی کروں گی آخر تمہارے جیسی پیاری دوست جو ہے وہاں، ارے ہاں یونیورسٹی سے واپسی پر تم میرے ساتھ چل رہی ہو؟ میں تایا جان کو فون پر بتادوں گی ہم سوزو جارہے ہیں خوب مزہ آئے گا۔'' اس نے ٹاپک بدل لیا، امامہ پھر کچھ نہیں بول پائی۔

وہ اپنے موڈ کو ٹھیک کرنا چاہتی تھی اس لئے پھر دوبارہ فضول ٹاپک نہیں چھیڑا، یونیورسٹی کے بعد وہ گھر آئی تو سب تیار ہی تھے، سوزو کے لئے نکلتے ہوئے اس نے تایا جان کو فون کر کے امامہ کے بارے میں بتادیا تھا۔

سوزو پارک آکر انہوں نے خوب اودھم مچایا، مما روکتی رہ گئیں مگر وہ کسی کے قابو میں تو آنے والے تھے نہیں، ثمن بگ ڈراپ پر بیٹھنے سے کترا رہی تھی مگر ازفرین اور شہریار نے زبردستی اسے بٹھایا۔

جب وہ نیچے اتری تو اس کے اوسان اڑے ہوئے تھے، مہروز اس کی نقلیں اتار رہا تھا اور باقی سب ہنس رہے تھے۔

شام کو تھک ہار کر وہ لوگ گھر آئے، آتے ہوئے امامہ کو گھر چھوڑ آئے تھے، گھر آتے ہی سب فریش ہونے بھاگے، اس کے بعد ازفرین تو بازو دباتی بیڈ پر ڈھیر ہوگئی، ثمن کچن میں چلی گئی تھی۔

''آپا اٹھئے ناں۔'' مہروز نے آکر اسے جھنجھوڑ دیا۔

''کیا ہے؟'' وہ چلائی۔

''جمشید انکل آئے ہیں ساتھ آپا کے وہ بھی ہیں اور دیور کم ساس بھی۔'' وہ مجبوراً اٹھی دوپٹہ اوڑھ کر نیچے چلی آئی۔

''آپ تو حماس بھائی سے بھی پہلی بار مل رہی ہیں ناں۔'' ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں بھئی۔'' وہ اکتائے انداز میں بولی۔

''مہرو انہیں آج آنے کا کس نے کہا تھا یار اتنی تو تھکاوٹ ہو رہی اوپر سے میزبانی بھی کرو اور بیچاری ثمن کی طبیعت بھی خراب ہے۔'' اس نے دہائی دی۔

''ان کی طبیعت تو ایک دم ٹھیک ہوگئی، میڈیسن مل گئی ہے ناں؟'' اس کی شرارت پر کچن سے نکلتی ثمن نے ایک تھپڑ کمر پر مارا جبکہ وہ ہنس دی تھی۔

''ثمن تم جاکر آرام کرو میں بھی ایک اچھی ہوسٹ ہوں تمہارے سسرال والوں کو کوئی شکوہ نہیں ہوگا۔'' اس نے پیار سے ثمن کا گال تھپتھپا کر کہا۔

''تھینکس آپا قسم سے میرا سر گھوم رہا ہے۔''

''اوکے تم جاکر ریسٹ کرو۔'' اس نے چائے کا پانی رکھتے ہوئے کہا، کیبنٹ میں سے بسکٹ اور نمکو کا پیکٹ نکال کر پلیٹیں، سیٹ کرنے لگی مہروز نے فریج میں سے چیزیں نکال لیں، انہیں مائیکرو ویو میں رکھ کر گرم کرنے لگا۔

''واہ بھئی تم تو بڑے سگھڑ ہو۔'' اس نے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چھیڑا تو وہ مسکرا دیا۔
''یہ سب ثمن آپا کا کمال ہے جب خفا ہوتی ہیں تو ہمیں اپنے کام خود ہی کرنے پڑتے ہیں۔'' اس نے ہنستے ہوئے بتایا۔
''شہری کدھر ہے؟'' ٹرالی لے کر جانے لگی تو شہری کا خیال آیا۔
''وہ مہمانوں کو کمپنی دے رہا ہے۔'' وہ ان کے ساتھ ہی چل رہا تھا۔
''السلام علیکم!'' دونوں نے اکٹھا سلام کیا تھا سب نے جواب دیا۔
''ارے حماد۔'' حماد کو دیکھ کر خوشگوار حیرانگی ہوئی۔
''آپ......؟'' وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔
''تم لوگ جانتے ہو؟'' حماس نے پوچھا۔
''اف کورس بھائی یہ میری کلاس فیلو ہے ازفرین، ازفرین یہ میرے حماس بھائی اور پاپا۔'' اس نے تعارف کروایا۔
''آپا یہ وہی ہیں سڑی مرچ۔'' مہروز نے یاد دلایا تو وہ کھلکھلا دی۔
''مجھے اندازہ بھی نہیں تھا کہ تم حماس بھائی کے چھوٹے بھائی ہو گے۔'' چائے بناتے ہوئے خوشگوار انداز میں کہا تو وہ بھی مسکرا دیا۔
وہ جو حد سے زیادہ اکتائی ہوئی تھی اس کا موڈ ایکدم خوشگوار ہو گیا تھا، احسن کمرے میں آئے تو کمرے میں سب کے قہقہے گونج رہے تھے۔

☆☆☆

''ڈیڈی آپ نے حماد کے موڈ پر غور کیا، یہ کچھ زیادہ ہی نہیں چہک رہا۔'' واپسی پر حماد نے انہیں متوجہ کیا۔
''ہاں بالکل یار ایک بات بتاؤ ازفرین صرف فرینڈ ہی ہے یا آئی مین کچھ خاص تو نہیں ناں۔'' انہوں نے شریر لہجے میں پوچھا۔
''ڈیڈی آپ بھی ناں کبھی کبھی بہت فضول سوچتے ہیں۔'' وہ خفا ہوا۔
''آپ جانتے ہیں دو تین دن پہلے ہی اس کی منگنی ہوئی ہے۔'' حماد نے اپنی طرف سے اطلاع دی۔
''منگنی نہیں ہوئی، احسن کا صبح ہی فون آیا تھا، اس نے بتایا کہ وہ لڑکا اپنی خالہ زاد کو پسند کرتا ہے اس لئے منگنی ہوتے ہوتے رہ گئی۔'' انہوں نے اصل حقیقت بتائی۔
''سچ ڈیڈ؟'' وہ یکدم چلایا تھا، انہوں نے حیرت سے پلٹ کر دیکھا حماس کی نظریں بھی خود پر محسوس کی تو وہ شرمندہ ہو گیا۔
''سوری میرا مطلب تھا آپ کو کہیں غلط اطلاع نہ ملی ہو۔'' شرمندگی سے کہا، اب کی بار وہ دونوں مسکرا دیئے۔
''پر ڈیڈ اس کے بی ہیو سے تو نہیں لگا کہ وہ اپ سیٹ ہے مجھے تو کافی خوش باش لگ رہی تھی۔'' اسے کچھ یاد آیا تو پوچھا۔
''ہاں حیران تو میں بھی ہوں۔'' انہوں نے جواب دیا۔
''شاید وہ بھی اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی ہو۔'' حماس نے کہا۔
''ارے ہاں یاد آیا ایک دن یونیورسٹی میں اس کی منگنی کی ہوئی تھی تو سب دوستوں نے اسے مبارک باد دی تو اس نے کہا تھا کہ مبارک باد واپس لینی پڑے گی، اسے پتا تھا کہ یہ ہوگا۔'' حماد اپنے عقل کے گھوڑے دوڑا رہا تھا۔
''حماد اگر ہم اسے اپنے گھر کی بہو بنانا چاہئیں تو۔'' ڈیڈی نے پوچھا۔
''جی۔'' وہ حیران ہوا۔
''نہیں زبردستی نہیں ہے میں نے تو ایویں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہی پوچھ لیا تھا۔'' انہوں نے فوراً کہا گھر آچکا تھا وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئے، سوال اتنا اچانک تھا کہ اسے کوئی جواب ہی نہیں بن پایا جب اسے جواب سوجھا تو وہ اندر جاچکے تھے بلکہ حماس بھائی بھی وہ منہ پھلائے اندر آ گیا۔

''اگر جوب چاہیے ہی نہیں تھا تو پوچھا ہی کیوں؟'' وہ بڑبڑاتا ہوا کچن میں گھس گیا۔

''حماد چندا۔'' حماس نے پکارا وہ چولہے پر چائے کا پانی رکھ رہا تھا۔

''ایک کپ مجھے بھی بنا دو۔'' انہوں نے فرمائش کی۔

''کیوں وہاں سے پی کر نہیں آئے، دو کپ چائے کے لئے تھے، ازفرین کا کیا سوچتی ہو گی کتنے بھوکے ہیں جو دوبارہ مانگ لی۔'' چڑ کر بولا تھا وہ مسکرادیے۔

''واقعی یار اچھی چائے پینے کو تو ترس ہی گیا ہوں، ازفرین چائے بہت اچھی بناتی ہے ناں تم اس سے ویسی چائے بنانا سیکھ لو۔'' انہوں نے چھیڑا۔

''اچھا تو ایسا کریں آپ ازفرین سے ہی اچھی سی چائے بنوا کر پی لیں، کیونکہ میرے ہاتھ کی چائے تو پینے کے قابل ہی نہیں ہوتی۔'' وہ خفا ہو گیا تھا، وہ آگے بڑھ آئے کندھوں سے پکڑ کر اپنی طرف رخ کیا، اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

''جس کی وجہ سے تم بدلے ہو وہ کون ہے؟'' ان کے سوال نے اسے ٹپٹا دیا۔

''کیا مطلب؟''

''ازفرین ملک۔'' اس کے ہاتھ سے شوگر پوٹ زمین بوس ہو گیا۔

''آپ جانتے ہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں؟'' بڑی مشکلوں سے خود کو سنبھالا تھا۔

''ڈو یو لو ازفرین۔'' انہوں نے دوبارہ سوال کیا۔

''واٹ نان سینس میرے خیال میں، میں آپ کو چائے پلا ہی دوں ورنہ آپ نجانے کیا کیا بولتے رہیں گے۔'' وہ پلٹ کر چائے بنانے لگا تھا۔

''اوکے جب دل کا راز پالو تو مجھے ضرور بتانا اور ذرا جلدی، یہ نہ ہو انکل اسے کسی سے منسوب کردیں۔'' وہ کہہ کر باہر نکل گئے، اس نے سر جھٹک کر دھیان ہٹایا۔

حماس نے اسے عجیب الجھن میں ڈال دیا، وہ اسے پسند ضرور کرتا تھا اس کی باتیں، مسکراہٹ، آنکھوں کی چمک، اس کے بال اسے اچھے لگتے تھے، پر اس سے محبت کے بارے میں تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

☆☆☆

''پھر ہماری سب سے بڑی بھول کہ ہم ٹرین میں بیٹھ گئے، اتنی تو آہستہ چلتی ہے شہری، مہروز اور میں اترے ہم نے سوچا اس غریب کو دھکا ہی لگادیں، سو بس شروع ہو گئے اور مزے کی بات بتاؤں وہ ٹرین کا انجن قبل از مسیح کا تھا، ہمیں ٹرین ڈرائیور نے بتایا تھا۔''

وہ کلاس روم میں بیٹھی سب کو اپنی سیر کا احوال سنا رہی تھی، فری پیریڈ تھا سو بھی دلچسپی سے اس کی روداد سن رہے تھے جبکہ امامہ الٹے سیدھے منہ بنا رہی تھی۔

''امامہ آپ نے انجوائے نہیں کیا؟'' صائم نے پوچھا۔

''ایسی حرکتوں کو بے وقوف ہی انجائے کر سکتے ہیں آپ نہیں سمجھ سکتے ان کی حرکتوں سے مجھے اور ثمن کو کتنی شرمندگی ہو رہی تھی۔'' امامہ کو ان کی حرکتوں پر بہت سخت غصہ تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''حماد، حماس بھائی کی منگنی کی کون سی ڈیٹ فائنل ہوئی ہے؟'' ارسلان نے ایکدم پوچھا۔
''نیکسٹ سنڈے اور شادی دسمبر میں کریں گے۔'' ازفرین نے ایک دم پوچھا۔
''دوستو ایک بات بتاؤ یہ شاعر ہونے کے لئے پیار ہونا ضروری ہے کیا؟''
''ہاں جب تک انہیں تجربہ نہیں ہوگا وہ اچھا کیسے لگیں گیں، سمندر میں جائے بغیر تو سمندر کی گہرائی کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ناں۔'' تابش نے جواب دیا۔
''حماد بھائی کو کس سے پیار ہوا تھا؟'' اس کے سوال پر حماد نے سر اٹھا کر اسے حیرانگی سے دیکھا اور کہا۔
''کیا مطلب؟''
''میں نے کل ثمن کے پاس ان کی کتاب دیکھی تھی، اتنی زبردست شاعری ہے ناں تو خیال آیا کہ وہ ضروری کسی کو چاہتے ہوں گے اس لئے پوچھ لیا، کیا تم نے بھی جاننے کی کوشش نہیں کی؟'' اس کے بے تکے سوالوں کا جواب کم از کم اس کے پاس نہیں تھا۔
''تم خود ہی ان سے پوچھ لینا۔'' حماد نے اٹھتے ہوئے کہا۔
''او کے۔'' ایک بار پھر کندھے اچکائے۔
اس کا ذہن ایسی باتوں کو سوچنے میں مصروف رہتا تھا اور بیوقوف ایسی تھی کہ جو دل و دماغ میں ہوتا فوراً بنا کچھ سوچے سمجھے زبان پر بھی لے آتی تھی، امامہ اکیلے میں اسے ڈانٹ رہی تھی مگر پہلے کبھی اس نے امامہ کی ڈانٹ کو سیریس لیا نہیں تھا اس لئے ابھی بھی مسکرا رہی تھی۔

☆☆☆

ثمن کی منگنی کا فنکشن تھا وہ دونوں ابھی ابھی پارلر سے آئی تھیں، ثمن نے میرون کلر کی پشواز پہن رکھی تھی، ویسا ہی بڑا سا سیٹ اور ہم رنگ میک اپ، ازفرین کو اس کی طرف نظر بھر کر دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔
''بہت اچھی لگ رہی ہو ازفرین۔'' اسبق نے راستہ روک کر تعریف کی۔
''اچھی ہوں تو اچھی ہی لگوں گی۔'' اس نے کترا کر نکلنا چاہا۔
''تم مجھ سے خفا ہو۔'' اس نے ہاتھ پکڑ لیا تھا۔
''پلیز میرا ہاتھ چھوڑو کیوں اپنا اور میرا تماشا بنانا چاہتے ہو۔'' اس نے سخت لہجے میں کہا۔
''تم میری سوری ایکسیپٹ کرو میں چھوڑ دیتا ہوں۔'' ازفرین کا جی چاہا اس کا سر پھاڑ دے۔
''میں تم سے خفا نہیں ہوں۔'' اسبق نے فوراً ہاتھ چھوڑ دیا۔
''یو نو اسبق پہلے تم اس قابل تھے کہ تم سے بات کی جائے مگر اب تم ناقابل برداشت ہو گئے۔'' اس نے غصے سے کہا اور دوپٹہ سنبھالتی باہر آ گئی۔
''کیا ہوا آپ کا موڈ کیوں آف ہے؟'' شامہ نے پھولوں کا بکے پکڑاتے ہوئے پوچھا۔
''کچھ نہیں۔'' اس نے سر جھٹکا۔
''امامہ سنو پلیز تم یہیں کھڑی رہو میں آتی ہوں۔'' وہ اسے ہدایت دے کر مما کے پاس آ گئی۔
''مما!''
''ارے بیٹا میں آپ کو ہی دیکھ رہی تھی مسز آفندی یہ میری بیٹی ازفرین اور بیٹا یہ میری دوست ہیں مسز آفندی۔'' انہوں نے تعارف کروایا، اس نے سلام کا فرض پورا کیا۔
''ویری پریٹی، مہناز یہ تم پر تو نہیں گئی اس کی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آنکھیں کتنی خوبصورت ہیں اور بال واؤ۔‘‘ اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا اب مما کو بتانا پڑے گا کہ وہ اپنے باپ پر گئی ہے، پھر ساری رام کہانی، وہ اکتا کر اپنے کمرے میں آ گئی۔

اورنج اور شاکنگ ملک کنٹراس کا آڑھا جامہ، قمیض پر خوبصورت کام تھا، بڑا سا دوپٹہ شانے پر اٹکا ہوا تھا، لمبے بالوں کو کھلا چھوڑ رکھا تھا، میک اپ کے نام پر اس نے صرف لپ اسٹک لگائی تھی تب بھی قیامت ڈھا رہی تھی۔

’’میری آنکھیں زمردی نہ ہوتیں تو کتنا اچھا ہوتا مما کو کسی کو یہ نہ بتانا پڑتا کہ میں ان کے پہلے شوہر کی بیٹی ہوں۔‘‘

’’آپا چلیے ناں جمشید انکل آ گئے ہیں۔‘‘ مہروز دروازہ کھول کر چلایا تھا، اس نے دوپٹہ درست کیا اور پلٹ گئی۔

’’آپا آپ بہت پیاری لگ رہی ہو، اب چلو ورنہ ہمارا ڈھنڈورا پٹ جائے گا۔‘‘ اس نے ہاتھ پکڑ کر اسے گھسیٹا، ابھی وہ سب کافی دور تھے، حماد اس کے دوست بھنگڑا ڈالتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

ان کے اندر آنے پر وہ اور امامہ پھول برسانے لگیں۔

’’آج ازفرین کتنی خوبصورت لگ رہی ہے۔‘‘ صائم نے تعریف کی۔

’’ہاں۔‘‘ حماد کی نظریں بار بار جھٹک کر اس پر بڑھ رہی تھیں، جب سے بھائی نے اسے اپنے دل کھوجتے کا کہا تھا تب سے جو الجھن اس پر سوار تھی آج اسے قرار مل گیا تھا۔

’’کیا ہوا، تم کہاں کھوئے ہوئے ہو؟‘‘ ارسلان نے کندھا ہلایا۔

’’یار مجھے پیار ہو گیا ہے۔‘‘ سب نے ایک ساتھ اسے دیکھا۔

’’کس سے؟‘‘ تابش نے پوچھا۔

’’ازفرین سے۔‘‘ سب نے اسے یوں دیکھا جیسے وہ پاگل ہو۔

’’تم جانتے ہو اس کی منگنی ہو چکی ہے، مجھے لگتا ہے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔‘‘ تابش کی بات پر وہ ہنس دیا۔

’’ہاں شاید۔‘‘ وہ اٹھتے ہوئے بولا۔

’’لیکن یہ سچ ہے کہ اس کی منگنی نہیں ہو پائی اور منگنی تو اس کی میرے ساتھ ہی ہو گی، منگنی کیا شادی بھی کیونکہ یہ فیصلہ میرے دل کا ہے۔‘‘ وہ بابا کی طرف بڑھ گیا تھا جو احسن صاحب کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔

’’بہت بہت مبارک ہو اللہ ازفرین کو خوش رکھے، تم نے ازفرین سے اس کی رائے لی ہے؟‘‘ حماد کے کانوں میں ان کے آخری الفاظ پڑے۔

’’میں نے پوچھا تھا، کہنے لگی کہ جو میں چاہوں اسے منظور ہو گا، ویسے مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔‘‘ انہوں نے کہا۔

’’پاپا کیا ازفرین کی بات طے ہو گئی ہے؟‘‘ اسے محسوس ہوا کہ ہاتھوں سے زندگی نکلتی جا رہی ہے۔

’’ہاں بیٹا انکل کو مبارک باد دو۔‘‘ انہوں نے بتایا۔

’’میں حماس کو دیکھوں لڑکیاں اسے تنگ تو نہیں کر رہیں۔‘‘ وہ اسٹیج کی طرف بڑھے، حماد شکستہ قدموں سے چلتا واپس آ گیا۔

’’کیا ہوا؟‘‘ اس کے دھواں دھواں چہرے کو دیکھ کر صائم نے پوچھا وہ بے اختیار اس کے کندھے سے لگ گیا، دل پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا، ابھی تو محبت کا احساس ہوا تھا، ابھی تو دل نے خواہش کی تھی اور ابھی ہی دل کی دنیا لٹ گئی، اتنی جلدی اتنا بڑا طوفان آ کر گزر گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"چلو آؤ۔" تابش نے اس کا بازو پکڑا گھسیٹتا ہوا باہر سے آیا، ان کے گھر سے تھوڑا دور چلڈرن پارک تھا وہاں لا کر اسے بینچ پر بٹھایا۔

"اب بتاؤ کیا ہوا کچھ دیر پہلے تو تم بہت خوش تھے۔" ارسلان نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا، وہ اس کے کندھے پر سر ٹکا کر بچوں کی طرح سسک پڑا۔

"ارے ایسا کیا ہوا؟" تابش نے جھنجلا کر پوچھا۔

"میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے میں جسے پیار کرتا ہوں وہ مجھ سے چھن کیوں جاتا ہے؟ پہلے مما پھر ازفرین۔" کچھ دیر بعد خود پر کنٹرول کر کے سوال کیا۔

"جب ازفرین ملی تو اس کا لاپروا ہنس مکھ انداز مجھے اس کی طرف متوجہ کر گیا، اس کی باتوں نے مجھے جینے کا سبق دیا اس کی وجہ سے میں مما کی ڈیتھ کو ایکسیپٹ کر پایا جب امامہ نے اس کی منگنی کی خبر سنائی تھی تو مجھے بہت برا لگا، اس دن میں کس بری طرح ٹوٹا تھا، پھر خود ہی ڈیڈی نے اسے اپنی بہو بنانے کا خیال ظاہر کیا تب میں بے اختیاری میں اپنے سارے جذبے عیاں کر گیا، ڈیڈی اور بھائی جان گئے تھے کہ میں اسے پسند کرتا ہوں پھر بھی اسے میرے لئے نہیں مانگ سکے۔" وہ ایک بار پھر بکھر گیا۔

"اب احسن انکل نے اس کی بات کہیں اور طے کر دی ہے وہ کبھی میری نہیں ہو سکتی میں آج اسے اس سے مانگنے والا تھا بابا سے اپنی سالگرہ کا گفٹ مانگنا چاہتا تھا اور بابا نے مجھے کیا دیا۔" تابش نے اس کو بھینچ لیا، اسے حوصلہ دینے کے لئے الفاظ کہیں کھو گئے تھے، جتنا وہ نازک مزاج تھا اتنا ہی بار بار بکھر رہا تھا، صائم نے اس کے پاس بیٹھ کر دونوں کو الگ کیا۔

"حماد ہر بار جو ہم چاہتے ہیں ہمیں وہ نہیں ملتا کبھی کبھی اللہ ہماری دعا کو کسی اور وقت کے لئے سنبھال لیتا ہے، تم نے جو دعائیں مانگیں وہ ضروری پوری ہوں گی، مگر کب کیسے یہ کوئی نہیں جانتا، ادھر دیکھو آج تمہارے بھائی کی زندگی کا بہت اہم دن ہے، اس کی خوشیوں میں شریک نہ ہو کر تم اچھا نہیں کرو گے، تھوڑی سی ہمت کر لو فی الحال ہو کر چلو۔" وہ کتنی دیر اسے سمجھاتا رہا، تابش کہ وہ اپنے بکھرے اعصاب کو سمیٹنے میں چند لمحے لگے۔

ازفرین اور وہ نہیں جانتے تھے اللہ نے دونوں کی قسمت میں کیا لکھا ہے، صبح جب پاپا اس سے اس کے لئے آئے پروپوزل کی بات کرنے آئے تو اس نے بنا لڑکے کا نام سنے انہیں تمام اختیار سونپ دیے تھے، وہ مطمئن تھی مگر دل میں جانے کیوں وہم سے جاگ رہے تھے، اس فنکشن میں بھی بہت سے لوگ ایسے آئے ہوئے تھے جو اس کے اور اسبق کی منگنی کے بارے میں جانتے تھے جو بار بار بظاہر افسوس کر رہے تھے مگر۔

"اوہو یہ لائیٹ کو کیا ہوا؟" ایک دم ہر طرف اندھیرا چھا گیا تھا، ثمن کو ابھی ابھی انگوٹھی ڈالی گئی تھی، مبارک باد کا شور ہو...... ہائے یہ کیا ہوا جیسی آوازوں میں دب گیا تھا، وہ کینڈلز لینے کے لئے اٹھی تو پاؤں مڑ گیا تو بے اختیار آہ نکلی۔

"سنبھل کر ابھی گر جاتی۔" حماد اندھیرے میں بھی اسے پہچان گیا تھا۔

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔" ایک دم اس کے اردگرد شور بلند ہوا، اگلے پل لائیٹ آن ہو گئی تھی اور وہ دونوں حیرانگی سے سب کو دیکھ رہے تھے۔

"حماد آج کا دن بہت خاص ہے، جانتے ہو کیوں؟ کیونکہ آج میری منگنی تمہاری اور ازفرین کی سالگرہ بھی ہے دیکھو ذرا بارہ بج گئے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اور تم دونوں کی زندگی کا خوبصورت سال بھی شروع ہوگیا ہے۔" حماس بھائی ان دونوں کے پاس چلے آئے، پاپا نے آگے بڑھ کر اسے وش کیا ادھر انکل نے حماد کو۔

"ہمارے پاس آج تم دونوں کو دینے کے لئے ایک سرپرائز گفٹ ہے، حماد تمہارے لئے تو بے حد خاص گفٹ ہے۔" جمشید صاحب دونوں کے قریب آ کر رکے اور پھر حماد کے ہاتھ میں انگوٹھی پکڑائی اور کہا یہ ازفرین کو پہنا دو، وہ ساکت رہ گیا، دھچکا تو ازفرین کو بھی لگا تھا۔

"انکل...... آپ...... یہ...... کیا؟" تابش بھاگ کر آیا تھا۔

"یار کبھی اپنی منگنی کی خبر سن کر کسی کو سکتے میں آتا دیکھا ہے، برخوردار آپ پہنا رہے ہیں یا میں اسے واپس رکھ لوں؟" انہوں نے پوچھا تو حماد نے جھٹ انگوٹھی پکڑ لی اور جلدی سے ازفرین کا ہاتھ پکڑ کر پہنا دی۔

"ڈیڈی یہ فاؤل نہیں ہے ابھی ثمن کو آپ نے رنگ پہنائی اور حماد نے خود پہنائی ہے یہ سراسر ظلم ہے۔" حماس نے ہنستے ہوئے دہائی دی۔

"چل یار ایڈجسٹ کرلے، اس کی برتھ ڈے نہ ہوتی تو اسے بھی اتنا بڑا چانس نہ ملتا، برخوردار تحفہ پسند آئے تو شکریہ کہنا پڑتا ہے اور بیٹا آپ کو کیا سانپ سونگھ گیا ہے؟" وہ خاموشی سے سر جھکا کر رہ گئی۔

سب ہنس دیئے تھے، چھوٹے پاپا نے رنگ اسے پکڑائی، حماد نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"کہاں پہناؤں؟" معصومیت سے پوچھا، حماد نے چڑ کر باقی ساری انگلیاں بند کرلیں اور صرف تیسری انگلی سامنے کی، وہ پہناتے پہناتے رک گئی۔

"اب کیا ہوا؟" حماس بھائی نے پوچھا۔

اس کی نظر بے اختیار دادا جان کی طرف گئی، وہ اس کی نظر کا اشارہ سمجھ کر اس کے پاس چلے آئے، اس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا،

اچھی کتابیں
پڑھنے کی عادت ڈالیں

ابن انشاء
- اردو کی آخری کتاب
- خمار گندم
- دنیا گول ہے
- آوارہ گرد کی ڈائری
- ابن بطوطہ کے تعاقب میں
- چلتے ہو تو چین کو چلیئے
- نگری نگری پھرا مسافر
- خط انشاء جی کے
- اس بستی کے اک کوچے میں
- چاند نگر
- دل وحشی
- آپ سے کیا پردا

ڈاکٹر مولوی عبد الحق
- قواعد اردو
- انتخاب کلام میر

ڈاکٹر سید عبداللہ
- طیف نثر
- طیف غزل
- طیف اقبال

لاہور اکیڈمی
چوک اردو بازار لاہور
فون: 042-37321690, 3710797

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تب اس نے اجازت پا کر انگوٹھی پہنائی، چاروں طرف مبارکباد کا شور مچ گیا، وہ آنکھوں میں آئے آنسو صاف کرتے دادا جان کے سینے سے لگ گئی۔

☆☆☆

''سنو۔'' وہ اندر ثمن کے پاس جارہی تھی، جب حماد نے اس کا راستہ روکا۔

''کیا ہے؟'' اس نے اِدھر اُدھر دیکھا، کسی کے آنے کا اندیشہ دل دھڑکا گیا تھا۔

''مبارک ہو، سالگرہ بھی اور منگنی بھی۔'' اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے مبارک باد دی، ازفرین کو اس سے بے تحاشا شرم آرہی تھی۔

''تم مجھے مبارک باد نہیں دو گی؟'' گمبھیر لہجے میں پوچھا۔

''مبارک ہو۔'' دھیمے سے کہا، حماد کے لب مسکرا اٹھے، اس کے نروس ہونے کی امید نہیں تھی۔

''اور گفٹ؟'' ازفرین نے سر اٹھایا تھا، پھر اس کے جذبے لٹاتی نظروں سے گھبرا کر فوراً جھکا لیا۔

عید ہو، برتھ ڈے ہو یا نیو ائیر
ہر تہوار پر وہ مجھ سے
پوچھتا ہے بڑی سادگی کے ساتھ
کہ اس بار کیا گفٹ لو گی جاناں
ہمیشہ کی طرح
اس کی اس سادگی پہ
میری مسکراہٹ
میری سوچ کی طرح گہری ہو جاتی ہے
سوچتی ہوں کیسے کہہ دوں
کہ جاناں
رنگین ملبوس ہو یا کوئی خوشبو
نازک چوڑیاں ہو یاں کوئی پائل
کچھ بھی اہم نہیں
ہاں دینا ہی ہے تو دے دو
تو مجھ کو اپنا آپ

دروازے میں کھڑی ثمن نے لہک لہک کر نظم پڑھی تھی وہ اور امامہ دروازے سے ٹیک لگائے کھڑی شریر نظروں سے دونوں کو گھور رہی تھیں، ازفرین نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی مگر حماد کی گرفت خاصی مضبوط تھی۔

''حماد گفٹ مانگ رہا ہے دو بھی۔'' وہ دونوں اس کے پاس آگئی تھیں۔

''دے دوں گی تمہیں کیا جب مرضی دوں؟'' اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''اچھا جی چلو ثمن ہم چلتے ہیں شاید کوئی سکریٹ گفٹ ہو۔'' اس کی معنی خیز بات پر حماد مسکرا دیا، جب کہ اس نے امامہ کے کندھے پر تھپڑ لگایا تھا، وہ دونوں ہنستی ہوئی باہر چلی گئیں۔

''اوں جناب گفٹ۔'' وہ اس پر جھکا۔

''ہاتھ تو چھوڑیں پھر دیتی ہوں۔'' اس کی سانسیں چہرے سے ٹکرائی تو گھبرا کر پیچھے ہوئی، اس نے ہنستے ہوئے ہاتھ چھوڑا۔

''کیا یہ گفٹ کافی نہیں کہ اس انگلی میں تمہارے نام کی انگوٹھی موجود ہے اس سے زیادہ کی امید مت رکھنا۔'' پھر کھلکھلاتی ہوئی وہاں سے بھاگ گئی تھی۔

حماد نے سرشاری سے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

''ہاں جی یہی بہت ہے مگر صرف فی الحال۔'' وہ بڑبڑایا تھا۔

''بعد کے سارے گفٹ اپنی مرضی کے وصول کروں گا۔'' پھر خود ہی اپنی بات پر ہنس دیا۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com
Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تمہیں محبت ہو گئی ہے۔'' پاس سے گزرتی شرارتی ہوا نے سرگوشی کی تھی وہ چونکی بے اختیار نظریں چرائیں، کیا واقعہ اسے محبت ہو گئی تھی، بھلا کس سے، اس نے زور سے آنکھیں میچ لیں جیسے ہر حقیقت سے بھاگ جانا چاہتی ہو پر وہ نہیں جانتی تھی کہ انسان لاکھ بھاگے پیچھا چھڑائے حقیقت اسے نہیں چھوڑتی ہمیشہ سائے کی طرح اس کے ساتھ رہتی ہے کبھی محبت بن کر اور کبھی تلخ۔

''تم اس سے بھاگ نہیں سکتی۔'' پہاڑوں نے سرگوشی کی، وہ ساکت رہ گئی کیا پہاڑ بھی دلوں کے بھید جان لیتے ہیں، چاند اپنے مدار سے سرکنا بھول گیا تھا، آسمان اس کی روشنی کے باوجود سیاہ دکھائی دے رہا تھا چاند کی روشنی پانے کے باوجود خود آسمان تاریک کیوں تھا، وہ ابھی سرگوشی پھر ہوئی اب کی بار دل بولا تھا۔

''صدا اپنی ماننے والا، اپنی کہنے والا، بے بس اور حد کر دینے والا، بد دل یا پھر ظالم، جیسے محبت کے پاس ہونے کے باوجود تم تنہا ہو۔'' اب نظریں چرانا مشکل ہو گیا تھا، وہ بے دلی سے ہنسی پھر خود سے بولی تو آواز بے جان ہو رہی تھی انداز کھوکھلا سا تھا جیسے سب کچھ پا کر کھو دینے والا یا پھر، پائے بنا ہی کھو دینے والا۔

محبت کاش اسے پانا اتنا ہی آسان ہوتا جتنا کرنا تو آج یہاں پر میں تنہا نہ بیٹھی ہوتی اگر ان پہاڑوں کو اس ہوا کو میری محبت کا احساس ہے تو اسے کیوں نہیں۔

ایک آنسو گرا گرم، جلا دینے والا اور مٹا دینے والا، اس نے ایک نظر وائٹ پیلس کی اس عمارت کو دیکھا جس کی دوسری منزل کے کمرے میں وہ تھی، اس کا دل، اس کی محبت اور اس کا نصیب، وائٹ پیلس کی سفید عمارت اس کے دل کی طرح تھی، سفید دکھ کے ہر رنگ سے بے نیاز، بے پرواہ اور بے خبر۔

پتھریلی روش کی بائیں جانب جہاں چند کمرے اور دکانیں تھیں، ان کے آگے طویل سیڑھیاں پہاڑ کے اوپر سے جاتی تھیں جہاں دوسری منزل تھی، وائٹ پیلس کی چاروں جانب اسی طرح مختلف **Altitude** مگر ایک ہی پہاڑ پر اوپر تلے بنی تھیں، نیچے بہتے جھرنے کا شور اوپر تک سنائی دیتا تھا، تبھی اس کی نظریں رک گئیں، وقت نے گزارنے سے انکار کر دیا چاند اپنے مدار سے سرکا اور آہستہ آہستہ آسمان پر تاریکی بڑھنے لگی اسے یوں لگا جیسے چاند اس کے پاس بالکل پاس آ بیٹھا ہو، اس کی ٹھنڈی میٹھی روشنی محبت پر ابر کی صورت برسنے لگی ہو اور وہ دشمن جاں سامنے ہی تو کھڑا تھا، وائٹ پیلس کی سیڑھیوں میں لائٹ براؤن شرٹ، سفید پینٹ، گردن میں لٹکتا مفلر، پاؤں میں پہنے جوگرز اور اسے بالکل یونانی دیوتا لگا تھا، محبت کا دیوتا۔

اس کی نظروں کی تپش کا کمال تھا کہ اگلے ہی پل آنکھیں چار ہوئیں، اسے اپنا دل نکلتا محسوس ہوا، بے قابو، بے حال اور بے اختیار سا، وہ چاہتی تھی کہ ایسا نہ ہو اس کا دل صرف اس کا رہے اس کی محبت اس کے دل پر قبضہ نہ کرے مگر بے سود، سب بیکار تھا بھلا محبت کو ہونے سے کوئی روک سکتا ہے یا وہ روک سکی تھی۔

☆☆☆

جب بے چینی سکون اور اطمینان کہیں سے نہ ملے تو، وہ اس وقت وائٹ پیلس کی تیسری منزل پہ موجود تھے اس کے سوال پر اس نے اطراف کا جائزہ لیا، چور کورا حاطے کے دائیں طرف کونے میں آگے جا کر ایک بالکونی بنی تھی جہاں پر وہ کھڑے تھے وہ بالکونی پرانے وقتوں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے محلوں کی طرز پر بنی تھی، اس کی ریلنگ اونچی تھی جس پر کہنیاں ٹکائے وہ قدرے جھک کر نیچے جھرنے کو دیکھ رہا تھا اور اس کے عقب میں کھڑی صرف اور صرف اسے دیکھ رہی تھی، بے خودسی، بیگانی سی، خود سے اپنی ذات سے اور وہاں پر موجود ہر چیز سے بے نیاز صرف اس کی ہو کر۔

تو اپنے دل میں رب کو بسا لو تب تمہیں ہر طرف سکون اطمینان اور چین ہی چین بھی ملے گا۔

''رب کون تمہارا اللہ۔'' ایک دم اس کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا تھا بڑا بے اختیار سا انداز تھا اس کا۔

ہم سب کا پیدا کرنے والا پاک پروردگار جو خالق ہے مالک ہے رازق ہے وہ جو سب کو ایک ہی وقت میں دیکھ رہا ہے وہ جو بغیر مانگے ہی سب کچھ عطا کر دیتا ہے جسے ایک بار مانگو تو وہ ہزار بار عطا کرتا ہے وہ جو سب کے دلوں میں بستا ہے۔

جھرنے پہ نظریں جمائے وہ جذب سے بولتی چلی گئی۔

''تمہارا اس پر کتنا پکا یقین ہے نا، حالانکہ تم نے اسے دیکھا بھی نہیں۔'' حیرت ہی حیرت تھی اس کے سوال میں وہ مسکرائی تو چہرے پہ ایمان کا نور چمک اٹھا جو ہر چیز سے پاک اور سچا تھا۔

کون کہتا ہے وہ نظر نہیں آتا وہی تو نظر آتا ہے جب کچھ نظر نہیں آتا تم جانتے ہو یہ پودے پرندے پہاڑ اور یہ بہنے والا جھرنا یہ تک اس کا ذکر کرتے ہیں اس کے سامنے جھکتے ہیں اس کی ہی عبادت کرتے ہیں وہ سب کو عطا کرنے والا ہے۔

وہ کہاں ملے گا، اسے ٹوک کر بے چینی سے پوچھا تھا، کیسی تڑپ تھی انداز میں وہ ساکت رہ گئی تو کیا اس کو خدا کی تلاش تھی؟ مگر کیوں وہ تو ہر دل پر قابض ہے ہر جگہ ہے صرف آسمان پر نہیں وہ تو کائنات کے ذرے ذرے میں بستا ہے پھر اسے پتہ کیوں نہیں تھا؟

''یہاں۔'' اس نے اس کے سینے کی طرف اشارہ کیا، مبہوت سا اسے دیکھتا وہ ساکت رہ گیا کیا وہ ایک غیر مسلم کے دل میں بھی بستا تھا؟

''تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ وہ یہاں پر ہے۔''

یکدم خون نے اپنی رفتار کو خطرناک حد تک بڑھا کر خود کو جامد کر لیا، وہ اسے اسی جامد حالت میں سن ساد یکھتا رہ گیا جو کہہ رہی تھی۔

''اگر وہ تمہارے دل میں نہیں بستا تو تمہیں اس کی تلاش یہاں کیوں لائی ہے، کیوں ڈھونڈ رہے ہو اسے کیا طلب ہے تمہاری کیوں اس کے ہو جانا چاہتے ہو آخر کیوں اسے ڈھونڈھنے کے لئے ترکی سے یہاں پر آئے؟''

دفعتاً بادل گرجے، کیسے اس نے چونک کر گردن اٹھا کر سیاہ تاریک آسمان کو دیکھا، وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی نیچے آ گئی اوپر وہ بالکونی میں کھڑا بھیگ رہا تھا، ساکت جامد کاٹو تو بدن میں لہو نہیں اضطراب ہی اضطراب۔

☆☆☆

سوات کے پہاڑوں پر ٹھنڈی پرنم اور بادلوں سے ڈھکی صبح اتری ہوئی تھی، سورج ابھی پوری طرح طلوع نہیں ہوا تھا کل کی طرح آج بھی بادلوں نے آسمان کو اپنی راجدھانی بنایا ہوا تھا، مگر آج ان کا رنگ ہلکا تھا، آج انہیں سوات سے کالام جانا تھا، تھا تو کالام، ضلع سوات کی تحصیل ہی مگر پھر بھی لوگ مینگورہ اور سیدو شریف کو ہی سوات بولتے تھے۔

برآمدے سے باہر لان میں وہ ایک طرف ابھی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھی اسے دیکھ کر چونکی نہیں بس نظریں پھیر لیں کل کی نسبت آج وہ کچھ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

زیادہ ہی ٹوٹا سا لگ رہا تھا اس کے چہرے پہ زردیاں سی گھلی ہوئی تھیں۔

''مجھے محبت سے نفرت ہے، اس لفظ کی ایجاد سے اس کے مطلب سے پتہ ہے کیوں۔'' پوچھا تھا وہ خاموش رہی، وہ خود ہی بتانے لگا یوں جیسے آج وہ سب کچھ بتا دینا چاہتا ہو، بھلا کوئی محبت سے بھی نفرت کر سکتا ہے اس نے حیرت سے صرف سوچا تھا بولی کچھ نہیں اس نے اسے بولنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا وہ کیسے بولتی۔

''کیونکہ میرے ڈیڈ نے ماما سے محبت کی شادی کی تھی، محبت کتنا خوبصورت لفظ ہے نا۔'' اب وہ خود محبت کو خوبصورت کہہ رہا تھا وہ چونکی اور اسے دیکھے گئی چپ چاپ بناء کچھ کہے، جیسے ڈر تھا اگر کچھ کہا تو وہ ناراض ہی نہ ہو جائے، اس کی محبت ڈرتی تھی، ہاہ ڈرپوک محبت، وہ دونوں اب لان سے نکل کر موروں کا پنجرہ پیچھے چھوڑتے نیچے روش پر اتر آئے تھے۔

''مگر اس نور کی خوبصورتی کو کبھی ماما نے محسوس نہ کیا نہ ڈیڈ نے کبھی کروایا انہیں اپنے بزنس پارٹی اور کلب سے فرصت ہی کہاں ملتی تھی، ماما ساری ساری رات ان کا انتظار کر کے گزار دیتی اور دن کی روشنی لڑائی کرتے وہ دونوں کبھی ایک دوسرے کو سمجھ ہی نہیں پائے۔'' وہ دونوں چلتے چلتے روش کے ایک طرف بنے نیلی ٹائلز والے فوارے کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔

''ماما عیسائی تھیں اور ڈیڈ یہودی ایک الگ مذہب ان کے درمیان دن بدن دیوار بنتا جا رہا تھا ڈیڈ مجھے اپنی طرح اور ماما مجھے اپنی طرح بنانا چاہتی تھی اور میں، میں کیا چاہتا تھا یا ہوں پتہ نہیں۔'' اس کے انداز میں بیچارگی بڑھنے لگی، وہ اسے دیکھے بناء محسوس کر سکتی تھی کہ وہ رو رہا تھا۔

''ڈیڈ نے ماما کو چھوڑ دیا شادی کی طرف چار سال بعد تب میں تین سال کا تھا ماما نے مجھے کیئر سینٹر میں دے دیا وہاں پر آیا میرے کام کرتی میرا خیال رکھتی وہ مسلمان تھی میں حیرت سے اسے نماز پڑھتے دیکھتا اس کا قرآن سننا تو دل پاگل سا ہو جاتا میری تشنگی بڑھتی چلی جاتی دل دماغ مفلوج سے ہونے لگتے میں سارا دن آیا کے پاس رہتا رات کو کام سے واپسی پر ماما مجھے گھر لیتی آتی وہ جاب کرتیں تھیں گھر پر مجھے اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتیں تھیں۔'' اب اس کے آنسوؤں میں روانی آتی جا رہی تھی اور اسے اپنا دل ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا، قطرہ، قطرہ لمحہ لمحہ ہر گزرتے پل کے ساتھ۔

''آیا نے مجھے بتایا اللہ سب کی سنتا ہے تمہاری بھی سنئے گا اسے پالو گے تو ہر تشنگی دور ہو جائے گی اور میں نکل پڑا خدا کو ڈھونڈنے تم کہتی ہو وہ میرے دل میں بستا ہے اگر وہ میرے دل میں بستا ہے تو میرے دل میں سکون کیوں نہیں اطمینان کہاں گیا۔'' سوال میں خدا کو پا لینے کی چاہت تھی۔

''میں نے کہیں پڑھا تھا عوف، کہ ایک دنیا تھی جو مکمل نہیں ہوتی تھی اور ایک دین تھا جو کب سے مکمل تھا، اکملیت کی تلاش میں بھٹکتا انسان اپنے دل میں کیوں نہیں جھانکتا، وہ اندر کہیں مکمل نہیں ہے تو پھر باہر بھی اسے اکملیت نہیں ملے گی اور اگر وہ اندر کہیں مکمل ہے تو اسے باہر اکملیت کی ضرورت نہیں۔'' اسے دیکھ کر مسکرائی جو یکسوئی سے اسے دیکھ رہا تھا پھر مزید بولی۔

''یہ الفاظ مجھے آج بھی یاد ہیں پتہ نہیں کس نے لکھے ہیں مگر سچ ہی کہا ہے، اعداد ہماری زندگی میں بہت اہمیت کے حامل ہیں، ہمارا آنا ہمارا جانا یہاں اس دنیا میں قیام سب کچھ کہیں نہ کہیں ہندسوں کے تحت متعین کیا جاتا ہے، ہندسے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہمارے اردگرد بکھرے ہیں، اللہ ایک، اللہ کا محبوب ایک، منکر نکیر دو ادوار تین، کتابیں چار، نمازیں پانچ، دین سیدھا راستہ ہے جبکہ دنیا گول ہے، دائرہ ہے اول الذکر ایک ہے جبکہ موخر الذکر بڑا سا صفر یہ دونوں لازم وملزوم ہیں آپ کبھی بھی ایک ہو کر نہیں جی سکتے کیونکہ یہ آپ کی اوقات نہیں، یکتائی صرف رب کائنات کو جچتی ہے جبکہ صفر آپ کا مقام نہیں، اللہ نے انسان کو زمین پر اپنا نائب مقرر کیا ہے کیا وہ صفر کو اپنا نائب مقرر کرے گا، صفر کا مطلب کچھ نہیں اور اللہ نے فرشتوں سے سجدہ کچھ نہیں کو نہیں کروایا اس لئے کہ ان دونوں کے ساتھ لے کر چلنا ہوتا ہے، یہی ہے وہ طریقہ جو اللہ نے بتایا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھایا، انسان کو اسے اپنانا پڑتا ہے، انسان کو دس ہونا پڑتا ہے یعنی ایک اور صفر ایک ساتھ اکھٹے، باہم، آپ دین کو چھوڑ کر دنیا میں ضم ہو جائیں، یہ بھی ناپسندیدہ اور دین کے ہو کر دنیا سے کنارہ کریں، یہ بھی ناپسندیدہ، آپ کو دس کا راستہ ہی اپنانا پڑتا ہے اور تم جانتے ہو جو مجسم دس ہے وہ کون ہے۔'' ایک نظر اسے دیکھا، ہوا ساکت سی رک گئی، فوارے سے گرتا پانی ساکت سا اسے سن رہا تھا یوں جیسے ہلا تو وہ بولنا بند کر دے گی۔

''ماں، کہتے ہیں وہ حاملہ ماں جو پورے دنوں سے ہوتی ہے وہ مکمل دس ہوتی ہے، اس کا وجود ایک اور اس کے وجود میں چھپی اس کی اولاد، ایک بڑے سے صفر کے روپ میں اس کے ساتھ جڑی ہوتی ہے، بچہ کائنات کی سب سے خوبصورت چیز ہوتا ہے، اس بچے سے زیادہ خالص چیز، دنیا میں کوئی نہیں ہوتی، یہ جزادان میں لپٹے کسی صحیفے کی طرح کے وجود کو اپنے وجود میں نو مہینے تک سمیٹ کر رکھتی ہے، ماں ہی وہ مکمل روپ ہے جس میں ہم مجسم دس دیکھ سکتے ہیں، اکملیت اس سے بہتر مثال کہاں ملے گی ماں ہی وہ پہلی ذات ہے جو اس ننھے وجود تک رسائی رکھتی ہے جو اللہ کا کلمہ حق پڑھ کر اس دنیا میں آتا ہے جو اس کا خالص ہوتا ہے کہ خود اللہ نے اسے اپنی وحدانیت کا عہد کر لیا ہوتا ہے، وہ عہد الست میں بندھ کر سیدھا ماں کے وجود میں آجاتا ہے، بچے اللہ کا سب سے پیارا تحفہ ہے جو اس نے دنیا کو عطا فرمایا ہے، وہ بچہ دین حق کا عہد لے کر اس دنیا میں آتا ہے، اتنی خالص اور پاکیزہ چیز شاید ہی دنیا میں کوئی اور پیدا ہوتی ہے اور وہ وجود اس خالص تحفہ کو اٹھائے پھرتا ہے اسے زیادہ مقدس کیا ہوگا اللہ پاک جب ایک عورت کو ماں کے درجے پر فائز کرتا ہے تو انسانیت کی تکمیل کر دیتا ہے، ایسی عورت کا درجہ بہت زیادہ ہوتا ہے ماں کی دعا اللہ جلدی سنتا ہے، دین اور دنیا کا مکمل مجسم روپ ایسی عورت کی شکل میں نظر آتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دین اور دنیا کے درمیان ربط اور ہم آہنگی کو برقرار رکھنا ہی دراصل وہ راستہ ہے جو ہمیں ہماری اس منزل تک پہنچائے گا جسے جنت کہتے ہیں انسان کا علم دین میں گم ہو جاتا ہے تا کہ اسے سیکھ کر دنیا میں گم نہ ہونے کے طریقے سیکھے، اس ربط کو اس گتھی کو سیکھنے اور سلجھانے والا ہی دراصل کامیاب انسان، حضرت انسان ہے جس کے لئے یہ کائنات بنائی گئی۔''
اس نے رک کر گہری سانس لی۔

''یہ ربط اور ہم آہنگی سکھانے والی سب سے پہلی ہستی ہوتی ہے ماں، کیونکہ وہ خود اس ربط کی چلتی پھرتی مثال ہوتی ہے، جس کی ماں یہ ربط سیکھ جاتی ہے اس کی اولاد خود بخود یہ ربط سیکھ جاتی ہے، اللہ عورت کو ماں بناتا ہے اور پھر ماں کو دس بنا دیتا ہے، یہ ماں ہی ہے جو کائنات کو دس بائی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

دس بنا دیتی ہے یہ ہی اکملیت ہے۔'' ہوا نے جھوم کر بولنے کی رداوڑھی، عوف کو لگا جیسے واقعہ وہ کبھی ماں کو سمجھا ہی نہیں تھا۔

''تم نے کبھی محبت کی ہے؟'' وہ مال روڈ کے کنارے پر چلتے ہوئے دائیں طرف بہتے دریا پر بنے اس لکڑی کے پل کی طرف جارہے تھے جس کے دوسری طرف سڑک پر لینڈ کروزرز اور پیراڈوز کی ایک لمبی قطار کھڑی تھی، ان کرائے کی گاڑیوں کے ماہر ڈرائیورا پنے اپنے مسافروں کا انتظار کر رہے تھے، اس کے سوال پر اس نے ایک نظر اپنے سے آگے چلتی اپنی ٹیم پر ڈالی پھر آہستہ سے بولی، جان لگا کر خود کو انجان بنایا تھا اس کے سوال سے۔

''تم جانتے ہو مجھے بچپن سے سوات کالام رشو وادی، جھگوری دیکھنے کا شوق تھا اکثر خوابوں خیالوں میں، میں نے ان جگہوں کو دیکھا تھا اور آج جب حقیقت میں دیکھ رہی ہوں تو میں ساکت ہوں۔''

''ساکت کیوں؟'' ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلتے پوچھا، وہ چاہ کر بھی کہہ نہ پائی کہ یقین نہیں تھا کہ سچ مچ مجھے یہاں پر اپنے خوابوں کا شہزادہ مل جائے گا۔

''ان کا حسن دیکھ کر۔'' وہ مسکرائی، اس نے عام سے انداز میں سوال کیا۔

''تمہیں یہ سب کچھ حسین لگتا ہے؟''

''ہاں تم جو ساتھ ہو۔'' دل میں آیا کہہ دے مگر خاموش رہی۔

''اس لئے کیونکہ تمہارا دل خوبصورت ہے۔''

''اس میں تم جو رہنے لگے ہو۔'' دل نے سرگوشی کی تھی، نظریں چرائے پوچھا۔

''تمہیں کیسے پتہ۔''

''اس میں ایمان جو ہے خوبصورت تو ہوا نا یو نو جس دل میں ایمان بستا ہو وہ کالام سوات اشو واری اور جھگوری سے زیادہ حسین ہوتا ہے۔''

کتنا عجیب انداز تھا اس کا وہ اسے دیکھے گئی۔

''تم نے کبھی محبت کی ہے؟'' اس کا سوال اسی سے پوچھا تھا وہ مسکرایا۔

راج ہنس تھا وہ، دیوانہ کر دینے والا، بے بس اور بے خود کر دینے کی صلاحیت رکھنے والا۔

''محبت بڑا پاک جذبہ گل، یہ مجھ جیسے کے دل میں بھلا کہاں آسکتا ہے۔''

''تمہارا دل بھی تو بہت اچھا ہے نا۔''

''اس میں ایمان تو نہیں۔'' ترکی بہ ترکی کہا تھا، وہ باقی راستہ خاموش رہی وہ گرے اور سلور پیراڈو پر ماہوڈھنڈ کے روڈ پر جارہے تھے، آنسو جھیل کی طرف ٹورسٹ بہت کم جاتا تھا، پیراڈو پرخطر راستوں پر دوڑنے لگی تو وہ کھڑکی سے باہر دائیں طرف بہتے دریا کو دیکھتی سامنے بیٹھے عوف سے بولی۔

''تم پہلے کبھی یہاں آئے ہو؟''

''نہیں، تمہاری طرح خوابوں خیالوں میں کئی بار آیا ہوں، ایک بات کہوں۔'' وہ دل کا مکین اجازت مانگ رہا تھا اجازت تو دینی ہی تھی سو بولی۔

''کہو۔''

''تم اشو وادی، جھگوری سوات کلام سے محبت کرتی ہو۔'' عجیب سا انداز تھا اس کا وہ اب اس کی طرف دیکھتی کہہ رہی تھی۔

''میں نے ایک ناول میں ایک کردار کے جملے پڑھے تھے جو مجھے آج بھی ازبر ہیں، آج میں تمہیں خدا تک پہنچنے کا راستہ بتاتی ہوں، خدا تک پہنچنے کا صرف ایک راستہ ہے اور وہ محبت ہے، وہ محبت جو فرد واحد سے نہیں جو انسان سے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہیں بلکہ انسانوں سے کی جاتی ہے، خدا صرف انسانیت سے محبت کرنے سے ملتا ہے، محبت جذبہ ہے، عشق تو اس کو بدنام کر دینے والا نام ہے شاعروں اور ادیبوں کی اصطلاح ہے انہوں نے محبت کو بگاڑ بگاڑ کر عشق بنا دیا ہے آپ یوں سمجھ لیں کہ محبت سرکہ ہے اور عشق شراب ہے ان دونوں کے درمیان واضح فرق ہے یعنی سرکہ حلال ہے اور شراب حرام ہے محبت میں جب یہ مقام آ جائے کہ محبوب ہی سب کچھ لگنے لگے اور آپ اسے اپنے لئے ضروری سمجھنے لگیں تو وہیں رک جانا چاہیے، عشق انسان کو کم ظرف بنا دیتا ہے اس کی سوچ کو محدود کر دیتا ہے وہ معشوق کے گرد طواف کرنے کو جائز قرار دینے لگتا ہے عشق میں گم انسان پھر انسان نہیں رہتا، وہ انسانیت کے لئے مردہ ہونے لگتا ہے ہر وہ چیز جو انسان کو انسانیت کے مقام سے گرا دے وہ حرام ہے تو عشق میں بھی یہی ہوتا ہے، انسان ہوش و خرد سے بیگانہ ہو جاتا ہے اسے اپنے جیسے مٹی گارے سے بنے انسان کی ایسی لگن لگ جاتی ہے کہ اسے کچھ اور بجھائی نہیں دیتا، اسے بڑی بت پرستی کیا ہو گی کہ مٹی کا باوا مٹی کے باوے کے لئے مجنون ہو جائے، عشق مجنوں کر دیتا ہے، مجنوں پاگل کو کہتے ہیں اور پاگل پن سے خوف کھانا چاہیے، عشق تو سرطان سے بھی بڑا مرض ہے یہ عشق، عشق حقیقی عشق مجازی یہ صرف الفاظ کا ردو بدل ہے یہ انسان کو مجنوں بنا دینے کی چیزیں ہیں اصل جذبہ محبت ہے اور محبت کبھی آپ کو آپ کے مقام سے نہیں گراتی وہ آپ کو کبھی پاگل پن تک نہیں لاتی اس لئے کہ محبت اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے، اللہ ننانوے ناموں سے مخاطب کیا جاتا ہے اور ان ننانوے ناموں میں سے کوئی ایک بھی عاشق نہیں ہے، ننانوے نام کھنگھال کر دیکھ لو وہ محبت ہے وہ عاشق نہیں۔'' اسے ایک پل کو اس کے وجود سے سنہری روشنیاں پھوٹتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

محسور کن سی، خوبصورت، اور محبت سی، آج اسے محبت اور عشق میں فرق سمجھ آیا تھا واقعہ محبت پاک جذبہ ہے۔

''مگر تم نے تو کہا تھا کہ تمہیں یہ جگہیں دیکھنے کا عشق ہے تو وہ حرام ہوا پھر۔'' کچھ لمحوں بعد یکدم پوچھا پہلے سے زیادہ پرسکون مسکراہٹ سے بتاتے وہ اس کے ساتھ پیراڈو سے اتری، وہ کافی دیر بعد اشو ویلی پہنچ گئے تھے، اشو فلک بوس پہاڑوں کے درمیان بنی ایک چھوٹی سی وادی تھی جس کے درمیان سے اشو کا دریا بہتا تھا، وادی میں سیاحوں کی خاصی گہما گہمی تھی، ان کی پیراڈو کے ساتھ پجارو اور جیپوں کا جو پورا ایک قافلہ کلام سے نکلا تھا ان میں سے تقریباً سب ہی گاڑیاں اشو میں رک گئی تھیں، مزید پیچھے آ رہی تھیں۔

''مجھے عشق ان جگہوں پہ بکھری خدا کی قدرت دیکھنے کا ہے میں دیکھنا چاہتی تھی کہ اللہ پاک نے ان جگہوں پہ کتنی خوبصورتی رکھی ہے مجھے خدا کی بنائی خوبصورت قدرت دیکھنے کا عشق ہے تو پھر یہ حرام کیسے ہوا۔'' اس کے پیچھے چلتے وہ سڑک کے دائیں طرف چلی آئی جہاں نیچے شور مچاتا نیلا دریا بہہ رہا تھا سڑک کے دائیں جانب حقیقتاً دریا کے اوپر لکڑی کا کیبن بنا ہوا تھا جس کا فرش تختوں کا تھا جن کے درزوں سے کئی فٹ نیچے بہتا نیلا دریا دکھائی دیتا تھا۔

وہ جس طرف سے کیبن میں داخل ہوئے وہ کھلی تھی، باقی تینوں اطراف میں نیچے کر کے لکڑی کے تختے لگے تھے اور وہ کیبن بالکل بالکونی لگ رہا تھا، کیبن میں دونوں طرف لکڑی کے بینچ اور درمیان میں لکڑی کی ہی میز رکھی تھی وہ ایک بینچ کے آخری سرے پر ٹک گئی تا کہ بائیں طرف بہتا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

دریا اچھی طرح سے دیکھ سکے جبکہ عوف ریلنگ تھامے جھک کر نیچے بہتے دریا کو دیکھ رہا تھا۔

''سنو۔'' اس نے پکارا مگر دیو قامت سرمئی پتھروں سے ٹکراتے نیلے پانی کا شور اتنا بلند تھا کہ وہ سن نہ سکا وہ اٹھ کر قریب آئی۔

''تمہاری ماما کہاں ہیں ترکی میں یا قبر؟''

وہ عام سے انداز میں بولا۔

''میں پانچ سال کا تھا جب ایک ایکسیڈنٹ میں ان کا انتقال ہو گیا۔'' اس کی بات پر وہ بھی گردن پھیر کر نیچے دریا کو دیکھنے لگی۔

''تم نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا گل۔'' وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

''میں اپنی خالہ کے ساتھ رہتی ہوں ان کی کوئی بیٹی نہیں تو ماما پاپا کی ڈیتھ کے بعد انہوں نے مجھے نانی سے مانگ لیا، ان کے صرف دو بیٹے ہیں۔''

''او آئم سوری۔'' وہ جواب دیئے بنا گردن پھیر کر پانی کو دیکھنے لگی۔

''تم نے کہا کہ انسانوں سے محبت کرنے سے خدا ملتا ہے کیونکہ محبت خدا کا پسندیدہ عمل ہے لیکن اگر خدا سے محبت کرنی ہو تو کیسے کریں انسانوں سے محبت تو ہم ان کی مدد کر کے ان کا احساس کر کے کر سکتے ہیں لیکن خدا کو تو کوئی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ تو ہر محتاجی سے پاک ہے نا۔'' کیبن کے دائیں طرف سے دھوپ اندر آنے لگی تھی سورج کی شعاعیں ڈائریکٹ اس پر پڑ رہی تھیں وہ اس کے دائیں طرف آ کھڑا ہوا، دھوپ کا راستہ رک گیا تھا۔

ایک مصنف لکھتا ہے کہ۔

''ہر وقت خدا کے احسانات کو یاد کر، غور کر ہر سانس خدا کی عنایت ہے، یوں دل میں خدا کی شکر گزاری پیدا ہو گی، پھر تو بے بسی محسوس کرے گا کہ اتنے احسانات کا شکر کیسے ادا کیا جا سکتا ہے، وہ بے بسی تیرے دل میں محبت پیدا کرے گی، تو سوچے گا کہ مالک نے بغیر کسی غرض کے تجھے نواز، تجھ سے محبت کی، تو غور کر کہ اتنی بڑی دنیا میں تو کتنا حقیر ہے، سینکڑوں کے مجمع میں بھی تیری کوئی پہچان نہیں، کوئی تجھ پر دوسری نظر بھی نہیں ڈالتا، کسی کو پرواہ نہیں ہو گی تیری، لیکن تیرا رب کروڑوں انسانوں کے بیچ بھی تجھے یاد رکھتا ہے، تیری ضروریات پوری کرتا ہے، تیری بہتری سوچتا ہے، تجھے اہمیت دیتا ہے ان سب باتوں پہ غور کرتا رہے گا تو تیرے دل میں خدا کی محبت پیدا ہو گی، اس محبت کے ساتھ یہ بھی سوچتا رہے گا تو تجھے خدا سے عشق ہو جائے گا۔''

☆☆☆

ہوا میں گیلی مٹی اور بہتے دریا کی بسا ندر چنے لگی تھی چاندنی دھیرے دھیرے پھیلتی ان دو اجنبی مسافروں کو دیکھ رہی تھی جو پندرہ دنوں میں ہی ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے تھے بغیر کسی رشتے کے مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ ہر رشتے سے سچا اور پاک ایک اور رشتہ ہوتا ہے، دل کا رشتہ، جو جڑتے وقت نہیں دیکھتا اور توڑے نہیں ٹوٹتا جو صرف اپنی کہتا اور اپنی ہی کرتا ہے، بغیر کسی کی سنے۔

وہ گاڑی سے اتری تو دل ایکدم خالی سا تھا جیسے اندر دور کہیں سناٹے پھیلے ہوں گہرے، پر ملال، سے سامنے کے منظر نے بھی اس پر کوئی اثر نہیں کیا، ماہوڈھنڈ ان کی آخری منزل یہاں سے عوف اور اس کا سفر الگ ہو جانا طے تھا، تین گھنٹے آخری گھنٹے وہ ساتھ یا پھر وہ تو شاید کبھی ساتھ تھے ہی نہیں، کبھی بھی نہیں۔

سامنے تاحد نگاہ سبزہ پھیلا تھا، جسے کوئی ہزاروں ایکڑوں پر پھیلا کوئی لان ہو سبزے کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اختتام پر اشو کے دریا کا پانی ایک جگہ اکٹھا ہو جاتا تھا اور وہاں اس کی رفتار نہ ہونے کے برابر تھی، اس جھیل کی صورت اکٹھے ہوئے پانی کو لوگ ماہوڈھنڈ جھیل کہتے تھے، جھیل کا پانی سبزی مائل نیلا تھا اس کی سطح پر ڈوبتے سورج کی آخری سنہری پروں والی پریاں رقص کر رہی تھیں، جھیل کے نیچے بلند و بالا تر سبز پہاڑ تھے جنہوں نے پورے علاقے پر سایہ سا کر رکھا تھا، پہاڑوں کے ساتھ ماہوڈھنڈ کے دائیں طرف دریا کے درختوں کا جھنڈ تھا وہ اس سبز زار میں واحد درخت تھے، بالکل ایسے جیسے کرسمس ٹریز ہوتے ہیں۔

ان کی ٹیم ٹولیوں کی صورت میں گھاس پر بیٹھ گئی تو وہ دونوں چلتے ہوئے ایک درخت کے سائے میں آ بیٹھے، نجانے کتنے ہی پل خاموشی کی نظر ہو گئے آج گل کی زبان اپنے دل کی طرح خالی تھی فرق صرف اتنا تھا کہ اس کا دل جذبوں احساس سے خالی تھا اور زبان لفظوں سے۔

''کیا سوچ رہے ہو۔'' کچھ کہنا تو تھا ہی بے ارادہ پوچھ لیا۔

''میں ان حسین وادیوں اور مرغزاروں کو بہت مس کروں گا۔'' کہتے وہ رکا ایک نظر اس پہ ڈالی۔

''اور تمہیں بھی۔'' پل بھر کو ر ماہوڈھنڈ کے کنارے اس وسیع وعریض سبزہ زار میں سکوت سا چھا گیا۔

''میں خدا کو ڈھونڈنے گھر سے نکلا تھا میں اس وقت یہ نہیں جانتا تھا کہ میرا سفر مجھے کس منزل کی طرف لے کر جا رہا ہے یا پھر کوئی منزل ملے گی بھی یا نہیں ہاں مگر مجھے اس سفر میں منزل بھی ملی اور......''

''اور کیا؟'' وہ بغور اسے دیکھتے بولی دل رک سا گیا تھا۔

''تم بھی۔'' کہہ کر وہ ہنسا جیسے اپنا مذاق اڑا رہا ہو پھر بولا۔

''میں یہ نہیں کہوں گا کہ تم سے مجھے محبت ہے یا پھر عشق وغیرہ کیونکہ محبت میں خدا سے کرتا ہوں اور عشق خدا کو پسند نہیں بقول تمہارا عشق اور عاشق مجنوں ہوتا ہے ہاں مگر......''

''میں اتنا ضرور کہوں گا اے ماہوڈھنڈ کی شہزادی تم مجھے اچھی لگتی ہو تمہارا ساتھ میرے لئے باعث زندگی ہے تمہاری مسکراہٹ میری آنکھوں کا نور اور دل کا سکون ہے اور......''

''ہمیں دیر ہو رہی ہے عوف۔'' کہتے وہ ایکدم اٹھی جو وہ کہنا چاہتا تھا اسے سننے کے لئے اس نے پل پل دعائیں مانگیں تھیں ہر ہر لمحہ اپنے رب سے التجاء کی تھی اور پھر آج جب اسے اس کی دعاؤں کا اجر مل رہا تھا تو وہ ڈر گئی تھی، آنے والے وقت سے، درمیان میں آتی جدائی سے اور بساط جان پہ اترنے والے عذاب سے۔

''دیر تو واقعی ہو گئی ہے خیر پھر ملیں گے جلد۔'' کس قدر پر یقین سا انداز تھا اس کا وہ چپ چاپ اسے دیکھے گئی پھر اپنے شولڈر بیگ سے قرآن پاک نکال کر اسے تھماتی بولی، تو آواز کانپ رہی تھی، آنسو بہنے کو بے تاب تھے اور دل وہ نجانے کب اور کس وقت چلنے سے انکار کر دیتا کوئی بھروسہ نہیں تھا، سر جھکا کر پلکوں کی نمی چھپانی چاہی۔

''یہ وہ پاک کلام ہے جس کے صفحے صفحے پر درج تمہیں کئی حقیقتوں کا پتہ چلے گا یہ صراط مستقیم بھی ہے راہ ہدایت بھی اور کامل ایمان بھی، یہ یہاں آنے سے پہلے میں نے اپنی انکل کی دوکان سے لیا تھا اور مجھے لگتا ہے کہ تمہیں اس کی ضرورت ہے تم جب اسے پورے یقین سے پڑھو گے تو تمہارا ایمان کامل ہو جائے گا اور ہاں جب بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اسلام قبول کروا سے ضرور پڑھتے رہنا۔" جواب میں وہ مسکرایا، شہد رنگ آنکھیں چھوٹی ہو گئیں پھر اس کی مسکراہٹ دھندلا گئی اس کے چہرے کا ہر نقش گل کی آنکھوں میں چھائی دھند میں دھندلاتا گیا، وہ تیزی سے مڑی اور بھاگتی ہوئی وہاں سے چلی گئی، اس سے پہلے کہ قدیم یونانی دیو مالا کے اس کردار کے لفظ روایات میں جکڑے اس کے قدموں کو زنجیر کر دیتے۔

☆☆☆

"اے اللہ اسے میں تجھ سے مانگتی ہوں تو، تو سب کو عطا کرتا ہے، اس کو بھی جو مانگتا ہے اور اس کو بھی جو نہیں مانگتا جو کوئی سوال نہیں کرتا اے عطا کرنے والے میرے رب اسے میرا کر دے تین سالوں سے اسے میں مانگ رہی ہوں مجھے یقین ہے آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں تو میری ضرور سن لے گا تو، تو سب کی سنتا ہے پھر میری بھی سن اور اسے میرا کر دے۔" رات کی تاریکی میں اس وقت اسے مانگ رہی تھی جب عبد اور معبود کے درمیان کوئی تیسرا نہیں تھا، وہ رو رہی تھی، سسکیوں سے آنسوؤں کی اک لڑی تھی جو رخسار پر بہتے جا رہی تھی۔

محبت بڑا عجیب جذبہ ہے جس کے دل میں بس جائے پھر اسے کہیں کا نہیں چھوڑتا بے بس کر دیتا ہے، جلا دیتا ہے، جما دیتا ہے، مار دیتا ہے اور مروا دیتا ہے۔

بساط جاں پہ عذاب اترتے ہیں کس طرح
شب و روز دل پہ عتاب اترتے ہیں کس طرح
کبھی عشق ہو تو پتہ چلے

یہ جو لوگ سے چھپے ہوئے ہیں پس دوستاں
تو یہ کون ہیں؟
یہ جو روگ سے چھپے ہوئے پس جسم و جاں
تو یہ کس لئے؟
یہ جو کان ہیں میرے آہٹوں پہ لگے ہوئے
تو یہ کیوں بھلا؟
یہ جو ہونٹ ہیں صرف دوستاں میں سلے ہوئے
تو یہ کس لئے؟
یہ جو اضطراب رچا ہوا ہے وجود میں
یہ کیوں بھلا؟
یہ جو سنگ سا آ گرا ہے جمود میں
تو یہ کس لئے؟
یہ جو دل میں درد چھڑا ہوا ہے لطیف سا
تو یہ کب سے ہے؟
یہ جو آنکھوں میں کوئی برف سی ہے جمی ہوئی
تو یہ کس لئے؟
یہ جو لوگ ہیں پیچھے پڑے ہوئے فضول میں
انہیں کیا پتہ انہیں کیا خبر؟
کسی راہ کے کسی موڑ پر جو انہیں ذرا
کبھی عشق ہو تو پتہ چلے

کسی نے سچ ہی کہا ہے محبت بھی کتنی عجیب ہوتی ہے نا؟ پہلے آپ کی سوچوں پہ اپنے پنجے گاڑتی ہے دوسرا حملہ آپ کی نیند پہ کرتی ہے اور تیسرے اٹیک پہ سکون چھین کر آپ کو بالکل بے بس کر دیتی ہے وہ بھی اس وقت خود کو بے بسی کی انتہاؤں پر محسوس کر رہی تھی، محبت بے بسی کا دوسرا نام ہی تو ہے۔

وہ ماہو ڈھنڈ سے بھاگ کر بھی نہیں بھاگ سکی تھی، وہ اپنا دل تو وہیں کہیں محبت کے اس یونانی دیوتا کے قدموں میں چھوڑ آئی تھی جہاں سے واپسی نامکمل تھی، ٹھنڈی چلتی پرنم ہوا نے اس کے بال بکھیرے تھے صحن میں لگے درخت کے نجانے کتنے ہی پتے ہوا کے دوش پر اڑتے اس کے قدموں میں آ گئے تھے، اک حسرت سی دل میں جاگی، حسرت ناتمام۔

"کاش میں بھی کسی خشک پتے کی طرح

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوتی آوارہ ہوا مجھے ان دیکھے راہوں میں اڑائے پھرتی اور میں لاوجودسی شرقا غربا اڑتی پھرتی پھر تھک ہار کر کسی چھوٹے سے آنگن میں پڑی ہوتی، اور کیا خبر وہ آنگن یہودی عوف کا ہوتا، دیواروں پراداسی کالیپ چڑھا ہوتا اور میں برتنوں کی اداسی اوڑھے شہر خاموشی کی باسی کی مانند نظر آتی۔''

خاموش، بے بس، اک قبر جیسی، جس میں سوئے انسان کے خواب اس کی آنکھوں میں ہی مر گئے ہوتے وہ بے بس نادم اور خالی ہاتھ سیاہ گھور تاریک، قبر میں سویا ہوتا بالکل اس جیسی ہاں شاید تب اس یہودی عوف کا ساتھ مجھے جا ملتا اور میں مکمل ہی ہو جاتی، تب کوئی خواہش ادھوری نہ رہتی کوئی حسرت حسرت نا تمام نہ ہوتی، ہاں شاید میرے قفل زدہ لب مسکراہٹ کی چاشنی چھو لیتے تب ہر صرف صرف اور صرف ایک چیز بکھری ہوتی محبت۔

''گل بانو، کیا ہوا پریشان ہو۔'' قدموں کی آہٹ کے ساتھ آواز ابھری تھی اس نے دل و جان لگا کر اپنے لہجے میں آنسوؤں کی نمی چھپائی۔

''جی خالہ، نہیں تو آپ کو کچھ کہنا تھا۔'' خود کو پرسکون ظاہر وہ بھی اس وقت جب دل اور دماغ میں اضطراب اور بے سکونی نے ادھم مچا رکھی ہو کتنا مشکل ہوتا ہے یہ کوئی اس وقت اسے پوچھتا۔

''ہاں ایک بہت ضروری کام ہے مگر تم اندھیرے میں کیوں کھڑی ہو اندر آ جاؤ ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے، بیمار ہو جاؤ گی۔'' فکرمندی سے کہا تھا وہ ہنس پڑی، بناوٹی سی ہنسی تھی اس کی کھوکھلی یوں جیسے مرتے وقت کوئی آخری بار موت کو دیکھ کر جبراً ہنسے بالکل ویسی ہنسی تھی اس کی۔

''میں ٹھیک ہوں خالہ آپ بتائیں کوئی کام تھا۔'' اس نے بھیگی پلکیں بند کر کے آنسو اندر اتارے اور جب آنکھیں کھولیں تو وہ خشک تھیں۔

''تم جانتی ہو مجھے شوگر اور بلڈ کی پرابلم ہے تمہارے خالو خود بیمار رہتے ہیں ہمارا کوئی بھروسہ نہیں کب زندگی کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے اسے پہلے ہم تمہیں اپنے گھر کا دیکھنا چاہتے ہیں۔'' اس نے تکلیف سے آنکھیں بند کیں نظروں کے سامنے اسی دشمن جان کی تصویر ابھری، جب پلکیں اٹھائیں اسی ایک پل سے وہ بھاگ رہی تھی تین سال اسی لمحے سے بھاگتے ہی تو گزارے تھے یہ وقت بھی نا بڑا ظالم ہوتا ہے، جتنا بھاگو پیچھا چھڑاؤ آ کر ہی رہتا ہے اور جب اسے روکنے کے لئے اس کے پیچھے بھاگو تو جا کر ہی رہتا ہے اس پر آپ کے آنسو، سسکیاں، آہیں، منتیں، ترلے، فریادیں بالکل اثر نہیں کرتیں اور پھر تھک ہار کر آپ کو اس کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے کیونکہ یہ نہیں ہارتا بلکہ آپ کو ہی ہارنا پڑتا ہے، ان دو لفظوں میں صرف لفظوں کا فرق ہے مگر ہارنا بڑا مشکل ہوتا ہے بالکل ویسے جیسے مرتے وقت زندگی کی امید کرنا اور وقت کو ہرانا اتنا مشکل ہوتا ہے جسے مرے ہوئے کی زندگی کی امید کرنا۔

''تمہارے خالو کے جاننے والوں نے ایک رشتہ بتایا ہے لڑکے کا نام محمد عبداللہ ہے ماں باپ نہیں صرف وہ اکیلا رہتا ہے ماں باپ مر چکے ہیں، اسلام آباد میں آفس میں جاب کرتا ہے اچھا گھر ہے شریف لوگ ہیں اور سب سے بڑھ کر تمہارے خالو اور میں راضی ہیں بس اب اور ہم لوگ تمہارا انکار نہیں سنیں گے یہ لڑکے کی تصویر ہے دیکھ لو کل ہم انہیں شادی کی تاریخ بتا دیں گے۔''

''جب آپ نے سارے فیصلے کر لئے ہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تو مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہیں۔" اس نے بھیگی آنکھوں سے کاغذ میں چھپی تصویر کو دیکھا تھا، مگر چھوا تک نہیں آنکھیں بند کیں، چند لمحے چند سانسیں، پھر بولی تو آواز میں اک یقین سا بول رہا تھا، انسان کا خدا کی رحمت پر یقین۔

"میں ہر فیصلہ آپ رضا پر چھوڑتی ہوں آپ تیاریاں کریں بس۔" اپنا فیصلہ خدا پر چھوڑتی وہ یکدم پرسکون ہوئی تھی، تین سالوں کا اضطراب پریشانی، بے چینی سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔

اس نے خود کو وقت اور حالات پر چھوڑ دیا ان تین سالوں میں اس نے خود سے جنگ کر رکھی تھی، وہ یکدم ختم ہوگئی، اگر پریشانی بے سکونی اور دکھ نہیں تھا تو دل خالی ضرور تھا جیسے سب کچھ ہونے کے باوجود بھی کچھ نہ ہو۔

☆☆☆

آج اس کی بارات تھی ماہر بیوٹیشن نے اس کے سوگوار سے حسن کو دوآتشہ کر دیا تھا، باہر شور اٹھا شاید بارات آچکی تھی، عورتوں اور بچوں کے قہقہے گھروں کے کانوں ڈھولک کی آواز کے ساتھ اسے رخصت کر دیا گیا، اس سارے عرصے میں نہ وہ روئی، نہ چیخی، نہ چلائی، اسے ایک خوبصورت کمرے میں لاکر بٹھایا گیا اور اگلے ہی پل جب کمرہ خالی ہوا اور قدموں کی چاپ ابھری تو اسے اپنے دل کی دھڑکن رکتی محسوس ہوئی وہ کوٹ اتار کر صوفے پر رکھتا سکون سے واش روم چلا گیا تھا گھونگھٹ کی اوٹ سے صرف اس کی چوڑی پشت دکھائی دے رہی تھی اور اگلے ہی پل وہ اس کی طرف پیٹھ کیے شاید شکرانے کے نفل ادا کر رہا تھا، وہ چونکی پھر سنبھل کر بیٹھ گئی دعا سے فارغ ہونے کے بعد اب وہ اس کے قریب بیٹھا کہہ رہا تھا اور وہ ساکت تھی، جامد تھی۔

"السلام علیکم ماہوڈھنڈ کی شہزادی شادی مبارک ہو۔" یہ آواز یہ انداز وہ چونکی پھر بے اختیار خود ہی اپنا گھونگھٹ الٹ دیا، آنکھیں چار ہوئیں، وہ ساکت رہ گئی، دل رکتا محسوس ہوا یوں لگا جیسے کارواں زندگی رکنے لگا ہو سانسیں تھم گئی وہ پلک جھپکے بناء اسے دیکھے گئی پھر بے اختیار کسی ٹرانس کی کیفیت میں ہاتھ اٹھایا، وہ اس کے چہرے کو چھو رہی تھی یوں جیسے اس کے ہونے کا یقین کر رہی ہو اس کا ہاتھ اب اس کی آنکھوں سے ہوتا ہوا ہونٹوں پر آرہا تھا وہ چپ چاپ اس کی کیفیت کو دیکھے گیا پھر ہونٹوں نے جنبش کی اور ہر طرف خوشبو پھیل گئی، محبت کی خوشبو۔

"یہ میں ہی ہوں گل تمہارا عوف۔" لبوں نے حرکت کی اس کا ہاتھ اس کی تھوڑی پر رک گیا، بے یقینی سی بے یقینی تھی، اک خواب کا سا عالم تھا اور وہ اسی خواب کو تمام عمر دیکھنا چاہتی تھی بنا سانس لئے بناء پلک جھپکے، دل نے چپکے سے وقت رک جانے کی دعا کی تھی، اور آج دعا نے قبولیت پالی تھی، وقت رک گیا تھا ساکت سا ششدر ان کی محبت ان کا مان دیکھنے کو کمرے میں پھولوں کی سیج ساکت تھی سانس روکے ان کو دیکھتی کھڑکی سے جھانکتا چاند آج پھر اپنے مدار سے سرکنا بھول گیا تھا آسمان پر آج تاریکی کے بجائے روشنی چھا گئی تھی محبت کی روشنی، محبت بھی وہ جو ایک یہودی کو خدا تک لے گئی تھی، کیا واقعی محبت اتنی طاقت ور ہوتی ہے لمحوں نے حیرت کی تھی پاؤں نے انہیں چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"نہیں، محمد عبداللہ تمہارا صرف تمہارا عبداللہ۔" وہ بولا آنکھوں سے چھلکتا ایمان اس بات کی گواہی چیخ چیخ کر دے رہا تھا وہ کہنے لگا۔

"ایک بار ماہوڈھنڈ کی شہزادی نے کہا تھا دین سیدھا راستہ ہے جبکہ دنیا گول دائرہ ہے اول

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

الذکر ایک ہے اور موخر الذکر بڑا سا صفر ہے دونوں لازم وملزوم ہیں آپ ایک ہو کر نہیں جی سکتے کیونکہ یکتائی صرف رب کائنات کو جچتی ہے جبکہ صفر آپ کا مقام نہیں، اللہ نے انسان کو زمین پر اپنا نائب مقرر کیا ہے، کیا وہ صفر کو اپنا نائب مقرر کرے گا صفر کا مطلب کچھ نہیں اور اللہ نے فرشتوں سے سجدہ کچھ نہیں کو نہیں کروایا اس لئے کہ انسان کو ان دونوں کو ساتھ لے کر چلنا پڑتا ہے یہی ہے وہ طریقہ جو اللہ نے بتایا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھایا اسے ہم انسانوں کو اپنانا پڑتا ہے یعنی ایک اور صفر ایک ساتھ اکٹھے، یا ہم آپ دین کو چھوڑ کر دنیا میں ضم ہو جائیں یہ بھی ناپسندیدہ اور دین کے ہو کر دنیا سے کنارہ کرلیں یہ بھی ناپسندیدہ، دس کا راستہ اپنانا ہی پڑتا ہے اور میں نے دس کا راستہ اپنا ہی لیا تم نے سچ کہا تھا کہ خدا تو میرے دل میں بستا ہے صرف میرے کیا ہر مسلمان ہر انسان کے پھر وہ یہ بات مانے یہ نہ مانے اس کی مرضی، تم نے جو مقدس کتاب دی تھی میں نے اسے پڑھ سمجھا تو مجھے خدا پر یقین آ گیا اور اس کے صرف دو سال بعد یعنی یہاں آنے سے ایک سال پہلے خوب سوچ سمجھ کر میں نے اسلام قبول کرلیا کیونکہ یہ ہی سچا اور اچھا دین ہے۔" وہ سانس لینے کو رکا ایک نظر بت بنی گل پر ڈالی کتنی خوبصورت لگ رہی تھی بہر حال نظریں تو اس وقت چرانی ہی تھیں آخر اس کی پریشانی جو دور کرنی تھی پہلے۔

"میں نے ماما کی سیونگ گھر سب کچھ غریبوں میں بانٹ دیا اور پھر یہاں اسلام آباد چلا آیا یہاں پر آ کر ایک آفس میں جاب کے لئے اپلائی کر دیا اور ساتھ ساتھ تمہیں بھی تلاش کرتا رہا تم نے جو قرآن پاک مجھے گفٹ کیا تھا اسی سے تمہارا گھر اور شہر کا پتہ ملا تم نے بتایا تھا نہ کہ یہ تم نے اپنے انکل کی شاپ سے لیا تھا، ان کی اسٹیمپ لگی تھی اس پر، ہم دونوں کو خدا نے ملانے کا کتنا خوبصورت وسیلہ بنایا تمہارا قرآن پاک مجھے دینا ہی میری زندگی سنوار گیا۔" اس نے رک کر گہری سانس بھری یوں جیسے صدیوں کی مسافت طے کی ہو، آنسو ٹپ ٹپ گرے وہ یکدم بے چین ہوتا قریب ہوا۔

"کیا ہوا تم ٹھیک تو ہو۔" اتنا کہنا تھا کہ وہ گلے لگی مزید رونے لگی۔

"ایسا ہی تو ہوتا ہے اس وقت جب اللہ پاک آپ کو اسی وقت وہ چیز دے دے جب آپ ہر امید آس کا دامن چھوڑ بیٹھے ہوں، میں بہت خوش قسمت ہوں عبداللہ کہ آپ مجھے ملے اگر میں تمام عمر سجدے کی حالت میں اس رب کریم کا شکر ادا کرتی رہوں تو تب بھی آپ کو چاہنے کا شکر ادا نہیں کر سکتی۔" محبت جھوم کر ان پر برسی تھی، لمحے مسکرا کر گزرنے لگے پل نے فخریہ نظر دونوں پر ڈالی چاند اپنے مدار سے سرکنے لگا گلاب کے پھول شرما کر رخ پھیر گئے اور وہ دل میں سوچ رہی تھی جب خدا سے کچھ مانگو تو اپنے یقین کو اتنا پکا اور مضبوط کرلو کہ وہ تمہارا یقین دیکھ کر ہی تمہیں عطا کر دے کیونکہ وہ بڑا رحیم وکریم پاک رب ہے۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تو میری ضرورت ہے

دُرثمن بلال

ابرش کی جب آنکھ کھلی تو اپنے اوپر موجود ارہم کا کمبل دیکھ کر حیران رہ گئی، اسی حیرت سے وہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی، سامنے آئینے کے سامنے ارہم کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا، یقیناً وہ شاور لے کر آیا تھا اور آفس جانے کی تیاری کر رہا تھا، ابرش اپنی حیرت کو چھوڑ کر صوفے سے اٹھی اور وال کلاک دیکھتی ہوئی جلدی سے کمبل تہہ کرنے لگی، آج اس کی فجر کی نماز بھی قضا ہوگئی تھی اور اسے سب کے لئے ناشتہ بھی بنانا تھا، ارہم نے اسے آئینے سے دیکھا اور اطلاع دی۔

''اتنی جلدی مت کرو تاج محمد (بٹلر) واپس آ گیا ہے۔'' اس کی اطلاع پہ ابرش کے ہاتھ رک گئے تھے۔

''کمبل آپ نے مجھ پہ ڈالا تھا؟'' حیرت

ناولٹ

سے سوال کیا گیا، وہ برش رکھ کر اس کے پاس آ گیا۔

''ظاہر ہے اس کمرے میں تمہارے اور میرے سوا اور کون ہو سکتا ہے؟'' وہ اس کے حیران چہرے کو بغور دیکھتا ہوا بولا۔

''میں تو قابل نفرت ہوں، پھر اس ہمدردی کی وجہ؟'' ابرش نے کمبل تہہ کر کے اس کے بیڈ کی پائنتی پہ پھیلایا اس کی نظروں میں شکوہ اور لہجے میں ایسا اثر تھا کہ وہ اس کے عین بالکل سامنے آ کھڑا ہوا۔

''اکثر ہمدردی کسی وجہ کے بغیر کی جاتی ہے۔'' وہ آہستگی سے بولا۔

''مگر اس انسان کے ساتھ ہرگز نہیں کی جاتی جس سے اس کے کسی ناکردہ گناہ کا بدلہ لینا ہو، بدلے اور کسی کو ذلیل و خوار کرنے کی آگ ہر جذبے کو جھلسا دیتی ہے وہاں ہمدردیاں جنم لینا اچنبھے کی بات ہوتی ہے۔'' وہ اب اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے طنزیہ انداز میں بولی، تو

WWW.PAKSOCIETY.COM

ارہم نے اسے شانوں سے تھام لیا، ابرش کا دل سوکھے پتے کی طرح لرزنے لگا نا جانے وہ اب اس کے ساتھ کیا کرنے والا تھا؟

''شرعی لحاظ سے تم میری بیوی ہو، نکاح کیا ہے میں نے تم سے اور تم سے ہمدردی میں کسی سے اجازت لے کر یا پوچھ کر نہیں کر سکتا۔'' ارہم کے لہجے میں نرمی تھی، وہ بے یقینی سے اسے دیکھے گئی، اس کی خوبصورت اور بڑی بڑی آنکھوں میں حیرت ہی حیرت تھی۔

''تاج محمد واپس آ گیا ہے، مجھے کچھ دن کے لئے میکے جانا ہے، تا کہ میں اپنے اور آپ کے بیچ اس کھوکھلے رشتے کی اصل حقیقت کے بارے میں اپنے والدین کو تھوڑا ذہنی طور پہ تیار کر دوں، ورنہ اچانک میری طلاق کا صدمہ انہیں شاکڈ کر دے گا۔'' اس کی بات پہ ارہم نے اس کے کندھے سے اپنے ہاتھ ہٹا لئے تھے۔

''رینا واپس آ جائیں تو آپ ان سے شادی کر لیجئے گا، تب تک میں ابا اور ماں کو اس معاملے کے لئے ذہنی طور پہ تیار کر لوں گی۔''

ابرش نے اسے اگلی پلاننگ بتائی تو وہ اثبات میں سر ہلا کر کمرے سے باہر نکل گیا اور پھر ناشتے کے بعد وہ آفس کے لئے نکل گیا تھا، مگر وہاں بھی وہ یکسوئی سے کام نہیں کر پا رہا تھا، ایک عجیب سی بے چینی تھی جس نے اسے اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا، وہ فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ وہ ابرش کو طلاق دے کہ نہ دے، اور اگر دے تو جواد چوہدری کے سامنے کیا وجوہات بیان کرے اور پھر ان کی طبیعت بھی آج کل ایسی تھی کہ وہ کوئی پریشانی نہیں سہہ سکتے تھے، ابرش نے ان کی گڈ بک میں اپنا نام لکھوا لیا تھا، پھر وہ سارا دن آفس میں بیٹھا ابرش کی خامیاں ڈھونڈنے لگا جن کو بنیاد بنا کر وہ جواد صاحب کے سامنے اسے طلاق دے کر سرخرو ہو سکتا تھا۔

مگر ڈھونڈنے سے بھی اسے ابرش میں کوئی خامی نظر نہ آ رہی تھی، اس کا کردار بھی اتنا مضبوط تھا کہ اس پہ تہمت لگاتے ہوئے بھی ارہم کو خوف آ رہا تھا۔

سارا دن مسلسل سوچنے اور ذہنی دباؤ کا شکار رہنے سے شام کو اس کے سر میں پین ہونے لگا تھا، اپنا ذہن بٹانے کے لئے وہ گاڑی کی چابی اٹھائے آفس سے نکل گیا تھا اور بلا مقصد مختلف سڑکوں پہ گاڑی دوڑانے لگا، اسی دوران اس کے موبائل پہ رینا کی کال آ گئی تھی، جسے بے دلی سے ریسیو کر کے موبائل اس نے کان سے لگا لیا تھا۔

''ہائے ارہم ہاؤ آر یو؟'' رینا کی چہکتی ہوئی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

''فائن، تم سناؤ کب واپس آ رہی ہو؟'' ارہم نے اس سے پوچھا۔

''اسی ہفتے کے اینڈ میں واپس آ رہی ہوں۔'' ہنوز خوشی سے بتایا گیا۔

''بہت خوش لگ رہی ہو، لگتا ہے کوئی بڑی Achievement حاصل کی ہے تم نے؟''

''ہاں ارہم آج میں بہت خوش ہوں، رات اس انٹرنیشنل فیشن ویک میں سب سے زیادہ Clapping میرے ڈریسز کے لئے ہوئی اور پتہ ہے میری ایک سپر ماڈل کی بی پی اچانک لو ہو گیا وہ ریمپ پہ جانے کی پوزیشن میں نہیں تھی، پھر اس کی جگہ میں نے خود ریمپ پہ ماڈلنگ کی، سب نے بہت Appreciate کیا مجھے اور تو اور مجھے تو ماڈلنگ کی آفرز بھی ہو رہی ہیں۔'' رینا کی خوشی دیدنی تھی۔

''تو کیا اب تم ریمپ پہ ماڈلنگ بھی کرو گی؟'' ارہم کو از حد حیرت ہوئی۔

''تو ڈارلنگ اس میں حرج ہی کیا ہے، کل

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہمارے فیشن شو کو دبئی ٹی وی سے دیکھایا جائے گا، تم خود اس شو میں مجھے ریمپ پہ دیکھ کر حیران رہ جاؤ گے، کیسے کانفیڈنس اور پروفیشنل انداز میں، میں نے کیٹ واک کی ہے۔" ریناہنوز خوشی سے بے قابو ہو کر اسے تفصیل بتا رہی تھی اور وہ غائب دماغی سے اس کی کامیابی کی داستانیں سن رہا تھا، ان کا گھرانہ شروع ہی سے لبرل تھا، وہ جدی پشتی زمیندار تھے اور ہائی کلاس سے ان کا تعلق تھا، مگر اس حد تک وہ ہرگز لبرل نہ تھا کہ اس کی منگیتر نازیبا لباس پہن کر ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں ریمپ پہ کیٹ واک کر کے دوسرے مردوں کی غلیظ سوچوں اور گندی نظروں کا مرکز بن جائے، وہ اسے ٹوکنا چاہتا تھا مگر رینا نے دوسری طرف اپنی مصروفیت بتاتے ہوئے اسے گڈ بائے کہہ دیا تھا۔

وہ کتنی ہی دیر موبائل ہاتھ میں پکڑے مختلف سوچوں میں غرق رہا تھا، مسلسل اسٹریس سے اس کو اپنا جسم ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا، سر کا درد بڑھ گیا تھا گھر آتے آتے اسے ٹمپریچر ہو گیا تھا، وہ بہت مشکل سے گاڑی ڈرائیو کر کے گھر آیا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں آیا تو ابرش فون پہ غالباً اپنے والدین سے بات کر رہی تھی اسے دیکھ کر دو منٹ کے بعد اس نے فون بند کر دیا تھا، ارہم جس طرح تھکے ہارے انداز میں اپنے بیڈ پہ گرا تھا، ابرش فون رکھ کر تشویش سے اس کے پاس آ گئی تھی۔

"آپ ٹھیک تو ہیں؟"

"طبیعت بہت خراب ہے، ٹمپریچر ہو رہا ہے جسم ٹوٹ رہا ہے درد سے اور سر میں شدید درد ہے۔" وہ بے بسی سے اپنا ماتھا مسلتے ہوئے بمشکل بولا اس کے چہرے سے ہی اس کی طبیعت کا اندازہ ہو رہا تھا، وہ اس وقت جوتوں سمیت بیڈ پہ لیٹا ہوا تھا۔

"کوئی میڈیسن لے لینی تھی۔" وہ شش و پنج میں اس کے سرہانے آ کھڑی ہوئی۔

"بہت مشکل سے گھر پہنچا ہوں، میڈیسن کیسے لیتا؟" اس کی آواز میں کپکپی تھی، ابرش نے پائنتی پہ پڑا ہوا کمبل اٹھا کر اس پہ پھیلایا۔

"سر دبا دوں آپ کا؟" اس نے دھیرے سے پوچھا تو وہ اثبات میں سر ہلا گیا، اس سے شاید اب بولا نہیں جا رہا تھا، اس کی آنکھیں بند تھیں ابرش پرسوچ انداز میں بیڈ پہ اس کے قریب بیٹھ گئی تھی اور پھر اس کا سر دبانے لگی، اس کے لمس میں ایک جادو تھا ارہم کو لگا جیسے اس کی انگلیاں اس کے سر کا درد سمیٹنے لگی ہوں، اسے ایک عجیب سا سکون مل رہا تھا، اس کے وجود سے اٹھتی مہک ارہم کے اندر سوئی ان کے شرعی رشتے کو بیدار کرنے لگی تھی اور پھر بخار کی شدت یا اس کی قربت کے خوبصورت احساس نے اسے ابرش کا ہاتھ تھام کر اپنے لبوں سے لگانے پہ مجبور کر دیا تھا۔

اس کی اس بے خودی اور جسارت پہ ابرش کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا اور اس نے دھیرے سے لاشعوری طور پہ اپنا ہاتھ کھینچنا چاہا تھا مگر ارہم نے اس کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا، بلکہ اب اس ہاتھ کو اپنے سینے پہ رکھ لیا تھا، ابرش بے اختیار اسے دیکھے گئی۔

وہ ایک خوش شکل نوجوان تھا، بھلے اس نے ابرش سے نکاح اس تھپڑ کا بدلا لینے کے لئے کیا تھا مگر ایک شوہر ہونے کی حیثیت سے ابرش کے دل میں اس کے لئے کومل اور نرم جذبات تھے، ابرش نے دوسرے ہاتھ سے اس کا ماتھا چیک کیا، اس کا بخار اور بھی تیز ہو گیا تھا، ابرش نے فکرمندی سے نہایت آہستگی سے اس کے سینے پہ رکھے ہاتھ کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نیچے سے اپنا ہاتھ نکالا اور پھر اٹھ کر اس کے شوز اتارے اور ٹھنڈے پانی کی پٹیاں اس کے ماتھے پہ رکھنے لگی اور بخار کی شدت میں بار بار کچھ بڑبڑاتا ابرش کو جتنی بھی قرآنی آیات زبانی یاد تھیں وہ اس پر پڑھ پڑھ کر پھونک رہی تھی، ارہم کو غنودگی میں بھی اس کا موم جیسا لمس محسوس ہو رہا تھا، آہستہ آہستہ اسے ایسا لگا جیسے اس کا تپتا وجود اس کے سر کا درد اور اس کے اندر کی بے چینی ختم ہونے لگی تھی، وہ نا جانے کتنے گھنٹے سے اس کے سرہانے بیٹھی اس کی تیمارداری میں مصروف رہی تھی۔

اس کا بخار اب کم ہو گیا تھا، وہ اس کے ماتھے سے پٹی اتار کر آہستگی سے اٹھنے لگی تھی جب ایک بار پھر اس نے ابرش کا ہاتھ تھام لیا تھا اور وہ بند آنکھوں سے بڑبڑایا تھا۔

"I need you, Please dont go مجھے سکون مل رہا ہے تمہارے یہاں بیٹھنے سے، میرے پاس رہو۔" اس کے الفاظ اس کی فرمائش نے ابرش کے خاموش دل میں ہلچل مچا دی تھی اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا، ارہم نے اسے خود سے قریب کر لیا تھا، اس کا سر اب ارہم کے سینے پہ رکھا تھا اور اس کے بال ارہم کے کندھے اور بازو پہ بکھرے ہوئے تھے، اس نے اپنے دونوں بازو ابرش کے وجود کے گرد پھیلا رکھے تھے، اس کی سانسیں ابرش کے چہرے کو چھو رہی تھیں، وہ حیران نظروں سے مسلسل ارہم کے چہرے کو دیکھ رہی تھی اس کی بے خودی کے بارے میں سوچ رہی تھی، اس کے لمس اور اس کی پناہ میں ابرش کو ایک عجیب سے تحفظ کا احساس ہو رہا تھا، سو اس نے بھی ارہم کا حصار توڑنے کی کوشش نہیں کی تھی اور پھر نا جانے کب اور کیسے مختلف سوچوں کو سوچتے سوچتے اس کی بھی آنکھ لگ گئی تھی، صبح پیاس کی شدت سے ارہم کی آنکھ کھلی تھی اور اپنے پاس اپنے بے حد قریب سینے پہ سر رکھے سوئی ہوئی ابرش کو دیکھ کر ایک دم حیرت سے اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں، پھر دھیرے دھیرے رات کا ایک ایک منظر اس کا لمس، اس کی تیمارداری ارہم کے سوئے ہوئے ذہن میں بیدار ہونے لگے تھے، دفعتاً ایک دھیمی سی مسکراہٹ ایک خوبصورت احساس بن کر اس کے لبوں ٹھہر گئی تھی، وہ کتنی ہی دیر دھیرے دھیرے اس کے خوبصورت ریشم جیسے بالوں میں ہاتھ پھیرتا رہا، پھر اچانک اسے رینا سے کیا ہوا عہد یاد آیا تھا اور اس کی سوچوں نے اس کے ہاتھ اور انگلیوں کی گردش روک دی تھی، اب اس کے لبوں پہ اس دھیمی سی مسکراہٹ کی بجائے ایک سنجیدگی چھا گئی تھی، اس کا سر پھر سے بھاری ہونے لگا تھا اور حلق تھا کہ پیاس کی شدت سے سوکھنے لگا تھا، ارہم نے خود کو ہلکی سی جنبش دی اور اپنے بازو اس کے وجود سے ہٹا لئے، اگلے ہی لمحے ابرش کی بھی آنکھ کھل گئی تھی اور وہ بھی کچی نیند سے بیدار ہو کر اٹھ گئی تھی، شرم اور حیرت کو چھپاتے اور اس سے نظریں چراتے ہوئے وہ ایک دم سے اس سے الگ ہوئی اور بیڈ سے اٹھ گئی۔

"آپ کو کچھ چاہیے تھا؟"

"ہاں پانی۔" اس کے چہرے کا طواف کرتے ہوئے مختصر جواب دیا گیا تو وہ ہنوز گھبرائے اور شرمائے انداز میں جگ سے گلاس میں پانی انڈیلنے لگی، تب تک ارہم بھی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ چکا تھا۔

"یہ لیں۔" ابرش نے گلاس اس کے لبوں سے لگایا۔

"رات آپ کو بہت تیز بخار تھا اب کیسی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

طبیعت ہے آپ کی؟" ابرش نے آہستگی سے پوچھا اور ارہم نے لبوں سے گلاس ہٹا دیا۔

"بہتر ہوں۔" ہنوز مختصر جواب، وہ خود بھی اندر سے اپنی بے خودی اور بے ساختگی پہ خائف ہو رہا تھا۔

"کچھ چاہیے آپ کو تو بتائیں؟" ابرش نے گلاس سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے پوچھا تو وہ آہستگی سے بولا۔

"اگر ہو سکے تو چائے بنوا دو میرے لئے۔"

"اوکے تاج محمد تو ابھی کوارٹر میں ہوگا میں بنا کر لاتی ہوں۔" اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گئی تھی اور ٹھیک دس منٹ کے بعد وہ چائے کے ساتھ کچھ کوکیز بھی ٹرے میں رکھے کمرے میں داخل ہوئی۔

"تھینکس، تم نے ساری رات میری تیمار داری میں گزار دی۔" ارہم نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

"تھینکس مت کہیں مجھے۔" ابرش نے ٹرے اس کے آگے رکھی۔

"آپ میرے شوہر ہیں آپ کی خدمت کرنا میرا فرض ہے آپ کی اطاعت مجھ پہ واجب ہے۔" وہ ٹرے رکھ کر فجر کی نماز کے لئے وضو کرنے واش روم کی طرف بڑھ گئی تھی اور وہ بے اختیار اسے واش روم کی طرف جاتا ہوا دیکھتا رہ گیا تھا۔

☆☆☆

طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے وہ آفس نہیں گیا تھا اور ریسٹ کر رہا تھا، پین کلر کھانے کے باوجود اس کے سر پہ ایک بوجھ سا آ پڑا تھا، ابرش کو اپنی زندگی سے نکالنے اور رینا کو پھر سے اپنی زندگی میں شامل کرنے کے فیصلے نے اس کے دماغ کو جکڑ لیا تھا، انہی سوچوں اور کشمکش میں

اس نے جھنجھلا کر ٹی وی کا ریموٹ اٹھا لیا تھا اور غائب دماغی سے چینل سرچنگ کرنے لگا۔

ابرش باہر نا جانے کن کاموں میں مصروف تھی وہ گزشتہ دو گھنٹے سے کمرے سے غیر حاضر تھی، دوبئی ٹی وی پہ انٹرنیشنل فیشن شو کی تقریب دیکھائی جا رہی تھی، رینائل فاروق کے ڈیزائن کپڑوں پہ مختلف ماڈلز ریمپ پہ کیٹ واک کر رہی تھیں پھر اچانک ایک جانا پہچانا چہرہ ریمپ پہ نمودار ہوا تھا، اس ماڈل کے جسم پہ برائے نام صرف دو کپڑے تھے، ایک نہایت مختصر سا بیک لیس اور سلیولیس بلاؤز پہنے، کمر کے گرد اسی طرح مختصر سی چولی پہنے نیم برہنہ حلیئے میں دونوں بازوؤں پہ ٹیٹو بنوائے وہ ماڈل اک ادا سے کیٹ واک کرتی اسٹیج کے سرے پہ چند لمحوں کے رکی تھی اور دائیں بائیں ہنوز اسی ادا سے مڑ کر اس نے فوٹو گرافرز اور وہاں بیٹھے لوگوں کو مختلف پوز دے کر خوب داد حاصل کی تھی، پھر وہ اسی تمکنت سے چلتی ہوئی واپس بیک اسٹیج کی طرف بڑھنے لگی تھی، اس کی پتلی لچک دار برہنہ کمر کو کیمرہ مین فوکس کر کے دیکھا رہا تھا، ہال میں موجود افراد نے تالیاں بجا کر اسے داد دی تھی، کئی من چلوں نے وسیلنگ بھی کی تھی، اس ماڈل کی ماڈلنگ اور حلیہ اور ادائیں دیکھ کر ارہم کا خون کھول اٹھا تھا، اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ٹی وی اٹھا کر زمین پہ پٹخ دے، وہ رینائل فاروق تھی، اس کی خالہ کی بیٹی، اس کی منگیتر اس کی محبت اور اس کی ہونے والی بیوی۔

وہ ماڈرن ضرور تھا مگر بے غیرت ہرگز نہیں تھا، غصے سے اس کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا تھا، اسے ٹی وی پہ اتنے مردوں کی موجودگی میں اس قدر نازیبا لباس اور حلیے میں دیکھ کر ارہم کا دل چاہ رہا تھا کہ اسے زمین میں گاڑ دے،

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

طیش میں اس نے ٹی وی کا ریموٹ نیچے پھینک دیا تھا، دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور ابرش، ٹرالی میں لنچ لگائے داخل ہوئی۔

''میں آپ کے لئے لنچ یہیں لے آئی ہوں، کچھ کھا لیں تاکہ آپ کو میڈیسن دی جا سکے۔'' ابرش ٹرالی گھسیٹتی اس کے قریب آئی۔

''بھوک نہیں ہے مجھے، واپس لے جاؤ لنچ۔'' غصے میں لٹھ مار جواب دیا گیا، تو ابرش حیرانگی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

''مگر کیوں؟ آپ نے تو صبح بھی ناشتے کے نام پہ صرف چائے ہی پی تھی؟'' اس نے حیرت سے پوچھا تو وہ بھتے سے اکھڑ گیا۔

''میں تمہارے سوالوں کے جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔''

''میں نے کہا ناں مجھے بھوک نہیں ہے، پھر کیوں میرے سر پہ خواہ مخواہ سوار ہو رہی ہو، لے جاؤ واپس یہ لنچ اور مجھے تنہا چھوڑ دو۔'' اب کے وہ نہایت غصے میں اس پہ چلایا تو وہ افسردہ سے ٹرالی لئے واپس مڑ گئی وہ گزشتہ دو گھنٹے سے اس کے لئے خود لنچ بنا رہی تھی اور ارہم نے کیسے دو منٹ میں اسے بے عزت کر کے کمرے سے نکال دیا تھا، آنسو ایک بار پھر اس کی آنکھوں میں جمع ہونے لگے تھے، آج پھر اسے اپنی بدنصیبی پہ شدت سے رونا آ رہا تھا۔

ابرش کے کمرے سے باہر جانے کے بعد ارہم نے ایک طویل سانس لے کر اپنا سر بیڈ کراؤن سے ٹکا لیا تھا، ریناکا غصہ اس نے ابرش پہ نکال دیا تھا، اب اسے ناحق ابرش کو ڈانٹنے پہ افسوس ہونے لگا تھا، زندگی نے اسے ایک نئے امتحان میں ڈال دیا تھا، پھر وہ سارا دن یونہی اکیلا کمرے میں پڑا رہا، ابرش بھی دوبارہ کمرے میں نہیں آئی تھی۔

ارہم شام کو شاور لینے کے بعد باہر نکلا تو وہ لان میں اکیلی بیٹھی کافی پی رہی تھی، اداس شام کی طرح وہ خود بھی خاصی اداس اور ویران سی لگ رہی تھی، ارہم گاڑی کی چابی لئے لان میں اس کے قریب سے گزر کر گیراج کی طرف بڑھ گیا تھا، لاشعوری طور پہ اس کے کانوں نے اس کا جملہ سننے کی خواہش کی تھی۔

''کہاں جا رہے ہیں آپ؟'' مگر ابرش نے بھی اس سے پوچھنا گوارا نہ کیا تھا یہاں تک کہ وہ گاڑی میں بیٹھ گیا تھا اور پھر اگلے چند لمحوں کے بعد وہ گیراج سے گاڑی نکال کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

اور جب وہ رات کو گھر آیا تو ابرش سو رہی تھی، ساری رات بے خوابی میں گزارنے کی وجہ سے صبح ارہم کی آنکھ دیر سے کھلی تھی، جب وہ اٹھا تو ابرش وارڈ روب سے اپنے کپڑے نکال رہی تھی، وہ اسے بیڈ پہ بیٹھا ہوا دیکھ کر اس کے قریب آئی۔

''اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟'' ابرش نے اس کا حال پوچھا۔

''ٹھیک ہوں اب۔'' اس نے لحظہ بھر اسے دیکھا، سمپل سے سوٹ میں دوپٹہ شانوں پہ پھیلائے بالوں کو چٹیا کی شکل میں سمیٹے بغیر میک اپ کے بھی وہ بہت پرکشش اور پاکیزہ سی لگ رہی تھی، بے اختیار وہ اسے دیکھے گیا۔

''آج آفس جاتے ہوئے مجھے میکے چھوڑ دیجئے گا، میں نے رات بابا اور ماما کو بتا دیا تھا کہ میں کچھ دن ماں اور ابا کے پاس رہنا چاہتی ہوں۔'' وہ انگلیاں مسلتی ہوئی اسے بتانے لگی، وہ بیڈ سے اٹھتے اٹھتے بیٹھ گیا تھا اور بغور اسے دیکھنے لگا۔

''یقیناً آپ کا بدلہ پورا ہو گیا ہو گا، میرے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

خیال میں یہی مناسب وقت ہے کہ میں یہاں سے چلی جاؤں کچھ دن ماں اور ابا کے پاس رہوں گی اور پھر رفتہ رفتہ انہیں آپ کے اور اپنے بیچ رشتے کی اصل حقیقت بتا دوں گی، آپ وہیں مجھے طلاق کے پیپر بھجوا دینا اور...... اور رینا سے شادی کر لینا۔'' آخری جملہ دہراتے ہوئے اس کی آواز بھرا گئی تھی اور یقیناً اس کی آنکھوں سے آنسو بھی چھلک پڑے تھے جنہیں چھپانے کی خاطر اس نے فوراً رخ موڑ لیا تھا اور اپنے وارڈ روب سے نکالے ہوئے کپڑے ہینڈ کیری میں رکھنے لگی، وہ کتنی ہی لمحے اسے دیکھتا رہا تھا، کیسی عجیب لڑکی تھی وہ، ارہم نے اس کی منگنی تڑوائی تھی، پھر ایک پلان کے ساتھ اس سے نکاح کیا تھا اور اب وہ اسے اپنے انتقام کے بعد ہمیشہ کے لئے چھوڑنے والا تھا، تب بھی اس کے لبوں سے ارہم نے کوئی شکوہ نہیں سنا تھا کوئی بددعا نہیں سنی تھی، کس قدر خاموشی سے اس نے اپنے ارمانوں کے قتل کا صدمہ سہہ لیا تھا، کیا بیت رہی ہوگی اس کے دل پہ، اس سوچ اور احساس نے ارہم کو بے چین کر دیا تھا اور پھر وہ بے چین ہی رہا تھا، ناشتہ بھی اس نے برائے نام کیا تھا، کبھی کبھی خاموشی انسان کے باہر نہیں اندر چھا جاتی ہے اور لبوں پہ خاموشی کا تالا لگ جاتا ہے ارہم کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا، وہ گاڑی میں چپ چاپ بیٹھا تھا، جب وہ اس گھر پہ آخری الوداعی نگاہ ڈالتے ہوئے بے آواز رو پڑی تھی، وہ اس گھر میں ارمانوں کا اک جہان آباد کیے آئی تھی اور اب کیسے اجڑی ہوئی خالی دامن اور خالی دل کے ساتھ واپس جا رہی تھی، قسمت کے اس کھیل نے اسے رولا دیا تھا، ہینڈ کیری ملازم نے گاڑی میں رکھ دیا تھا، جواد صاحب پورچ تک اس کے ساتھ آئے تھے۔

''ابرش بیٹا جلدی واپس آ جانا تمہارے بابا تمہاری تیمارداری اور کمپنی کو بہت مس کریں گے، اور ہاں تمہارے بنائے کھانے مجھے بہت یاد آئیں گے۔'' جواد صاحب نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا تو وہ اپنے آنسو چھپانے کے لئے سر جھکا گئی۔

''میں بھی آپ کو بہت مس کروں گی۔'' وہ دھیرے سے بولی۔

''ہاں تو بس پھر تم کچھ دن رہ کر آ جانا، ہماری شطرنج کی بازی ادھوری رہ گئی تھی، وہ بھی مکمل کرنی ہے۔'' جواد صاحب ہنوز شفقت اور پیار سے بولے تو وہ مسکرانے کی کوشش کرتی ہوئی اثبات میں سر ہلا گئی۔

''جیتی رہو بیٹا خوش رہو، تمہارے آنے سے میرا یہ نالائق بیٹا سدھر گیا ہے اسے زیادہ دیر آزاد نہیں چھوڑنا۔'' اب کے جواد صاحب نے راز داری سے کہا تو وہ بیچ مچ مسکرا پڑی۔

''جی بابا، آپ بھی اپنا خیال رکھیئے گا۔'' اس نے اجازت طلب کی تو جواد صاحب مسکرا دیئے، ارہم اپنے باپ اور ابرش کی بے تکلفی اور باپ بیٹی جیسے حقیقی پیار اور مقدس رشتے کی جھلک دیکھ کر مزید متفکر ہو گیا تھا، وہ کیا جواز بنا کر ڈیڈ کے سامنے ابرش کو طلاق دے گا، ڈاکٹرز نے انہیں کسی بھی ٹینشن سے دور رکھنے کی ہدایت کر رکھی تھی، ان کا دل اس جان لیوا ہارٹ اٹیک سے واقعی کمزور ہو گیا تھا، انہی سوچوں کو سوچتے سوچتے دونوں کے بیچ خاموشی سے سفر طے ہو رہا تھا، ایک جگہ سگنل پہ گاڑی رکتے ہی ایک فقیر گاڑی کے قریب آیا تھا۔

''صاحب اللہ کے نام پہ کچھ دے دو، اللہ تمہاری جوڑی سلامت رکھے اللہ تمہیں چاند سا بیٹا دے۔'' فقیر مسلسل اسے دعائیں دے رہا تھا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ارہم نے کچھ روپے والٹ سے نکال کر اسے دیئے اور سگنل کھلتے ہی گاڑی آگے بڑھا دی، فقیر کی دعاؤں پہ اس کے ساتھ خاموش بیٹھی ابرش پہلو بدل کر رہ گئی تھی اور پھر باقی کا سفر بھی اسی طرح خاموشی سے کٹ گیا تھا یہاں تک کہ گاڑی ابرش کے گھر کے سامنے رک گئی تھی، وہ چند لمحے اپنی نشست سے ہل تک نہیں پائی تھی۔

شاید وہ منتظر تھی کہ ارہم اس سے کچھ کہے گا، مگر وہ کہتا بھی تو کیا کہتا، ان دونوں کے رشتے کے بیچ پیار و محبت نام کی تو کوئی چیز ہی نہیں تھی ان کا رشتہ تو پہلے ہی دن سے الجھن، نفرت، حقارت اور انتقام لینے پہ مبنی تھا، اب وہ گاڑی سے باہر نکل آئی تھی، ارہم بھی گاڑی سے نکل کر اس کا ہینڈ کیری نکالنے لگا تھا، ہینڈ کیری نکال کر اس نے خاموشی سے ابرش کے پاس رکھ دیا تھا۔

''آپ...... آپ اندر نہیں آئیں گے؟''

اسے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھ کر اس نے امید و مبہم لہجے میں پوچھا، تو وہ نفی میں سر ہلا گیا۔

''نہیں آج آفس میں ایک اہم میٹنگ ہے، دیر ہو جائے گی مجھے۔'' وہ اپنی بات کہہ کر گاڑی کی طرف پلٹا۔

''رینا سے کہیے گا وہ مما اور بابا کا بہت خیال رکھیں، اتنا خیال رکھیں کہ بابا ہمیشہ کے لئے مجھے بھول جائیں۔'' یہ وہ آخری جملہ تھا جسے ادا کرتے ہوئے وہ رو پڑی تھی اور ارہم نے یک لخت پھر سے رخ موڑ کر اسے دیکھا تھا مگر تب تک وہ ہینڈ کیری ہاتھ میں لئے گھر کے دروازے کی جانب بڑھ گئی تھی اور وہ کتنے ہی لمحے اس کی پشت کو دیکھتا رہا تھا، گیٹ سے اندر آ کر اس نے پلٹ کر دیکھا مگر تب تک وہ جا چکا تھا۔

☆☆☆

وہ اسے چھوڑ آیا تھا اس کے گھر، وہ اس کی پسند نہیں تھی وہ اس کی محبت نہیں تھی اس کے ساتھ کوئی بھی کسی قسم کا جذباتی تعلق نہ تھا ارہم کا مگر پھر بھی اسے چھوڑنے کے بعد اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی اس کی اہم چیز اس سے دور کر دی گئی ہو، اس سے چھن گئی ہو، اس کا دل خالی ہو گیا تھا، اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے دل کی تجوری وہ اپنے ساتھ ہی لوٹ کر لے گئی تھی کچھ رشتوں کے نام نہیں ہوتے، وہ بھی اس کے لئے ایک بے نام رشتہ ہی تھی مگر وہ نا جانے کب اور کیسے چند دنوں میں ہی اس کی ضرورت بن گئی تھی، انہی سوچوں میں غرق وہ آفس پہنچ گیا تھا، آج کی میٹنگ اس نے کینسل کر دی تھی وہ ذہنی طور پہ فریش نہیں تھا، خود کو معروف رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے کرتے صبح سے رات ہو گئی تھی۔

اپنے کمرے میں آنے کے بعد بے ساختہ اس کی نظر اس صوفے پہ پڑی جہاں وہ سکڑی سمٹی ہوئی سوئی ہوتی تھی، وہ بے دلی سے چینج کرنے کے بعد بیڈ پہ لیٹ گیا۔

بڑے سکون سے رخصت تو کر دیا اس کو
پھر اس کے بعد محبت نے انتہا کر دی

ارہم کو بھی ایسا ہی لگ رہا تھا، اسے تین دن پہلے کی وہ رات یاد آئی جب وہ بخار میں گھر آیا تھا اور وہ کتنی ہی دیر اس کا سر دباتی رہی تھی بخار کی شدت کو کم کرنے کے لئے وہ ٹھنڈے پانی کی پٹیاں اس کے ماتھے پہ رکھتی رہی تھی، اس کی یاد کا احساس اتنی شدت لئے ہوئے تھا کہ وہ لیٹا ہوا اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔

رات کے گیارہ بج رہے تھے، اس نے بے ساختہ موبائل اٹھایا اور پھر پرسوچ انداز میں موبائل واپس رکھ دیا، دل کے موسم پہ خزاں اتر آئی تھی جیسے، نا جانے اس کے دل کے آنگن میں وہ کب دبے پاؤں اتر آئی تھی؟ کہ اسے اب

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اپنے آنگن سے نکالنا ارہم کے لئے مشکل ہو رہا تھا، اسی کشمکش اور بے پناہ سوچوں میں وقت نے چند دنوں کو نگل لیا تھا۔

☆☆☆

رینا دوبئی سے واپس آ گئی تھی اور اسی رات ارہم نے اس سے ملنے کا فیصلہ کیا تھا اس سے بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور اسی سلسلے میں بات کرنے کے لئے اس نے رینا کو ڈنر پہ انوائٹ کیا تھا، وہ ریزو کروائی ٹیبل پہ پہلے سے موجود تھا، جب وہ ڈارک بلو ساڑھی میں ملبوس آدھے گھنٹے کے بعد اس ٹیبل پہ آئی تھی جہاں ارہم اس کا انتظار کر رہا تھا۔

''ہائے ڈارلنگ کیسے ہو؟'' رینا ہمیشہ کی طرح بے تکلفی سے اس کے گلے لگی۔

''فائن۔'' آج ارہم کے لہجے اور انداز میں گرم جوشی نہ تھی۔

''مجھے مبارک باد نہیں دو گے؟ دوبئی میں اتنا زبردست رسپانس ملا میرے ڈریسز کو، میری تھیم کو۔'' وہ پر جوش انداز میں بولتی ہوئی اس کے مقابل چیئر پہ بیٹھ گئی تھی۔

''مبارک ہو۔'' ایک بار پھر مختصر جواب دیا گیا۔

''خالی مبارک سے کام نہیں چلے گا، اس گھٹیا اور اسٹوپڈ لڑکی کو فوری طلاق دو تاکہ ہم دونوں اپنی خوشیوں کو بھرپور طریقے سے سیلی بریٹ کریں۔'' رینا نے ٹیبل پہ جھک کر اپنے مقابل بیٹھے ارہم کے ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھے، اس کی ساڑھی کا آگے اور پیچھے سے گلا اس قدر ڈیپ تھا کہ ہال میں موجود بہت سے مرد چور نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے، ایسا پہلی بار نہیں ہوا تھا وہ شروع سے ہی ایسے ڈریسز پہنتی آئی تھی شاید ابرش کو دیکھ دیکھ کر اسے احساس اب ہوا تھا اس نے نوٹس اب کیا تھا کہ لفظ عورت کا اصل مطلب کیا ہے، ابرش اس کی شرعی بیوی تھی اور اس نے کبھی گھر میں بھی شانوں سے دوپٹہ نہ اتارا تھا اور وہ تھی کہ پبلک پلیس پہ ایسے نازیبا ڈریسز پہن کر آ جایا کرتی تھی، بس میں سفر کے دوران محض ایک غلط فہمی کی بنیاد پہ ارہم کا کندھا ابرش سے ٹچ ہوا تھا اور سپیڈ بریکر کے باعث وہ ابرش سے ٹکرایا تھا تو اس کا ردعمل کس قدر خوفناک تھا اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور اسے تھپڑ مار دیا تھا یہ اس کی اپنی آبرو کی حفاظت تھی اور رینا اس نے انٹرنیشنل میڈیا میں برہنہ لباس پہن کر ریمپ پہ ماڈلنگ کر کے اپنے ساتھ ساتھ ارہم کی غیرت کو بھی خاک میں ملا دیا، اس کے باوجود وہ اپنی ایسی شہرت پہ کس قدر خوش دکھائی دے رہی تھی؟ وہ اسے محض دیکھ کر رہ گیا تھا۔

''ارہم کیا بات ہے تم کچھ سنجیدہ دکھائی دے رہے ہو؟ آئی نو تم مجھ سے خفا ہو کہ وہاں جا کر میں تم سے رابطہ نہیں رکھ سکی، تم سے زیادہ ٹچ نہیں رہ سکی، آئی سوئیر ڈارلنگ وہاں میں اس قدر مصروف رہی کہ تمہیں کیا بتاؤں، اینی وے چھوڑو ان باتوں کو، تمہیں ایک اور گڈ نیوز سناتی ہوں، اس فیشن شو میں انڈیا کے مشہور فلم ڈائریکٹر مہیش گوتم نے بھی شرکت کی تھی اور انہوں نے مجھے اپنی آنے والی فلم کی ہیروئن کے ڈریسز ڈیزائن کرنے کی آفر کی ہے اور اس سلسلے میں، میں اگلے مہینے انڈیا جا رہی ہوں۔''

اپنی فتوحات کی تفصیل بتاتے ہوئے رینا خوشی سے پھولے نہ سما رہی تھی، اس کے لہجے میں بے پناہ جوش تھا خوشی تھی اور **Excitement** تھی۔

''سارے فیصلے تم نے خود ہی کر لئے کہ تمہیں فیوچر میں کیا کیا کرنا ہے مجھ سے ایک بار

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھی پوچھنا، اجازت لینا یا رائے لینا تم نے گوارہ تک نہیں کیا؟ یہ حیثیت ہے میری تمہاری لائف میں؟" نا چاہتے ہوئے بھی ارحم کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔

"کم آن ارحم یہ کیا کہہ رہے ہو تم میری Achievement صرف میری نہیں ہم دونوں کی ہے۔" رینائل نے از حد حیرت سے ارحم کو دیکھا۔

"تمہاری اس طرح کی فتوحات Achievement مجھے ہر گز بھی خوشی نہیں دے سکتی ہیں، کیا ضرورت تھی تمہیں ریمپ پہ اتنا گھٹیا ڈریس پہن کر ماڈلنگ کرنے کی؟ شرم آ رہی تھی مجھے تمہارا حلیہ دیکھ کر۔" وہ تو جیسے پھٹ ہی پڑا تھا۔

"ارحم کیا مطلب ہے تمہارا؟ تم...... تم اتنے تنگ نظر کب سے ہو گئے؟ یقیناً اس گھٹیا، اسٹوپڈ مولوی کی اولاد اور دو ٹکے کی لڑکی نے تمہیں میرے خلاف بھڑکایا ہوگا۔" رینا بھی اس کی بات سن کر بپھر گئی تھی۔

"مجھے تمہارے خلاف کسی نے بھی نہیں بھڑکایا، میں تم سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر تم مجھ سے اپنا ریلیشن شپ برقرار رکھنا چاہتی ہو تو تمہیں اس طرح کی بے ہودہ Activities چھوڑنی ہوں گی۔" ارحم نے بات مختصر کرتے ہوئے گویا اپنا فیصلہ سنایا تو وہ مزید غصے میں آ گئی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا بے ہودہ Activities سے؟"

"مطلب تم اچھی طرح سے سمجھتی ہو، تم آئندہ ماڈلنگ نہیں کرو گی اور نہ انڈیا جاؤ گی۔" اس کا انداز ہنوز دوٹوک تھا۔

"اچھا تو تم ایک گھٹیا اور دو ٹکے کی لڑکی کے ساتھ رہ کر ایک گھٹیا اور تنگ ذہن مرد کی طرح مجھ پہ حکم چلاؤ گے؟ مجھ پہ پابندیاں لگاؤ گے؟" رینا کو اس بدلے ہوئے ارحم کو دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی، شدید حیرت۔

"یہی سمجھ لو، مجھے یہ سب پسند نہیں ہے، تم نے جو کرنا ہے وہ ایک لمٹ میں رہ کر کرو۔" ارحم کا انداز ہنوز فیصلہ سنانے والا تھا، رینا اپنی نشست سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"سیدھی طرح کہو کہ تم اب مجھ سے کنارہ کشی چاہتے ہو، اس طرح کے جواز بنا کر یہ تعلق کیوں ختم کر رہے ہو؟"

"میں بلاوجہ جواز نہیں بنا رہا ہوں، صرف تمہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں، مگر تم ہو کہ سمجھنا ہی نہیں چاہتی ہو، تمہارے لئے میں نہیں تمہارا کیریئر اہم ہے، یہی نظر آ رہا ہے مجھے۔" وہ بھی اپنی نشست سے اٹھ گیا تھا۔

"ایکچوئیلی تم میری Popularitys سے جیلس ہو گئے ہو تو پھر سن لو ارحم چوہدری، میں تمہاری نام نہاد ایگو اور غیرت کے لئے اپنا فیوچر داؤ پہ نہیں لگاؤں گی، ایکچوئیلی تمہیں اس گھٹیا اور نیچ گھرانے کی ابرش جیسی بیوی ہی چاہئے تھی، جسے ساری زندگی تم اپنی کنیز سمجھ کر اس پہ حکم چلاتے اور وہ تمہاری ہر بات پہ لبیک کہہ کر تمہارے چھتر تک برداشت کرتی بٹ سوری اگین میں رینائل فاروق ہوں جنرل فاروق کی بیٹی، پیرس سے فیشن ڈیزائننگ میں ماسٹرز کر کے آئی ہوں، اس دو ٹکے کے صوبیدار کی بیٹی ابرش نہیں ہوں، جسے تم جب چاہو گے اپنی زندگی میں شامل کرو گے اور جب چاہو گے فارغ کر دو گے، مجھے انٹرنیشنل لیول پہ اپنا فیوچر بنانا ہے تمہاری یہ پابندیاں تمہارا یہ ریلیشن میری راہ میں رکاوٹ ہرگز

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہیں بن سکتا چاہے اس کے لئے مجھے تم سے اپنا یہ نام نہاد ریلیشن ختم ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔" رینا غصے میں اپنی بات مکمل کر کے اپنا پرس ٹیبل سے اٹھائے تن فن کرتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی اور وہ حیرت سے چند لمحے وہیں کھڑا اسے جاتا ہوا دیکھتا رہ گیا تھا۔

یہ تھی ان دونوں کے بیچ محبت؟ وہ محبت جو شاید زبان کا ایک چسکا تھی، اپنے کیریئر کے لئے وہ کیسے چند لمحوں میں اپنے اور ارہم کے تعلق کو وہ اپنے پیروں تلے روندھ گئی تھی۔

اپنے اور اس کے بیچ محبت کی حقیقت نے اسے شاکڈ کر دیا تھا، کچھ رشتوں پہ ہمیں بڑا مان ہوتا ہے اور جب ان کا مان پل بھر میں ٹوٹ جاتا ہے تو ہم خود بھی اندر سے ٹوٹ جاتے ہیں بکھر جاتے ہیں، وہ بھی اپنے اندر اپنے بکھرے وجود کی کرچیاں اٹھائے گاڑی میں آ بیٹھا تھا اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا، رینا کے الفاظ نے اسے بہت بلندی سے گرایا تھا، بہت ہرٹ کیا تھا۔

☆☆☆

"کیا بات ہے ارہم بیٹا؟ میں کچھ دنوں سے دیکھ رہی ہوں تم بہت چپ چپ سے رہنے لگے ہو، نہ ٹھیک سے کچھ کھا رہے ہو نہ بول رہے ہو، کس بات کی ٹینشن ہے تمہیں؟" ناشتے کی میز پہ وہ ناشتے کے نام پہ صرف چائے پی رہا تھا جب ثمرین بیگم نے سلائس پہ جیم لگا کر ارہم کی طرف بڑھاتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے مام آپ کا وہم ہے۔" اس نے ثمرین بیگم کے ہاتھ سے سلائس لیتے ہوئے ٹالا۔

"ماں کا وہم بلاوجہ نہیں ہوا کرتا، اگر تم رینا کے لئے اپ سیٹ ہو تو میں بنٹی سے تمہارے اور رینا کے رشتے کی بات کرتی ہوں، تم اس سے شادی کر لو، یہی تمہاری اداسی کا حل ہے۔" ثمرین کے مشورے پہ جواد چوہدری کا ناشتہ کرتے ہوئے ہاتھ رک گیا تھا خود ارہم بھی چند لمحوں حیرت سے ثمرین بیگم کو دیکھتا رہا گیا تھا۔

"رینا سے میرا بریک اپ ہو چکا ہے، اب وہ میری زندگی میں کہیں بھی نہیں ہے۔" ارہم کے جواب نے جواد چوہدری کے لبوں پہ ڈھیرے سے مسکراہٹ کھلا دی تھی۔

"تو پھر کیا تم ساری زندگی اس ابرش کے ساتھ زندگی گزار دو گے؟" ثمرین بیگم کو ارہم کے جواب نے حیران کر دیا تھا۔

"فار گاڈ سیک مام، آپ ہر وقت ابرش کو اس طرح انسلٹنگ انداز میں کیوں مخاطب کرتی ہیں؟ ایسا کیا گھٹیا ہے اس میں؟ اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرنے والی، لفظ عورت کی پاسداری کرنے والی، میرے ماں باپ کا احترام کرنے والی، ایک دین دار گھرانے کی دین دار لڑکی گھٹیا کیسے ہو سکتی ہے، جو آپ ہزار بار اپنی انسلٹ کروا کر بھی آپ کا احترام کرنا نہ چھوڑے، اس کے لئے ایسے الفاظ ادا کرنا قطعی مناسب نہیں ہے۔" ارہم کے الفاظ سن کر ثمرین بیگم حیرت سے اسے دیکھنے لگیں تھیں۔

"خیریت آج بڑی وکالت ہو رہی ہے بیوی کی، لگتا ہے اس کی جدائی دماغ پہ اثر کر گئی ہے تمہارے۔" ثمرین بیگم کے سخت لہجے پہ جواد صاحب بھی بول اٹھے۔

"ارہم ٹھیک کہہ رہا ہے ثمرین تمہیں اپنے رویے میں بدلاؤ لانا چاہیے اور کیوں ارہم اسے مس نہ کرے، ابرش بیوی ہے اس کی، بلکہ ارہم میری مانو تو آج کل میں ابرش کو واپس لے آؤ، یار اس گھر میں مزہ نہیں آ رہا، ابرش کے بغیر،

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ روز میری خوشی کی خاطر شطرنج کی بازی جان بوجھ کر ہار جاتی تھی، کافی دنوں سے اس کے ہاتھ کا آلو گوشت بھی نہیں کھایا میں نے اور ویجی ٹیبل سوپ تو وہ ایسا بناتی ہے کہ آج تک تاج محمد بھی نہیں بنا سکا۔" جواد چوہدری کسی بچے کی طرح اس کی خوبیاں گنوانے لگے۔

"مجھے سمجھ نہیں آتی اس لڑکی نے چند دنوں میں ایسا کون سا جادو کر دیا ہے آپ باپ بیٹے پہ؟ کہ ہر وقت ابرش، ابرش کی گردان پہ کان پک گئے ہیں میرے۔" ثمرین بیگم ناشتے کی ٹیبل سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھیں، ارہم تاسف سے ماں کو دیکھتا رہ گیا تھا۔

"فکر مت کرو، ٹھیک ہو جائے گی تمہاری ماں، بھانجی کی محبت کا بخار اترنے میں کچھ دن لگیں گے پھر یہ ابرش کے رویے اور اس کی محبت و احترام کے آگے خود بخود ہتھیار پھینک دے گی۔" جواد چوہدری نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے ارہم کو تسلی دی تو وہ اثبات میں سر ہلا گیا اور آفس جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

☆☆☆

آفس جاتے ہوئے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے بھی وہ مسلسل اس کے حواسوں پہ چھائی ہوئی تھی، ارہم کو خود حیرت ہو رہی تھی کہ جس لڑکی کے بغیر رہنے کا وہ تصور تک نہ کر سکتا تھا اسے اپنی زندگی سے نکالتے ہوئے اسے زرہ بھی تکلیف نہیں ہو رہی تھی، کبھی کبھی ہم غلط راستے کو اپنی منزل سمجھ لیتے ہیں، کچھ غلط لوگ ہمیں زندگی کا اصل مفہوم سمجھا دیتے ہیں، ہم پہلے سے بہتر دیکھنے لگتے ہیں ریناں نے بھی اسے بہتر دیکھنا سکھا دیا تھا، وہ اس کے لئے ایک غلط راستہ اور غلط منزل تھی، جس پہ پہنچنے سے پہلے ہی ارہم کو اندازہ ہو گیا تھا، بہت دنوں سے مختلف سوچوں نے اس کے دماغ کو بری طرح سے الجھا رکھا تھا۔

اب فیصلہ کرتے ہی جیسے وہ ریلیکس ہو گیا تھا، آج بہت دنوں کے بعد اس نے گاڑی میں ایف ایم آن کیا تھا، خوبصورت شاعری اور آواز نے ابرش کے ساتھ گزرے تمام لمحات کو پھر سے تازہ کر دیا تھا۔

ترق تعلقات پہ رویا نہ تو نہ میں
لیکن یہ کیا چین سے سویا نہ تو نہ میں
وہ ہمسفر تھا مگر اس سے ہم نوائی نہ تھی
کہ دھوپ چھاؤں کا عالم رہا جدائی نہ تھی
عداوتیں تھیں تغافل تھا رنجشیں تھیں مگر
بچھڑنے والے میں سب کچھ تھا بے وفائی نہ تھی

آج اس نے خود سے اعتراف کر لیا تھا کہ عورت کی عزت اس کا پردہ ہوتا ہے اور مرد کی عزت ایک اچھی، باحیاء اور پاکیزہ عورت کا ملنا اور ابرش کا اس کی زندگی میں اچانک شامل ہونا، اس کے لئے خدا کا ایک کرم تھا، اسے اس لڑکی سے نفرت تھی پھر اللہ نے اس کی نفرت ایک موم کی طرح جلا کر اس کی جگہ ایک خوبصورت رفاقت کی طلب کا احساس بیدار کر دیا تھا، وہ اس کی محبت نہ تھی مگر اس کی عادت اور ضرورت بن گئی تھی، عادتیں اور ضرورتیں بعض دفعہ محبت سے بھی زیادہ جان لیوا اور خطرناک ثابت ہوتی ہیں۔

کبھی کبھی نفرتوں کا سلسلہ نسل در نسل چلتا ہے، حسد اور انتقام کا جذبہ انسان سے وہ سب بھی کرواتا ہے جس کی خود انسان بھی توقع نہیں کر سکتا۔

☆☆☆

کبیر قریشی پانچ برس کے تھے، جب ان کے والدین میں علیحدگی ہو گئی تھی کچھ عرصے کے بعد ان کی ماں اور باپ دونوں نے دوبارہ اپنے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

اپنے گھر بسا لیے تھے، وہ اپنی زندگیوں میں مگن ہو گئے تھے، مگر ماں باپ کے الگ ہونے اور گھر ٹوٹنے کے دکھ نے ان کے ننھے سے دل کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا تھا اور انہیں بہت بڑے دکھ سے ہمکنار کر دیا تھا۔

ان کے لبوں پہ ایک جامد چپ نے بسیرا کر لیا تھا اور بچپن میں ہی ان کی زندگی سے بچپن رخصت ہو گیا تھا اور پھر رہی سہی کسر ان کی نئی سوتیلی ماں نے پوری کر دی تھی۔

جس نے آتے ہی ان سے باپ کی شفقت اور قربت بھی چھین لی تھی، وہ اپنے باپ کے پاس بیٹھنے ان کے ساتھ ہنسنے بولنے باتیں کرنے کھانا کھانے کے لئے بھی ترس گئے تھے، ان کے ننھے سے وجود کو مکمل طور پہ نوکروں کے سپرد کر دیا گیا تھا، یوں چھوٹی چھوٹی محرومیاں، بہت بڑا خلا غصہ اور بغاوت بن کر ان کے دل میں جمع ہونے لگے، جس دن سوتیلی ماں کے بطن سے کمال قریشی پیدا ہوئے اس دن کبیر قریشی اپنے باپ امتیاز قریشی اور سوتیلی ماں آمنہ بیگم کے چہرے پہ بے انتہا خوشی کے آثار دیکھ کر اور بھی بجھ گئے تھے، گھر میں آنے والے اس چھوٹے سے بے بی کمال قریشی نے سوتیلی ماں کے ساتھ ساتھ اس کے باپ کی بھی بھرپور توجہ حاصل کر لی تھی، انہیں اس ننھے بچے کمال قریشی سے نفرت ہونے لگی، جس نے آ کر کبیر قریشی کا رہا سہا سکون بھی برباد کر دیا تھا۔

اس ننھے بچے کمال قریشی کے ناز نخرے اٹھائے جاتے تھے، آمنہ بیگم ہر وقت اپنے بچے کے ساتھ مگن اور مصروف رہا کرتی تھی اور کمال قریشی کی کوئی خواہش رد نہیں ہونے دیتی تھیں یوں وقت گزرتا گیا اور کبیر قریشی کے دل میں اپنی سوتیلی ماں اور کمال قریشی کے لئے بے انتہا نفرت، حسد اور غصہ بھرتا چلا گیا۔

مگر ان کے لب ہمیشہ خاموش رہتے تھے، انہوں نے کمال سے اپنی نفرت کا کبھی اظہار نہیں کیا تھا اس کی وجہ شاید یہ بھی تھی کہ کمال قریشی اپنی ماں کے بالکل برعکس تھے اور ماں کے ڈانٹنے اور منع کرنے کے باوجود کبیر قریشی سے والہانہ محبت کرتے تھے۔

وقت بڑی تیزی سے گزرتا رہا، کبیر قریشی کے دل میں نفرتوں کا اک جہان آباد ہو گیا تھا، جیسے مسمار کرنا گویا ان کے اپنے بس میں نہ رہا تھا، حد تو اس دن ہوئی تھی جب آمنہ بیگم نے اپنی چالاکی سے امتیاز قریشی سے ان کی جائیداد کا تہائی حصہ کمال قریشی کے نام کروا لیا تھا، اس زیادتی پہ کبیر قریشی نے اس دن کمال کو برباد کرنے کی قسم کھائی تھی۔

امتیاز قریشی دل کے مریض تھے سو جائیداد کی تقسیم کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے تھے، ان کے بعد آمنہ بیگم بھی کچھ ہی سال زندہ رہیں اور خالق حقیقی سے جا ملیں۔

دونوں بھائی جوانی کی دہلیز پار کر چکے تھے اور عملی زندگی میں قدم رکھ چکے تھے۔

کبیر قریشی اپنی پسند سے عالیہ بیگم سے شادی کر چکے تھے اور انہوں نے اپنا گاڑیوں کا بزنس بھی شروع کر لیا تھا۔

کمال قریشی نے اپنی محنت لگن اور قسمت کے دھنی ہونے کے باعث جلد ہی بزنس میں دن دوگنی اور رات چگنی ترقی کرنا شروع کر دی تھی اور ان کی یہ ترقی کبیر قریشی کو کسی صورت بھی ہضم نہ ہو رہی تھی، ان کے اندر نفرتوں کے الاؤ جل رہے تھے، کمال کی ترقی اور بے حساب دولت میں اضافہ ہوتا دیکھ کر کبیر قریشی نے عالیہ بیگم کو اعتماد میں لے کر انہیں ان کی چھوٹی بہن سبرین کو کمال

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

قریشی کے گرد اپنی جھوٹی محبت کا جال پھینک کر اسے پھنسانے اور انہیں برباد کرنے کا پلان بنایا تھا، مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ جسے اللہ بچانا چاہے اس کا انسان کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور ویسے بھی ان سے زیادتی ان کی سوتیلی ماں نے کی تھی جس کا بدلہ لینے کے لئے وہ کمال قریشی کو برباد کرنے پہ تل گئے تھے، عالیہ بیگم کی چھوٹی بہن سبرین نے کمال قریشی کو متاثر کرنے اور انہیں اپنی محبت میں مبتلا کرنے کا ہر حربہ آزمایا تھا، مگر سبرین کے حربے اور اس کی ان تھک محنت تب کارگر ثابت ہوتی جب کمال قریشی کے دل میں ان کی کلاس فیلو مہرین کی محبت نے اپنے ڈیرے نہ ڈال رکھے ہوتے، سو کمال قریشی کے مہرین سے شادی کر لینے کے بعد، کبیر اور عالیہ کا یہ پلان بھی ناکام ہو گیا تھا، قسمت کی ستم ظریفی کہ دو جڑواں بچوں کی پیدائش کے بعد مہرین بیگم کو کینسر جیسی جان لیوا بیماری نے آلیا اور وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکیں اور جلد ہی خالق حقیقی سے جا ملیں، اس کے بعد بھی عالیہ اور کبیر نے کمال کو دوسری شادی کر لینے پہ بہت اکسایا، سبرین نے پھر سے کمال کے اوپر اپنی مکار محبت کا جال پھینکا، مگر دوسری بار بھی انہیں منہ کی کھانی پڑی، کمال کو مہرین سے انتہا کی محبت تھی اور انہوں نے تو دوسری شادی نہ کرنے کی جیسے قسم کھا رکھی تھی۔

☆☆☆

وقت تیزی سے اپنی منازل طے کر رہا تھا نفرت اور حسد کا پودا پروان چڑھتے چڑھتے ایک تناور درخت بن گیا تھا، جس کی مثال مرسل قریشی کی حد درجہ برین واشنگ تھی، کبیر قریشی نے نہایت چالاکی سے مرسل کو اپنے ساتھ اٹیچ کرنے کی بجائے کمال کے ساتھ اس کے بزنس میں انوالو کر دیا تھا۔

انہی دنوں ذونین اور ذوناش لندن سے چھٹیاں گزارنے پاکستان آئے تھے اور ان دونوں کی برتھ ڈے والے دن کبیر قریشی نے ذونین کو قیمتی اسپورٹس کار گفٹ کی تھی اور وہ اس کار میں خوشی خوشی گھر سے نکلا تھا اور پھر زندہ واپس نہ آیا تھا، ذونین کی موت بظاہر ایکسیڈنٹ سے ہوئی تھی۔

مگر وہ ایکسیڈنٹ کبیر قریشی نے کروایا تھا، انسان جب انتقام پہ اتر آئے تو وہ جانور بن جاتا ہے، انسانیت کا رتبہ پامال کر دیتا ہے، کبیر قریشی بھی جانور بن گئے تھے، ایک چیر نے پھاڑنے والے جانور۔

جوان بیٹے کی اچانک حادثاتی موت نے کمال کو ادھ موا کر دیا تھا وہ کئی ماہ نیم پاگلوں کی طرح خود سے اپنے گھر سے اور بزنس سے بیگانہ رہے، اس دوران مرسل نے ان کے بزنس میں گھس کر مکڑی کی مانند ایک ایسا جال بن دیا تھا، کہ کمال قریشی جب مکمل صحت یاب ہو کر دوبارہ اپنے بزنس کی طرف آئے تو وہ جس طرف پاؤں رکھتے وہ بری طرح سے پھنس جاتے اور انہیں ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا، کبیر اور مرسل اپنا ہر کام اتنی صفائی سے اور مکمل ثبوت مٹا کر کرتے کہ کمال کو بھی ان پہ ایک فیصد بھی شک نہ ہوا تھا، ان کا بزنس اب آہستہ آہستہ ڈاؤن ہو رہا تھا، کمال قریشی کی بزنس سے توجہ ہٹانے اور انہیں ذہنی طور پہ ٹارچر کرنے کے لئے مرسل نے وکرم راٹھور نامی انڈر ورلڈ کے ڈان کا فرضی کردار تخلیق کیا جو سنگاپور میں مرسل کا ایک خاص بندہ پس پردہ رہ کر کمال قریشی کو ذوناش کے قتل کی دھمکیاں دیتا اور بیرون ملک ان کی کوئی بھی ڈیل طے ہونے سے بیشتر انہیں اس ڈیل سے سبکدوش ہونے پہ اکساتا، کبیر قریشی اور مرسل قریشی نے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کمال کے کاروبار سے لوٹ مار کر کر کے اپنا نیٹ ورک اتنا وسیع بنا لیا تھا کہ کمال کو دن بہ دن لاکھوں کا نقصان ہونے لگا تھا، کمال کے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ مرسل ایک بیٹے کا کردار نبھاتے نبھاتے ان کے بزنس میں شامل ہو کر ان کے ساتھ کیا کر رہا تھا اور ان کے ساتھ کیا ہونے والا تھا، وکرم راٹھور کے فرضی کردار کی وحشت اس کے جرائم کے لمبے ہاتھوں کی کہانیاں اس کا خوف و ہراس دہشت اور ظلم کی داستانیں مرسل نے کمال قریشی کو سنا سنا کر انہیں شدید ذہنی دباؤ کا شکار کر رکھا تھا، مرسل کا ذوناش سے منگنی کر لینے کا ڈرامہ بھی ایک ڈھونگ تھا، اسے ایک رتی بھی ذوناش سے ہمدردی و دلچسپی یا محبت نہ تھی، اس کی نظر میں ذوناش ایک سائیکو لڑکی تھی جسے شوہر کی بجائے کسی ماہر نفسیات کی ضرورت تھی۔

مرسل اپنی کینیڈا میں مقیم سبرین خالہ کی بیٹی ڈوئے کو پسند کرتا تھا اور اسی سے شادی کا خواہش مند تھا، ذوناش جیسی مینٹل لڑکی سے اسے نفرت تھی، اب کبیر قریشی اور مرسل کا ٹارگٹ ذوناش تھی، وہ ذوناش کو راستے سے ہٹانا چاہتے تھے، ذوناش کی موت کے بعد کمال قریشی نے تو ویسے ہی مر جانا تھا یا پاگل ہو جانا تھا، اس لئے انہوں نے کمال کی بجائے ذوناش کو راستے سے ہٹانے کا پلان بنایا تھا، کیونکہ کمال کے رہے سہے کاروبار اور کروڑوں کی پراپرٹی پر قابض ہونے کے لئے انہیں کمال کے Signatures کی ضرورت تھی، کبیر، کمال کو اس لئے بھی ختم نہیں کرنا چاہتے تھے کہ وہ کمال کو سسک سسک کر مرتا ہوا دیکھنا چاہتے تھے جیسے کمال کی ماں بچپن میں کبیر کو سسکایا کرتی تھیں۔

جیسے آمنہ بیگم کبیر کو ترسایا کرتی تھیں، ہر چیز کے لئے حتی کہ اس کے باپ امتیاز قریشی کی شفقت اور محبت کے لئے بھی، ان کا پورا بچپن اور جوانی محرومیوں میں گزری تھی، وہ محرومیاں اب وہ کمال کا مقدر بنانا چاہتے تھے، وہ انہیں اذیتوں سے گزارنا چاہتے تھے جن سے وہ گزرا کرتے تھے، آمنہ بیگم نے انہیں گھر سے اٹھا کر بورڈنگ اسکول میں پھینکا تھا، جہاں وہ دس سال اپنے باپ کی شفقت سے محروم رہے تھے اب وہ کمال کی رہی سہی زندگی کسی مینٹل ہاسپٹل کی نذر کرنا چاہتے تھے، کبیر انتقام میں اتنے اندھے ہو چکے تھے کہ انہیں کبھی ایک لمحے کے لئے بھی یہ خیال کبھی نہیں آیا تھا کہ ان کی تلخیوں سے بھری زندگی کے ذمہ دار، کمال قریشی نہیں تھے ان کی سوتیلی ماں آمنہ بیگم تھی ان کے سگے باپ امتیاز قریشی تھے، جو کسی غلام کی طرح آمنہ بیگم کا ہر حکم مانتے چلے جاتے تھے، جس طرح ایک چھوٹا سا لیموں اپنے سے کئی گنا زیادہ دودھ کو خراب کر ڈالتا ہے بالکل اسی طرح ہماری کچھ چھوٹی چھوٹی غلطیاں مستقبل میں ہمیں تباہ و برباد کر دیتی ہیں، وہ غلطیاں آمنہ بیگم اور امتیاز قریشی سے ہوئی تھیں مگر سزا کے لئے کبیر نے کمال کو چن لیا تھا، یہ ان کی غلطی تھی، جب انسان خود غلط ہو جائے تو اسے اپنی غلطیاں کہاں نظر آتی ہیں۔

☆☆☆

کہتے ہیں جب اللہ کو آپ کی زندگی میں اچھا موڑ دینا ہوتا ہے تو برے لوگوں کی حقیقت آپ کے سامنے لے آتا ہے وہ دن بھی زندگی کی ایسی ہی حقیقتیں سامنے آ جانے کا دن تھا۔

کمال قریشی کو کافی دن گزر گئے تھے کبیر قریشی سے ملے ہوئے اس لئے وہ اچانک ہی انہیں بتائے بغیر کبیر ہاؤس آئے تھے اور ٹی وی لاؤنج سے آتی تینوں افراد کی آوازوں نے کمال قریشی کے قدم ٹی وی لاؤنج سے باہر لابی میں ہی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

روک لئے تھے۔

''اچھا ہوا جیدا مر گیا، ورنہ حوالات میں اسے بھی ہمیں خود مروانا پڑتا۔'' کبیر قریشی نے کافی کا سپ لے کر کہا۔

''ہاں یہ تو ہے مگر ڈیڈی ایک بات میری سمجھ سے باہر ہے۔'' مرسل نے کافی کا مگ سامنے ٹیبل پہ رکھا۔

''کیسی بات؟'' کبیر قریشی نے حیرت سے بیٹے کو دیکھا تھا۔

''جیدے کا موبائل آخر گیا تو کہاں گیا؟ اس کے مرنے سے پہلے آخری بار میری اس سے بات ہوئی تھی۔'' مرسل کے انداز میں تجسس تھا، تفکر تھا۔

''ہاں یہ بات مجھے بھی سمجھ نہیں آ سکی، پوسٹ مارٹم کے دوران بھی اس موبائل کا کہیں کوئی سراغ نہیں ملا۔'' کبیر قریشی اب سگار سلگانے لگے تھے۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جیدے کی پاکٹ سے بھاگتے ہوئے موبائل لان میں ہی کہیں گر گیا ہو؟'' کافی پیتی ہوئی عالیہ بیگم نے تفکر سے قیاس کیا۔

''ہاں بالکل یہ ہو سکتا ہے۔'' مرسل نے کافی کا مگ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے ہنوز فکر مندی سے تائید کی تھی۔

''اگر وہ موبائل کمال پیلس میں کسی ملازم کے ہاتھ لگ گیا اور وہ موبائل کمال تک پہنچ گیا تو بہت مسئلہ ہو جائے گا۔'' کبیر قریشی نے سگار کا کش لیتے ہوئے خدشہ ظاہر کیا۔

''یس ڈیڈی ہمیں فوراً اس موبائل کو وہاں سے ڈھونڈنا ہو گا۔'' مرسل کی بات پہ کبیر نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا۔

''عالیہ تم کسی بھی طرح کمال پیلس میں جا کر وہاں کی دیگر ملازمہ کو پیسوں کا لالچ دے کر جلد از جلد وہاں سے موبائل ڈھونڈنے کی کوشش کرو، مگر یاد رہے مریم خاتون کو اس کام کی بھنک نہ پڑے، وہ کم بخت بڑی وفادار ہے کمال کی۔'' کبیر قریشی نے سگار ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے عالیہ بیگم کو تنبیہ کی۔

''آپ اس بات کی فکر مت کریں کبیر، میں بھی آپ ہی کی بیوی ہوں۔'' عالیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کافی کا خالی مگ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے اترا کر کہا۔

''ڈیڈی وفاداری سے یاد آیا، یہ کم بخت کومیل اگر مزید ذوناش کے ساتھ رہا تو ذوناش کو راستے سے ہٹانا مشکل ہو جائے گا ہمیں، وہ بلڈی باسٹرڈ بھی خاصا وفادار ہے ان باپ بیٹی کا، دو بار اپنی جان پہ کھیل کر ذوناش کو بچا چکا ہے، ذونین کو جس طرح آپ نے آسانی سے موت کی نیند سلا دیا تھا، ذوناش کو اس کے پاس اوپر پہنچانے میں ہمیں اتنی ہی دیر ہو رہی ہے۔'' مرسل کے انداز میں جھنجلاہٹ اور لہجے میں بے زاریت تھی لابی میں کھڑے کمال قریشی کے اوسان خطا ہو رہے تھے ان کی گفتگو سے، وہ تو اپنے بڑے بھائی سے ملنے آئے تھے مگر یہاں آ کر ان کی گفتگو سن کر اور اس جان لیوا انکشاف نے ان کی جان کھینچ لی تھی، ان کا بھائی اور بھتیجا ان کے اکلوتے بیٹے کی جان لے چکے تھے اور اب وہ ذوناش کی جان لینا چاہتے تھے ان کے اردگرد جھکڑ سے چل رہے تھے، وہ اپنی حفاظت کے لئے ہمیشہ پسٹل اپنے ساتھ رکھتے تھے، شدید طیش کے عالم میں ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوئے تھے۔

''یو بلڈی باسٹرڈ، آستین کے سانپ، اب اوپر جانے کی باری تم لوگوں کی ہے، شیطان کی اولاد، لعنت ہے مجھ پہ میں سانپوں کو دودھ پلاتا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رہا اور وہی مجھے اور میری معصوم اولاد کو ڈستے رہے، میں جان سے مار دوں گا تم سب کو۔" کمال قریشی دروازے میں کھڑے ان تینوں پہ پسٹل تانے اچانک ان کے سامنے آ کھڑے ہوئے تھے ٹی وی لاؤنج میں موجود تینوں افراد کے چھکے چھوٹ گئے تھے وہ تینوں بے ساختہ اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"کک...... کمال...... مم...... میرے...... بھائی...... یہ...... یہ تو...... کیا کر رہا ہے...... تت...... تجھے...... غلط...... فہمی...... ہوئی ہے...... تت...... تو...... غلط سمجھ رہا ہے...... ہمیں...... ہم...... تت...... تو...... تیرے اپنے ہیں...... کک...... کمال...... تو پہ...... پپ...... پسٹل نیچے کر۔" کبیر قریشی اس اچانک افتاد پہ بری طرح سے گھبرا گئے تھے، کمال کے ہاتھ میں پسٹل تھا اور ان کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔

"شٹ اپ...... ذلیل انسان...... میں نے تجھے اپنے بڑے بھائی کی بجائے باپ کا درجہ دیا اور...... تو...... تو کیا نکلا...... ظالم انسان...... تو نے میرے ذونین کا قتل کروایا اور اب...... میری بیٹی کے پیچھے پڑا ہے...... میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" کمال قریشی نے چیخ کر کہا تھا اور پھر اگلے ہی لمحے کبیر قریشی کے سینے سے خون کا فوارہ نکل پڑا تھا اور وہ کراہتے ہوئے صوفے پہ گر گئے تھے، عالیہ بیگم خوف سے چیختی ہوئی کبیر قریشی کی طرف لپکیں تھیں۔

مرسل نہایت غم و غصے اور طیش میں کمال قریشی پہ جھپٹنے کے لئے آگے بڑھا تو کمال قریشی نے اسی لمحے یکے بعد دیگرے مرسل پہ فائر کیے تھے، مرسل لڑکھڑا کر وہیں گر گیا تھا اور خون میں لت پت ہو گیا تھا۔

عالیہ بیگم اب روتی چیختی ہوئی پاگلوں کی طرح کبیر کو چھوڑ کر مرسل کی طرف لپکیں تھیں، ٹی وی لاؤنج میں عالیہ بیگم کے کرلانے اور چیخنے کی آوازیں گونج رہی تھیں، کمال قریشی اب ایک طویل سانس لیتے ہوئے عالیہ بیگم سے مخاطب ہوئے تھے۔

"تمہیں میں خود زندہ چھوڑ رہا ہوں تا کہ تم اپنے جوان بیٹے اور شوہر کی موت کا ہر روز ماتم کرو، تمہیں پتہ چلے کہ جوان بیٹے کی ناگہانی موت کا دکھ کیا ہوتا ہے، وہ دکھ اندر سے کس طرح دیمک بن کر ماں باپ کو کھاتا ہے۔" کمال قریشی نے پسٹل اب نیچے کر لی تھی کبیر ہاؤس کے تمام ملازم فائر کی آواز سن کر اکٹھے ہو گئے تھے، مگر تب تک سب ختم ہو چکا تھا، سب کچھ۔

کمال قریشی جس طرح آندھی طوفان بن کر آئے تھے اسی طرح واپس بھی چلے گئے تھے۔

کبیر ہاؤس میں عالیہ بیگم کی چیخیں گونج رہی تھیں، برائی کا ایک نہ ایک دن تو یہ انجام ہونا ہی تھا جرم کے ہاتھ کتنے ہی لمبے کیوں نہ ہوں ایک دن اس کی پکڑ ضرور ہوتی ہے اور پھر حسد میں جو آگ ہم دوسروں کے لئے جلاتے ہیں ایک دن اسی میں خود جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں، وہ اپنے بندوں کو جانچتا ہے، پرکھتا ہے، دیکھتا ہے، انسان کو بار بار سنبھلنے کا اسے سدھرنے کا موقع دیتا ہے مگر انسان نہیں سمجھتا اور پھر جب اللہ اپنی رسی کھینچتا ہے تو تکبر میں ڈوبا وہی انسان دنیا کے لئے عبرت بن جاتا ہے، جیسے کبیر اور مرسل بن گئے تھے، برائی اپنے انجام کو پہنچ چکی تھی، اس دن کمال قریشی واپس کمال پیلس نہیں گئے تھے اور پسٹل لے کر تھانے میں پیش ہو گئے تھے، انہوں نے اقبال جرم کر لیا تھا۔

برائی...... لالچ...... حسد...... کینہ...... انتقام سب اپنے انجام کو پہنچ چکے تھے، سب فنا ہو چکے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھے۔

☆☆☆

کمال قریشی کو عمر قید کی سزا ہو گئی تھی، انہوں نے رضا مندی اور اپنی خوشی سے ذوناش کا ہاتھ کومیل کے ہاتھ میں دے دیا تھا اور انہیں نکاح کر لینے کی بخوشی اجازت دے دی تھی۔

''توبہ مجھے تو یقین نہیں آ رہا، انسان لالچ میں اس قدر بھی اندھا اور بے بس ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ہی رشتوں کی جان لینے پہ اتر آتا ہے۔'' عائشہ بیگم کے لہجے میں حیرت اور بے یقینی تھی۔

''بس عائشہ انسان جب موت کو بھول جاتا ہے تو ایسے گناہ اسے گناہ نہیں لگتے، حیرت ہوتی ہے مجھے انسان اس دنیا کے مال کے لئے کیسے سرپٹ اندھا دھند جائز و ناجائز سب کچھ بھلا کر بھاگ رہا ہے اور ایک دن موت کے آگے بے بس ہو کر اس مال کو یہیں چھوڑ کر خالی ہاتھ اپنے ابدی سفر پہ روانہ ہو جاتا ہے۔'' صوبیدار اکرام صاحب نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''سچ کہا ہے آپ نے، عجب نفسانفسی اور خود غرضی کا دور آ گیا ہے اپنے پرائے میں کوئی پہچان ہی نہیں رہی۔'' عائشہ بیگم نے ان کی تائید کی۔

''اللہ ہم سب کو اچھا انسان اور سچا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔'' اکرام صاحب نے دعائیہ انداز میں کہا۔

''آمین۔'' عائشہ بیگم نے ایک بار پھر تائید کی۔

''عائشہ یہ بتاؤ کومیل سے کوئی رابطہ ہوا؟''

''آج دوپہر ہی میری بات ہوئی تھی کومیل سے، کہہ رہا تھا کل لگاؤں گا چکر، ذوناش بہت پریشان اور ڈسٹرب ہے اسی وجہ سے وہ کمال پیلس رکا ہوا ہے۔'' عائشہ بیگم نے انہیں تفصیل بتائی تو وہ اثبات میں سر ہلا گئے اور پھر توقف کے بعد بولے۔

''عائشہ تم مانو نہ مانو یقیناً کوئی بات ہے جو ابرش ہم سے چھپا رہی ہے ایک ہفتہ ہو گیا ہے اسے یہاں آئے ہوئے اور ارہم نے ایک چکر تک نہیں لگایا یہاں اور تم نے محسوس کیا کہ جب سے ابرش آئی ہے چپ چپ سی ہے۔'' اکرام صاحب نے فکر مندی سے اپنے دل کا خدشہ ظاہر کیا۔

''ہاں ابرش کی خاموشی تو میں نے بھی نوٹ کی ہے اور میں کئی بار اس سے پوچھ بھی چکی ہوں، مگر ہر بار پوچھنے پہ ٹال دیتی ہے اور کہتی ہے کہ ماں آپ خواہ مخواہ وہم کر رہی ہیں، اکرام صاحب مجھے تو ثمرین بیگم کا رویہ ابرش کے ساتھ ٹھیک نہیں لگتا، بڑی مغرور خاتون ہیں ثمرین بیگم، دیکھا نہیں تھا آپ نے رشتہ مانگنے سے لے کر ولیمے والے دن تک ان کا مزاج، ہم سے تو سیدھے منہ بات کرنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا انہوں نے۔'' عائشہ بیگم کے تبصرے پہ وہ پرسوچ انداز میں بولے۔

''ہاں عائشہ یہ سب تو میں نے بھی محسوس کیا ہے شاید ابرش ثمرین بیگم کے رویے سے ہی پریشان ہو، بہرحال، میں خود اس سے اس سلسلے میں بات کروں گا، فی الحال کھانا لگاؤ اور ابرش کو بھی بلا لاؤ دوپہر میں بھی وہ چند نوالے کھا کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی، آپ عشاء کی نماز پڑھ لیں کب تک میں تازہ روٹی بناتی ہوں۔'' عائشہ بیگم اپنی نشست سے اٹھیں اور کچن کی طرف بڑھ گئیں اور اکرام صاحب عشاء کی نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

تازہ روٹی بنانے اور سالن گرم کرنے کے بعد وہ ابرش کے کمرے میں آئیں تو وہ کمرے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

میں نائٹ بلب جلائے بیڈ پہ چت لیٹی تھی ایک بازو اس نے اپنی آنکھوں پہ رکھا ہوا تھا۔

''ابرش میری بچی، یہ کیا اتنی جلدی سونے کی تیاری، بیٹا کھانا تو کھالو۔'' عائشہ بیگم اس کے پاس بیڈ پہ بیٹھ گئیں۔

''ماں مجھے بھوک نہیں ہے۔'' اس نے آنکھوں سے بازو ہٹایا۔

''ارے کیوں بھوک نہیں ہے تمہیں، نہ صبح تم نے ڈھنگ سے ناشتہ کیا نہ دوپہر میں ٹھیک کھانا کھایا اور اب کہہ رہی ہو کہ تمہیں بھوک نہیں ہے۔'' عائشہ بیگم نے پیار اور تفکر سے اس کے ماتھے پہ آئے بال ہٹائے۔

''کیا بات ہے ابرش، تم جب سے آئی ہو مجھے پریشان لگ رہی ہو۔''

''ماں میں کتنی بار آپ کو بتاؤں کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے کیوں آپ بلاوجہ پریشان ہو رہی ہیں۔'' وہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے نظریں چراتی ہوئی بولی تو عائشہ بیگم بغور اس کے چہرے کو دیکھنے لگیں۔

''ماں ہوں تمہاری، نو مہینے اس کوکھ میں رکھ کر تم کو جنم دیا ہے میں نے، جب بولنا نہیں آتا تھا تمہیں تو تب بھی سمجھ جاتی تھی میں کہ تمہیں کیا چاہیے، چہرہ دیکھ کر بتا سکتی ہوں تمہارے دل کا حال، فون پہ آواز سن کر تمہاری خوشی اور اداسی کا اندازہ لگا سکتی ہوں میں اور تم کہہ رہی ہو کہ مجھے وہم ہو گیا ہے۔'' عائشہ بیگم اس کے ہاتھ تھامے آبدیدہ ہو گئی تھیں۔

''شکل دیکھو اپنی آئینے میں نئی نویلی دلہنوں کے چہرے اتنے ویران اور اداس نہیں ہوتے۔'' عائشہ بیگم کی باتوں پہ یک دم ہی اس کا دل بھر آیا تھا، وہ جو اتنے دنوں سے اپنے پہاڑ جیسے غم کو اپنے ننھے سے دل میں چھپائے ہوئے تھی یک دم عائشہ بیگم کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

''ارے میری جان میری بچی، یہ...... یہ کیا؟'' عائشہ بیگم بھی گھبرا گئیں تھیں۔

''ابرش میری جان کیا ہوا ہے؟ کچھ بتاؤ تو سہی۔'' وہ بار بار پوچھ رہی تھیں اور وہ بس روئے جا رہی تھی، دفعتاً دروازے پہ کھٹکا ہوا تھا اور اکرام صاحب کمرے میں داخل ہوئے تھے، ابرش خاموش ہو گئی تھی۔

''ارہم آیا ہے، کوئی چائے پانی کا بندوبست کرو۔'' اکرام صاحب کی اطلاع پہ ابرش فوراً عائشہ بیگم سے الگ ہو گئی تھی اور اس نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کر لئے تھے۔

''اس وقت، خیر تو ہے؟'' عائشہ بیگم بیڈ سے اٹھیں۔

''ہاں بھئی خیر ہی ہو گی، تم باہر تو آؤ۔'' اکرام صاحب کی بات پہ وہ ایک بار پھر ابرش کی طرف پلٹیں۔

''ابرش اگر ارہم نے آنا تھا تو بیٹا مجھے بتا تو دیتیں میں کھانے میں اہتمام کر لیتی، کچھ ڈھنگ کا بنا لیتی؟''

''ماں مجھے خود اندازہ نہیں تھا ارہم کے یہاں آنے کا، انہوں نے مجھے بھی نہیں بتایا کہ وہ یہاں آ رہے ہیں۔'' ابرش بیڈ سے اٹھتی ہوئی بولی تو عائشہ بیگم اکرام صاحب کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئیں، ابرش کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا اسے ایک ہفتہ ہو گیا تھا یہاں آئے ہوئے مگر وہ ابھی تک اپنے اور ارہم کے رشتے کی اصل سچائی اپنے ماں باپ کو نہیں بتا پائی تھی۔

شاید وہ خود اسے یہاں طلاق دینے پہنچ گیا تھا، اس سوچ نے ابرش کی رہی سہی جان بھی کھینچ لی تھی، وہ بڑی مشکل سے اپنے بے جان وجود کو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

کھینچ کر واش روم میں لائی تھی اور آئینے کے سامنے کھڑی ایک بار پھر سے رونے لگی تھی، بہت سارا رو لینے کے بعد اب وہ اپنے منہ پہ پانی کے چھینٹے مار رہی تھی جب واش روم کے دروازے پہ دستک ہوئی تھی اور عائشہ بیگم کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

''ابرش بیٹا، ارہم تم سے ملنا چاہتا ہے۔'' عائشہ بیگم اطلاع دے کر شاید واپس چلی گئی تھیں اور وہ بے جان وجود کے ساتھ واش روم سے نکل کر کھڑکی کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی، آج چاند کی چودہ تاریخ تھی، اسے ایسا لگا جیسے رات کے آنچل پہ روشنی بکھیرتا چاند اس کے زخموں پہ اس کی حالت پہ مسکرا رہا ہو، اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا، عقب سے دروازہ کھول کر کوئی اندر آیا تھا، اس نے پلٹ کر نہ دیکھا اور کھڑکی کا دروازہ کھول دیا، عقب سے قدموں کی آہٹ قریب سے قریب ہو رہی تھی، اس نے کھڑکی کو زور سے پکڑ لیا، اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی گر جائے گی۔

قدموں کی آہٹ اب رک گئی تھی، چند لمحے بالکل خاموشی چھائی رہی۔

''کیسی ہو؟'' عقب سے ارہم کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی، مگر اس کا جواب دینے کی ہمت ابرش میں نہ تھی، اسے ایسا لگ رہا تھا کہ اگر وہ بولی تو رو پڑے گی اور وہ اس وقت ارہم کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔

''مجھے بیٹھنے کے لئے بھی نہیں کہو گی؟'' اگلا سوال کیا گیا، جواباً خاموشی۔

''میں پہلی بار تمہارے گھر تمہارے کمرے میں آیا ہوں، کچھ تو مہمان نوازی ہونی چاہیے میری۔'' اب کے ارہم نے شکوہ کرتے ہوئے کہا تو اس نے جھٹ سے پلٹ کر رخ موڑ لیا، وہ اس کے بے حد قریب کھڑا تھا، اس کے لبوں پہ دھیمی سی مسکراہٹ تھی مگر اس کی آنکھیں دیکھ کر وہ بے چین ہو گیا تھا۔

''تم رو رہی تھی؟'' بے اختیار ارہم نے اسے شانوں سے تھام کر بغور اس کا چہرہ دیکھا تو آنسو ٹپ ٹپ اس کی آنکھوں سے گرنے لگے۔

''مجھے یہاں آ کر طلاق دینے کا اب اور کون سا انتقام باقی تھا آپ کا؟ خاموشی سے پیپر بھجوا دیتے۔'' نم لہجے میں شکوہ کیا گیا، ارہم چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

''مانا کہ تم سے نکاح کرنا میرے انتقام کا حصہ تھا مگر میں اتنا ظالم بھی نہیں ہوں کہ تمہیں تمہارے ماں باپ کے سامنے آزاد کر کے ان پہ غم کا پہاڑ توڑ دوں، اس کے لئے تمہیں ایک بار میرے ساتھ میرے گھر چلنا ہو گا۔'' وہ دونوں ہاتھ اپنی جینز کی پاکٹ میں ڈالتے ہنوز اس کے چہرے پہ نظریں جمائے بولا تو وہ بے چین ہو اٹھی۔

''کیا مطلب ہے آپ کا؟ اب آپ کے ساتھ جانے کا میرا کوئی جواز نہیں بنتا، آپ مجھے یہیں طلاق کے پیپر بھجوا دیں۔'' وہ بضد ہوئی۔

''بھجوا دوں گا، مگر ابھی اور اسی وقت تمہیں میرے ساتھ گھر چلنا ہو گا، ڈیڈ تمہیں بہت مس کر رہے ہیں۔'' اب کے ارہم نے جواد چوہدری کا نام لیا۔

''بابا ٹھیک تو ہیں ناں؟'' اس نے بے تابی سے پوچھا، تو وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔

''ہاں ٹھیک ہیں مگر تمہیں بہت یاد کر رہے ہیں تم سے ملنا چاہتے ہیں۔'' ارہم نے آہستگی سے اسے بتایا، تو وہ متفکر ہو گئی۔

''ویسے سب ٹھیک تو ہے ناں، ابھی صبح ہی تو بابا کی مجھے کال آئی تھی ان سے بات ہوئی تھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میری۔'' ابرش نے قیاس کیا۔
''میں باہر گاڑی میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں، تم آجاؤ چلتے ہیں پھر۔'' وہ آہستگی سے کہہ کر کمرے سے نکل گیا اور باہر بیٹھے اکرام صاحب اور عائشہ بیگم سے اجازت لینے لگا۔
''اچھا انکل آنٹی مجھے اجازت دیجئے۔''
''ارے بیٹا تم ایسے کیسے جا سکتے ہو، نہ چائے نہ پانی؟'' عائشہ بیگم حیران ہوئیں، تو وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔
''پراس آنٹی میں ایک دو دن میں زیادہ ٹائم کے لئے آؤں گا ابھی کافی ٹائم ہو گیا ہے ایکچوئیلی ڈیڈ ابرش کے لئے بہت اداس ہو رہے تھے، آج سارا دن آفس میں اتنا بزی رہا کہ یہاں آنے کا ٹائم ہی نہیں ملا، ابھی فارغ ہو کر سیدھا یہیں آیا ہوں، ابرش کو ساتھ لے جانے کے لئے۔'' ارہم نے تفصیل بتائی۔
''وہ تو ٹھیک ہے بیٹا مگر کھانے کا وقت ہے مناسب نہیں ہو گا تم کچھ کھائے پیئے بغیر چلے جاؤ۔'' اکرام صاحب نے ایک بار پھر اسے روکا۔
''آئی سوئیر انکل پرسوں لنچ میں آپ دونوں کے ساتھ کروں گا، ابھی فی الحال جلدی ہے مجھے، ڈیڈ انتظار کر رہے ہیں ہمارا۔'' ارہم نے اکرام صاحب سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئے۔
''چلو جیسے تمہاری مرضی بیٹا، مگر پرسوں تم ہر حال میں ہمارے ساتھ لنچ کرو گئے۔'' اکرام صاحب نے یقین دہانی کروائی تو وہ مسکرا دیا۔
''جی ضرور انکل۔'' پھر وہ عائشہ بیگم سے اجازت لینے کے لئے آگے بڑھا تو انہوں نے ارہم کے سر پہ شفقت بھرا ہاتھ پھیرا۔
''اوکے آنٹی اجازت دیجئے۔''
''جیتے رہو بیٹا، اللہ سلامت رکھے تمہیں۔''
عائشہ بیگم نے اسے دعا دی، تب تک ابرش بھی کمرے سے نکل کر ان کے قریب آچکی تھی۔
''چلیں۔'' ارہم نے اسے دیکھا۔
''جی چلیں...... ماں...... ابا میں ارہم کے ساتھ جا رہی ہوں، بابا نے مجھے بلایا ہے۔''
''ہاں ہاں بیٹا خیر سے جاؤ، اپنے گھر جانے کے لئے ہم سے اجازت کی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔'' عائشہ بیگم نے پیار سے کہا تو لفظ اپنا گھر نے اسے اندر سے چھلنی کر دیا۔
اور پھر وہ ارہم کے ساتھ گاڑی میں آبیٹھی، وہ جن کپڑوں میں ملبوس تھی انہی میں ارہم کے ساتھ چل پڑی تھی، سارے راستے ارہم نے اس سے کوئی بات نہ کی تھی وہ خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا تھا بس کبھی کبھی گردن موڑ کر اس پہ نگاہ ڈال لیتا جو بے حد خاموش اپنی گود میں دونوں ہاتھ رکھے نا جانے کن سوچوں میں گم تھی۔
یہاں تک کہ گاڑی گھر کے پورچ میں رک گئی تھی، وہ آہستگی سے گاڑی سے باہر نکل آئی۔
ارہم نے گاڑی لاک کی اور اندر کی طرف بڑھا وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی، اندر آکر وہ بے اختیار جواد چوہدری کے کمرے کی طرف بڑھی۔
''ابھی اس حلیے میں ڈیڈ کے سامنے مت جاؤ۔'' ارہم نے اسے روکا۔
''مگر کیوں کیا ہوا ہے میرے حلیے کو؟'' اس نے خود پہ ایک سرسری نگاہ ڈالی۔
''میرا مطلب ہے کہ پہلے تم فریش ہو جاؤ، کمرے میں جا کر تھوڑا حلیہ درست کر لو، مسلسل رونے سے تمہاری آنکھیں سوجی ہوئی ہیں، ڈیڈ تمہیں اس طرح دیکھ کر پریشان ہو جائیں گے۔'' ارہم کی بات پہ وہ سر ہلا کر کمرے کی طرف بڑھی اور پھر جب وہ کمرے کا دروازہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کھول کر اندر آئی تو تازہ پھولوں کی مہک نے اس کا سواگت کیا، کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا، عقب سے ارہم نے کمرے کی لائٹ آن کی تو وہ چاروں طرف پھولوں کے خوبصورت سجے ہوئے بو کے دیکھ کر حیرت سے ارہم کی جانب پلٹی۔

''یہ...... یہ سب کیا ہے؟ کیا آج رینا کے ساتھ آپ کا نکاح ہے؟'' ابرش کے حلق سے بمشکل آواز نکلی تو ارہم مسکراتا ہوا اس کے بالکل قریب آ گیا اور اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے آہستگی سے بولا۔

''نکاح تو میرا ہو چکا ہے، یوں سمجھو شادی کی فرسٹ نائٹ سیلی بریٹ کرنے کے لئے انتظام کیا ہے میں نے۔'' ارہم نے ہنوز مسکراتے ہوئے اسے اطلاع دی تو وہ اس کا حصار توڑتے ہوئے بولی۔

''تو پھر میرے زخموں پہ نمک چھڑکنے کے لئے مجھے یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی۔'' اس کی آواز بھرا گئی تھی۔

ارہم نے اس کی کوشش کو کامیاب نہیں ہونے دیا تھا اور اسے ایک بار پھر اپنے قریب کرتے ہوئے آہستگی سے بولا۔

''نکاح تو میرا تم سے ہو ہی چکا ہے، یہ سب تمہارے لئے ہے صرف تمہارے لئے۔'' اس کے گمبھیر لہجے میں چند لمحے وہ اسے دیکھتی رہی۔

''اور رینا، اس سے شادی؟'' بے اختیار حیرت و بے یقینی سے پوچھا گیا۔

''رینا میرا ماضی تھی، تم میرا حال ہو میرا مستقبل ہو، میں...... میں ساری زندگی تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔'' اس کی بے قراری دیدنی تھی۔

''ارہم اگر یہ مذاق ہے تو بہت برا اور جان لیوا مذاق ہو گا میرے لئے، مجھ سے جو بھی بدلہ لینا ہے آپ کو پلیز وہ ایک ہی بار لے لیجئے مجھ سے یہ روز روز قسطوں میں تم سہنا، یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔'' وہ ہونقوں کی طرح نا سمجھی میں اسے دیکھ رہی تھی، لہجے میں بے بسی تھی، ارہم نے اسے اپنے حصار میں لئے بیڈ پہ آ گیا۔

''جان لیوا مذاق تو تم نے میرے ساتھ کیا ہے، جس لڑکی سے میں نے انتقام لینے کے لئے نکاح کیا، وہ میری زندگی کی سب سے اہم ضرورت بن گئی جس کے بغیر میں میرا یہ کمرہ میرا یہ گھر اور سب سے بڑھ کر میرا یہ دل ایک اجڑے ہوئے تباہ شدہ شہر کی طرح رنج و غم کی تصویر بن گیا، تمہارے بغیر تمہارے بعد میں نے وہ محسوس کیا جو میں کبھی رینا کے بغیر محسوس نہیں کر سکا، تم میرا عشق نہیں ہو، مگر میری عادت بن گئی ہو، میری سب سے اہم ضرورت ہو، مجھے لگتا ہے میں، میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا، میرا میرے گھر کا میرے والدین کا جس طرح تم خیال رکھ سکتی ہو وہ رینا بھی نہیں رکھ سکتی، میں تمہیں طلاق نہیں دینا چاہتا، آئی نیڈ یو ابرش، مجھے زندگی میں سکون چاہیے اور وہ صرف تم مجھے دے سکتی ہو۔'' وہ اب اس کے ہاتھ تھامے اس کی آنکھوں میں بے قراری بے جھانکتا ہوا التجا کر رہا تھا۔

ابرش نے اس کے ہاتھ تھام لئے تھے، خوشی و حیرت و بے یقینی سے اس کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر اس کے ہاتھوں پہ گرنے لگے تھے۔

''اور رہی بات محبت کی تو آئم شیور، اسے تم سے ہونے سے شاید میں خود بھی نہ روک سکوں، رینا میری ٹین ایج کا ایک غلط انتخاب تھی اور تم میری سنجیدہ زندگی کا ایک سنجیدہ اور اہم فیصلہ ہو۔'' ارہم اب اپنے ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کر رہا تھا۔

''مجھے لگ رہا ہے میں کوئی خواب دیکھ رہی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہوں۔'' وہ بے یقینی سے بولی۔

''یہ خواب نہیں حقیقت ہے اور اس بات کا اندازہ تمہیں ابھی ہو جائے گا۔'' ارہم اس کے بال سنوارتا ہوا دھیرے سے مسکرایا۔

تو وہ بلش ہو گئی، زندگی کبھی کبھی ہمیں غموں کے دوران ایسی بھی خوشیاں دے جاتی ہے کہ پھر ان غموں کی پرچھائیاں ہمیں پل بھر میں چھٹتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں ابرش کو بھی اپنی زندگی سے غموں کی پرچھائیاں چھٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں، آنے والے دن اور زندگی مسکراتی ہوئی اسے اپنی بانہوں میں سمیٹنے کو بے تاب دیکھائی دے رہی تھی۔

زندگی نے اس سے امتحان لیا تھا تو وہ اس امتحان میں مکمل ایمان، صبر اور حوصلے سے آج سرخرو بھی ہو گئی تھی۔

آج اللہ کی رحمت اور کرم نوازی پہ اس کا ایمان اور بھی پختہ ہو گیا تھا اسے زندگی نے بتا دیا تھا کہ تلخیاں زندگی کو جتنا بھی بدصورت کیوں نہ بنا دیں بالآخر خوشیاں ایک نہ ایک دن ان تلخیوں کو کسی ربڑ کی طرح مٹا کر زندگی کے دروازے پہ کچھ خوبصورت اور خوشیوں سے بھرپور تحریر ضرور لکھ جاتی ہیں جن کو پڑھنے سے دل و دماغ روشن ہو جاتا ہے۔

انسان کا دل مطمئن ہو جاتا ہے اسے روشنی کی ایک کرن نظر آ جاتی ہے اور پھر اس امید روشنی کی کرن تھام کر زندگی کا باقی سفر کاٹنا مشکل نہیں رہتا۔

سو ابرش بھی اسی امید اور روشنی کی کرن کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی، وہ ارہم کی ضرورت بن گئی تھی اس کی محبت بھی کسی نہ کسی دن اسے بن ہی جانا تھا۔

☆☆☆

پانچ سال کے بعد:۔

وہ کاٹن نیٹ کے ایک عام سے اور سادہ سے شلوار قمیض میں ملبوس تھی، کندھوں پہ اسی شلوار قمیض کا ہم رنگ دوپٹہ پھیلائے، وہ بیڈشیٹ درست کرنے کے بعد اب عجلت میں کمبل تہہ کر رہی تھی جب واش روم سے کومیل نے اسے آواز دی تھی۔

''ذوناش ٹاول پکڑاؤ مجھے۔''

''اف کتنے بھلکو ہو تم، روز ٹاول تمہارے ہاتھ میں پکڑاتی ہوں اور روز تم کمرے میں رکھ کر واش روم سے مجھے آواز دیتے ہو۔'' وہ مسکراتی ہوئی قریبی صوفے پہ رکھا ٹاول اٹھا کر واش روم کے دروازے کے قریب آئی۔

''لو پکڑ لو۔'' اس نے ٹاول دروازے کے قریب کیا۔

''کیا کروں یار بھول جاتا ہوں، شادی نے مت مار کے رکھ دی ہے۔'' واش روم سے کومیل کی شریر انداز میں آواز سنائی دی اور اگلے ہی لمحے اس نے دروازے سے بازو نکال کر اس کی کلائی پکڑ لی تھی اور اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

''ٹاول پکڑو، میں نے کلائی پکڑنے کو نہیں کہا ہے۔'' ذوناش نے مسکراتے ہوئے اسے یاد دلایا اور اپنی کلائی اس کے ہاتھ سے چھڑائی۔

''او سوری۔'' اب ٹاول پکڑا گیا، تو وہ مسکراتی ہوئی روم میں آ گئی اور الماری کھول کر اس کی پریس شدہ شرٹ نکالنے لگی، اس کے لبوں پہ ابھی تھوڑی دیر پہلے کومیل کی شرارت مسکراہٹ بن کر کھل گئی تھی تب تک وہ بھی جینز کے اوپر بنیان پہنے روم میں آ چکا تھا اور اس کے عقب میں بے حد قریب کھڑے ہو کر اس کے بالوں سے کیچر نکالتے ہوئے دھیرے سے بولا۔

''ویسے بیوی کو اتنا خوبصورت نہیں ہونا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

چاہیے جتنی تم ہو۔'' اس کے سیدھے اور لمبے ریشم جیسے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کومیل نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا جی، مگر وہ کیوں؟'' ذوناش اس کی شرٹ پکڑے ایک دم سے پلٹی اور اس سے ٹکرائی، وہ اس کے پیچھے اس کے بے حد قریب کھڑا تھا، کومیل نے اسے شانوں سے پکڑ کر خود سے قریب کرتے ہوئے گمبھیر لہجے میں کہا۔

''جس کی بیوی تم جیسی حسین وجمیل ہو، اس بندے کا کام کاج میں کیا خاک دل لگے گا، اس کا دل تو چاہے گا کہ وہ ہر دوسرے دن آفس سے چھٹی کرے اور اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھ کر کوئی اچھی سی رومانٹک مووی دیکھے اس کے حسن پہ قصیدے پڑھے، اس کے ساتھ لانگ ڈرائیو پہ جائے اور......اور۔'' وہ مزید کچھ کہنے والا تھا۔

''اور یہ سب صرف سنڈے کو ممکن ہو سکتا ہے اور سنڈے میں ابھی پانچ دن باقی ہیں۔'' ذوناش نے اس کی گرفت سے نکلتے ہوئے مسکرا کر اسے یاد دلایا تھا اور ہنوز مسکراتے ہوئے اسے کسی بچے کی طرح شرٹ پہنانے لگی۔

''یار ایک تو یہ سنڈے بھی اتنے لمبے انتظار کے بعد آتا ہے اور اتنی جلدی گزر جاتا ہے؟'' کومیل نے بے چارگی سے ذوناش کو دیکھا، وہ شادی کے بعد اور بھی پرکشش ہو گئی تھی، میک اپ سے مبرا صاف وشفاف چہرہ، خوبصورت خدوخال تراشیدہ گلابی ہونٹ، ستواں ناک اور ناک میں چمکتا ننھا سا وہ ڈائمنڈ نوز پن لمبی خوبصورت گردن اور گردن پہ موجود سیاہ تل، شادی سے پہلے اسے اکثر بے چین کیا کرتے تھے، مگر آج وہ اس کی ملکیت تھی، اس کے نکاح میں تھی، اس کی شرعی بیوی تھی، وہ استحقاق سے اس کے ناک میں چمکتے نوز پن کو، اس کی گردن پہ موجود تل کو چھوا کرتا تھا، اس کو اس کے حسن کو سراہا کرتا تھا، ایسا کوئی دن نہ ہوتا، جب وہ اس کی تعریف نہ کرتا تھا، ایسا کوئی پل نہ ہوتا جب وہ اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش نہ کرتا، ان پانچ سالوں میں ہر گزرتے دن کے ساتھ کومیل کو اس کے لئے اپنی محبت بڑھتی ہوئی محسوس ہوئی تھی، اب وہ اس کی شرٹ کے بٹن بند کر رہی تھی اور وہ اسے محبت پاش نظروں سے دیکھ رہا تھا اور فرصت سے جیسے اسے کوئی کام ہی نہ ہو۔

''یو نو کبھی کبھی مجھے لگتا ہے میں دو بچے اکٹھے پال رہی ہوں، چار سال کا بچہ مجھے اتنا تنگ نہیں کرتا جتنا مجھے یہ تیس سال کا بچہ تنگ کرتا ہے۔'' ذوناش کے لہجے میں شرارت بھری خفگی تھی اس کی بات پہ کومیل ہنسنے لگا تھا، اب وہ ٹیبل سے کف لنکس اٹھا کر اسے لگا رہی تھی۔

''اچھا تو میں تمہیں تنگ کرتا ہوں؟'' کومیل کے لبوں پہ اب بھی مسکراہٹ رقصاں تھی اور وہ گہری نگاہوں سے ذوناش کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا، اب وہ ٹائی لے کر اس کے مقابل کھڑی تھی۔

''ہاں تو اور کیا، جس طرح ایک ماں اپنے بچے کو اسکول بھیجنے کے لئے اسے روز تیار کرتی ہے بالکل اسی طرح تمہیں آفس بھیجنے کے لئے تیار کرنا پڑتا ہے مجھے۔'' ذوناش اب خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورتی ہوئی اس کی ٹائی کی ناٹ لگا رہی تھی۔

''تمہارا میرے آس پاس رہنا، تمہارا میرے آگے پیچھے پھرنا تمہارا یہ میرے تمام چھوٹے موٹے کام کرنا، مجھے بہت اچھا لگتا ہے، مجھے بہت خوشی دیتا ہے، تمہیں پانے کے بعد تم سے اور بھی والہانہ عشق کرنے لگا ہوں میں۔'' کومیل کے لہجے میں اس کے لئے دنیا جہان کا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پیار عود آیا تھا اور اس نے ذوناش کی کمر کے گرد اپنے بازو پھیلا کر اسے خود سے بھینچ لیا تھا، اس کی آواز کسی سرگوشی سے کم نہ تھی۔

اس کی قربت اس کی والہانہ محبت ذوناش کے سب غموں اور اس کے ماضی کی تمام تلخیوں کو بھلا دیتی تھی۔

''سیم ٹو یو کومیل، اگر تم نہ ہوتے، تو میری زندگی کبھی اتنی خوبصورت نہ ہوتی، مجھے بھی ایک مکمل فیملی کی محبتیں نہ ملتیں، میں بھی اتنی پرسکون سادہ اور ایک عام سی خوبصورت لائف نہ گزار پاتی، آئی رئیلی لو یو، مجھے ہر روز تمہیں یہ بتانا اچھا لگتا ہے اور تمہارے چھوٹے چھوٹے یہ کام کرنا بھی، سچ تو یہ ہے کہ مجھے بھی تمہارا پیار ذہنی سکون دیتا ہے، تمہاری یہ محبتیں مجھے ریلیکس کر دیتی ہیں۔'' وہ بھی اس کے سینے پہ سر رکھے دھیرے سے اپنے اندر کے سچ کو اس کے کانوں میں انڈیل رہی تھی، کومیل اس کے اظہار پہ دھیرے سے مسکرا دیا تھا۔

''میری جان جانتا ہوں میں، تم جس طرح سے میرا اور میرے گھر والوں کا خیال رکھتی ہو، میرے دل میں، تمہارا مقام اور بھی بلند ہو جاتا ہے۔'' اب وہ اس کے بالوں میں پیار سے ہاتھ پھیر رہا تھا، ذوناش ایک بہترین اور محبت کرنے والی بیوی تھی۔

''تمہارا گھر اب میرا گھر ہے اور یہ میری فیملی ہے مجھے سب کا خیال رکھنا اچھا لگتا ہے۔'' وہ دھیرے سے بولی تھی۔

''اور مجھے اس وقت اور بھی اچھا لگے گا جب میں آج آفس سے چھٹی کروں گا۔'' اس کے گھنے اور لمبے بال ایک طرف سمیٹ کر اب کومیل کی نظریں اس کی خوبصورت گردن پہ موجود سیاہ تل پہ مرکوز تھیں۔

شگفتہ شگفتہ رواں دواں

ابن انشا کے شعری مجموعے

آج ہی اپنے قریبی بک اسٹال یا براہ راست ہم سے طلب فرمائیں

لاہور اکیڈمی

پہلی منزل محمد علی امین میڈیسن مارکیٹ 207 سرکلر روڈ اردو بازار لاہور
فون: 042-37310797, 042-37321690

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"جی نہیں فی الحال تمہیں آفس سے چھٹی کی اجازت ہرگز نہیں دی جا سکتی۔" ذوناش نے مسکراتے ہوئے اس کی گرفت سے نکلنا چاہا، مگر کامیاب نہ ہو سکی، کومیل نے اس کی کمر کے گرد اپنے بازو پھیلا رکھے تھے۔

"تم کتنی ان رومانٹک ہوتی جا رہی ہو۔" اس نے دھیرے سے کہا اس کے لہجے میں شکوہ تھا، محبت بھرا شکوہ، اس کی انگلیاں اب اس کی گردن پہ سیاہ تل کو چھو رہی تھیں۔

"تم جو اتنے رمانٹک ہو گئے ہو۔" ذوناش نے مسکراتے ہوئے ہلکا سا اس کے بازو پہ مکا مارتے ہوئے کہا، تو وہ دھیرے سے ہنس دیا۔

"یہ محبت، عشق، رومانس کہاں آتا تھا مجھے؟ یہ سب تو میں نے تم سے سیکھا ہے۔" کومیل نے جان بوجھ کر اسے چھیڑا تھا۔

"ہاں میں تو جیسے محبت عشق اور رومانس پہ لیکچر دیتی تھی ناں تمہیں ہر وقت ہر لمحہ اور خود تم انگوٹھا چوسنے والے ننھے سے ناسمجھ اور معصوم سے بچے تھے؟ تمہیں تو کچھ آتا ہی نہیں تھا۔" ذوناش کو اس کا خود کو معصوم اور بے ضرر ثابت کرنا ایک آنکھ نہ بھایا تھا، جبھی وہ غصے میں کہہ کر اس سے الگ ہونے کی کوشش کر رہی تھی، مگر یہ کوشش ابھی تک کامیاب نہ ہو سکی تھی، کومیل اس کے انداز پہ اب ہنسنے لگا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے غصے میں تم اور زیادہ جان لیوا لگتی ہو، اسی لئے تمہیں جان بوجھ کر غصہ دلاتا ہوں میں تاکہ تمہارا یہ روپ دیکھ سکوں۔" کومیل نے ایک بار پھر دھیرے سے اسے خود سے قریب کرتے ہوئے اس کے صبیح چہرے کو اپنی بصارتوں میں جذب کرتے ہوئے کہا تو ذوناش کے تراشیدہ گلابی ہونٹ پہ ایک دھیمی اور شرمگیں مسکراہٹ دوڑ گئی، اس کی خوبصورت آنکھیں اور آنکھوں پہ لمبی گھنی پلکیں جھک گئیں تھیں اور اس کے رخساروں پہ سایہ ڈالنے لگی تھیں۔

"میں اس دنیا کی سب سے خوش نصیب لڑکی ہوں کومیل، مجھے تمہارا ساتھ ملا ہے، تمہاری والہانہ محبت ملی ہے، میں تمہارے نکاح میں ہوں، تمہارے اس چھوٹے سے پرسکون گھر میں ہوں، جہاں مجھے ایک باپ کی شفقت، ایک ماں کا بے لوث پیار اور ایک بہن کی پرخلوص چاہتیں ہر وقت ہر لمحہ ملتی ہیں اور میرے ماضی کے تمام دکھوں کو دھو ڈالتی ہیں، ان سب کے لئے میں تمہاری ہمیشہ شکر گزار رہوں گی۔" ذوناش اس کے دل پہ دھیرے دھیرے ہاتھ پھیرتی اعتراف کرتی ہوئی بولی تو وہ مسکرا دیا۔

"یہ سب تمہارا حق تھا میری جان، میری اور میرے گھر والوں کی محبتوں میں کبھی کمی نہیں آئے گی، آئی پرامس۔" کومیل نے اس سے وعدہ کرتے ہوئے اپنے ہونٹوں سے اس کے ماتھے پہ بوسہ ثبت کرنے کی کوشش کی تھی، مگر اگلے ہی لمحے دھاڑ سے دروازہ کھول کر کوئی کمرے میں آیا تھا اور وہ دونوں ہی بری طرح سے گڑبڑا کر ایک دوسرے سے الگ ہو گئے تھے۔

"بابا...... ماما...... اب آ بھی جاؤ...... ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔" چار سال کا ننھا ذونین دروازے کے بیچ و بیچ کھڑا جینز اور ٹی شرٹ میں ملبوس بہت کیوٹ لگ رہا تھا، ذوناش نے بھاگ کر ذونین کو اٹھا لیا تھا اور بےساختہ اسے چومتے ہوئے اسے گود میں اٹھائے کومیل کے پاس لے آئی تھی۔

"ذونین میری جان، میری زندگی۔" کومیل نے بھی مسکراتے ہوئے والہانہ محبت سے اس کے گالوں پہ بوسہ ثبت کیا تھا، اب وہ ذوناش کی گود سے باپ کی گود میں چڑھ گیا تھا اور کومیل

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سے لاڈ پیار کر رہا تھا۔

"ویسے ذونین یار تو ہمیشہ بہت غلط وقت پہ انٹری دیتا ہے، پانچ منٹ اور دادا دادی کے پاس نہیں رہ سکتا تھا کیا؟" کومیل نے اسے گدگدی کرتے ہوئے مسکرا کر کہا، جواباً وہ کھلکھلا کر ہنس رہا تھا اور ہنستا جا رہا تھا، ذوناش ان دونوں کو محبت پاش نظروں سے دیکھ رہی تھی، وہ دونوں ہی اس کی زندگی تھے، اس کے دل کی دھڑکن اس کے وجود میں دوڑتی ہوئی سانسوں کی طرح۔

"I was getting boared while waiting for you۔" اب ذونین نے نروٹھے انداز میں منہ پھلا کر کہا تھا، اس کے انداز پہ کومیل کے ساتھ ساتھ ذوناش بھی مسکرا دی۔

"I am sorry to keep you waiting۔" کومیل پیار سے گود میں اٹھائے ننھے ذونین کے بال بکھیرتے ہوئے بولا، تو ذونین نے باپ کے گلے میں بازو ڈالتے ہوئے ایک نئی فرمائش کی۔

"صرف سوری سے کام نہیں چلے گا بابا مجھے ایروپلین چاہیے، ایسے اڑنے والا ایروپلین۔" ذونین نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا۔

"ارے واہ اور جو میں نے ایک ہفتہ پہلے تمہیں ایروپلین دلایا تھا؟"

"وہ تو میں نے توڑ دیا۔" ذونین نے خوشی سے چہکتے ہوئے اطلاع دی، تو کومیل نے مصنوعی خفگی سے ذونین کو دیکھا۔

"یار تم ٹوائز بہت توڑتے ہو، ایسا نہیں کرتے میری جان۔" کومیل نے اسے پیار سے سمجھایا۔

"اوکے بابا، آئی پرامس، آئندہ میں کبھی ٹوائز نہیں توڑوں گا۔" ذوناش اور کومیل اس کے انداز پہ مسکرا دیے۔

"آپ ٹوائز لینے سے پہلے ہر بار ایسے ہی کہتے ہیں۔" ذوناش نے اس کے گال چھوتے ہوئے اسے پیار سے یاد دلایا۔

"مما! اس بار میں پکے والا پرامس کر رہا ہوں۔" ذونین کے لہجے میں لاچارگی تھی، وہ بہت جینئس اور ذہین تھا چھوٹی سی عمر میں مکمل اور واضح جملے بولتا تھا، اس نے بے ساختہ سے انداز پہ کومیل اور ذوناش دونوں ہی مسکرانے لگے تھے۔

"ٹھیک ہے بھئی میرے بیٹے نے آج مجھ سے پکے والا پرامس کیا ہے، آج آفس سے واپسی پر آ کر میں اپنے بیٹے کو ٹوائے شاپ پہ لے جاؤں گا اور ڈھیر سارے ٹوائز دلاؤں گا۔" کومیل اسے ہنوز گود میں اٹھائے دروازے کی جانب بڑھا۔

"My parents are best parents in the world۔" ذونین نے کومیل کے گال پہ بوسہ لیتے ہوئے کہا، کومیل اور ذوناش ننھے ذونین کے تبصرے پہ ہنستے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئے تھے، جہاں ناشتے پہ اکرام صاحب عائشہ بیگم ان کا انتظار کر رہے تھے، ذوناش محبت سے گندھی ایک پرفیکٹ فیملی کا حصہ بن چکی تھی اس کی زندگی میں اب سکون ہی سکون تھا، محبتیں ہی محبتیں تھیں، وہ ایک سادہ اور ایک عام سی زندگی گزار رہی تھی اور بہت خوش تھی، دو سال پہلے، جیل میں کمال قریشی دل کا دورہ پڑنے کے باعث خالق حقیقی سے جا ملے تھے۔

شادی کے بعد کومیل اسے ہنی مون پہ کہیں کسی اور ملک میں نہیں لے کر گیا تھا، وہ اسے عمرے کی ادائیگی کے لئے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ لے کر آیا تھا پندرہ دن کے لئے یہاں آ کر اسے احساس ہوا تھا کہ زندگی کیا ہے؟

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہتھیلی پہ رکھی ہوئی ایک خاک کی مانند کسی طاق میں رکھے ہوئے چراغ کی طرح زندگی کیا ہے اور اسے کیسا ہونا چاہیے، ذوناش کو اس حقیقت کا علم روضہ رسولؐ اور خانہ کعبہ میں بے ساختہ زارو قطار روتے ہوئے وہاں عبادت کرتے ہوئے ہوا تھا۔

وہاں سے آ کر اسے کبھی کبھی ایسا لگتا جیسے اس کی روح وہیں رہ گئی ہو، اس نے نماز باقاعدگی سے پڑھنی شروع کر دی تھی، وہ گھر سے باہر نکلتی تو مکمل شرعی پردے میں نکلتی، وہ عبایا پہننے لگی تھی، کومیل نے اسے اپنا طرز زندگی بدلنے پہ مجبور نہیں کیا تھا وہ خود اللہ کی رضا سے ظاہری اور باطنی طور پہ بدل گئی تھی۔

یہی وجہ تھی کہ ذوناش نے کمال پیلس کو بے سہارا اور یتیم بچوں کے لئے Orphanage house بنا کر اسے Sweet children home کا نام دے دیا تھا۔

جہاں ان بے سہارا معصوم اور یتیم بچوں کو رہائش خوراک اور ایجوکیشن کے ساتھ ساتھ انہیں ہنر مند بھی بنایا جا رہا تھا تا کہ وہ اپنے آنے والی عملی زندگی میں ایک کامیاب انسان اور شہری بن کر اس معاشرے میں سروائیو کر سکیں، کمال پیلس کے تمام پرانے ملازمین کو اس ادارے میں انہی کاموں پہ معمور کر دیا گیا تھا جو وہ ہمیشہ سے سر انجام دیتے آئے تھے۔

مریم خاتون کو اس ادارے کا انچارج بنا دیا گیا تھا، جو اس ادارے کے تمام امور کی دیگر اسٹاف کے ساتھ مل کر دیکھ بھال کرتی تھیں۔

کمال قریشی کی تمام دولت اس ادارے کے نیک مقاصد پہ خرچ ہو رہی تھی۔

کومیل کو ایک بہت بڑی ملٹی نیشنل کمپنی کی مین برانچ میں بطور سیکیورٹی انچارج کے جاب مل گئی تھی اور ذوناش ایک اچھی اور کفایت شعار بیوی کی طرح اس کی سیلری میں بخوشی گزارا کیا کرتی تھی۔

کومیل اور ذوناش اپنی ہنستی مسکراتی اور مصروف زندگی سے ٹائم نکال کر باقاعدگی سے کمال پیلس (جو اب ایک Sweet children home میں بدل دیا گیا تھا) جاتے اور وہاں ان بے سہارا بچوں کے ساتھ وقت گزارتے جنہیں اب ذوناش نے بے سہارا اور بے آسرا نہیں رہنے دیا تھا۔

کومیل آفریدی نے اس کی زندگی میں آ کر اس کی زندگی کو اور اسے بدل کر رکھ دیا تھا اور بے شک یہ اللہ کی رضا سے ہوا تھا اور اللہ سے بڑھ کر آپ کے لئے بہترین سوچنے والا بھلا اور کون ہو سکتا ہے۔

☆☆☆

اچھی کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالیئے

ابن انشاء

☆ اردو کی آخری کتاب ....

☆ خمار گندم ....

☆ دنیا گول ہے ....

☆ آوارہ گرد کی ڈائری

☆ ابن بطوطہ کے تعاقب میں ....

☆ چلتے ہو تو چین کو چلیئے ....

☆ نگری نگری پھرا مسافر ....

لاہور اکیڈمی، چوک اردو بازار، لاہور

فون نمبرز 7321690-7310797

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com
Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

روز عامل بدلتا ہوں
مگر تیرا آسیب نہیں جاتا
''بیٹا پری بہت اچھی لڑکی ہے پہلے تو میں اسے جانتی نہیں تھی مگر اب میں مل چکی ہوں اسے بہت پیاری سلجھی ہوئی ہے، پر خلوص سی، ہاں کر دو، مجھے امید ہے وہ جلد تمہیں سنبھال لے گی۔'' بلقیس بیگم نے بیٹے کو پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''مما جب کہہ دیا ہے میں نے نہیں کرنی شادی تو نہیں کرنی، میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔'' کتنے دنوں سے اک ہی بات سن کر وہ بھی تھک گیا تھا، مگر بلقیس بیگم بھی کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتی، جیسے ہی وہ گھر آتا اسے پکڑ لیتی اور سمجھانے بیٹھ جاتی۔

''مگر کب تک؟ ساری زندگی یوں نہیں گزرے گی، اک انسان کے مر جانے سے زندگی رک تھوڑی جاتی ہے بیٹا، میں بھی جانتی ہوں ہاہا بہت پیاری کیئرنگ لونگ تھی، تمہاری محبت تھی تمہارے بچوں کی ماں تھی مگر اب اسے کہاں سے لائیں؟ وہ اللہ کی امانت تھی اس نے لے لی ہے، اپنے لیئے نہ سہی اپنے بچوں کو دیکھو، آج تو میں ہوں کل کو میں بھی نہ رہی تو؟ کیا بنے گا ان دونوں بچوں کا؟'' وہ گلوگیر لہجے میں بولیں۔

''مما کچھ نہیں ہوگا آپ کو، اللہ آپ کو میری بھی عمر لگائے اور بچوں کو میں خود بھی دیکھ سکتا ہوں، کوئی ضرورت نہیں مجھے کسی کی، ویسے بھی اس لڑکی کی تو قطعاً نہیں جو میرا نمبر لے کر لائن مارتی رہی کہ افیئر چل جائے تو شادی ہو جائے، میں نہیں منہ لگایا تو آگے میرے دوستوں سے چکر چلا لیا، وہ سنبھالے گی میرے بچوں کو؟ کبھی بھی نہیں۔'' وہ قطعی لہجے میں بولا تھا۔

''میں ملی ہوں اس سے بیٹا وہ بہت پیاری بچی ہے، مخلص صاف دل والی، سادی سی۔'' بلقیس بیگم بھی اپنے موقف سے ہٹنے کو تیار نہ تھیں اور وہ ماننے کو۔

''ہاہاہا...... سادی، مما مت بھولیے میں بھی ساتھ تھا دیکھا تھا میں نے بھی اک نظر، گاؤں میں رہنے کے باوجود کیسی اپ ٹو ڈیٹ تھی، پٹر پٹر بولتی جا رہی تھی بنا فل اسٹاپ، کوما لگائے اور آپ اسے سادا کہہ رہی ہیں، سوائے فیشن کے اسے کچھ نہیں اتہ پتہ، پینڈو لڑکی لا کر میں نداق نہیں بننا، ویسے بھی آپ کو پتہ ہے میری جاب کا، کسی پارٹی یا ایونٹ میں کہہ دیا وائف کو بھی لے کر آنا تو میں تو شرم سے ہی زمین میں گڑھ جاؤں گا ایسی وائف کو لے جا کر۔'' وہ طنزیہ ہنسا تھا، بلقیس بیگم سر پکڑ کر بیٹھ گئیں تھیں، کیونکہ وہ راحیل صاحب (پری کے فادر) سے بات کر چکی تھیں، انہیں یہ اندازہ نہ تھا زین یوں اکڑ جائے گا۔

''جو بھی ہے اب میں بات کر چکی ہوں زین، اب میں کیا کہوں کہ میرا بیٹا نہیں مان رہا، وہ بھی کہیں گے پہلے سے معلوم کر لینا تھا اپنے بیٹے کی مرضی۔'' یکدم بلقیس بیگم نے پینترا بدلا اور سخت لہجے میں بولیں، نرمی کر کے دیکھ لی تھی کوئی فائدہ نہ تھا۔

''واٹ؟ مما آپ نے مجھ سے پوچھے بنا ہی سب طے کر دیا۔'' وہ اسپرنگ کی طرح اچھلا تھا۔

''مجھے کیا پتہ تھا تم میری بات نہیں مانو گے، میں تو یہ جانتی تھی کہ میرا بیٹا بڑا فرمانبردار ہے، میری یہ بات مانتا ہے، جیسے کہوں گی مان لے گا۔'' ان کے اندر واضح مان تھا اور تھا بھی سچ وہ ماں بیٹا بعد میں پہلے گہرے دوست تھے، وہ ہر بات اپنی مما سے کرتا تھا، ایون کہ اپنے فون پر آنے والی رانگ کالز کا بھی بتاتا اور لائن مارنے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

والی لڑکیوں کا بھی، اک تو تھا بہت ہینڈسم دوسرا آرمی میں تھا سو لڑکیاں تو دیوانی تھیں، وہ سر پکڑ کے بیٹھ گیا تھا۔

"بیٹا ڈیڑھ سال ہو گیا ہے ماہا کو اس دنیا سے گئے اور تم یوں اداس پھرتے ہو جیسے آج کی بات ہے مجھ سے تمہاری یہ حالت نہیں دیکھی جاتی۔"

"مگر مما مجھ سے پوچھ تو لیتی نا آپ، وہ لڑکی کوئی بھی ہوتی مگر وہ پینڈو نہ ہوتی...... الو......" اس نے دانت پیسے تھے۔

"ٹھیک ہے پھر سے سوچ لو اک بار، پھر وہی ہوگا جو تم چاہو گے میں جواب دے دوں گی شرمندگی تو بہت ہوگی مگر میرے بچے کی زندگی سے بڑھ کر اور خوشی سے آگے کچھ نہیں۔" وہ اس کا ماتھا چومتی باہر نکل گئیں تھیں اور وہ اٹھ کر ماہا کی اور اپنی انلارج کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔

"یار کہاں چلی گئی ہو مجھے چھوڑ کر، مجھے تم بن جینا نہیں آتا، میں بہت تنہا ہو گیا ہوں، پلیز پھر سے لوٹ آؤ کہیں سے پلیز، میں کہاں سے لا کر دوں آیان اور شایان کو ان کی مما، ان کی اپنی مما، میں بیوی تو لے آؤں گا میرا چین تم ہو تمہیں کہاں سے لاؤں؟ اپنا سکون کہاں ڈھونڈوں؟" وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔

مجھ کو میری دعا نہیں لگتی
میرے حق میں دعا کرے کوئی

☆☆☆

پریشے درانی، بلقیس بیگم کے سیکنڈ کزن کی بیٹی تھی، بلقیس بیگم کی شادی اپنے والد کے دوست کے بیٹے سے ہوئی تھی جو کہ آرمی میں آفیسر تھے، جہاں جہاں ان کی پوسٹنگ ہوتی وہ ساتھ رہیں ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے مری کینٹ میں گھر لیا تھا، ان کے دو بچے تھے زین اور احمر، زین آرمی میں تھا اور احمر ابھی کیڈٹ کالج میں تھا، زین پری کا ہم عمر تھا، بچپن میں کبھی ان کی دوستی مگر پھر دور ہوتے ہوتے رابطے ہی ختم ہو گئے، بڑے لمبے عرصے بعد جب زین لیفٹیننٹ بنا تو وہ اپنی مما کے ساتھ گاؤں آیا تھا جب پری نے اسے دیکھا تھا، زین کی شادی اس کی مرضی سے اس کی کلاس فیلو سے ہوئی تھی جو ڈاکٹر تھی اور ڈیڑھ سال پہلے اپنے دو بچوں کی پیدائش پر کچھ پیچیدگیوں کے سبب زندگی ہار گئی تھی۔

ماہا میں زین کی جان تھی، ماہا کے بعد وہ بالکل ریزہ ریزہ ہو گیا تھا، بلقیس بیگم نے بڑی کوشش کی زین کی دوسری شادی کر دیں مگر وہ نہیں مانتا تھا، کافی عرصے بعد وہ کسی فوتگی پر گاؤں گئی تھیں تو پری پر نظر پڑ گئی وہ انہیں اتنی پسند آئی کہ اسی دن راحیل صاحب سے بات کر آئی تھیں، اب زین سن کر اکڑ گیا تھا کہاں وہ ایم بی بی ایس آرمی آفیسر اور کہاں وہ جاہل پینڈو لڑکی جو خوبصورت لڑکوں پر لائن مارتی پھرتی ہے، مگر اب وہ مما کو بھی شرمندہ نہیں کروانا چاہتا تھا بابا کسی کام سے گاؤں جا رہے تھے، اس نے بھی ساتھ جانے کا پلان کر لیا تھا اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا، مما کو اوکے کا سائن دیتا وہ بابا کے ساتھ گاؤں آ گیا تھا۔

☆☆☆

اس کی نظریں کب سے اِدھر اُدھر بھٹک رہی تھیں کہ کہیں وہ نظر آئے، مگر وہ بھی گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب تھی کافی دیر بیٹھنے کے بعد بابا سے بور ہونے کا کہتا اٹھا تھا۔

"بابا ایم بورنگ۔" اس کے لہجے میں واضح اکتاہٹ تھی۔

"اوہو، بیٹا آج گھر بھی نہیں کوئی ورنہ آپ کو کمپنی دیتا، سب اپنے اپنے کاموں پہ نکلے ہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اور ہم بوڑھوں کی گفتگو سے تو ظاہر ہے تم بور ہی ہو گے نا؟" راحیل صاحب مسکرا کر بولے تھے۔
"نہیں انکل کوئی بات نہیں، میں ایسا کرتا ہوں باہر کی طرف چکر لگا آتا ہوں آپ لوگ باتیں کریں اتنے میں۔"
"ہاں ٹھیک ہے جاؤ تم مگر جلدی آ جانا، ہمیں واپسی کے لئے بھی نکلنا ہے۔" وہ سر ہلاتا نکل گیا تھا، یونہی بے مقصد گلیاں ناپتے اور اِدھر اُدھر زمینوں پہ گھومتے وہ تھک گیا تھا، یکدم اسے غصہ آنے لگا تھا کہ آخر کیوں آ گیا وہ بابا کے ساتھ، اپنے غلط فیصلے پر پچھتاتا کافی دیر بعد واپسی کی راہ لی تھی، وہ غصے سے بھرا تھا مگر وہ مہمان تھا اور انکل آنٹی کے سامنے اس نے خود کو نارمل ظاہر کرنا تھا وہ اپنا غصہ دباتا گھر میں داخل ہوا تھا، لاؤنج کے دروازے کے ساتھ ہی سائیڈ پر کچن کی کھڑکی تھی، جہاں سے زوردار قہقہہ برآمد ہوا تھا، جس سے اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی تھی کہ پری اس وقت گھر پر موجود ہے، وہ یونہی کچھ سوچتا دروازے میں رک گیا تھا۔
"یار جب تمہیں کوئی مطلب نہیں غرض نہیں تو تم کیوں کر رہی ہو زین سے شادی؟ صرف اس لئے کہ وہ آرمی آفیسر ہے، کیا عمر اس سے اچھا نہیں ہے، عمر بھی تو سول انجینئر ہے خوبصورت ہے، اسکالر شپ پر لندن گیا، اب اسے اتنی اچھی جاب بھی مل گئی ہے، پھر عمر بہتر ہے یا پہلے سے شادی شدہ دو بچوں کا باپ۔" وہ جو کوئی بھی تھی پری پر برہم ہو رہی تھی۔
"ایسا کچھ نہیں ہے یار، تم غلط سمجھ رہی ہو۔" پری کی سنجیدگی بھری آواز ابھری تھی۔
"تو ٹھیک ہے پھر، تمہارے واسطے رشتوں کی کمی نہیں ہے، صرف آرمی میں ہونے کی وجہ سے اور شہری زندگی گزارنے کے لئے تم شادی کر رہی ہو، وہ تمہاری کزن ثمرہ بھی مرے جا رہی ہے کہ زین سے اس کی شادی ہو جائے، ہونے دو تم کیوں بیچ میں ٹانگ اڑا رہی ہو، ویسے بھی وہ بھی شہری ہے ان کی طرح، وہ بہتر طور پر ان کو ہینڈل کرے گی، تم بس عمر کے لئے ہاں کرو۔"
"اُف یار چپ ہو جاؤ، میری بھی تو سن لو، تم جانتی ہو عروج میں ایسی لڑکی ہوں جسے اس دنیا سے مطلب نہیں ہے جو ہر رنگ میں رنگ جاتی ہے جسے اپنوں سے زیادہ دوسروں کی فکر رہتی ہے، یہ میں اپنی تعریف نہیں کر رہی، میں حقیقتاً ایسی ہی ہوں، بابا کسی فقیر سے شادی کریں گے تو میں اس کی جھونپڑی میں بھی بس جاؤں گی، رہی بات زین کی تو میں اسے آرمی آفیسر ہونے کے ناطے ترجیح نہیں دے رہی، مجھے نہیں پتہ اس کے ذہن میں میرا خاکہ کیسا ہوگا، کیونکہ تم جانتی ہو ثمرہ اسے فون کرتی تھی اور میرا نام لیتی تھی، اس نے گھر بتا دیا تھا وہاں بھی میرا نام آیا ہوگا، میں چاہتی ہوں ثمرہ کی شادی اس سے نہ ہو، مجھے نہیں پتہ میں دنیا کی نظر میں کتنی بری ہوں عروج مگر مجھے اتنا پتہ ہے جتنی میں زین کے بچوں کے ساتھ مخلص ہوں اتنا اور کوئی نہیں ہوگا جتنی میں ان سے محبت کرتی ہوں اتنا کوئی نہیں کرتا، میں ان دو بچوں کی خاطر شادی کرنا چاہتی ہوں، جن کی ماں مر گئی ہے، جن کو اب کبھی بھی اپنی سگی ماں نہیں ملے گی، کوئی کتنا بھی کر لے عروج ماں کا نعم البدل نہیں ہو سکتا، مگر میں ان کی ماں بن سکتی ہوں سگی ماں سے بھی زیادہ پیار دے سکتی ہوں کیونکہ میں اس دنیا کی نہیں ہوں، میں ان لوگوں جیسی نہیں ہوں، ثمرہ زین کو اپنا بنائے گی اسے بچوں سے دور کر دے گی، مرد کی فطرت ایسی ہوتی ہے عروج کہ اسے محبت میں پگھلا کر جدھر چاہے موڑ لو، وہ اسی کا رہتا ہے، جو اس کے قریب ہو،

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

جہاں سے اسے روز محبت کا پانی ملے، ماہا مر چکی ہے آج نہیں تو کل ثمرہ کے ساتھ وہ سب بھول جائے گا اور ثمرہ ان بچوں کو قریب بھی نہیں پھٹکنے دے گی اس کے پلان بہت دور کے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے وہ ثمرہ نہ ہو اور بھی ہو تو زین ماہا کو چاہتا تھا اس کے اندر ابھی بھی ماہا ہو، کہیں بھی کوئی اونچ نیچ ہو تو اک بار پھر زندگی برباد ہو گی، مقابل پریشے درانی ہوئی تو مجھے امید ہے وہ ہر منزل آسانی سے طے کر لے گا، پریشے درانی کو اس سے غرض نہیں ہو گی کہ وہ ماہا کو یاد کرتا ہے یا اس کی یادوں میں راتیں گزارتا ہے، وہ پریشے کو اہمیت نہیں دیتا اور ان بچوں کو پری سے زیادہ کوئی نہیں پیار دے پائے گا، میں دنیا کو سبق دیتی ہوں نصیحتیں کرتی ہوں آج مجھ پر یہ وقت آ ہی گیا تھا تو میں پیچھے ہو جاؤں؟ اک میری وجہ سے تین لوگوں کی زندگی بن جائے گی تو میرا کیا جائے گا، عمر کو تو اور بہت سی مل جائیں گی عروج، مگر ان بچوں کو کوئی اور ملی تو ضروری نہیں ماں جیسا پیار بھی ملے، زین کو پریشے درانی جیسی دنیا میں کوئی نہیں ملے گی۔'' وہ بولی تھی تو بولتی چلی گئی تھی۔

''اوہو تو کیا یار تم اس کھیل میں اپنی زندگی لگا دو گی؟''

''تم کیوں نہیں سمجھ رہی ہو عروج؟ یہ کھیل نہیں ہے یہ نیکی ہے، میں تم لوگوں کو نیکی کا سبق دیتی ہوں تو وہ بس الفاظ ہوتے ہیں، الفاظ سے زیادہ عمل اثر رکھتا ہے میں نہیں چاہتی میری قول و فعل میں تضاد ہو، میں جو لکھتی ہوں عروج میں سو فیصد وہی پریشے درانی ہوں، میں ان میں سے نہیں جن کے الفاظ اور عمل اور ہوتا ہے، میں چاہتی ہوں لوگ مجھے پڑھتے ہیں تو جب مجھے دیکھیں تو مجھ میں میرے عمل میں میرے الفاظ کی واضح جھلک ہو جو مجھے پڑھتے نہیں ان کے لئے میرا عمل متصل راہ ہو اور نیک کام میں زندگی لگے تو اور بھی مزہ ہے، جان تو ویسے بھی جانی ہے اک دن زندگی جس کی امانت ہے تو کیوں نہ اس کی رضا کی خاطر واقف کی جائے؟''

''یار تم بہت عجیب مخلوق ہو، یا تو تم میں دل جذبات نہیں ہیں، یا پھر تمہارا ظرف بہت اعلیٰ ہے، ایسے لوگ شاذ و نادر ہی اس دنیا میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔'' عروج کی مثال پر اس کی آنکھیں کھل گئیں تھیں۔

''میں کوئی سائنس کا معجزہ ہوں جو وقوع پذیر ہوا ہوں؟ تم بھی عجیب قیاس دیتی ہو۔''

زین کو کب سے کھڑا تھا گم صم سا اندر کی جانب بڑھ گیا تھا، دل راضی نہیں تھا تو دماغ متفق ہو گیا تھا، سو خاموشی سے پری کو دولہن بنا کر لے گیا تھا۔

☆☆☆

پھر زین نے دیکھا تھا اسے آزما کر ہر طرح سے اس سے بات چیت نہ کر کے اسے اگنور کر کے، اس کے حقوق و فرائض پورے نہ کر کے اس کی ضروریات کا خیال نہ رکھ کے ڈانٹ کے، مگر وہ بھی پریشے درانی تھی جیسے اس نے کہا تھا وہ ویسی ہی نکلی تھی، اس کے قول و فعل اک جیسے تھے وہ اپنی بات کی پکی تھی وہ جاب پر جاتا تو دو دو ماہ گھر آنا بھول جاتا، جبکہ اس کی ڈیوٹی بھی مری میں ہی تھی، مگر اس کا ہر کام، اس کے بچوں کے، ماں باپ کے سب پریشے درانی یوں کرتی تھی کہ سمجھ نہ آتی تھی کہ وہ انسان ہے یا جن، بچے اس سے حد سے زیادہ مانوس ہو گئے تھے، پھر اس نے ثابت کر دیا تھا سگی ماں بن کر سگی ماں سے بھی زیادہ پیار چاہت دے کر، وہ پھر بھی ویسی ہی ہنستی کھل کھلاتی، اپنے آپ میں مگن اپنے کاموں میں بزی، اب زین کا دل چاہنے لگا تھا وہ اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سے شکایت کرے لڑے اپنا حق مانگے اس کی ڈانٹ پر اک تو جواب دے کہ وہ بلاوجہ ڈانٹتا ہے مگر وہ بھی اپنے نام کی اک تھی، سچ کہا تھا عروج نے اس کا ظرف بہت اعلیٰ ہے وہ اس دنیا کی واقع مخلوق نہ تھی، زین اس کھیل سے تھکنے لگا تھا مگر پہل کرنا اس کی ان کے خلاف تھا۔

☆☆☆

آج گھر میں تقریب تھی آج مظہر صاحب کا دوسرا بیٹا بھی کیپٹن بن گیا تھا، اس کے ساتھ ساتھ مظہر صاحب نے بڑی خوشدلی سے پری کو زین کی بیوی اور اپنی بہو کے حوالے سے متعارف کروایا تھا، زین منظر سے غائب تھا کہ اک پینڈو لڑکی، اس کے ایجوکیٹڈ دوستوں اور ان کی ایجوکیٹڈ بیویوں کے سامنے عجیب ہونق لگے گی۔

سب سے پہلے ہاتھ ملانے والی میجر زبیر کی بیوی تھی پھر باقی سب بھی ملے تھے اس سے وہ ان کے پاس ہی بیٹھ گئی تھی، تھوڑی دیر بعد زین بھی آ گیا تھا کہیں کچھ پوچھ لیا اس نے تو شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

''کیا کرتی ہیں پری نے درانی؟'' کیپٹن علی کی بیوی نے سوال کیا تھا۔

''کرنے کو تو گھر کے کام وغیرہ کرتی ہوں، لیکن آپ نے کچھ کروانا ہو تو دے دیں میں سب کچھ کر لیتی ہوں۔''

''واؤ مطلب آپ ہر فن مولا ہیں؟'' میجر زبیر نے بھی حصہ لیا تھا۔

''جی کہہ سکتے ہیں۔'' وہ پھر مختصراً بولی تھی۔

''کوئی جاب وغیرہ نہیں کرتی آپ؟ مطلب فارغ وقت کیسے گزرتا ہے؟''

''ہاؤس وائف ہونا فل ٹائم جاب ہے، دو بچے ہیں ان کے ہوتے ہوئے کسی جاب کی ضرورت نہیں اور فارغ وقت مجھے کم ہی ملتا ہے جو ملتا ہے اسے میں اپنی ذات کے احتساب میں گزارتی ہوں۔''

کیپٹن حیدر جو ابھی آ کر کھڑے ہوئے تھے، پری کی بات سے خاصے لطف اندوز ہوئے تھے۔

''لگتا ہے زین آپ کی مسز ادب سے کافی لگاؤ رکھتی ہیں، کافی مشکل الفاظ استعمال کرتی ہیں۔'' سب ہولے سے مسکرا دیئے۔

''آپ کی ایجوکیشن مطلب کوالیفکیشن کیا ہے پرلینے؟'' اب کی بار میجر حیدر کی بیگم نے سوال کیا تھا۔

''ایجوکیشن میں کیا رکھا ہے میم؟ اصل ایجوکیشن تو آپ کی سوچ ہے ساری تعلیم علم سے شروع ہوتی ہے، جس کے پاس یہ علم ہے وہ ڈگریوں کے بنا بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے اور جس کی سوچ ہی اچھی نہیں وہ تعلیم یافتہ ہو کر جاہل ہے۔''

''مطلب آپ کے پاس ڈگری نہیں ہے؟'' میجر حیدر کی بیوی نے اس کی بات پکڑی تھی۔

''اوہو مس ریحانہ کیا بات شروع کر لی علی بتا رہے تھے پری کا تعلق گاؤں سے ہے اور گاؤں کے لوگ زیادہ تعلیم کے خلاف ہوتے ہیں ہو سکتا ہے کوئی مجبوری ہو، ورنہ پرلینے کا انداز خاصا مہذب اور سلجھا ہوا ہے۔'' کیپٹن علی کی بیوی نے ٹوکا تھا۔

''حرا آپ سوال کرنے دیں نو پرابلم اور جہاں تک گاؤں کے لوگوں کی بات ہے تو گاؤں کے لوگ شہر کے لوگوں سے زیادہ مخلص اور سمجھ دار ہوتے ہیں اور جو بات ڈگری کی، اگر بات ڈگری کی ہے تو الحمدللہ میرے پاس آپ لوگوں سے زیادہ ہی ڈگریاں ہوں گی، میں ہوں تو گاؤں کی مگر میں نے ایم ایس کر رکھا ہے سائیکالوجی میں،

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ماسٹر کیا ہے سوشیالوجی میں، ایل ایل بی کیا ہے لاء میں، ایم فل بھی کیا ہے اور پی ایچ ڈی کا یہ میرا فائنل سمسٹر ہے، اس کے ساتھ ساتھ ایڈووکیٹ پر لینے درانی کا نام تو آپ لوگوں نے سنا ہوگا دیکھا ہوگا اخبارات میں کالم نگاری، علاقاتی نامہ نگاری، شاعری، ناول نگاری میرا مشغلہ ہیں۔"

یہ سب بتاتے ہوئے بھی اس کے لہجے میں عاجزی تھی جبکہ اس کی معلومات پر وہاں بیٹھے لوگ بشمول زین کے سب اسپرنگ کی طرح اچھلے تھے۔

"اتنی چھوٹی سی ہو کر اتنا کچھ؟" میجر زبیر حیرت زدہ تھے۔

"بس اپنے اپنے شوق کی بات ہے اور سوچ کی بات ہے۔"

"اوہو تو پچھلے دنوں اتنی کرپشن اور دہشت گردی پر جو کالم نگاری مقابلہ تھا وہ جیتنے والی آپ ہی تھیں۔"

"ایڈووکیٹ پر لینے درانی ہے نا؟" کیپٹن حیدر نے تصدیق چاہی۔

"جی بالکل میرا ہی کالم تھا وہ، وہ بالکل میری ذاتی رائے تھی میں لکھا تھا کہ کسی کا متفق ہونا ضروری نہیں۔" وہ ہلکا سا مسکرائی۔

"اوہو آپ نے تو بڑی جگہوں میں پنگا لیا ہوا ہے، ابھی پچھلے دنوں بڑا چرچا تھا میگزین میں سرکس والوں کے حق میں آواز اٹھانے کا، وہ بھی غربت، افلاس، بھوک ان کو رونے والی بھی آپ ہی ہیں، مگر آپ نے جس طرح افسانہ لکھا صاف پتا چل رہا تھا کہ آپ کا اشارہ کس کی طرف ہے۔"

"آخر یہ آپ نے لکھا تھا سب سمجھ رہے ہیں میں کس کے لئے کہہ رہی ہوں اور کس کے خلاف کہہ رہی ہوں، یونو یہ زندگی موت کی جنگ ہے اور آپ عورت ہیں میں کہوں گا آپ راستہ بدل لیں۔" میجر زبیر نے بھی حصہ لیا تھا۔

"راستہ بدلنا ہوتا یا مجھے ڈرنا ہوتا تو میں نے اس راستہ پر پاؤں ہی نہیں رکھنا تھا، اب تو میں صرف میگزین میں ہی لکھتی ہوں۔"

"جب میں کالج میں لکھتی تھی تب بھی میں نے سرکس والوں کے لئے لکھا ان کے حق کے لئے آواز اٹھائی تھی، تب کسی نے میری شکایت کر دی تھی آگئے، تب مجھے باز رکھنے کے لئے بجائے دھمکی کے کچھ کہنے کے ڈائریکٹ گفٹ پیک بھیجا گیا تھا اور جب میں نے اسے کھولا تھا تو اس کے اندر کفن تھا، وہ کفن آج بھی میں نے اسی طرح سنبھال کر رکھا ہے، میں سمجھتی ہوں زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور میں اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی، جب تک زندہ ہوں میں بولتی رہوں گی اور جو لوگ میری دسترس میں ہیں میں ان کے لئے جو ہو سکا وہ سب کروں گی۔" کب سے چپ بیٹھا زین جو سر جھکائے بیٹھا تھا، اس لمحے اس کا سر فخر سے بلند تھا اور وہ سب جو کچھ دیر پہلے طنزیہ گفتگو کر رہے تھے اس وقت زبانیں بند ہوگئی تھیں۔

"ایکسکیوزمی۔" پری معذرت کرتی اٹھ کر جا چکی تھی جب کہ پیچھے زین کی قسمت پر رشک ہو رہا تھا اور وہ فخر سے سر اٹھائے مسکرا رہا تھا، آج دل سے سارے ملال دھل گئے تھے۔

☆☆☆

زین کافی دیر سے کمرے میں لیٹا ویٹ کر رہا تھا پری کا مگر اس کا کہیں نام و نشان نہ تھا، نجانے روز وہ اتنی ہی لیٹ ہوتی تھی یا آج زین کو فیل ہو رہا تھا، اس نے گھڑی پہ نظر دوڑائی تو ساڑھے دس بج گئے تھے، تبھی وہ آہستہ سے اندر داخل ہوئی تھی مگر سامنے زین تکیے سے ٹیک

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

لگائے لیٹا تھا، وہ خاموشی سے آگے بڑھی، واش روم میں گئی چینج کر کے آئی اور اپنی جگہ پر آ کر لیٹ گئی تھی، زین سر گھما کر محبتوں سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

''تم نے کبھی بتایا نہیں کہ تم اتنا کچھ کرتی ہو۔''

''میں جو بھی کرتی ہوں اپنے رب کی رضا خوشی اور اپنے دل کی تسکین کے لئے کرتی ہوں دنیا کے سامنے شو آف کے لئے نہیں، دنیا جو بھی سمجھتی ہے میں نے کبھی پرواہ نہیں کی۔'' وہ سنجیدگی سے بولی تھی۔

''مگر یہ سرکس والوں کے پیچھے ہاتھ تمہارا ہے تو تم خود کو سامنے لاؤ یوں چھپ کر وار بزدل کرتے ہیں۔''

''میرا سامنے نہ آنا صرف فیملی کی وجہ سے تھا کیونکہ میں گاؤں کی ہوں میرا خاندان اس کو قبول نہ کرتا اس سے ان کو پریشانی ہوتی، میں ان کو پریشانی سے بچانے اور معاملہ گھر تک جانے سے روکنے کے لئے سامنے نہیں آئی۔'' اس نے نہ چاہتے ہوئے وضاحت دی۔

''آہاں، مگر اب کوئی مسئلہ نہیں ہے تم کھل کر جنگ لڑ سکتی ہو، میں...... تمہارا شوہر تمہارے ساتھ ہوں۔'' زین نے رک کر اپنی بات کہی تھی، زین کی بات پر وہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔

''یوں تو میں سامنے آؤں گی روبرو آواز اٹھائی تو نام بھی آئے گا اور آپ تو ہیں بھی آرمی والے تو ان کا سیدھا نشانہ پہلے آپ ہونگے اور اگر آپ کو کچھ ہوا تو میں......'' بولتے بولتے چپ ہوئی تھی وہ۔

''کیا میں...... بولو آگے بھی۔'' زین نے مسکراہٹ ہونٹوں تلے چھپائی تھی۔

''میں جی نہیں پاؤں گی۔'' وہ بھی دوٹوک بولی تھی۔

''کیوں؟'' وہ بھی لطف لے رہا تھا۔

''کیونکہ میری زندگی ہو آپ، میری امید ہو آپ۔''

''تو پھر یقین رکھو امید ابھی باقی ہے۔'' وہ ہولے سے مسکرایا تھا۔

''بڑا عرصہ ہوا مجھے بھی ان سرکس والوں کی پرابلم دکھ دیکھتے، ان سے جینے کا حق تک چھین لیا گیا ہے، ان کی سانسیں تک گروی پڑی ہیں، میں اس پہ کام کرنے والا تھا، اب میں تمہارے ساتھ ہوں۔'' وہ دونوں ہاتھ اک دوسرے میں پھنسا کر سر کے نیچے رکھ کر لیٹتے بولا تھا۔

''تھینکس تھینکس آلاٹ۔'' وہ یوں خوش ہوئی تھی جیسے کوئی خزانہ مل گیا ہو، زین نے دیکھا تھا، اتنی خوشی اسے زین کے رویہ بدلنے سے نہیں ہوئی تھی جتنی اسے اپنا کام کھلے عام کرنے کی اجازت ملی تھی۔

☆☆☆

پہلے وہ لکھ کر لڑ رہی تھی جنگ اب وہ ڈائریکٹ سرکس والوں کی بستی تک آ گئی، وہاں کے ڈرے سہمے لوگوں کو جینے کی امید دی تھی، آزادی کا پروانہ تھمایا تھا ظالم دیو کی قید سے آزادی کی جنگ کا حوصلہ دیا تھا، اس دیو سے جو ان کی محنت کی کمائی فن ان کا ہوتا اور کمائی اوپر والوں کی، اس سے آزادی کی امید دی تھی، وہاں کے لوگوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے آمادہ کیا تھا، یہ اس کی لگن اس کی کوشش ہی تھی جو حالات بدلنے لگے تھے، اس سے پہلے ہی اس کی آواز دبا لی گئی تھی جیسے ہی وہ بستی سے نکلی تھی راستے میں اس پر اندھا دھند فائرنگ کر دی گئی تھی، راہ گیر اکٹھے ہو گئے تھے، اسے ہسپتال پہنچا دیا گیا تھا، اس کا انجام بھی شاید وہی ہونے والا تھا جو حق

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کا ساتھ دینے والوں کا ہوتا تھا، جو آزادی سے سانس لینے کا حق مانگنے والوں کا ہوتا تھا۔

☆☆☆

صبح سے شام تک اور پھر شام سے اگلی شام تک بے ہوش رہنے کے بعد اسے ہوش آ گئی تھی، اسے نئی زندگی مل گئی تھی چار گولیاں لگنے کے باوجود سانس واپس لوٹ آئی تھی، شاید امید ابھی کچھ باقی تھی، زین سجدے میں گر گیا تھا، ابھی تو اس نے معافی نہیں مانگی تھی ابھی تو چاہت کی امید نہیں دی تھی ابھی تو اس سے ڈھیروں باتیں کرنی تھیں اس کے ظرف کو سلام کرنا تھا اور اک بار پھر وہ بازی لے گئی تھی، اخبارات بھرے پڑے تھے ہر کوئی دعا گو تھا، ہر کوئی ظالموں کو کوس رہا تھا، سب کی دعائیں رنگ لائیں تھیں اور وہ زندگی کی طرف لوٹ آئی تھی، زین کو زندگی مل گئی تھی اللہ کی طرف سے انعام مل گیا تھا، اللہ نے اس سے بہتر لیا تھا تو بہترین سے نواز دیا تھا آج اس کے ساتھی کولیگ اس پر رشک کر رہے تھے اور وہ سر جھکائے کھڑا تھا، تو سجدہ تشکر تو بنتا تھا نا۔

☆☆☆

صبح چائے پیتے جیسے ہی اخبار اٹھایا تھا، سرورق سر فہرست نظم چھپی تھی، نیچے بڑی شان سے نام جگمگا رہا تھا مگر آج ایڈووکیٹ پر لینے درانی کی جگہ ایڈووکیٹ پر لینے زین العابدین لکھا تھا، زین کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ ٹھہر گئی تھی اس کا سجدہ قبول ہو گیا تھا، وہ مسکراتا نظم پڑھنے لگا تھا۔

امید ابھی کچھ باقی ہے
اک بستی بسنے والی ہے
جس بستی میں کوئی غم نہ ہو
کوئی ظلم نہ ہو
اور جینا کوئی جرم نہ ہو
وہاں پھول خوشی کے کھلتے ہوں
اور موسم سارے ملتے ہوں
بس رنگ و نور برستے ہوں
اور سارے ہنستے بستے ہوں
امید ہے اک ایسی بستی کی
جھوٹ کا کاروبار نہ ہو
دہشت کا بازار نہ ہو
جینا بھی دشوار نہ ہو
مرنا بھی آزار نہ ہو
یہ بستی کاش تمہاری ہو
یہ بستی کاش ہماری ہو
وہاں خون کی ہولی عام نہ ہو
اس آنگن میں غم کی شام نہ ہو
جہاں منصف سے انصاف ملے
دل سب کے سب صاف ملے
اک آس ہے ایسی بستی کی
جہاں بھوک سے روٹی سستی ہو

☆☆☆

ہماری مطبوعات

ماں جی — قدرت اللہ شہاب
یا خدا — "
طیف نثر — ڈاکٹر سید عبداللہ
طیف غزل — "
طیف اقبال — "
انتخاب کلام میر — مولوی عبدالحق
قواعد اردو — "

لاہور اکیڈمی — لاہور

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

میرے ہمسفر

غزالہ جلیل راؤ

ناولٹ

یمنیٰ مال سے نکلی اس کے ہاتھوں میں کئی شاپنگ بیگ تھے، ابھی سیڑھیوں پر قدم ہی رکھا تھا کہ اس کی نظر عشارم پر پڑی، وہ عشارم کو پکارتی ہوئی اس کے پیچھے دوڑی۔

''عشارم...... عشارم...... رک جاؤ...... میری بات سنو پلیز۔'' آج اسے سامنے دیکھ کر وہ خود پہ اختیار کھو بیٹھی تھی۔

عشارم نے بھی اسے پلازہ کی سیڑھیاں اترتے دیکھ لیا تھا لیکن وہ رکا نہیں، فٹ پاتھ سے اتر کر ابھی سڑک پہ قدم ہی رکھا تھا کہ ایک گاڑی کے ٹائر چرچرائے، اس نے یمنیٰ کو گاڑی کی ٹکر سے گرتے دیکھا۔

وہ سڑک کے بیچوں بیچ پڑی تھی، اس کا تمام سامان اِدھر اُدھر بکھرا ہوا تھا، لوگ گاڑی اور یمنیٰ کے گرد جمع ہو گئے تھے، ٹریفک رک گیا تھا گاڑیوں کے ہارنوں کی تیز آوازیں ابھرنے لگی تھیں اور لوگ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے، لیکن وہ رکا نہیں، تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا، ایک لڑکا ہجوم کو چیرتا ہوا آگے بڑھا، یمنیٰ کو ہاتھ پکڑ کر اٹھایا، یمنیٰ بڑبڑا رہی تھی۔

''عشارم کو روکو، وہ چلا گیا، وہ پھر سے چھوڑ گیا مجھے۔'' اس کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت بہہ رہے تھے۔

''کون...... کون عشارم؟'' اس نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''مجھے...... مجھے جانے دو یہاں سے، وہ ابھی یہیں کہیں ہوگا۔'' وہ اٹھتے ہوئے بولی۔

اللہ نے اسے بال بال بچا لیا تھا، مارنے والے نے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

کہتے ہیں نا مارنے والے سے بچانے والا زیادہ مہربان ہے، معمولی خراشوں کے علاوہ کوئی زیادہ چوٹ نہیں آئی تھی، وہ اٹھ کھڑی ہوئی، ہجوم

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
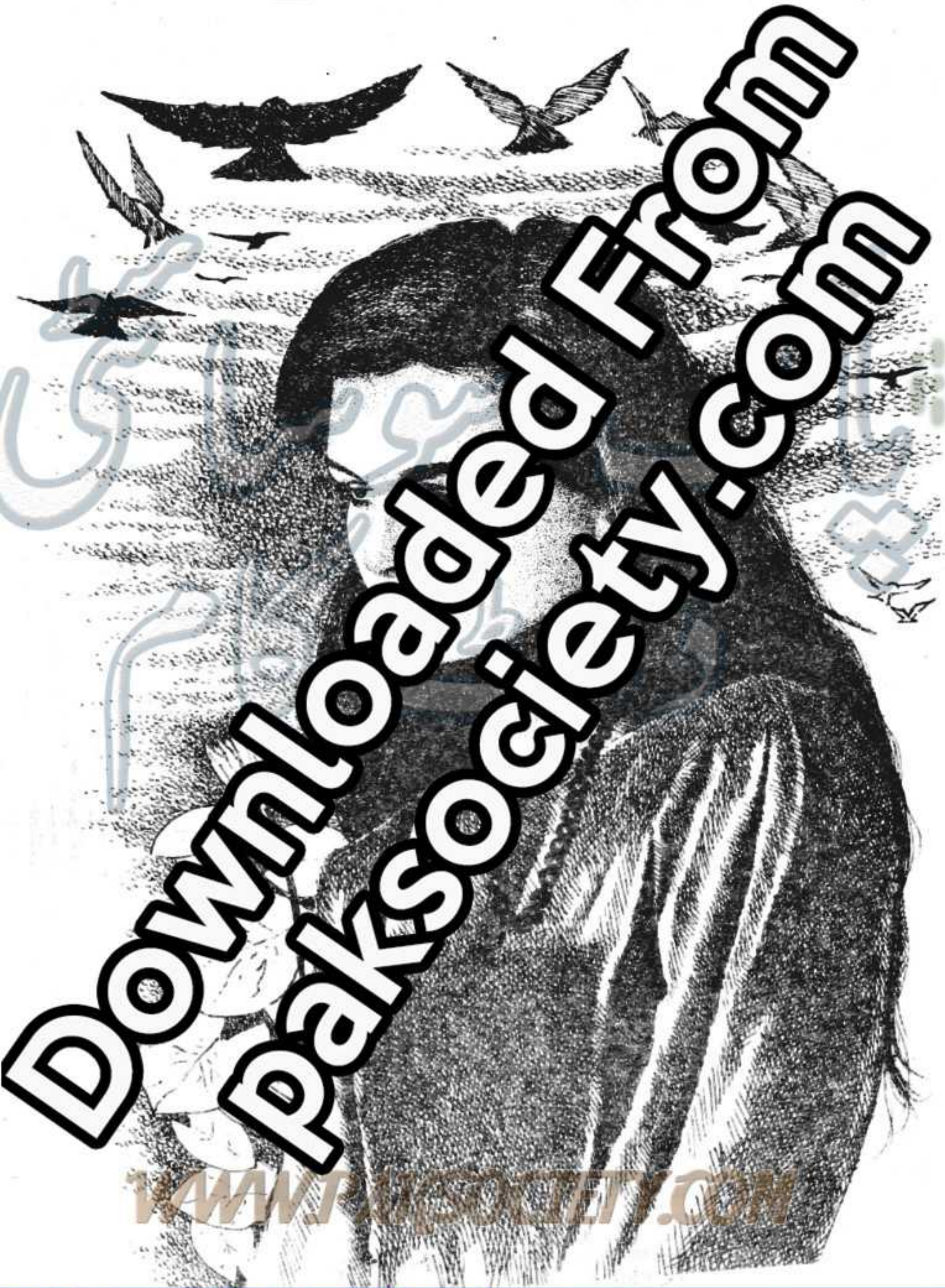
www.paksociety.com

چھننے لگا، اسے اپنے سامان کا بالکل ہوش نہ تھا جو سڑک پہ بکھرا پڑا تھا وہ اس سے بے پرواہ اس طرف دوڑی جس طرف عشارم گیا تھا، لیکن اب وہ وہاں نہیں تھا، اسے اپنی بصارت پر دھوکہ ہوا تھا کیا؟ مگر نہیں۔

''وہ عشارم تھا، وہ ہی تھا، میری نظریں دھوکہ نہیں کھا سکتیں، لیکن وہ مجھ سے ملے بغیر کیوں چلا گیا۔''

''وہ تمہیں گرتا دیکھ چکا تھا پھر بھی وہ تمہیں اس حالت میں چھوڑ کر بھاگ گیا، اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا، یہ کیوں نہیں سوچا تم نے؟'' اس کے اندر سے آواز ابھری تو اسے تلخ حقیقت کا احساس ہوا، اس بات کا تو اسے خیال ہی نہیں آیا، وہ صرف ایک ہی رخ پر ایک ہی نقطے پہ سوچ جا رہی تھی، اس نے ایک بار پھر کرب بھری نگاہ اردگرد دوڑائی لیکن وہ کہیں دکھائی نہیں دیا، وہ مایوس سی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

''وہ بدل چکا ہے یمنٰی کیوں خوار کر رہی ہو خود کو اس کے پیچھے، اگر وہ تم سے محبت کرتا تو تمہیں چھوڑ کر نہ جاتا کبھی بھی۔'' آوازوں کا شور اسے پاگل کیے دے رہا تھا، اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، اسے یقین نہیں آ رہا تھا وہ اسے چھوڑ کر جا سکتا ہے۔

☆☆☆

وسیع و عریض ہال کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو اس کی پہلی نگاہ سامنے گئی اس کی پسندیدہ ٹیبل خالی تھی، وہ زیر لب مسکراتی ہوئی اس سمت بڑھ گئی، کی چین اور گلاسز میز پر رکھے اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی ویٹر شناسا سی مسکراہٹ لئے اس کی طرف بڑھا۔

''ہیلو میڈم!'' اس نے سر کو خفیف سی جنبش دی۔

''آپ پورے ایک ہفتہ کی غیر حاضری کے بعد تشریف لائی ہیں اور میں نے پورے سات دن حتی الامکان اس ٹیبل کو خالی رکھنے کی ہی کوشش کی جو میری پیشہ ورانہ ڈیوٹی کے خلاف بات تھی، خیریت تو تھی نہ؟'' ویٹر نے جھجکتے ہوئے پوچھا، وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔

''بس کچھ مصروفیات تھیں، ادھر آنا نہیں ہو سکا۔'' دھیرے سے کہہ کر اِدھر اُدھر نظر دوڑائی۔

''فرمائیے کیا لینا پسند کریں گی؟'' ویٹر نے مینو کارڈ بڑھایا۔

اس کا مسئلہ کھانا پینا نہیں تھا وہ تو اس خواب ناک اور پرسکون ماحول میں رنگا رنگ حسین خوشبودار اور خوش باش لوگوں کے چہرے دیکھنے آئی تھی جن پر حالات مہربان تھے، دکھ جن سے صدیوں کے فاصلوں پر تھے، یہاں حد درجے نظم وضبط تھا، سفید ٹائیلوں کے چکنے صاف و شفاف فرش پر خوب صورت ترتیب سے سجائی گئی میزیں سفید ٹیبل کورز پر رکھے تازہ پھولوں کے گلدستے، کرسٹل کے نفیس گلدان، نفیس کراکری، قسم قسم کے کھانوں کی ملی جلی خوشبو اعلیٰ برانڈ کی سگریٹوں اور سگار کے دھوئیں، مختلف پرفیومز سے مل کر وجود پانے والی انوکھی مہک۔

باریک لہراتے پردوں سے جھانکتے فضاؤں میں تیرتے بھاگتے بادل دور کہیں پوری شان سے ایستادہ پہاڑوں کی چوٹیوں کی برف پوشی، یہ سب کچھ بہت اچھا تھا اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ یہاں ساتھ کی ٹیبل پر بیٹھے ہوئے لوگ بھی اس سے بے نیاز نظر آتے تھے، اپنی اپنی دنیا میں مگن اپنے اپنے معاملات میں گم انہیں اس سے کوئی غرض نہیں تھی کہ یہ لڑکی یمنٰی سجاد احمد ہے، احمد سجاد حسین کی اکلوتی بیٹی یا یہ کہ اس حسین وادی کے مقامی کالج کی لیکچرار۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

انتہائی حسین مگر تنہا لڑکی اور یہ ہی بات اسے بار بار یہاں کھینچ لاتی تھی۔
اپنی زندگی اپنے ماحول اپنی سوچوں حتی کہ اپنے آپ سے فرار حاصل کرنے کی خواہش جب بھی بے چین کرتی وہ یہاں چلی آتی، ویٹر اس کے آڈر پر لائم جوس لایا تو ساتھ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا بھی پڑا تھا، ایک شفاف کواٹر پلیٹ میں، اس کی نظریں سفید لفافے پر تھیں، ٹرے میز پر رکھتے ہی ویٹر نے لفافہ اس کی طرف بڑھایا، یمنٰی نے لفافے کے بجائے اس کے چہرے کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔
''یہ آپ کے لئے۔''
''میرے لئے، مگر کس نے دیا؟''
''ایک صاحب نے آپ کے لئے دیا ہے۔''
''میرے لئے؟'' اس نے میرے لئے پر زور دیتے ہوئے کہا۔
''جی ہاں۔'' ویٹر نے مودب انداز میں کہا، اس کی نظروں میں ارسلان عالم حسین کا سراپا گھوم گیا۔
''پورے ایک ہفتے سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں، روزانہ آپ کا پوچھتے ہیں۔''
''تو وہ یہاں بھی آ پہنچا۔'' اس نے سوچا، کرب کی ایک لہر اس کے وجود میں اتر گئی اور پھر اس لہر سے کئی لہریں پیدا ہوگئیں۔
''کہاں ہے وہ؟'' اس کا لہجہ تیکھا اور تلخ ہو گیا۔
''باہر ریسپشن پر۔'' اس نے لفافہ اٹھایا اور احتیاط کے ساتھ کھولا، نظریں موتیوں جیسی لکھائی کا طواف کرنے لگیں۔
''آپ کے بے حد قیمتی وقت سے چند لمحے مجھے اپنے لئے چاہیں، اگر یہ عنایت فرما سکیں تو بندہ انتہائی مشکور ہوگا۔'' یہ الفاظ کا چناؤ، انداز بیاں اور مخاطب کرنے کا انداز کم از کم جاگیردار ارسلان عالم حسین کا نہیں تھا، اس سے تو اس مہذب انداز اور الفاظ کی توقع کی ہی نہیں جا سکتی تھی ناممکن۔
لیکن اجنبی مردوں سے ملنا، ان کو وقت دینا بھی تو اس کے معمولات میں نہ تھا، آخر ایسا کون تھا جو پورے آٹھ دن اس کے انتظار میں رہا تھا اور اس وقت ہوٹل میں موجود ہوتے ہوئے بھی اس سے ملنے کی اجازت مانگ رہا تھا۔
وہ چاہتا تو بنا پوچھے، ہوٹل کے ہال میں آ کر بغیر اس کی اجازت کے بھی اس سے مل سکتا تھا، وہ اصولوں کا پابند اور رکھ رکھاؤ کا بہت زیادہ قائل تھا، شخصی آزادی کا از حد پابند، اخلاقیات ان چھوٹے چھوٹے آداب سے کتنے سج جاتے ہیں، صفحہ قرطاس پر بہت خوب صورت انداز میں الفاظ تحریر کیے گئے تھے۔
''آپ جانتے ہیں ان کو؟'' اس نے جواب کے منتظر ویٹر سے پوچھا۔
''جی نہیں میڈم، پہلے کبھی نہیں دیکھا انکو، مگر آپ سے ملنے کے بے حد شائق ہیں بتا رہے تھے، آپ ایک نامورہ مصنفہ اور شاعرہ ہیں، بیک وقت دو خوبیوں کی مالک ہیں آپ، مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ایک نامور مصنفہ اور شاعرہ ہمارے ہوٹل کی جز وقتی مہمان ہیں، چاہے کچھ دیر کے لئے ہی سہی لیکن اس ہوٹل کو رونق بخشتی ہیں۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔
تعارف کے تمام مرحلے اس حد تک خود بخود ہی طے ہو گئے تھے تو اس اجنبی شخص سے ملنا اس کے لئے ناگزیر ہو گیا تھا۔
''ٹھیک ہے بھیج دیئے۔''
''اور ہاں لائم جوس کا ایک گلاس بھی لے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آ یئے گا۔‘‘

نہ چاہتے ہوئے بھی بار ہا اس کی نگاہیں داخلی دروازے کی طرف گئیں اور لوٹ آئیں اس اثناء میں کچھ لوگ اندر آئے لیکن ان میں سے کوئی بھی اس کا مہمان نہیں تھا، دروازہ ایک بار پھر کھلا کوئی اندر داخل ہوا، سیاہ پینٹ اور بلیو شرٹ میں اپنے دراز قد سمیت یقیناً اس کا رخ یمنٰی سجاد احمد کی طرف ہی تھا، ٹیبل سے دو قدم دور وہ رک گیا، اس کی نظریں یمنٰی کے چہرے پر ٹک سی گئیں، وہ بھی حیران پریشان اسے دیکھتی رہ گئی، اس کی آنکھوں میں جیسے برسوں کی شناسائی کے عکس ہلکورے لے رہے تھے، وہ یمنٰی سجاد احمد کو دیکھ کر ذرا بھی نہ چونکا تھا، اس نے ایکدم آگے بڑھ کر کہا۔

’’آداب۔‘‘ اس کے لب مسکرا رہے تھے، اس کی نگاہیں اب بھی یمنٰی کے وجود پر جمی اس کے حسین چہرے کا طواف کر رہی تھیں، وہ بھی اسے دیکھتی رہ گئی، کئی خاموش لمحے گزر گئے، جیسے صدیاں گزر گئیں، وہ سحر زدہ سی کیفیت میں تھی۔

’’عشارم یوسف حسین صاحب، آپ اپنا تعارف ہے ہوا بہار کی، کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں اپنا تعارف کرانے کی کبھی ضرورت پیش نہیں آتی، ہزاروں میں بھی ان کی اپنی الگ پہچان ہوتی ہے۔‘‘ وہ دھیرے سے مسکرایا۔

’’بیٹھیے پلیز۔‘‘

’’تھینک یو۔‘‘ وہ اس کے سامنے کی کرسی پر بیٹھ گیا، چاق و چوبند اور مستعد ویٹر اس کے لئے جوس لا چکا تھا۔

وہ پلٹ گیا، گلاس کے گرد لپٹے پنک کلر کے ٹشو کی تہہ کو مزید گلاس پر جماتے ہوئے وہ بولا۔

’’کیا اتفاق ہے کہ لائم جوس آپ کو بھی پسند ہے۔‘‘ وہ دھیرے سے دل فریب مسکراہٹ کے ساتھ مسکرایا اور نگاہیں پھر اس کے چہرے پر جما دیں۔

یمنٰی نے اس کی شناسائی کی چمک سے سجی آنکھوں میں اور بھی بہت کچھ دیکھا تھا، دلکشی اور گہرائی اور بات کرتے ہوئے جب اس کی آنکھیں بھی اپنے مدعا کا اظہار کرتیں تو لگتا کہ اس کے لب نہیں آنکھیں بول رہی ہیں، اس نے شاید پہلی بار مسکراتی بولتی آنکھیں دیکھی تھیں، نظریں جھکا کر اس نے ہاتھ گلاس کی طرف بڑھایا، وہ بھی گلاس تھام چکا تھا۔

سحر انگیز ماحول موضوع سے ناپید تھا یا وہ ایک دوسرے کے سحر میں گرفتار تھے کبھی کسی لمحے ایک دوسرے کو دیکھ کر لب ہلتے ہلتے رہ جاتے۔

’’آپ مجھ سے کس سلسلے میں ملنے آئے ہیں؟‘‘ اس خاموشی نے یمنٰی سجاد احمد کو کچھ زیادہ ہی پریشان کر دیا تھا۔

’’سچ برا نہ لگے تو کہہ دوں؟‘‘ اس نے گھائل سے لہجے میں کہا۔

’’آپ کو دیکھنے کے بعد میں یہ بھول ہی گیا تھا مجھے کیا کام تھا بلکہ اپنی زندگی کے سارے مقاصد ہی کم از کم ان لمحات میں بھول گیا ہوں، بس اتنا یاد ہے کہ آپ میرے سامنے ہیں۔‘‘ وہ بڑے اعتماد سے کہہ رہا تھا، الفاظ کی بے باکی اور ذات کی خود اعتمادی دونوں ہی چونکا دینے والی تھیں، بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو پہلی ملاقات میں ہی بے تکلف ہو جاتے ہیں، اس کے تیور بدلنے سے پہلے وہ ہنس دیا، یہ ہنسی اس کے لئے پہیلی تھی، ہنسنے والی بات جو کوئی نہ تھی۔

’’کیا آپ یقین کریں گی، میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ میں اپنی پسندیدہ فنکارہ سے مل پاؤں گا جو دونوں فیلڈ میں کمال کی مہارت رکھتی ہیں، آپ کے ناول ہر وقت میرے سرہانے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

رکھے رہتے ہیں اور آپ کی شاعری جو جذبات کو ایک نئی راہ دکھاتی ہے، آپ کی شاعری سمندر کی لہروں کی طرح ہے جس میں انسان کھو جاتا ہے اور چاہنے کے باوجود اس سمندر سے نکلنا نہیں چاہتا، مجھے کچھ یاد نہیں کیا کہنا تھا مجھے، بس اتنا یاد ہے آپ میرے سامنے ہیں۔'' اس کے لہجے میں حد درجہ اعتماد تھا، الفاظ کی بے باکی اور ذات کی خود اعتمادی دونوں ہی چونکا دینے والی تھیں، بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو پہلی ملاقات میں ہی بے تکلف ہو جاتے ہیں۔

''میں آپ کے فن کا قدر دان ہوں اور بہت احترام کرتا ہوں آپ کا، لیکن ایک بات پوچھنا چاہوں گا اور اس کے لئے مجھے اجازت کی ضرورت نہیں۔'' اس نے ایک بار پھر گہری نگاہوں سے یمنٰی کے چہرے کو دیکھا اور اس نے یمنٰی کی آنکھوں میں واضح تحریر پڑھ لی۔

''جیسے اب تک تو آپ میری ہی اجازت سے سب سوال و جواب کر رہے ہیں۔'' وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔

''ہوں، آپ کی سوچ آنکھوں میں اتر آئی ہے اور میں نے پڑھ لی ہے، بات یہ ہے کچھ رشتے خود بخود اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ کسی بات کی اجازت کی ضرورت نہیں رہتی، تو میں یہ پوچھنا چاہ رہا تھا ابھی تک آپ کی شاعری کا نسخہ ہاتھ میں نہیں آیا، سوائے غزلوں نظموں کی شبہ رنگ کے۔''

''میں سمجھتی ہوں میری شاعری میں ابھی اتنا دم خم نہیں کہ کتابی صورت میں لائی جائے، ہو سکتا ہے میری کتاب پڑھ کر آپ کے خیالات بدل جائیں۔''

''ہوں عاجزی اچھی چیز ہے مگر اتنی بھی نہیں کہ...... دوسرا خود بخود ہی ان لفظوں کا اسیر ہو جائے اور رہی بات خیالات تبدیل ہونے کی، تو یہ بھی خوب کہا، اگر صد قے میں ملی شاعری آپ کا دیوانہ بنا سکتی ہے تو پوری کتاب پڑھ کر تو ہوش و حواس ہی کھو دیں گے ہم۔'' وہ بے حد حیران تھی اور پریشان نگاہوں سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔

''کیا اب میں آپ سے کچھ پوچھ سکتی ہوں؟'' اس نے اجازت طلب نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

''جی جی بدلا تکلف پوچھیئے، اجازت کیسی؟'' اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی اور آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔

''آپ...... آپ کیا کرتے ہیں؟ میرا مطلب ہے کوئی سروس یا بزنس۔'' وہ چہرے مہرے اور حلیے سے کسی ریاست کا ولی عہد ہی لگ رہا تھا اور ویٹر جس انداز میں اس کا ذکر کر رہا تھا جس انداز سے پیش آیا تھا اس سے وہ ضرور کوئی خاص الخاص ہستی ہی تھا۔

''نہ سروس، نہ بزنس، محض آوارہ گردی۔'' یمنٰی حیران سی اسے دیکھتی رہ گئی، اس نے یمنٰی کی حیرت قدرے کم کی، اپنا فقرہ مکمل کر کے، پھر بے پروائی سے بولا۔

''سروس یا بزنس کی ضرورت ہی نہیں ہے، والد محترم کے بہت بڑے بزنس کا واحد وارث ہوں، آپ کی طرح کوئی نامور تو نہیں ہوں، لیکن لکھنے کے کچھ جراثیم مجھ میں بھی پائے جاتے ہیں۔''

''کیا مطلب؟''

''ایک شوق میرا بھی ہے، فکشن لکھنے کا۔''

''اوہ آئی سی آپ بھی ادیب ہیں، تب ہی اتنے بھاری بھرکم الفاظ کا استعمال کیا تھا، اب سمجھ میں آیا، ہم لوگ چھوٹی سے چھوٹی بات کو بھی بڑھا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

چڑھا کر پیش کرنے کے عادی ہوتے ہیں، بلکہ لفظوں کی سلطنت کے بے تاج بادشاہ اور آپ یہ سب نہ کہہ چکے ہوتے تو میں مانتی ہی نہیں کہ آپ ادب نگار ہیں۔''

''اس تعریف کے لئے تہہ دل سے مشکور ہوں لیکن عرض کروں ادیب ہوں نہیں بننا چاہتا ہوں، اپنے ملک کی معاشرتی قدروں کے پس منظر میں کچھ اہم مسائل کی نشاندہی کرتا ایک ناول لکھا ہے، جسے شائع کرانا چاہتا ہوں اور آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا تھا کہ آپ سے اپنے ناول کا فلیپ لکھنے کی استدعا کروں اور ناول کے لئے ٹائٹل نظم آپ لکھیں۔''

''ناول کمپوز ہو چکا ہے کیا؟''

''اگلے سارے اقدامات کی ابتداء آپ کی ہاں یا نہ سے کروں گا۔''

''اوہ آپ تو اس معاملے میں حد سے زیادہ سنجیدہ نظر آ رہے ہیں۔''

''شکر ہے آپ نے میری اس سنجیدگی کو جان لیا۔''

''نظم کس ٹائپ کی چاہتے ہیں؟''

''کک...... کیا...... مطلب؟ کیا مجھ سے اس تعاون پر راضی ہیں؟'' وہ ایکدم عجیب بے تاب کیفیت کے ساتھ بولا، تب اسے احساس ہوا وہ کیا کہہ گئی ہے۔

''جی ہاں، میرے لئے بھی یہ نیا تجربہ خوشی کا باعث ہوگا، یعنی ناول کے لئے ٹائٹل نظم لکھنا، آپ کے پاس مسودہ یقیناً موجود ہوگا۔''

''جی ہاں، مگر ابھی نہیں۔''

''ظاہر ہے اور یہ بھی آپ اس سلسلے میں دوبارہ مجھ سے ملیں گے۔''

''آف کورس، تو ہم ابھی دوسری ملاقات کا وقت طے کر لیتے ہیں، کل شام چھ بجے اسی جگہ۔''

اس کی آنکھیں جگنوؤں کی طرح چمکنے لگیں۔

''او کے۔''

''اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم کل رات ڈنر ایک ساتھ کر لیں، اپنے موضوع کے حوالے سے ہمیں طویل گفتگو کرنا ہوگی؟'' اس نے اس کی تجویز پر آمادگی ظاہر کرنے کے طور پر کہا۔

''تو پھر ٹھیک ہے چھ بجے ملاقات ہوگی۔''

''ٹھیک ہے پھر۔'' وہ اٹھ کھڑا ہوا تو اسے بھی سیٹ چھوڑنا پڑی۔

وہ اس کے ساتھ چلتی ہوئی باہر آ گئی، اپنی بیش قیمت سیاہ گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اس نے اسے بڑے دلکش انداز میں الوداع کہا اور گاڑی نکال لے گیا۔

☆☆☆

وہ بھی گھر لوٹ آئی کچن میں برتنوں کی کھٹ پٹ کی آواز آ رہی تھی، وہ سمجھ گئی ہما اسرار جیسی بلا کچن میں نازل ہو چکی ہے، وہ حسب معمول اس سے ملنے کچن میں نہیں گئی بلکہ سیدھی اپنے کمرے میں آ گئی۔

وہ اجنبی خوبرو شخص جو اسے دیکھ کے حیران ہوا تھا نہ گھبرایا تھا، وہ اجنبی دل کش نوجوان، اس کے لئے بھی تو اجنبی نہیں تھا، اس کا سراپا اس کی آواز، اس کے الفاظ، اس کا مہذب انداز سب کے سب یمنیٰ سجاد احمد کے لئے شناسا سا تھے۔

بہت اپنے اپنے سے تھے، اس کے آس پاس رہے تھے، یہ چہرہ اس کے لاشعور میں کہیں چھپا اور بسا ہوا تھا، جسے خود اس کا شعور بھی نہیں دیکھ پایا تھا محسوس نہیں کر سکا تھا اب تک، اس کے وجود سے اٹھتی بھینی بھینی مہک جواب بھی اسے اپنے حصار میں لئے ہوئے تھی، یہ خوشبو تو یدت سے اس کے ہمراہ تھی، اس کے اندر بس رہی تھی۔

وہ تکیے پر سر رکھے پلکیں موندے لیٹی رہی،

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دونوں بازو آنکھوں پر رکھ لئے تو اس کی بند آنکھوں میں اس کا وجود قید ہو کر رہ گیا، وہ دیکھتی رہی پھر ایکدم اس نے اس کی آنکھیں کھول دیں۔

"پاگل لڑکی یہ کوئی تک ہے بھلا، سجاد احمد کی بیٹی ایک بہت بڑے خاندان کی شریف النفس عزت دار نامور شخص کی بیٹی یوں کسی سے مرعوب ہو کر اسے سوچنے لگ جانا، تمہاری شان نہیں اور......اور یہ بھی مت بھولو کہ تم ایک......"

"ہائے مشی بڑی بدتمیز ہو تم، گھر آئے مہمان کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں، ادھر میں کھانے کی میز سجائے بیٹھی ہوں اور تم ہو کہ دنیا سے بے خبر یہاں لیٹی سپنوں میں کھوئی ہو، کب آئی تم؟ کسی کو تمہارے آنے کی خبر نہیں اور کہاں تھی تم سارا پروگرام غارت کر دیا، ذرا احساس نہیں ہوا تمہیں۔" یمنیٰ نے آنکھیں کھول کر اس بہار کے شوخ و چنچل وجود کو دیکھا۔

"تم تو کچن میں مگن تھی تب ہی خبر نہیں ہوئی ورنہ میں تو روز کی طرح ڈنکے کی چوٹ پر، میرا مطلب ہے زور و شور سے ہارن دیتی ہوئی آئی تھی اور سناؤ ٹھیک ہو تم اور وہ تمہارا مستقبل مریض کیا وہ بھی آئے گا؟" اس نے سعد علی کی خیریت پوچھی۔

"ہاں آنے ہی والا ہے ابھی، اب کھانے پر مدعو کیا ہے اسے۔" اس نے اطلاعاً کہا۔

"ایک بات اچھی طرح کان کھول کر سن لو، یہ میرا گھر ہے اسے انوائیٹ کرنا تھا ہوٹل کی راہ لی ہوتی، ساتھ میں ہمیں بھی بلا لیا ہوتا۔"

"یہ گھر تمہارا ہے تو ہم کس کے ہیں؟ ہم بھی تو تمہارے ہیں، اتنا قریبی رشتہ ہے ہم میں، اتنی رعائیت تو ہونی چاہیے نا کہ بندہ کبھی کبھی اپنے دل کی خواہش پوری کرنے آ جائے۔"

"پکایا کیا ہے؟" ہما کی بات نظر انداز کرتے ہوئے اس نے پوچھا، اسے بھی بھوک لگ رہی تھی۔

"ایک مہینے کے تیس دنوں میں جو ہر ہر دن جس جس شے کی حدت دل میں اٹھتی رہی وہ ساری کی ساری چیزیں۔"

"اف مائی گاڈ۔"

"اور تم ایسی خوفناک صورت بنائے بیٹھی ہو جیسے خودکش بمبار تمہارے سامنے آ گیا ہو۔" یمنیٰ مسکرا دی، بھوک تو اسے لگ رہی تھی، اس کے ساتھ ڈرائنگ روم میں چلی آئی، میز واقعی ہی سجی ہوئی تھی، جو تھوڑا بہت رہ گیا تھا وہ دونوں نے مل کر کر لیا تھا۔

کچھ دیر بعد ہی سعد کی آمد ہوئی تو وہ اسے دیکھ کر خوش ہو گئی۔

یہ دونوں اس کے فرسٹ کزن تھے، آسیہ خالہ کا بیٹا سعد اور قمر خالہ کی بیٹی ہما، دونوں بچپن میں ہی ایک دوسرے کے نام سے منسوب ہو گئے تھے، دونوں انجینئر تھے، دونوں نہ صرف باتونی اور شریر تھے بلکہ چٹورے بھی تھے۔

"تم دونوں پیدائشی باورچی کی اولاد لگتے ہو جو غلطی سے ہمارے خاندان میں پیدا ہو گئے۔" یمنیٰ نے دونوں کو چڑایا۔

"کچھ بھی کہہ لو ہمیں قبول ہے، ہر کھانے کے ساتھ ساتھ کہو، سب منظور ہے۔" یمنیٰ نے قہقہہ لگایا اور سب نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھا دیئے۔

ایک حد تک ان کی بات ٹھیک تھی لیکن حقیقت کچھ اور ہی تھی، پورے خاندان کو یمنیٰ کی بحرانی کیفیات کا اندازہ تھا، سب کو دکھ تھا، اس نے اپنی دانست میں زمانے سے دوری اختیار کی تھی، خود کو لوگوں کی باتوں کی اذیت سے بچانے

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کے لئے ایک تکلیف دہ حقیقت کو بھلانے کے خیال سے، لیکن ایسے حالات کے دھارے پر بہنے کے لئے یوں تنہا نہیں چھوڑا جا سکتا تھا، یہ اس کے مسئلے کا حل نہ تھا۔

کالج میں اس کی تقرری کی کوشش بھی اس کے خالو نے کی تھی، چاند پور کا گھر بھی ان کی کوششوں سے خریدا جا سکا تھا، جہاں وہ تدریسی مصروفیات سے بچا وقت گزارنے چلی جاتی تھی اور آج یہ اجتماع خلاف معمول اس کے گھر کے بجائے آفیسرز کالونی کے اسی گھر میں تھا، کیونکہ وہ شام تک گھر نہ پہنچی تھی۔

کھانے کے بعد وہ دونوں اس کے ساتھ اس کے کمرے میں آ گئے جہاں گپ شپ کرنے کے ساتھ انہوں نے چائے پی اور پھر تینوں واک کے لئے نکل آئے۔

''مشی زندگی کی اس ڈگر پر آخر کب اس طرح چلتی رہو گی؟'' پارک میں سعد کے چند دوست مل گئے تو وہ دونوں سنگی بینچ پر جا بیٹھیں، ہما فوراً اپنے پسندیدہ موضوع پر آ گئی۔

''کون سی ڈگر؟''

''جو تم چل رہی ہو، یہ زندگی نہیں ہے، فرار کی راہیں جتنی بھی تلاش کرو فرار حاصل نہیں کر سکو گی، خود کو بے مقصد مصروفیات کی بھینٹ نہ چڑھاؤ، تنہائی کی خواہش کرب اور پھر عذاب میں مبتلا کر دیتی ہے، تم نے دنیا میں دیکھا ہی کیا ہے، کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ جو ہوا بہتر ہوا؟''

''ہوں۔'' وہ چپ ہو گئی۔

''اگر زندگی میں کچھ غلط ہو جائے یا حادثہ پیش آ جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ زندگی سے رخ ہی موڑ لیا جائے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ سب لوگ ایک جیسے ہی ہوتے ہیں، سب کو ترازو کے پلڑے میں مت تولو۔'' وہ اس بار بھی خاموش رہی۔

''تم یہاں آئی ہو اس بات کے علاوہ کہ مجھے ایک اچھی دوست کا ساتھ مل گیا ہے، لیکن یہ فیصلہ غلط ہے اور اتنا بڑا گھر نوکروں کے حوالے کر دینا اچھا نہیں، تمہیں وہیں اسی گھر میں رہنا چاہیے تھا اور یہ نوکری کا جوگ بھی یوں ہی پال لیا تم نے۔''

ہما لگتا تھا آج دل کا سارا غبار نکالنے کو بیٹھی تھی اور اس کی خاموشی سے بھرپور فائدہ اٹھا رہی تھی، ورنہ تو وہ بات ہی کب سنتی تھی۔

''ہوں۔'' اس نے کھوئے کھوئے سے لہجے میں کہا۔

''پاپا کی نظر میں ایک دو اچھے لڑکے ہیں چاہو تو مل لو ان سے۔'' اس نے یمنٰی کے چہرے کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

''فار گاڈ سیک ہما، مجھے ایسی ضرورت نہیں اور اگر ہو بھی تو مجھے شوپیس نہیں چاہیے ہو گا کہ میں بہتر سے بہتر کی تلاش میں دنیا کے بازاروں میں ماری ماری پھروں گی، نہیں ملنا مجھے کسی سے بھی۔'' وہ جو خاموشی سے اس کی باتیں سن رہی تھی ایکدم غصے میں آ گئی اور عشارم یوسف سے مل کر اس کے ذہن و دل نے جو تھوڑی سی راحت محسوس کی تھی، وہ بھی اس لمحے معدوم ہو گئی۔

''کب تک، آخر کب تک یوں بھنورے کی طرح ڈال ڈال منڈلاتی رہو گی۔''

''جب تک مقدر میں لکھا ہے یوں ہی رہوں گی۔'' اس کا لہجہ اب بھی انتہائی تلخ تھا لیکن ہما نے برا نہیں منایا، یہ تو اپنا پن نہیں ہوتا نہ کہ آدمی برے حالات میں دوست کا تھوڑا سا غصہ بھی نہ سہہ سکے، وہ زبردستی مسکرائی۔

''ایب نارمل لگ رہی ہو۔'' اس نے چڑانا چاہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''اس میں ایب نارملٹی کی کیا بات ہے، زندگی میری ہے، میری اپنی اور اسے میں اپنی مرضی سے گزار رہی ہوں کسی کو کیوں کوئی اعتراض ہے؟''

''یہ انتہا پسندی ہے اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تم اس کی خاطر جوگ لے چکی ہو۔''

''نو ناٹ ایٹ آل۔'' وہ غرائی۔

''تو پھر......؟''

''پھر یہ کہ اب ہمیں واپس چلنا ہے، سعد اپنے دوستوں سے فارغ ہو کر آ چکا ہے۔'' اس نے ہما کی پشت پر کھڑے سعد کی آمد سے اسے مطلع کیا۔

''یمنٰی تم سے زیادہ سمجھدار ہے اور اپنے فیصلے خود کر سکتی ہے، میں تمہیں کسی پر فیصلہ ٹھونسنے کی اجازت نہیں دوں گا، انڈر اسٹینڈ؟'' ہما نے منہ پھلا لیا اور سر جھٹک کر آگے بڑھ گئی۔

''بہت برے ہو تم، میری ذات کی یوں فٹ سے نفی کرنا تمہاری پختہ عادت بن چکی ہے۔'' اس نے جاتے جاتے پلٹ کر زہر اگلا۔

وہ پارک سے نکل کر روڈ پر آ گئے، یمنٰی اور سعد تیز چل کے ہما کے برابر پہنچنے کی کوشش کرنے لگے، اس کی تیزی میں اضافہ ہوتا گیا، ایکدم یمنٰی کو اپنی زیادتی کا احساس ہوا اس نے اسے پکارا۔

''ہما...... ہما پلیز رکو تو۔'' وہ تو نہ رکی لیکن ایک سیاہ گاڑی اچانک بالکل قریب آ کر رک گئی۔

''ہیلو۔'' وہ دونوں ابھی اس گاڑی کے رکنے کا نوٹس ہی لے رہے تھے کہ جانی پہچانی آواز نے یمنٰی کو چونکا دیا۔

گاڑی کے کھلے شیشے سے ہزاروں، لاکھوں میں سے پہچان لیا جانے والا وہ ہی دل موہ لینے والا خوبصورت چہرہ جھانک رہا تھا۔

براؤن ہلکے ہلکے خم دار بالوں سے سجا چہرہ خوبصورت چمکتی آنکھیں، جن میں ذہانت کی چمک گہری تھی، یمنٰی کے پیروں میں اس آواز نے گویا زنجیریں ڈال دیں، سعد حیران نظروں سے اپنے سامنے موجود گاڑی اور اس نوجوان کو دیکھ رہا تھا، وہ جلدی سے دروازہ کھول کر نیچے اترا۔

''ہیلو مس سجاد احمد!''

''ہیلو۔'' وہ مسکراتے ہوئے اب بھی نگاہوں میں بے یقینی بھرے اسے دیکھ رہی تھی۔

''آپ...... آپ...... یہاں کیسے؟''

''پاس ہی گھر ہے میرا، ہما، سعد اور میں واک کے لئے نکلے تھے، اب واپس جا رہے ہیں۔'' اس نے سعد کی طرف دیکھا پھر اسے دیکھا کچھ عجیب۔ انداز تھا اس کے دیکھنے کے، کہ سعد یمنٰی کا چہرہ بغور دیکھنے لگا۔

''ہما...... ہما۔'' یمنٰی گڑبڑا کر ہما کو آوازیں دینے لگی، وہ بھی گاڑی رکتے دیکھ کر اپنا غصہ بھلا چکی تھی، واپس پلٹ آئی۔

''سعد یہ عشارم یوسف ہیں، مستقبل کے لکھاری، پہلی بار آج ملے ہیں، اپنی کتاب کے سرورق اور فلیپ کے سلسلے میں اور کمال دیکھو کہ مجھے پہچان لیا۔''

''میں نے دور سے ہی دیکھ لیا تھا آپ کو پھر اسے اپنا واہم سمجھا، قریب آ کر تصدیق ہوئی، کہ یہ آپ ہی ہیں۔''

''واقعی۔'' وہ قریب آتی ہما کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''یہ سعد حسن ہیں اور یہ ہما اسرار، دونوں ہی انجینئر ہیں اور دونوں ہی میرے خالہ زاد ہیں اور مستقبل کے لائف پارٹنر بھی۔'' یمنٰی نے اسی بے ساختگی سے کہا جو اس کی شخصیت کا خاصا تھی۔

''میں ڈنر کے بعد ہوٹل جا رہا ہوں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہوٹل، گویا آپ اس شہر میں مہمان ہیں؟''

''جی ہاں، میں محض آپ سے ملنے کی خاطر آیا تھا، اس سلسلے میں آیا تو دوستوں سے بھی مل لیا اور اب ہما اور سعد سے بھی مل کر خوش ہوا ہوں، یقیناً یہ دونوں بھی آپ ہی کی طرح اچھے بلکہ بے حد اچھے ہوں گے۔''

''شکریہ جناب اس تعریف کا۔'' سعد پہلی بار دوستانہ مسکراہٹ کے ساتھ مسکرایا، ہما ابھی تک گہری نظروں سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔

''مس یمنٰی اب مجھے آپ کے ساتھ لانگ مارچ کرنا ہوگا یا آپ لوگ میرے ساتھ چلیں گے، آیئے نہ کسی قریبی کیفے یا ریسٹورنٹ میں کافی ہو جائے۔''

''نو تھینکس، ہم لوگوں نے تھوڑی دیر پہلے پارک کے کیفے میں کافی پی ہے۔'' سعد نے بڑی تہذیب سے کہا۔

''تو چلیے، صرف واک ہی سہی۔'' وہ ان کے ساتھ چل دیا، کیسی ان دیکھی ڈور میں بندھا۔

چاروں اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے، ہما اور سعد بہت جلد گھل مل جانے والوں میں سے تھے۔

یہ تھوڑے سے لمحے دوستی کے لئے کافی رہے، وہ تینوں از راہ اخلاق اس کے ساتھ واپس اس کی گاڑی تک آئے اور اسے خدا حافظ کہا۔

''کون تھا یہ بندہ؟''

''بتایا نا آج ہی ملا تھا مجھے۔''

''اچھا پیس ہے، اللہ نے تمہارے لئے بھیجا ہے، فکر و تردد سے بچانے کو، تم جو ماری ماری پھرنے کی قائل نہیں۔''

''بکومت، میں نے ایسا سوچا تک نہیں۔''

''یہ تم نہیں، ہم سوچیں گے، ہم سب، کچھ فیصلے بڑوں کے کرنے کے ہوتے ہیں، بس تمہاری تھوڑی سی رضا مندی کی ضرورت ہے۔''

''بکواس نہیں کرو میں نے تمہیں کئی بار بتایا ہے، میں نے فیصلہ کر لیا ہے اور اس پر قائم ہوں۔''

''غلط ایک دم غلط بور اور نا جائز۔'' اس نے یمنٰی کے نظریے کو زور دے کر کہا مسترد کر دیا۔

''سنو یہ ٹائٹل نظم اور فلیپ کا کیا چکر ہے؟''

''بتایا تو ہے اس کی کتاب کی ٹائٹل نظم اور فلیپ لکھنا ہے۔''

''اچھا تو خیر سے موصوف ناول نگار ہیں اچھا ہے دونوں ادیب ہیں، اچھی خاصی انڈر اسٹینڈنگ ہو سکتی ہے، کیونکہ تم تو دونوں فیلڈ میں مہارت رکھتی ہو، ایک پیشے کے لحاظ سے تو دونوں ایک ہی فیلڈ سے ہو گے، گھنٹوں بلکہ دنوں اپنے اپنے فن میں لگے رہو گے جب فارغ ہو گے، کھانا کھا لیا کریں اور......اور۔''

''ہما...... کہاں سے کہاں تک کا سفر کر لیا تم نے، واپس آ جاؤ اب، پلیز لیو دس ٹاپک، کسی اور موضوع پر بات کرو۔'' اس نے کچھ زیادہ سنجیدگی اور اکتاہٹ کا مظاہرہ کیا تو وہ خاموش ہو گئی، لیکن دل میں پختہ ارادہ کر لیا تھا، کچھ بھی ہو وہ اس بندے کے بارے میں پھر سے بات کرے گی اس سے، اسے وہ پہلی ہی نظر میں اچھا لگا تھا، زبردست پر سنیلٹی کا مالک اور سب سے بڑھ کر یمنٰی کے لئے نہایت موزوں تھا، انتہائی خوب صورت کپل دونوں کا۔

☆☆☆

دوسرے دن وہ کالج سے جلدی واپس آ گئی اور کھانا کھا کر لیٹی تو سو گئی، شام کے پانچ بج چکے تھے، فریش اور تیار ہونے میں ایک گھنٹے سے زیادہ لگ گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ٹھیک سات بجے وہ ہوٹل کے ریسپشن پہ تھی مگر یہ دیکھ کر حیران تھی کہ وہ بھی اس کے سامنے تھا۔

''السلام علیکم!'' اس نے بڑی گرمجوشی سے اس کا استقبال کیا۔

''وعلیکم السلام!'' اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی، سفید کاٹن کے سوٹ میں میرون ویسٹ کوٹ کے ساتھ وہ کل سے بہت زیادہ پرکشش لگ رہا تھا۔

''تشریف لے چلیئے۔'' اس نے اسے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا تو وہ چل دی۔

میز کے اردگرد بیٹھے وہ دونوں چپ چاپ سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے، آنکھوں میں انجانے سے جذبے انگڑائی لے رہے تھے، جن کو کوئی بھی نام دینے سے دونوں ہی ڈر رہے تھے اور ان کو چھپانے کی کوشش بھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے دل کا حال نہ جان لیں۔

عشارم یوسف نے اپنے مسودہ کو اس کی طرف بڑھایا، خاصا ضخیم ناول تھا۔

''میری خواہش ہے کہ آپ میری تحریر کو حرف بہ حرف پڑھیں، اس کے لئے آپ کو یقیناً کافی وقت درکار ہوگا، میں جتنا وقت آپ کو چاہیے دے سکتا ہوں، جتنا طویل انتظار کرنے کو کہیں گی کر سکتا ہوں، نظم میرے مفہوم کا مکمل اظہار ہو، آپ کے تخیل کی پرواز تو ویسے بھی ماشاء اللہ اونچی ہے آپ اس تحریر کے سہارے میرے دل و دماغ میں ضرور جھانک لیں گی۔'' اس نے مسکرا کر اس کی آنکھوں میں جھانکا، عشارم کی آنکھوں کی تپش سے وہ آنکھیں جھکانے پر مجبور ہوگئی، اس کی نظریں میز پر رکھے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں پر جم سی گئیں، اس کے ناخنوں میں سے سرخ سرخ خون جھلک رہا تھا جیسے حیاء کی سرخی چھا گئی ہو، لمحے کے ہزارویں حصے میں جھکا ہوا سر اٹھا کر اسے دیکھا، اس کی آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئیں۔

یمنٰی کا دل پہلو میں دھڑک کر رہ گیا، وہ اس کے سامنے خود کو اتنا بے بس کیوں محسوس کر رہی تھی، نجانے کیوں؟ اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور بولتا وہ منتشر دھڑکنوں کو کنٹرول کرتے ہوئے بولی۔

''ذرہ نوازی ہے آپ کی اور میری پوری کوشش ہوگی آپ کی توقع پر پوری اتروں۔''

''شکریہ۔'' عشارم یوسف نے مسکرا کر اسے دیکھا، اس نے کس خوب صورتی سے موضوع بدل دیا تھا۔

پھر وہ کافی دیر تک ناول کے حوالے سے گفتگو کرتے رہے، کھانا بھی اس ہلکی پھلکی گفتگو کے ساتھ ہی کھایا گیا اور واپسی کے لمحوں تک وہ دونوں کل سے آج تک کا کافی فاصلہ طے کر چکے تھے۔

رخصت ہونے سے پہلے سیل نمبر کا تبادلہ کیا گیا، آج عشارم نے اسے گاڑی تک آ کر خدا حافظ کہا اور ہاتھ میں پکڑا ناول کا مسودہ بھی گاڑی کی اگلی نشست کا دروازہ کھول کر اس کے ساتھ والی سیٹ پر رکھ دیا، گاڑی ٹرن کرتے ہوئے اس نے دیکھا عشارم یوسف کا ہاتھ ابھی تک فضا میں معلق تھا۔

گھر آ کر بھی ایک عجیب سا احساس اسے گھیرے رہا، وہ خوش تھی بے انتہا خوش، مگر کیوں؟ یہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

کچھ لمحے اتنے انجانے ہوتے ہیں نا کہ آپ کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں اور پھر اپنے حصار سے نکلنے بھی نہیں دیتے، یہ ان دیکھے لمحے زنجیر بن جاتے ہیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

وہ ''خوشبو'' کا نسخہ لے کر بیٹھ گئی، وہ ورق الٹتی رہی، پڑھنے میں بھی اس کا دل نہ لگا تو وہ سر بیڈ کی پشت سے لگا کر بیٹھ گئی اور کچھ دیر کے لئے پلکیں موند لیں، مگر پھر بھی اس کے دل کو سکون نہیں ملا، بے چینی اپنے عروج پر تھی۔

رات گہری ہوتی جا رہی تھی، ان گزرتے لمحوں کے درمیان وہ مسودہ کھول کر بیٹھ گئی، اسے پڑھنے کی ابتداء کر رہی تھی کہ فل اسکیپ پیپر پر عشارم یوسف حسن کا سراپا اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ ابھر آیا، اس نے گھبرا کر پلکیں بند کر لیں، لیکن زیادہ دیر تک وہ آنکھیں بھی بند نہ رکھ سکی اور فوراً آنکھیں کھول لیں۔

''لکھ لو، میں کہتی ہوں کہیں کسی بھی جگہ پکی روشنائی سے لکھ لو، کہ وہ تم سے پیار کرتا ہے اور جس طرح اردگرد سے بے نیاز تمہیں دیکھ رہا تھا، اس کی دیوانگی کو میں اسی وقت بھانپ گئی تھی۔'' ہما کے الفاظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔

''تم بے شک نہ مانو، جھٹلا دو مجھے لیکن تم اس بات کا اپنے آپ سے جلد ہی اعتراف کر لو گی، وہ تم سے محبت کرتا ہے، یمنیٰ سجاد احمد، وہ اپنی محبت کا حصار تمہارے گرد باندھ گیا ہے جس سے تم چاہنے کے باوجود نکل نہیں پاؤ گی، ایسی محبت کے لئے صدیوں کا انتظار نہیں کرنا پڑتا، کم بخت ہونے پر آئے تو پل میں ہو جاتی ہے۔'' اس نے سرنفی میں ہلایا، آنکھیں مسلیں پھر دیکھا، مسودے کا پہلا صفحہ تو کسی بھی تحریر و تصویر سے پاک تھا، شاید اس کے دل و دماغ پر بن جانے والی عشارم کی تصویر اس صفحے پر اتر آئی تھی۔

اس والہانہ پن کا سامنا اسے پہلی بار کرنا پڑا تھا، تب ہی تو اس قدر گھبرا رہی تھی، اس نے تو یہ سنا تھا کہ تصویر بولتی ہیں لیکن یہ پہلی بار دیکھا تھا کہ تصور بولتے ہیں، دیکھتے ہیں، زندگی کا احساس دلاتے ہیں، اب وہ اس کی سماعتوں میں نرم گرم لہجے کا رس انڈیل رہا تھا۔

''ہما ٹھیک کہتی ہے یمنیٰ سجاد احمد! تم نے پہلی نظر میں ہی میرے دل کا چین و قرار چھین لیا ہے، میں تمہاری محبت میں گرفتار ہوں، تم سے مل کر جانے کے بعد ایک پل چین سے نہیں گزر سکا، آئی لو یو۔'' جانے کیا ہوا اسے، کانوں پر سختی سے ہاتھ رکھتے ہوئے وہ چلا اٹھی۔

''نہیں نہیں ہرگز نہیں، یہ نہیں ہو سکتا، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔'' اور چیختی چلی گئی، یہاں تک کہ ساتھ کے کمرے میں گہری نیند سوئی اماں بی ہڑبڑا کر جاگیں اور دیوانہ وار اس کے کمرے کی طرف آئیں، آنکھوں میں وحشت لئے کھلے بالوں اور ہانپتے کانپتے وجود کے ساتھ وہ بیڈ کے بیچوں بیچ آ بیٹھی تھی۔

''کیا ہوا بیٹی کیا ہوا؟''

''اماں بی...... اماں بی۔'' وہ کسی چھوٹی بچی کی طرح بلک پڑی۔

اماں بی نے اسے بانہوں میں بھر لیا، وہ ان کے سینے سے لگی اب بھی ان کو پکارے جا رہی تھی۔

''نہ میری جان، میری چندا نہ روؤ، مجھے بتاؤ کیا بات ہے؟ ڈر گئی ہو کیا، میں نے ہزار بار کہا ہے، مجھ بڑھیا کو اپنے کمرے کے کسی کونے میں پڑا رہنے دیا کرو، لیکن مانتی نہیں ہو اور یہ کھڑکیاں بھی تو کھلی چھوڑ کر سوتی ہو بیٹا، یہ پرائے شہر کا پرایا گھر ہے اپنا گھر نہیں جہاں تمہارے پاپا نے رات کے پہرے کے لئے کئی ملازم رکھ چھوڑے ہیں اور یہاں......''

''نہیں اماں بی! میں ڈری نہیں ہوں کسی سے، میں تو میں...... تو اپنی تقدیر اپنے نصیب پر رو رہی ہوں، میں تو اسی سے خوفزدہ ہوں، مجھے تو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اپنے آپ سے ڈر لگ رہا ہے، اماں بی مجھے چھپا لیں مجھے بچالیں، میری تقدیر سے میرے اپنے آپ سے مجھے شاید جینے کا خواب دیکھنے کا حق ہی نہیں ہے۔"

"نہ...... نہ میری چندا نہ رو، ایسا نہ کہو تمہارے سب حق محفوظ ہیں، نادانی تو میاں نے کی ہے تم نے نہیں، میں تمہیں ان کے لئے سزا نہیں بھگتنے دوں گی۔"

"نہیں نہیں اماں بی مجھے سدا یوں ہی رہنا ہے، شاید یہ میری تقدیر کا فیصلہ ہے، آپ کو خبر ہے ناں میں نے اپنا شہر کیوں چھوڑا ہے، مجھ میں لوگوں کی اٹھتی انگلیاں کاٹ دینے کی طاقت نہیں تھی ان کی زبانوں پر تالے ڈالنے کا یارانہ تھا، میں اب بھی کسی کا سامنا کرنے کی خود میں جرأت نہیں پاتی۔"

"تم بزدل ہو، دراصل تم نے دنیا دیکھی ہی نہیں، تم پہلی عورت نہیں ہو چندا، تم جیسی ہزاروں لاکھوں عورتیں ہوں گی اور اس نے تو صرف اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے تمہارے بارے میں جھوٹی باتیں کر دی ہیں، تا کہ وہ اپنے کیے کا جواز پیش کر سکے، اپنے جرم کی اہمیت کم کر سکے، ورنہ یہ تو وہ بھی جانتا ہے کہ تم کتنی اچھی، کتنی معصوم اور کتنی نیک نفیس ہو اور...... اور بیٹی اب تو وہ خود پچھتا رہا ہے، سخت پشیمان ہے، تم سے معافی کا خواستگار ہے، مصالحت کی صورت چاہتا ہے۔"

"اور آپ کے خیال میں یہ سب ٹھیک ہے، یہ سب کچھ ہو سکتا ہے، نہیں کبھی نہیں، ہرگز نہیں، نا ممکن ہے یہ سب، نہیں کبھی نہیں ہو سکتا، نفرت ہے مجھے اس سے شدید نفرت، میں اس کی صورت نہیں دیکھنا چاہتی، میں اس کا نام نہیں سننا چاہتی اور آپ...... اماں بی آپ بھی، اگر آپ میری ہمدرد ہیں مجھے چاہتی ہیں تو اس سے کبھی بھی بات نہیں کریں گی، ملازموں سے کہہ دیں وہ یہاں کبھی آجائے تو اسے دھکے دے کر نکال دیں، اس نے میری زندگی کو روگ لگا دیا ہے، میں اسے کبھی بھی معاف نہیں کروں گی کبھی نہیں۔" وہ پھر رونے لگی، ان کا دل اس کے دکھ پر بھر آیا، ان کی آنکھیں بھی برس پڑیں، مگر وہ اس اذیت سے واقف نہیں تھیں جو وہ آج اور کل میں اٹھا چکی تھی۔

عشارم یوسف کی صورت میں، وہ جو پہلی نظر میں بغیر کسی اجازت کے اس کے من میں اس کی آنکھوں میں بس گیا تھا، وہ اس کا خواب تو بن سکتا تھا، ہم سفر نہیں اور وہ اپنا یہ درد اماں بی، ہما، سعد، کسی کو بھی نہیں بتا سکتی تھی، کیونکہ وہ جانتی تھی اسے ایسا کرنے ایسا سوچنے کا کوئی حق نہیں۔

کافی حد تک وہ سنبھل چکی تھی اور تھوڑی دیر بعد زبردستی اماں بی کو ان کے کمرے میں بھیج دیا۔

وہ بہت اپ سیٹ تھی، کسی پل چین ہی نہیں تھا، وہ کسے بتائے، کسے سنائے اپنے دل کی یہ حالت، وہ کروٹیں بدلنے لگی، نگاہوں میں پھر وہ ہی تصور تصویر بن کر جم گیا۔

"کیا وہ نادان ہے، ناسمجھ اور بے شعور ہے؟ جس راہ پر چلنا ناممکن ہے، اس راہ کی طرف بڑھ رہی ہے، آگ سے کھیلنا چاہ رہی ہے اور آگ تو انسان کے وجود کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے، اس کے ارمانوں کو خوابوں اور امنگوں کو۔" وہ خود بخود بول اٹھی۔

"عشارم یوسف کون ہو تم؟ کہاں سے اور کیوں آئے ہو؟ کیوں اس آگ کو میرا مقدر بنا رہے ہو، میں اچھی طرح جانتی ہوں یہ ناول ایک معقول بہانہ ہے، اس دنیا میں ادیبوں اور شاعروں کی کمی نہیں، تم کسی سے بھی معاوضے پر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اچھی سے اچھی نظم لکھوا سکتے ہو، تمہارے ناول کا فلپ میرے بغیر بھی انفرادیت کی سند حاصل کر سکتا ہے اور فلپ یہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا، نظم اور فلپ دونوں کے بارے میں بہت سوچ سمجھ کر چال چلی ہے تم نے، لیکن جہاں تک میں سمجھ پائی ہوں درحقیقت تم میرے قریب آنا چاہتے ہو اور میں جو ہوں نا، میں نے جو ہامی بھری لی ہے، میں نے بھی محض نظم لکھنے کی ہامی نہیں بھری، میں نے تمہاری آنکھوں کے آئینوں میں چھپے پیغام کو شرف قبولیت بخش دیا ہے، مگر عشارم یوسف جس کہانی کا تم عنوان بننا چاہ رہے ہو ابھی تمہیں میری کہانی کی خبر نہیں ابھی تم کچھ نہیں جانتے میری زندگی کی کتاب جب تم پڑھ لو گے تو جب میری حقیقت جان لو گے تو پھر میرے حسین دل کش چہرے کی تمہاری نگاہ میں کوئی اہمیت نہیں رہے گی، تب تم میری طرف پلٹ کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرو گے۔"

"اور میں اسی دن سے خوفزدہ ہوں میں...... میں تمہارا یہ مسودہ واپس کر دوں گی، تم سے آئندہ کبھی نہیں ملوں گی، تم راہ میں آئے بھی تو تم سے منہ موڑ لوں گی، ہٹ جاؤں گی تمہارے راستے سے، اگر تعلق کچا ہو تو ملال اتنا شدید نہیں ہوتا اور تعلق بن جائے گہرا ہو جائے دل کے اندر جڑ پکڑے تو ٹوٹنا ناممکن ہوتا ہے، ٹوٹ کر بھی تعلق، تعلق ہی رہتا ہے خواہ محبت کا ہو یا نفرت و بے زاری کا، تعلق نہیں بننا چاہیے، یہ بندھن نہیں بندھنا چاہیے، ورنہ یہ میرے دل کا ناسور بن جائے گا اور میرے پاس افسردہ رہنے کو اذیت اٹھانے کو پہلے ہی کافی زخم ہوں۔" اس نے چہرہ گھٹنوں میں چھپانے کی کوشش کی، جلتی آنکھیں کسی طور ٹھنڈک نہیں پا رہی تھیں۔

وہ جتنا اس کے خیالوں سے چھٹکارا چاہتی تھی وہ اتنا ہی اس کے قریب آ رہا تھا، وہ کہاں جائے کیا کرے کہ وہ اس کے خیالوں پر نہ چھائے، وہ اس کے تصور میں نہ آئے، وہ خود کو بہت بے بس محسوس کر رہی تھی۔

اچانک کمرے کی اداس فضاؤں میں موبائل کی آواز نے زندگی دوڑا دی، یمنٰی نے وال کلاک کی طرف دیکھا دو بجنے کو تھے۔

"اس وقت کون ہو گا کیوں کال کی ہو گی؟" اس نے سیل فون اٹھاتے ہوئے بنا دیکھے کال پک کر کے کان سے لگا لیا۔

"ہیلو۔" اس نے آواز نہیں پہچانی کیونکہ وہ تو خود الجھی ہوئی تھی۔

"کون صاحب؟"

"وہی جسے زندگی میں پہلی بار باوجود کوشش کے نیند نہیں آ رہی، آپ نے پہچانا نہیں؟ اس کے باوجود کے آپ کے لہجے نے مجھ سے آپ کے رونے کی چغلی بھی کھائی ہے، میں نے تو آپ کو پہچان لیا ہے، کیوں روئی ہیں آپ یمنٰی؟"

"اوہ تو یہ آپ ہیں، عشارم یوسف حسن!"

جواب میں وہ خاموش رہا تھوڑے وقفے کے بعد اس کی آواز سماعتوں میں گونجی جس میں شوخی اور شرارت رچی بسی تھی۔

"میرا ناول اتنا بھی دردناک نہیں کہ آپ کو رلا دیا ہو اس نے۔"

"نہیں نہیں ابھی تو میں نے ناول شروع بھی نہیں کیا۔"

"پھر یہ جاگنا اور رونا کیسا؟ یہ کس سلسلے میں؟"

"ہو سکتا ہے یہ جاگنا میرا معمول ہو۔"

"لیکن رونا تو معمول نہیں ہو سکتا۔" اس نے یمنٰی کو لاجواب کر دیا۔

"مگر...... روئی تو نہیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''دیمشی سجاد احمد جس کے تصور میں آپ کا بھیگا چہرہ اور برستی آنکھیں بھی آچکی ہوں اس سے آپ جھوٹ کیسے بول سکتی ہیں، یہ سچ ہے کہ آپ رو رہی تھیں میرا وجدان جھوٹ نہیں بول سکتا۔''
بے اختیار ایک گہری اور سرد آہ اس کے لبوں پر آ گئی۔

''ہوں تو اب سمجھ میں آیا میں کیوں نہیں سو پا رہا تھا۔'' اس نے بات آسان لفظوں میں سمجھانا چاہی تھی یا اشاروں میں، وہ جان نہ پائی تھی، وہ بے اختیار سی مسکرا دی۔

''آپ روتی رہتیں، میں سوتا رہتا یہ بھلا کب ممکن تھا؟ سچ کہیے گا جب آپ رو رہی تھیں، میں آپ کے پاس تھا ناں؟ بس اتنی جرأت نہیں تھی کہ آپ کی نوک مژگاں پر چمکتے جگنوؤں کو اپنی مٹھی میں قید کر سکتا۔''

''یہ سچ ہی تو تھا۔'' اس نے خود سے اعتراف کیا۔

''دیمشی میں آپ کے لئے اجنبی تھا مگر اب ہم اجنبی نہیں رہے، آپ کی زندگی میں خوشیاں بکھیرنے آپ کے لبوں کو ہنسی سے آشنا کرنے آیا ہوں، آپ کو رلانے نہیں، آپ مجھ سے وعدہ کیجیے کہ کبھی نہیں روئیں گی؟ سنیں، ارے میں کیسا وعدہ لینے لگا کیونکہ حق جتانے کے لئے وعدے تو اپنوں کو دیئے جاتے ہیں، آپ نے کب مجھے اپنا سمجھا ہو گا، آپ اور آپ کے خیالوں تک میری رسائی کہاں؟ آپ جیسی ہستی کے خوابوں میں سما جانے کا حق مجھے کہاں؟ آپ تو زندگی کے لئے کسی بہت اعلا و ارفع ہستی کو منتخب کریں گی یا کر چکی ہوں گی، لیکن میں یہ کہنے سے باز نہیں آؤں گا کہ میں نے آپ کو اپنی دنیا میں بسا لینے کی گستاخی کر لی ہے بلکہ مجھ سے یہ خطا بے سوچے سمجھے ہی ہو گئی ہے، آپ کو مکمل اختیار ہے اس جرم کی سزا دیں، مگر میں...... میں بے قصور بھی ہوں، یہ سب میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا، مجھے خود بھی معلوم نہیں یہ سب کیسے کب اور کیوں ہو گیا، مجھے معاف نہیں کریں گی، میں اس اظہار تمنا کے بعد آپ کے سامنے آنے کا حق بھی نہیں رکھتا، فلیپ کا تو خیر مسئلہ نہیں لیکن ناول کی نظم بار بار ہمارے ملنے کا بہانہ بنے گی، میں نے سوچا ہے یہ میں آپ سے نہیں لکھواؤں گا، کل شام ہم دونوں کی آخری ملاقات ہو گی، بلکہ میں کالج کے باہر آ کر آپ کے چوکیدار سے مسودہ حاصل کر لوں گا اور بس...... ٹھیک ہے ناں؟'' اس نے حیران سی نظروں سے سیل کو دیکھا، کہا کچھ نہیں۔

''آپ کی خاموشی آپ کی رضا مندی ہے، چلیے یہ تو طے ہو گیا کہ ہمیں آئندہ ملنا نہیں ہے لیکن اپنی دو تین ملاقاتوں کے حوالے سے اور اس رعایت میں کہ ہم کو نیند نہیں آ رہی اس وقت ہم آپس میں کچھ رسمی سی باتیں تو کر سکتے ہیں، جسٹ فار انجوائے منٹ، میرا مطلب ہے دل بہلانے کو۔''

یمشی کے پہلو میں درد انگڑائیاں لینے لگے، کیا کہتی اور کیا نہ کہتی، اس کا دل دہائی دے رہا تھا، فریاد کر رہا تھا، عشارم یوسف حسن سے مخاطب تھا۔

''مجھے چھوڑ کر مت جاؤ عشارم مجھ سے یوں دست بردار نہ ہو جاؤ، تم پہلے شخص ہو عشارم دنیا بھر کے میلے میں میرے دل کی تہوں میں اتر جانے والے، تم دور چلے بھی گئے تو میرے دل کی دنیا میں آباد رہو گے، مجھ پہ ظلم نہ کرو عشارم، میں تم سے کچھ نہیں مانگوں گی، اس لئے کہ مانگنے کے لائق نہیں ہوں، بس میرے کانوں میں چند خوب صورت اور دل کش الفاظ اتار دو لفظوں کے، آب حیات ضرور پلا دو، میری پیاسی اور بے دم روح

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کو، کہو کہ تم مجھے چاہنے لگے ہو، تم مجھے چاہتے ہو۔"

"آپ کی خاموشی اس بات کا پتہ دے رہی ہے کہ آپ کو یہ گفتگو منظور نہیں۔"

"نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔"

"پھر...... پھر کیا ہے؟" وہ جواب میں رو دی۔

"عشارم!" یہ اس نے نہیں اس کی روح نے پکارا تھا، شاید اسے بھی جھٹکا لگا تھا وہ بھی چونک اٹھا تھا۔

"یمنٰی آپ نے مجھے پکارا، میرا نام لیا؟"

"ہاں عشارم میں نے آپ کو پکارا، کیا مجھے کسی کو پکار لینے کا، کسی کا نام لینے کا کوئی حق نہیں، دنیا نے مجھ سے بہت سارے حق چھین لئے ہیں، تم مجھ سے نہ ملو، مجھ سے بات نہ کرو، مگر ایک بار کہنے دو، عشارم ایک بار صرف ایک بار۔" وہ سوچنے لگی۔

"یمنٰی بی ایزی، روؤ نہیں، تمہارے آنسو مجھے تکلیف دے رہے ہیں، چپ ہو جاؤ پلیز۔" وہ آپ سے تم پر آ گیا، اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔

"اب بتاؤ تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"میں...... میں وہ بات سننا چاہتی ہوں جو آپ کے دل میں ہے۔"

"میرے دل میں...... ہوں۔" اس کے لب سیٹی کی صورت پھیلے تھے۔

"دل میں تو ہزاروں باتیں ہوتی ہیں یمنٰی تم کون سی بات سننا چاہتی ہو؟"

"وہ ہی جو کسی بھی موت کے منتظر انسان کو زندگی کی نوید دے دے، اندھیروں سے روشنی میں لا کھڑا کر دے، اس کی ہتھیلی پر جگنو رکھ دے۔"

"یمنٰی اگر میرے دل کی بات سننا چاہتی ہو تو سنو، میں تمہیں اپنی زندگی بنانا چاہتا ہوں، اپنا نام دینا چاہتا ہوں، سادہ لفظوں میں کہوں میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں، تم میرا خواب ہو، میں اس خواب کی تعبیر پانا چاہتا ہوں، تم میری آرزو ہو، میری امنگ ہو، ان لمحوں میں دراصل میں یہی تم سے کہنے کو بے چین تھا، ہما اسرار نے دراصل مجھ سے فون پر بات کی تھی۔"

"کب کیا کہا تھا اس نے؟" اس نے گھبرا کر بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ ان دونوں نے مجھے آپ کے لئے پسند کر لیا ہے۔" اس نے الفاظ بہت نرم محبت سے بھرپور لہجے میں ادا کیے۔

"یہ ناممکن ہے عشارم یوسف حسن، قطعی ناممکن۔" وہ ایکدم نیند سے جاگ اٹھی ہوش میں آ گئی، اپنی دنیا میں لوٹ آئی۔

"کیوں؟ ابھی ابھی آپ نے مجھ سے استدعا کی ہے کہ میں دل کی بات آپ سے کہہ دوں اور اب آپ میرے دل کی بات کو ہی ناممکن کہہ رہی ہیں۔"

"عشارم یوسف میں آپ کو سمجھا دوں گی، کل ہم دونوں کسی بھی جگہ مل بیٹھیں گے اور میں آپ کو سب بتا دوں گی کہ میری زندگی میں کون سے اندھیرے ہیں۔"

"ٹھیک ہے میں انتظار کروں گا، آپ آئیں گی مجھے پک کرنے یا میں آ جاؤں۔"

"آپ آ جایئے گا۔" اس نے گھر کا ایڈریس اسے سمجھا دیا۔

اس نے خدا حافظ کرتے ہوئے اسے سونے کی ہدایت کی، یمنٰی کے دل کا بوجھ شاید رونے سے کچھ ہلکا ہو گیا تھا، کچھ دیر بعد وہ سو گئی۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

صبح وہ نو کے قریب اٹھی تو کافی حد تک فریش ہو چکی تھی، کیونکہ گہری نیند لی تھی، فریش ہوتے چل دی، کافی دیر شاور کے نیچے کھڑے رہنے سے دل و دماغ اور ذہن ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ باہر جانے کے لئے تیار تھی، اس نے سوچ لیا تھا آج سارا دن وہ عشارم کے ساتھ باہر گزارے گی، لائٹ فیروزی سوٹ میں بڑا سا پرنٹڈ دوپٹہ اوڑھے سیاہ نفیس سینڈل اور بلیک اسٹریپ والی رسٹ واچ میں اپنے سدا کے میک اپ سے بے نیاز چہرے کے ساتھ تیار کھڑی تھی، کہ ایکدم سے اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔

''تم اس سے ملنے جا رہی ہو اور اپنی زندگی کی کتاب اس کے سامنے کھول کر رکھ دو گی، تو کیا وہ تمہاری زندگی کی کتاب پڑھ کر بھی تمہیں چاہے گا تم سے شادی کرے گا، یہ سوچا ہے تم نے۔''

اس کے اندر سے آواز آ رہی تھی کہ بے ساختہ بولی۔

''ہاں ہاں نہیں...... مجھے نہیں پتا...... کیا ہو رہا ہے، کیا ہونے والا ہے اور کیا آگے ہو گا۔'' وہ بے دم سی ہو کر کرسی پر ڈھے گئی۔

''تم اس سے ملنے نہ جاؤ، ورنہ اسے کھو دو گی، یہ نازک کچی ڈور کا سا بندھن پل میں ٹوٹ جائے گا، تم اسے جاتا دیکھ کر برداشت نہیں کر پاؤ گی، کیوں اپنی اذیتوں اور زخموں میں اضافہ کرنا چاہتی ہو، وہ کیا کوئی بھی شخص پوری داستان سن کر پلٹ کر بھی نہیں کرنا چاہتی ہو، وہ کیا کوئی بھی شخص پوری داستان سن کر پلٹ کر بھی نہیں دیکھے گا تمہیں، پھر اپھر کیوں موقع دے رہی ہو اسے، کیوں آزمائش میں ڈالنا چاہتی ہو اس کو بھی اور خود کو بھی، اس سے نہ ملنے کی صورت میں وہ تمہیں چاہتا تو رہے گا، محبت کا تعلق تو قائم رہے گا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شاید یہ تعلق اتنا گہرا ہو جائے کہ وہ تم سے دور نہ رہ پائے، تمہیں اپنا لے تمہیں اس وقت کا انتظار کرنا چاہیے، اس سے ملنے مت جاؤ، اسے حقیقت سے آگاہ مت کرو، یہی تمہارے حق میں بہتر ہے یمنٰی سجاد احمد۔''

اندر کی آوازوں کا شور پاگل کر دینے والا تھا، اس نے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ لئے، آنکھیں اسے کھو دینے کے خوف سے برس رہی تھیں اور لبوں سے سسکیاں نکل رہی تھیں، اس نے اتنے زور سے دانتوں سے لبوں کو کاٹا کہ ہونٹوں سے خون رسنے لگا، یہ اس کے ضبط کی انتہا تھی، لیکن سب بے سود، وہ گہرے کرب سے گزر رہی تھی۔

''نہیں...... نہیں میں اسے نہیں کھونا چاہتی، میں اس کے بنا نہیں رہ پاؤں گی، اسے کھونے نہیں دوں گی، نہیں کبھی نہیں۔'' وہ بڑبڑائی اور اس کے آنسوؤں کی شدت میں اضافہ ہو گیا۔

''اماں بی...... اماں بی کہاں ہیں آپ؟''

اس نے روتے ہوئے انہیں پکارا۔

''جی میری چندا کیا ہوا۔'' وہ اس کی آواز پر باہر دوڑی آئیں۔

''کہاں تھیں آپ؟''

''قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی، طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی آنکھ نہیں کھلی اب فارغ تھی تو سوچا اللہ کو یاد کرلوں، مگر تم رو کیوں رہی ہو، کیا ہو گیا ہے تمہیں۔'' وہ اس کو خود سے لگاتے ہوئے بولیں۔

''اماں بی ابھی عشارم آتا ہو گا وہ آئے تو اسے کہہ دیجئے گا میں گھر نہیں ہوں، مجھے اس سے نہیں ملنا اماں بی نہیں ملنا اس سے۔''

''مگر ہوا کیا ہے؟ کیوں نہیں ملنا چاہتی ہو اس سے کون ہے وہ؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"کچھ نہیں ہوا کچھ بھی تو نہیں، لیکن سب کچھ میرے ساتھ ہی ہوتا ہے، تقدیر میرے ساتھ ہی کھیل کھیلتی ہے۔" روتے ہوئے اس نے کہا، وہ حیران سی اس کی باتیں سن رہی تھیں۔

"چلو ٹھیک میں کہہ دوں گی اس سے تم گھر پر نہیں ہو، پھر کسی دن آ جائے۔" وہ بھول پن سے ازلی سادگی سے بولیں۔

"آج نہ کل، اب میں اس سے کبھی نہیں ملوں گی کبھی نہیں۔" اس نے کرب بھرے لمحوں سے گزرتے ہوئے کہا۔

"مگر کیوں چندا کچھ تو بتاؤ۔"

"اماں بی کچھ مت پوچھیں پلیز اور فون کا ریسور اتار کر رکھ دیں، مجھے اس سے بات بھی نہیں کرنی۔" وہ کہتی ہوئی ان کی بانہوں سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف دوڑی اور بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ کر بلکنے لگی۔

تھوڑی دیر بعد ڈور بیل چیخنے لگی اور اس کی آواز اس کی سماعتوں کو چیرتی ہوئی اندر داخل ہوئی، وہ اٹھ کر بیٹھ گئی، دھڑکنیں منتشر ہو گئیں، اماں بی دوڑ کے قریب جا کر بولیں کون؟ اور اس کا ہر عضو سماعت بن گیا۔

"میں عشارم...... عشارم یوسف حسن۔"

پھر اس نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی اور ا سے لگا وہ برآمدے سے ہوتا ہوا اس کے کمرے میں آ پہنچے گا، اس کے وجود پر کپکپی طاری ہو گئی۔

"اگر وہ آ گیا تو؟" اس نے خوفزدہ نگاہوں سے دروازے کی طرف دیکھا وہ ان لاک تھا۔

"یمنٰی بیٹی گھر پر نہیں ہے۔" اماں بی کی آواز سنائی دی۔

"کیوں؟ کہاں گئی ہیں؟ یمنٰی نے خود وقت دیا تھا آج کا، پھر وہ کیسے کہیں جا سکتی ہیں، وہ کالج تو نہیں گئیں؟"

"نہیں بیٹا اس کی دوست کا فون آیا تھا وہ کسی ایمرجنسی میں تھی۔"

"تو کم از کم انفارم تو کر سکتی تھیں؟" وہ خفا سے لہجے میں بولا۔

اماں بی خاموش رہیں، ان کے دل کو لگا تھا یہ لڑکا، وہ اسے اندر بھی لے آتیں اور اس کی خاطر مدارت بھی کرتیں خاموش تھیں تو یمنٰی کے خیال سے۔

"لیکن مجھے یقین نہیں آ رہا، یمنٰی ایسا کر سکتی ہیں، مانا کہ ایمرجنسی میں کہیں جانا پڑ گیا تھا لیکن مجھے اطلاع دینا ضروری تھا۔" اس نے سیل نکالتے ہوئے نمبر ملایا اور کان کے ساتھ لگا لیا، چند لمحوں بعد ہی وہ پھر سے گویا ہوا۔

"نمبر بھی بند جا رہا ہے، اللہ خیر کرے، اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ دیر بیٹھ کر یمنٰی کا انتظار کر لوں؟ ہو سکتا ہے وہ جلدی لوٹ آئیں؟"

یمنٰی کا رواں رواں کانپنے لگا اگر اماں بی نے اسے اندر بلا لیا تو کیا ہوگا، وہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایسا کر سکتی تھیں، لیکن اگلے ہی پل اس نے ان کی منمناتی آواز سنی۔

"جم جم آؤ بیٹا، آپ کا اپنا گھر ہے، مگر بیٹا یہ جانے کب آئے اور آپ کو انتظار کی زحمت اٹھانا پڑے گی، ہاں جیسے ہی وہ آئے گی میں آپ کا پیغام دے دوں گی اور وہ آپ سے رابطہ کر لے گی۔" بہت سبھاؤ سے انہوں نے بات سنبھالی ورنہ تو اس کے قدموں تلے سے زمین سرک گئی تھی۔

"ہوں کہنا تو آپ کا بھی درست ہے، میں چلتا ہوں جیسے ہی وہ آئیں تو میرا پیغام ان تک پہنچا دیجیے گا۔" وہ کہتا ہوا پلٹا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

یمنٰی نے سکون کا ایک گہرا سانس لیا اور فوراً

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کھڑکی میں آ کھڑی ہوئی وہ اسے آخری بار دل بھر کر دیکھنا چاہتی تھی، وہ شکستہ قدموں سے چلتا ہوا گاڑی کی طرف آیا، اس نے کی ہول میں چابی لگائی اور دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھنے سے پہلے اس نے پلٹ کر اس کے گھر کی طرف دیکھا، یمنٰی فوراً پردے کے پیچھے ہو گئی کہیں وہ اسے دیکھ نہ لے، اس نے لبوں کو بھینچا اور گاڑی میں بیٹھ گیا، یمنٰی کی آنکھوں سے برسات جاری ہو گئی، اس کے دل کی پکار، اس کی چاہت اور اس کے دل کی خواہش وہ ہی تو تھا، صرف اسے کھو دینے کے خیال سے اس نے ملنے سے انکار کیا تھا، وہ اسے کھونا نہیں چاہتی تھی، ابھی تو اس کے ملنے کی امید باقی تھی کہ وہ پلٹ کر آئے گا اور شاید جب تک دل اور حالات اپنے معمول پر آ جائیں یا پھر وہ سمجھوتہ کر لیں، قبل از وقت کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا تھا۔

اس نے ایک اچھے انسان کو مایوس لوٹا دیا تھا، اس کا بہت افسوس بھی تھا اس کو، مگر وہ بھی مجبور تھی، وقت اور حالات نے ہمیشہ ہی اس سے خوشیاں چھینی تھیں اور اب بھی ایسا ہوا تھا۔

''عشارم مجھے معاف کر دینا پلیز، مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، اگر ایسا نہ کرتی تو کیا کرتی پھر، جو مجھے سمجھ میں آیا جو بہتر لگا وہ کر دیا میں نے۔'' وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر بلک پڑی، اماں بی جو اسے سب بتانے آ رہی تھیں دروازے کے باہر ہی اس کی سسکیاں سنیں تو وہیں سے واپس پلٹ گئیں، وہ اسے کھل کر رونے دینا چاہتی تھیں تا کہ اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے، وہ آنکھیں صاف کرتی ہوئی برآمدے میں آ گئیں۔

☆☆☆

ایک ایک کر کے بہت سارے دن گزر گئے، کب تک آخر کب تک وہ اس سے اور خود سے فرار حاصل کرتی، اس کی کال آتی تو وہ ریسیو نہ کرتی، وہ میسج کرتا تو بنا پڑھے ڈیلیٹ کر دیتی، گھر پر آتا تو اماں بی بہلا پھسلا کر روانہ کر دیتیں اور ایک دن تو انہوں نے کہہ ہی دیا۔

''بیٹا وہ بہت اپ سیٹ ہے، میری مانو تو کچھ دنوں کے لئے اس سے رابطہ کرو نہ اس کے راستے میں نہ آؤ، تھوڑے دن گزریں گے نا تو وہ خود تم سے رابطہ کرے گی، اس کی عادت اس کی فطرت میں جانتی ہوں، بچپن سے میری گود میں پلی بڑھی ہے، مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا اسے۔''

''وہ کالج جا رہی ہیں، آج کل کے نہیں؟''

''ہاں بیٹا مگر؟ خدا کے لئے تم اس کے کالج تک مت پہنچ جانا۔'' ایک سانس میں انہوں نے سوال کیے اور جواب بھی۔

''ایسا کچھ نہیں ہو گا اماں بی، اگر ایسا ہی کرتا ہوتا تو کبھی کا ان سے کالج میں مل چکا ہوتا، میں کالج جا کر یمنٰی کے کردار کو مشکوک نہیں کر سکتا، ان کی عزت مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے، ورنہ ان سے ملنا مشکل نہیں، ہاں مگر وہ آج کل ریسٹورنٹ بھی نہیں جا رہیں؟''

''ہاں بیٹا وہ آج کل کالج اور کالج سے گھر کہیں نہیں جا رہی، یہاں تک کہ ہما اور سعد سے بھی نہیں ملی۔''

''ہوں۔'' اس نے گہری سانس لی۔

''اماں بی آپ میری ماں کی جگہ ہیں، ایک کام کریں گی میرا؟''

''جی کہو بیٹا ہر ممکن کوشش کروں گی۔'' انہوں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''میں ایک لیٹر آپ کو دوں تو وہ یمنٰی تک پہنچا دیں گی؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ہاں بیٹا یہ تو کوئی مشکل کام نہیں۔"

"ہوں لیکن یہ نہیں پتہ نہیں وہ پڑھیں کہ نہیں۔" اس نے سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ یمنیٰ کو بولیں ایک بار مجھ سے ملیں صرف ایک بار، پھر بے شک زندگی بھر کبھی نہ ملیں، آپ وعدہ کریں مجھ سے اماں بی۔" وہ اٹھ کر ان کے قدموں میں آ بیٹھا اور ان کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر بولا۔

"میرے اختیار میں تو بیٹا میں ایک لمحہ بھی نہ لگاؤں، لیکن بات تو یمنیٰ بیٹا کی ہے، بیٹا مجھے ایک دو روز کا ٹائم دو، میں اپنی پوری کوشش کروں گی۔" ان کی آنکھیں بھیگ گئیں اور پھر انہوں نے اس کی پیشانی چوم لی۔

"پھر میں امید رکھوں نہ اماں بی۔"

"ہاں بیٹا اس کے گھر سے کبھی مایوس نہیں ہوتے، وہ اندھیروں کو اجالوں میں اور اجالوں کو تاریکی میں بدل دیتا ہے، ہمیشہ اس سے اچھی امید ہی رکھنی چاہیے، مایوسی گناہ ہے۔"

"اوکے اماں بی۔" وہ ان کے ہاتھوں کو چومتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب میں دو دن نہیں تین دن بعد آؤں گا اور مجھے اپنے خدا پر پورا بھروسہ اور یقین ہے وہ یمنیٰ کے دل کو میری طرف پھیر دے گا اور اس دوران میں یمنیٰ سے رابطہ کروں گا اور نہ ہی آپ سے، اپنا خیال رکھیئے گا اماں بی۔" وہ کہتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا اور یہ پہلی بار تھا کہ اس نے جاتے ہوئے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا، ورنہ وہ جب بھی جاتے ہوئے پلٹ کر دیکھتا تو اس کی آنکھوں میں ان موجوں جیسا کرب ہوتا تھا، جو ساحل سے ٹکرا کر سمندر کی طرف لوٹتی ہیں۔

مگر آج وہ پر امید لگتا تھا، اپنا معاملہ اپنے خدا کے سپرد کر کے اور اس اعتماد کے ساتھ کہ وہ اپنے بندوں کو مایوس نہیں کرتا۔

اماں بی نے حتمی فیصلہ کر لیا تھا آج وہ کالج سے آ گئی تو وہ لازمی بات کریں گی آر یا پار، جو بھی ہو، ایک طرف ہو جانا چاہیے، وہ کچن میں گئیں اور اس کی پسندیدہ ڈش بنانے کے لئے سامان نکالنے لگیں، اس طرح اس کے موڈ پر خوشگوار اثر پڑے گا اور وہ اپنی بات اچھے طریقے سے اسے سمجھا سکیں گی۔

☆☆☆

اماں بی اسے کھانے کے لئے بلانے گئیں تو وہ کروٹ کے بل آنکھوں پر ہاتھ رکھے لیٹی تھی، اس کو یوں لیٹا دیکھ کر دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

"یمنیٰ بچی کھانا تیار ہے اٹھ جاؤ۔"

"مجھے بھوک نہیں ہے اماں بی، آپ کھا لیں۔" اس نے بھیگے بھیگے لہجے میں کہا۔

"یوں کب تک اللہ کے رزق سے منہ موڑے رہو گی، یہ بھی اس کی نعمتوں کی ناشکری ہوتی ہے اور رب کو ناشکری پسند نہیں، اٹھو توبہ کرو معافی مانگو اپنے رب سے۔" انہوں نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اماں بی یہ ناشکری نہیں اور نہ ہی کوئی بے ادبی کر رہی ہوں رزق کی جو میرا سوہنا رب مجھ سے خفا ہو، بس میرا دل نہیں چاہ رہا۔" اس نے اٹھتے ہوئے بے بسی سے کہا۔

"یہ ناشکری ہی ہوتی ہے بیٹا جب کسی ٹائم بھی ڈھنگ سے کھانا نہ کھاؤ، یہ کیا ہوا صبح کو چائے یا جوس لے لیا، دوپہر میں کچھ کھا لیا تو ٹھیک ورنہ نہیں اور شام کو بھی یہی حال، کالج سے آ کر کچھ نہیں کھایا تم نے، چندا تم میری ذمے داری ہو، ان بوڑھی ہڈیوں میں اتنا دم خم نہیں رہا اب تمہیں دکھ تکلیف میں دیکھ سکیں، اگر تم کھانا نہیں کھاؤ گی تو میں بھی کھانے کی طرف نگاہ اٹھا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کر بھی نہیں دیکھوں گی۔'' وہ منہ پھلا کر اس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولیں۔

''آپ اللہ کے رزق سے منہ موڑ کر نہ شکری نہیں کریں گی اس کی؟'' ایکدم ہی اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی، ان کے بھولپن پہ بے انتہا پیار آیا تھا اسے، کتنی سادگی سے انہوں نے اسے کھانے کے لئے مجبور کر دیا تھا۔

''میرا مالک میری یہ نافرمانی معاف کر دے گا، کیونکہ یہ بھی تو اس کے ایک بندے کو راضی کرنے کے لئے ہے۔'' وہ اسے پیار سے دیکھتے ہوئے مسکرا دیں۔

''آپ کی سادگی بھی دل موہ لینے والی ہے، چلیے اٹھیے کھانا کھائیں۔'' وہ اٹھتے ہوئے ان کا ہاتھ تھام کر بولی۔

''مگر آپ نے پکایا کیا ہے؟''

''بریانی، مونگ کی بگھاری دال، پودینے کی چٹنی اور رائتہ، سب تمہاری پسند کا کھانا بنایا ہے، اتنے دنوں سے ڈھنگ سے کچھ کھایا جو نہیں تم نے؟'' اماں بی کے لہجے میں پیار ہی پیار اُمڈ رہا تھا۔

''اوہ مائی گاڈ اتنا کچھ اماں بی، واؤ مزہ آ گیا، جلدی اٹھیے شدید بھوک لگی ہے، اب برداشت نہیں ہو گی۔''

''جلدی آؤ میں لگاتی ہوں کھانا۔'' وہ کہتی ہوئی چلی آئیں اور جتنے میں وہ فریش ہو کر آئی وہ پچ میں کھانا لگا چکی تھیں، اس نے بریانی پلیٹ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''ہوں اماں بی پچ میں کھانا بہت لذیز بنایا ہے، کمال کر دیا تو آج تو آپ نے؟''

''کمال روز ہی ہوتا ہے، مگر تم نے ہی بھوک پیاس مار لی تھی اپنی۔'' اماں بی نے لگے ہاتھوں سنا ڈالا، وہ خاموشی سے مسکراتی رہی بولی کچھ نہیں۔

''لو اماں بی اب خوش اتنے دنوں کی بھوک آج کے کھانے سے ہی ختم ہو گی، اب تو کوئی شکوہ نہیں۔''

''آج میری بیٹیا بہت خوش ہے اور میں اسی سے بہت خوش ہو گئی ہوں، یہ بتاؤ چائے لو گی ابھی؟''

''ابھی نہیں کچھ بھی نہیں، بس آپ کے پاس بیٹھوں گی، آپ کی باتیں سنوں گی۔''

''ہوں یہ بھی بہت اچھا ہو گیا، میں ابھی برتن سمیٹ کر آتی ہوں، پھر باتیں کرتے ہیں، دونوں مل بیٹھ کر۔'' کہتی ہوئی کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

جب وہ واپس آئیں وہ خیالوں میں گم تھی، اماں بی اسے سوچوں میں گم دیکھ کر بولیں۔

''کیا سوچ رہی ہو میری بیٹا۔''

''آں ہاں کچھ نہیں۔'' وہ خیالوں سے چونکتے ہوئے بولی۔

''میں ایک بات کرنا چاہتی ہوں تم سے اگر......''

''اماں بی آپ کو مجھ سے بات کرنے کے لئے اجازت کی ضرورت کب سے پڑ گئی۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

''آپ بلا تمہید کہیے جو کہنا ہے۔''

''تو پھر سنو۔'' وہ گہرا سانس کھینچتے ہوئے بولیں۔

''عشارم بیٹا دو تین بار آیا تھا۔''

''کیا؟''

''اتنی حیران کیوں ہو رہی ہو کیا اسے نہیں آنا چاہیے تھا؟ یا اس کے آنے پر پابندی لگی ہے؟'' جواب میں وہ بھی اتنی ہی حیرت سے بولیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''نہیں...... نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا میرا...... خیر آپ بتایئے، جو کہنا چاہتی ہیں۔'' اس نے لبوں کو بھینچتے ہوئے کہا۔
''صاف اور سیدھی سی بات یہ ہے تم اس سے مل لو ایک بار۔''
''مگر کیوں؟''
''اگر یہ کہوں پہلے کیوں ملی تھی؟''
''تب اسے کام تھا مجھ سے۔''
''ہو سکتا ہے اب بھی کوئی کام ہو؟''
''اماں بی آپ عشارم یوسف کی اتنی حمایت کیوں کر رہی ہیں، آپ میری اماں بی ہیں یا اس کی؟''
''سچ کہوں بیٹا، عشارم بہت اچھا، مخلص، ہمدرد اور غمگسار شخص ہے، مجھے یقین ہے وہ تمہارے سارے غموں کا بوجھ اٹھا لے گا، اس سے اچھا ساتھی نہیں مل سکتا تمہیں، عمر بھر کا تجربہ ہے، یہ بال دھوپ میں سفید نہیں کیے، زندگی گزرنے کے ساتھ چاندی اتری ہے سر میں اور گزرتا وقت زندگی کے کشکول میں اپنے تجربات ڈال کر گیا ہے۔''
''ہوں۔'' وہ خاموش رہی پھر۔
''ہوں ہاں کر کے ٹالو مت، وعدہ کرو ایک بار اس سے ملو گی؟'' اماں بی نے امید بھری نظروں سے اسے دیکھا۔
''اماں بی کبھی آپ ارسلان عالم کی حمایت کرنے لگتی ہیں اور اب عشارم یوسف حسن کی، کیا گھول کر پلا گیا ہے آپ کو وہ؟''
''ماں جو ہوتی ہے نا اسے کچھ گھول کر پلانے کی ضرورت نہیں ہوتی، اولاد کے دو میٹھے بولوں سے موم ہو جاتی ہے، ماں ممتا کے ہاتھوں مجبور ہوتی ہے اور اولاد ماں کی ممتا سے ہی ناجائز فائدہ اٹھاتی ہے۔'' اس نے بہت پیار سے ماں کہا مجھ اور ماں اپنے بچوں کا بھلا ہی چاہے گی چاہے تم ہو یا وہ۔''
''وہ...... وہ آپ کو متنفر کر گیا مجھ سے، آپ اس کے حق میں اور میرے خلاف بول رہی ہیں، یہ سب غلط ہے اماں بی، یہ فاؤل ہے۔''
''غلط سوچ ہے تمہاری یمنٰی بیٹا، تم کائنات میں سب سے زیادہ عزیز ہو مجھے، کوئی تمہاری جگہ نہیں لے سکتا، اگر ایسا ہوتا تو اس عمر میں بھی تمہارے ساتھ دھکے نہ کھا رہی ہوتی، تمہارا سایہ بن کر نہ رہتی، لیکن بیٹا ماں کو اپنے سب بچے پیارے ہوتے ہیں، بس یہ ہوتا ہے کوئی بہت لاڈلا اور کوئی کم اور تم میری وہ اولاد ہو جو ماں کے دل کے قریب ہوتی ہے جو ماں کی بہت لاڈلی اور عزیز ہوتی ہے۔''
''مجھے یقین ہے اماں بی ایسا ہی ہے، اب آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں، اس محبت کے عوض جو ماں کو اپنے بچوں سے ہوتی ہے اور وقت آنے پر اس محبت کا خراج وصول کرتی ہے جیسا کہ ابھی آپ......''
''یمنٰی بیٹا کچھ بھی کہو، مجھ سے زیادہ تمہیں کوئی نہیں جانتا، تمہاری یہ باتیں مجھے اپنے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹا سکتیں، پھر سے دہرا رہی ہوں اس سے بات کرو اور ملنے کا وقت مقرر کرو۔''
''ٹھیک ہے اماں بی، صرف آپ کی خاطر، ورنہ میں......''
''چلو میری خاطر ہی سہی مل لو لازمی۔''
''جیسے آپ کی خواہش۔'' اس نے حامی بھرتے ہوئے کہا۔
''مجھے یقین تھا بیٹا تم میری بات مان لو گی، اللہ تمہیں زندگی کی ساری خوشیاں عطا کرے اور تمہاری خواہشوں کو پورا اور تمہارے راستے سے سارے کانٹوں کو پھولوں میں تبدیل کر دے اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مشکلات کو آسان کرے آمین۔"
اماں بی نے اٹھ کر اس کی پیشانی چوم لی، ان کی آنکھیں بھیگ گئیں، یہ آنسو دل میں اتارے اور مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چل دیں اس وقت اسے تنہائی کی ضرورت تھی، کیونکہ اس کے اندر جنگ چھڑ گئی تھی اور اس جنگ سے نمٹنے کے لئے تنہائی ہی بہترین علاج تھا۔

☆☆☆

وہ کمرے میں آ کر بیٹھی تو سوچوں نے گھیر لیا، وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہو گئی، جس رستے پر چلنے سے وہ گریز کر رہی تھی، اتنے دنوں سے اذیت سے گزری تھی اماں بی اس کی انگلی تھام کر اسی رستے پر لے کر چل پڑی تھیں، بلکہ عشارم نے انہیں مجبور کیا تھا، آخر وہ فیصلہ کر کے اٹھی، کیونکہ اماں بی سے وعدہ کر چکی تھی اس نے سیل اٹھایا اور سوچنے لگی۔
"میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں۔" اس کی انگلیاں ٹائپ کر رہی تھیں اور اس نے میسج سینڈ کر دیا اور اگلے ہی پل موبائل کی بپ ہونے لگی، عشارم کی کال تھی، اس میں ہمت نہیں تھی کہ اس کی آواز سنتی اس سے بات کر سکتی، بیل بج کر بند ہو گئی اور پھر سے بجنے لگی، اب کی بار اس نے کال ریسیو کر لی۔
"ہیلو یمنٰی!" ایک بے قراری آواز اس کی سماعتوں میں گونجی، اس کی آنکھوں میں نمی پھیل گئی، دھڑکنیں منتشر ہو گئیں، عشارم کی آواز نے اس کے اندر زندگی دوڑا دی تھی، وہ پھر سے جی اٹھی تھی۔
"یمنٰی بولو گی نہیں کچھ؟" اس کے لہجے میں محبت ہی محبت تھی۔
اس نے سسکیوں کو بمشکل روکا تھا، اس کی کیفیت ایسی ہو رہی تھی کہ وہ دھاڑیں مار مار کر روئے۔
"تمہیں ایک بار بھی میرا خیال نہیں آیا یمنٰی، میں نے ایسا کیا کہہ دیا تھا کہ تم نے سارے راستے ہی بند کر دیئے، وہ بندھن جو ازل سے بندھ چکا تھا وہ تم نے پل میں توڑ لیا، تم جانتی ہو یمنٰی یہ روح کا سنگم ہے، جو کبھی نہیں ٹوٹ سکتا، پھر...... پھر کیوں ختم کر رہی ہو سب، ایسا کرنے سے حالات کبھی نہیں سدھرتے بلکہ مزید بگڑتے ہیں، سچ کہو خود بھی اذیت میں رہی ہو نا؟"
"ہوں۔" اس نے ہچکیوں کے بیچ کہا۔
"میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں بلکہ ایک بار صرف آخری بار، اس کے بعد کبھی ضد مت کرنا پلیز۔" اس نے روتے ہوئے کہہ دیا۔
"تم رو کیوں رہی ہو، ہوا کیا ہے؟ کچھ بتاؤ تو سہی۔" وہ بے چین ہو گیا۔
"ملوں گی تو سب بتا دوں گی آپ کو؟"
"کب ملو گی؟" اس نے گہری سانس لیتے ہوئے پوچھا۔
"کل۔"
"تھنک گاڈ، مگر کہاں؟"
"جہاں پہلے ملے تھے۔"
"او کے، کتنے بجے؟"
"صبح نو بجے تیار ملوں گی۔"
"ٹھیک ہے یمنٰی بہت شکریہ، اب یہ بتا دو رونا کیوں اور کس لئے ہے؟"
"کل ملاقات ہو گی خدا حافظ۔" اس نے مزید کوئی بات سنے بنا کال ڈراپ کر دی اور گھٹنوں پہ چہرہ رکھ کر رو دی، اس اذیت، کرب سے ہی تو وہ دامن بچا رہی تھی جو اس کے دامن سے لپٹ گئی تھی، مگر یہ کیسے ممکن تھا؟

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ پنک کلر کے سادہ سے سوٹ میں مرجھائے چہرے کے ساتھ تیار تھی، ساڑھے نو کے قریب گاڑی کا ہارن سنائی دیا، اس کا دل چاہا وہ دوڑ کر اس کے پاس چلی جائے، لیکن وہ ایسا نہ کر سکی، دھیرے سے اٹھی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی باہر آ گئی، وہ گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑا تھا۔

''سوری میں کچھ لیٹ ہو گیا۔'' اس نے یمنٰی کے چہرے کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

''کوئی بات نہیں چلیے۔'' اس نے بھاری لہجے میں کہا۔

اس کی آنکھوں میں تیرتے سرخ ڈوروں کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ وہ رات بھی جاگتی رہی ہے۔

''یمنٰی!'' عشارم نے بے ساختگی سے پکارا، اس نے نگاہیں بھر کر اسے دیکھا تو وہ اپنے مقابلے کافی حد تک فریش لگا۔

''کیا ہو گیا ہے تمہیں اتنے سے دنوں میں، بالکل ہی مرجھا کر رہ گئی ہو؟'' اس نے آگے بڑھ کر فرنٹ ڈور کھولا اور اس کے بیٹھنے کے بعد ڈور بند کر کے خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

گاڑی اسٹارٹ کی پھر ٹرن، اس نے ٹرن کرتے ہوئے دیکھا، کمرے کی ونڈو سے اماں بی انہیں خدا حافظ کہہ رہی تھیں، اس نے سر کے اشارے سے ان کو جواب دیا اور مسکرا دیا، وہ روڈ کی طرف آیا تو یمنٰی سے بولا۔

''میں راستوں سے ناواقف ہوں، میری رہنمائی کرو گی تو منزل پر پہنچ سکو گی۔''

''کیا آپ کبھی چاند پور نہیں گئے؟'' اس نے حیرت سے کہا۔

''نہیں میں پہلے تعلیم میں مصروف رہا پھر ملک سے باہر۔''

''اچھا، پھر تو مشکل ہو گی، لایئے میں خود ہی ڈرائیونگ کر لیتی ہوں، آپ کو ڈکٹیٹ کرنے سے خود ہی گاڑی چلانا بہتر ہو گا۔''

''گاڑی کوئی بھی چلائے شرط تو منزل تک پہنچنا ہے نا، بس تم گائیڈ کرتی رہنا۔''

''چلیے جیسے آپ کی مرضی۔'' اس نے عشارم کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

''تو ایسے ہی باقی سب بھی میری مرضی پر چھوڑ دو؟'' اس نے اسے دیکھا مگر کہا کچھ نہیں تو وہ بھی چپ ہو گیا اور باقی کا سفر بہت خاموشی سے کٹا، سوائے راستہ بتانے کے دونوں کے بیچ کوئی بات نہیں ہوئی۔

☆☆☆

وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے خاموش بیٹھے تھے کتنے ہی لمحے خاموشی کی نظر ہو گئے، لیکن دونوں ہی خاموش تھے، یمنٰی کبھی انگلیوں کو مروڑنے لگتی اور کبھی ادھر ادھر دیکھنے لگتی، عشارم منتظر تھا کہ وہ کچھ بولے گی، لیکن لگتا تھا آج اس نے نہ بولنے کی قسم کھائی ہے، خاموش لمحے بیت رہے تھے اور سانسوں اور دھڑکنوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

''چاند پور بڑی خوبصورت جگہ ہے جب سے میں یہاں ہوں، موسم کی آنکھ مچولی میں وقت گزرنے کا اندازہ ہی نہیں ہو پاتا، چاند پور کسی بھی آدمی کے خوابوں کی تعبیر ہو سکتا ہے۔''

''ہاں اسی لئے آپ اس کے حسن میں کھوئی ہیں اور سامنے بیٹھے شخص سے یکسر انجان بنی ہوئی ہیں، یہ بھی یاد نہیں کہ ہم یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہیں؟'' اس نے گھنی پلکوں کی باڑ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا، جہاں جذبے ہی جذبے لو دے رہے تھے، وہ چند سیکنڈ سے زیادہ اس کی آنکھوں میں دیکھ نہیں پائی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"یمنیٰ یہ بتایئے میری منزل کہاں ہے؟"
اس نے عشارم کی طرف دیکھا تو وہ بھی اسے ہی گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔
"منزل کا تعین ہوگا تو آسانی سے چل سکوں گا۔"
"شہر دل میرے لئے بھی اجنبی ہے عشارم، مجھے بھی منزل کا تعین نہیں، پر آپ کا ساتھ ہو تو بے نام راستوں کا سفر بھی اچھا لگے گا، کھونا تو اور بھی لطف کی بات ہوگی۔" وہ کہیں کھو گئی۔
"جی ہاں میرا خیال ہے، آپ واقعی ہی ان رستوں سے آگاہ نہیں ہیں۔" اس نے یمنیٰ کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔
"مجھے یہ جگہ بہت پسند ہے اور اکثر تن تنہا اور دور دور تک سفر کرتی ہوں۔" اس نے عشارم کی بات کا رخ پلٹتے ہوئے کہا۔
"اس تنہائی کی کوئی خاص وجہ۔" اس نے کریدا۔
"انسان جب خود سے اپنی زندگی چلاتا ہے تو بعض تبدیلیاں ناگزیر ہوتی ہیں۔" اس کا چہرہ تن گیا، اس کے تصور میں ارسلان عالم آگیا۔
اس دنیا کا معتبر نام، اس کا سگا تایا زاد، اس کا شوہر، وہ اس وقت ذہن کو ہر قسم کے بوجھ سے آزاد رکھنا چاہتی تھی تبھی اس نے جواب گول کرتے ہوئے بڑی خوبصورتی سے عام سے موضوع پر بات شروع کردی۔
"یقین کریں اپنے ملک کے بہت سے حصوں کو ہم دنیا کے کسی بھی خوبصورت ترین حصے کے مقابلے میں رکھ سکتے ہیں۔"
"یہ حقیقت ہے۔"
عشارم ادھر ادھر دیکھ رہا تھا، اس کی آنکھوں کو رنگین چشمے نے چھپا رکھا تھا اور یمنیٰ کو اس کی نظروں میں چھپی تعریف و توصیف کا اندازہ نہیں ہو رہا تھا، وہ ایک خوبصورت قلعہ زمین کی سبز گھاس پہ سجے رنگین پھولوں کے تختے کے قریب آ گئی۔
"لگتا ہے خدا اس جگہ سے بہت نزدیک ہے۔" عشارم یوسف نے بے اختیار کہا، وہ اب بھی تاحد نظر دیکھ رہا تھا۔
"یمنیٰ یہ سب کچھ دیکھ کر اس حسن کو محسوس کرنے کے بعد دل بے اختیار یہ ماننے پر مجبور کرتا ہے کہ خدا ہے، ہر جگہ، ایک ناقابل حقیقت، ایک قابض ہستی، ایک مالک، صرف وہ ہی ہے جو یہ سب ایک "کن" میں بنا سکتا ہے اسے کسی مشورے مہارت یا ضرورت نہیں، اس کی طاقت پلک جھپکنے سے پہلے یہ سب بتا دیتی ہے۔"
یہاں آکر یہی یمنیٰ نے کئی بار محسوس کیا تھا، کیا یہ ممکن ہے؟ کہ دو مختلف انسان ایک سا سوچتے ہوں اور محسوس کرتے ہوں، اس نے حیران ہو کر سوچا۔
پھر وہ اس حسین وادی میں گھومتے پھرتے رہے ایک دوسرے سے صرف ان نظاروں کی بابت ہی باتیں کرتے رہے، اسے یقین ہو چلا تھا کہ اس روز والی گفتگو محض اس کا خواب تھی۔
کافی دیر بعد وہ تھک کر ایک جگہ بیٹھ گئے۔
"یمنیٰ آج ہمیں ایک دوسرے سے بہت کچھ کہنا، سننا بھی ہے، آپ آخری ملاقات پر مصر ہیں اور میں شادی کی درخواست پیش کرنے کے بعد آپ کا فیصلہ سننے کا منتظر۔" عشارم یوسف نے پاس لگے پودے کے پتے توڑتے ہوئے کہا، وہ سر جھکائے بیٹھی تھی،

(باقی آئندہ ماہ)

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دل وفا کے دیپ جلتے ہیں

مریم ماہ منیر

پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ ٹیرس پر کتابوں میں سر دیئے بیٹھی تھی۔

اپنے سامنے کھلی کتابوں میں ذہن لگانے کی کوشش میں مشکل ناکام ہوئی جارہی تھی پڑھ تو وہ پچھلے دو گھنٹے سے رہی تھی اور بڑے سکون سے وہ کل کے فزکس ٹیسٹ کی تیاری میں مشغول تھی، بورڈ کے امتحان سر پر تھے، اس لئے شام کی اکیڈمی کلاسز میں آج کل ٹیسٹوں پر زور تھا، لیکن پچھلے آدھے گھنٹے سے ساتھ کے گھر سے اٹھتے شور نے اس کا ذہن پڑھائی سے ہٹا رکھا تھا۔

افتخار صاحب کے گھر کے لان میں پانچ لڑکوں نے کرکٹ کا میدان بنایا ہوا تھا۔

تنگ آکر اس نے فزکس کی کتاب بند کر دی اور قریب پڑی پریکٹیکل کھول کر اس میں فزکس ڈرائنگ بنانے کا سوچنے لگی، ابھی وہ اپنی سوچ کو عملی جامہ بھی نہ پہنا سکی تھی کہ افتخار صاحب کے لان میں کھیلی جانے والی کرکٹ پر جو شارٹ لگی تو بال سیدھی اس کی گود میں کھلی پریکٹیکل پر لینڈ کی۔

اس ناگہانی افتاد پر وہ یک لخت ڈر کے اچھلی،

گرین کرکٹ بال اب ٹیرس پر اچھل کود کرتی رینگتی ایک جانب جا کر رک گئی، تمام حالات کا جائزہ لیتے ہوئے غصہ آنا لازمی امر تھا، اس کے پیروں کو لگی تو سر پر بجھی۔

''ان لڑکوں کو سکون نہیں ہے۔'' آن واحد میں وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر ٹیرس کے جنگلے کے

مکمل ناول

Downloaded From
Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

قریب آئی۔

''عروسہ آپی، ہماری بال۔'' عروسہ کی جھلک نظر آتے ہی فیصل نے نعرہ لگایا۔

''تم لوگوں کو اس بھری دوپہر میں چین نہیں ہے۔'' وہ اکتاہٹ سے بولی۔

''ہم نے کیا کیا آپی؟'' حد درجہ معصومیت سے اسرار بولا۔

''پوچھو کیا نہیں کیا۔'' اسرار کی بات سن کر عروسہ کی ناگواری کا گراف کچھ مزید بلند ہوا۔

''عروسہ آپی ہم تو اپنا کھیل رہے ہیں۔'' قربان جاؤں اس لاعلمی پر۔

''میں پڑھ نہیں پا رہی کل ٹیسٹ ہے۔'' عروسہ کا انداز ہنوز تھا۔

''تو یہ تو آپ کا ہیڈ یک ہے، آپ کو ٹائم پر پڑھنا چاہیے تھا۔'' اسرار نے بے لاگ تبصرہ کیا، بلکہ ساتھ میں مشورہ ٹھوکا۔

''ہاں نا، اسرار ٹھیک کہہ رہا ہے، اگر ٹائم پر پڑھائی کرتیں تو ایک دن پہلے آپ کو پریشانی نہیں ہوتی۔'' فیصل اس کی بات کی تائید میں بولا۔

''جی آپی، ہر مرتبہ آپ ہمیں الزام دے کر امی سے ڈانٹ پڑواتیں ہیں، اس مرتبہ تو آپ کی غلطی ہے۔'' قریب کھڑے بیٹ ہاتھ میں پکڑے نبیل نے بھی انٹری دی۔

''بالکل، بال ہمیں واپس دیں اور آپ اپنی پڑھائی کریں، بعد میں پھر امی کو کمپلین کریں گی کہ ہم نے آپ کا قیمتی ٹائم ویسٹ کیا ہے۔'' وکٹ کے قریب کھڑے حسیب نے وکٹ اکھاڑ کر ہوا میں لہراتے کہا۔

''تم لوگ نہ خود پڑھتے ہو نہ دوسروں کو پڑھنے دیتے ہو۔'' عروسہ ناک چڑھا کر حد درجہ اکتاہٹ سے بولی۔

''لو بھلا پڑھائی آپ نہ کریں، تو اس میں ہمارا کیا قصور۔'' ان سب سے قدرے دور کھڑا ہادی جو ابھی تک خاموشی سے صورت حال کا جائزہ لے رہا تھا بگڑے حالات دیکھ کر بولے بنا نہ رہ سکا۔

''اب خود ہی دیکھ لیں، آپ کا دل پڑھائی کو نہیں چاہ رہا اور ہم سے گپیں مارنے کو چاہ رہا ہے، اسی لئے آپ ہمیں ہماری بال بھی واپس نہیں کر رہیں، یہ تو سراسر۔'' سب سے بڑے بھائی کی حمایت پا کر فیصل بھی شیر ہوا۔

''بدتمیز، میرا دل کر رہا ہے تم نکموں سے گپیں لڑانے کو۔'' عروسہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ نبیل کے ہاتھ میں پکڑے بیٹ سے فیصل کی مرمت کر دیتی۔

''ہاں تو اور کیا، اس وقت تمام موقع محل کا جائزہ لیا جائے تو حقوق وشواہد سے کنفرم ہے۔'' اسرار جواباً بولا۔

''تم لوگوں کی ایسی کی تیسی۔'' عروسہ غصے میں بھری دانت پیس کر بولی۔

''ایک تو چوری اور اوپر سے سینہ زوری۔''

''ابھی دیکھتی ہوں تم لوگوں کو۔'' وہ دھمکی آمیز لہجے میں چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔

''آپی اب جانے بھی دیں، کب سے تو دیکھ رہی ہیں ہمیں، بس آپ ہمیں ہماری بال واپس کریں، اکلوتی بال ہے اور ہمیں کھیلنا ہے ابھی۔'' نبیل جو اپنی بیٹنگ رک جانے پر ناخوش تھا بولا۔

''بال دیتی ہے میری جوتی۔'' کہتے ساتھ ہی وہ پلٹی اور ٹیرس سے غائب ہو گئی، اگلے چند لمحوں میں وہ گھر کے گیراج میں نمودار ہوئی اور پھر مین گیٹ کراس کر کے چند ہی لمحوں میں افتخار

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

صاحب کے گیراج میں داخل ہوئی۔
"ارے آپی، آپ کو اس تکلیف کی کیا ضرورت تھی، جو یہاں ہمیں بال واپس کرنے چلی آئیں وہیں ٹیرس سے اچھال دیتیں ہم کیچ کر لیتے۔" فیصل اسے آتا دیکھ کر قدرے ہنسا تھا۔
"میرا دل کر رہا ہے، اسی بیٹ سے تم سب کی مرمت کر دوں۔" جواباً وہ دھم دھم کرتی آگے بڑھی۔
"ہمیں تو کچھ نہیں ہوا، سب باڈی پارٹس اپنی صحیح حالت میں موجود ہیں۔" اسرار نے لقمہ دیا، اس کے اٹھتے قدم رکے۔
"سوائے دماغی عقل کے۔" عروسہ نے آدھا ادھورا جملہ مکمل کرنے کی کوشش کی۔
"وہ تو آپ کی بھی پوری کی پوری ہے۔" حسیب کی بات پر وہ پورے وجود سمیت اس کی جانب گھومی اور ماتھے پر تیوری چڑھاتے بولی۔
"کیا بکواس کی ہے؟"
"بکواس نہیں حقیقت ہے۔" اسرار قدرے مسکرایا۔
"میں تم لوگوں کا سر پھاڑ دونگی۔" عروسہ کی برداشت کی حد تھی۔
"پہلے فیصلہ کرلیں، سر پھاڑنا یا پھر مرمت کرنی ہے۔" فیصل جواباً بولا۔
"تم لوگ ایسے نہیں مانو گے، ابھی ٹھکائی کرواتی ہوں میں۔" اس نے فیصل کی بات سن کر اندر کی جانب قدم بڑھائے۔
"پہلے مرمت سے سر پھاڑنے تک معاملہ تھا، اب ٹھکائی کروانے پر تیار ہوگئیں۔" اسرار اس کے پیچھے لپکا۔
"آپی ہماری بال واپس کریں، ہم کھیلیں اور آپ بھی جا کر سکون سے پڑھائی کریں۔" فیصل بھی اس کے قدم پر قدم رکھے اندر بڑھا۔
"تم لوگوں کے ہوتے ہوئے میرا سکون سے پڑھائی کرنے کا خواب خواب ہی رہے گا۔" وہ ہنوز انداز میں چلتے ہوئے بولی۔
"پلیز آپی مسئلہ ختم کریں، بال واپس کریں، ہمارا ٹائم ویسٹ ہو رہا ہے۔" تیزی سے قدم اٹھاتے اسرار اس کے سامنے آیا کہ عروسہ کو اپنے قدم روکنے پڑے۔
"کیوں تم نے پاکستان کی ٹیسٹ کرکٹ ٹیم میں انٹر ہونا ہے۔"
"آپی!" اسرار نے قدرے گھورا۔
"نہیں دیتی بال کرلو کرنا ہے اور ہٹو میرے راستے سے۔"
"تو پھر آئیں کیوں ہیں ہمارے گھر۔" اسرار جرح کے انداز میں بولا۔
"تم سب کی کمپلین کرنے۔" وہ جواباً آنکھیں مٹکا کر ہاتھ میں پکڑی بال ان دونوں کی نگاہوں کے سامنے لہرا کر بولی۔
"حالانکہ اس مرتبہ غلطی آپ کی ہے، ہم نے آپ کو کچھ نہیں کہا، آپ نے ہی ہماری بال پر قبضہ جمایا ہوا ہے۔" اسرار بولا۔
"وہ بھی ناحق۔" فیصل نے لقمہ دیا۔
"کدھر ہیں انکل؟" انداز خالصتاً دھمکی آمیز تھا۔
"آفس میں۔" جواب آیا۔
"آنٹی!" اگلا سوال تھا۔
"اب آپ ہمیں دھمکی دے رہی ہیں۔"
"خالی دھمکی نہیں ہے بچو۔" عروسہ نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا۔
"جا رہی ہوں آنٹی کے پاس، ابھی تم لوگوں کی تھرڈ کلاس کرکٹ بند نہ کروائی تو نام بدل دینا۔"
"اتنی چھوٹی سی بات پر کیوں نام بدل رہی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہیں، ہم فسٹ یا پھر سیکنڈ کلاس کرکٹ کھیل لیتے ہیں۔'' سکون سے جواب آیا۔
''تم ایسے نہیں مانو گے۔''
''عروسہ آئی ہے۔'' کچن سے زلیخا بیگم کی آواز سنائی دی۔
''آئی ہی نہیں آ چکی ہوں، بہت سخت غصے میں ہوں۔'' زلیخا بیگم کی کچن سے آتی آواز پر وہ سیدھا کچن میں چلی آئی۔
''وہ تو دیکھائی دے رہا ہے۔'' عروسہ کے ہاتھ میں پکڑی بال اور چہرے پر غصے کی رمش دیکھ کر وہ بولیں۔
''اور یہ تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو، کیوں آئے ہو میرے پیچھے؟'' عروسہ نے فیصل اور اسرار کو کچن میں داخل ہوتے دیکھ کر بولا۔
''اپنی بال لینے۔'' سیدھا جواب آیا تھا۔
''امی ہماری بال آپی کے پاس ہے واپس نہیں کر رہیں۔'' فیصل نے مدد طلب نگاہوں سے زلیخا بیگم کو دیکھا۔
''قیامت تک نہیں کرونگی۔'' جواب عروسہ نے دیا۔
''تو پھر قیامت سمجھ لیں آج ہی ہے۔'' اسرار سلیب پر اچک کر بیٹھتے ہوئے بولا۔
''پھر تنگ کیا ہے آپی کو۔'' زلیخا بیگم نے چمچ ہلاتے ہوئے دونوں کو دیکھا۔
''ہماری مجال امی، جو آپ کی چہیتی کو تنگ کریں۔''
''نہ صرف تنگ کیا ہے بلکہ تپایا بھی ہے۔'' عروسہ، زلیخا بیگم کی جانب دیکھتے ہوئے شکایتی انداز میں بولی۔
''قسم لے لیں امی، محض الزام ہے، حقیقت الگ ہے۔''
''تم یہاں سے جاتے ہو یا پھر۔'' عروسہ نے اسرار کو ڈپٹا اور ساتھ ہی ہاتھ سے بازو پر دھپ لگائی۔
''دیکھ لیں امی، شدت پسندی، خود آپ کی نظروں کے سامنے ہے، ہمیں تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور آپ کو پرواہ نہیں۔'' اسرار مصنوعی انداز میں اپنا بازو سہلاتے ہوئے بولا۔
''ہم اولاد ہیں آپ کی۔'' احتجاج بلند ہوا تھا، فیصل نے شکوہ کناں نظروں سے زلیخا بیگم کو دیکھا۔
''لخت جگر۔'' اسرار بولا۔
''اور یہ میری بیٹی ہے۔'' زلیخا بیگم نے دونوں کو ایک ہی جملہ میں مشترکہ جواب دیا۔
''سگی تو نہیں ہے آپ کی۔'' اسرار گویا ہوا۔
''سگوں سے بھی بڑھ کر ہیں۔'' زلیخا بیگم کی نگاہوں اور لہجے میں عروسہ کے لئے محبت تھی۔
''دنیا کو بیٹوں کی پیدائش پر فخر ہوتا ہے اور یہ ہمارے ماں باپ کہ انھیں بیٹی کی خواہش نے ایسا الجھایا کہ ہم پانچ لائن میں چلے آئے ایک بیٹی کے شوق میں۔'' فیصل اب تک ہونے والی اس بحث سے اکتا گیا تھا۔
''کتنے بدتمیز ہو گئے ہو، کچھ ماں کا لحاظ ہی کر لو۔'' زلیخا بیگم نے بے ساختہ فیصل کو گھر کا جواب میں وہ ہنسا۔
''جی آنٹی جی، یہی تو میں آپ کو کہنے کی کوشش کر رہی ہوں کہ آپ کے لخت جگر آپ کے ہاتھوں سے نکلنے کی کوشش میں ہیں، ذرا انکل جی کو الرٹ کریں کچھ ان کی طنابیں کسیں، آج دور اندیشی سے کام لیں گیں تو آئندہ آنے والے وقت میں میری اس بروقت نصیحت پر مجھے دعائیں دیں گیں۔'' عروسہ نے جلتی پر تیل کا کام کرنا چاہا۔
عام سادہ سے لہجے میں کہے جملے پر مسز

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

افتخار نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا اور پھر اگلے ہی لمحے ایک انجانی سی سوچ پر وہ خود اپنی جگہ ساکت رہ گئی تھیں، سادگی بھرے لہجے میں کہے عروسہ کے الفاظ نے انہیں سوچ کا ایک نیا رستہ دکھایا تھا، اس مرتبہ انھیں نے چولھے پر رکھے قورمے میں چمچ ہلا کر ڈھکن دیا، برنر بند کیا اور مڑ کر عروسہ کو دیکھنے لگیں، ہلکے گلابی کرتے اور سفید شلوار میں گلابی ململ کا کلف لگا دوپٹہ جس کے چاروں کناروں پر سفید رنگ کی شٹل کی باریک لیس لگی تھی، عروسہ کے سراپے پر نگاہ پڑتے ہوئے ان کی نظروں کا انداز بدلا تھا، فسٹ ائیر میں پڑھتی عروسہ اس عام سے سراپے میں ان کے ذہن میں بہت سی نئی سوچوں کو جگہ دے گئی تھی۔

''کیا سوچ رہی ہیں، کیا فیصلہ کیا آپ نے۔'' عروسہ انہیں اپنی جانب پرسوچ انداز میں دیکھتا پا کر بولی۔

''میں نے فیصلہ......'' زلیخا بیگم جیسے اپنی سوچ سے چونکی تھیں۔

''جی، ایسے بات نہیں بنے گی، آپ کو کچھ کرنا ہوگا۔'' عروسہ نے اپنے کہے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے کرنا ہوگا، مگر کیا؟'' ابھی پوری طرح سے زلیخا بیگم سوچ کی دنیا سے باہر نہیں آئی تھیں۔

''آنٹی جی! میں کتنی دیر سے یہاں پریشان کھڑی ہوں اور آپ پوچھ رہی ہیں جیسے آپ کو کچھ علم ہی نہیں۔'' وہ یکدم ہی لہجے میں ناراضگی لئے بولی۔

''تم پریشان نہیں ہو، میں کہہ دوں گی سب کو تمہیں اب تنگ نہیں کریں گے۔'' زلیخا بیگم جیسے ہوش میں آئیں۔

''جی...... نہیں کریں گے تنگ لیکن آپی کو کہیں بال دیں۔''

''وہ میں نہیں دوں گی۔'' جواب میں عروسہ نے نفی میں سر ہلایا۔

''یہ دھاندلی ہے۔'' اسرار نے احتجاج بلند کیا۔

''ایسا ہے تو پھر ایسا ہی سہی۔'' اس کی بات کے جواب میں اسرار نے نبیل کو دیکھا، نبیل نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے اشارہ کیا۔

''اور آپ کیا پکا رہی ہیں۔'' عروسہ، زلیخا بیگم کی جانب مڑی۔

''چکن قورمہ، بلکہ بن چکا ہے، روٹی ڈالوں تمہارے لئے کھا کر جاؤ۔'' جواباً زلیخا بیگم بولی تھیں، نبیل کا اشارہ پا کر اسرار سلیب پر چھلانگ لگا کر بیٹھ گیا۔

''نہیں بھوک نہیں ہے کھا کر آئی ہوں۔''

''اچھا یہ لے لو۔'' زلیخا بیگم نے پتیلی کا ڈھکن اتار کر چمچ سے چکن لیگ پیس پلیٹ میں رکھ کر اس کی جانب بڑھائی جسے تھامنے اور کھانے کے لئے اس نے سلیب پر بال رکھی پھر وہیں سامنے ٹیک لگا کر ایک ہاتھ میں پلیٹ پکڑے کھانے لگی۔

''تم دونوں کیوں یہیں کھڑے ہو اور آنٹی پلیز آپ ان سب کا کچھ کریں۔''

''کوئی بات نہیں تم آرام سے کھاؤ، تمہارے انکل شام میں آتے ہیں تو میں انہیں کہہ کر ان کی کرکٹ بند کرواتی ہوں، تم پریشان نہیں ہو، اب تمہیں تنگ نہیں کریں گے۔'' زلیخا بیگم اسے دلاسہ دیتی بولیں۔

''آپ کہتی ہیں تو یقین کر لیتی ہوں، اس کے باوجود مجھے علم ہے کہ یہ آپ کی اولاد ہیں، آپ ان کو ہی فیور کریں گی۔'' وہ مزے سے لیگ پیس کھاتی ہوئی بولی، وہ کھانے میں اس قدر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

مشغول ہوگئی تھی کہ سلیب پر پڑی بال ذہن سے نکل گئی۔
''ارے عروسہ، ادھر یہ پانچوں ہیں جنہیں ہر وقت یہ غم ستائے رہتا ہے کہ یہ میرے سوتیلے ہیں سگی تو تم دونوں بہنیں ہو میری۔''
''ارے...... ارے...... ارے۔'' اسرار جو پہلے ہی بال اچکنے کے موڈ میں تھا، عروسہ کا دھیان بٹتے دیکھ کر نبیل کی آنکھوں کے اشارے میں، اچھل کر بال اچکی اور کچن سے دونوں ہی تیزی سے باہر بھاگے، یہ سب کاروائی دیکھ کر جہاں عروسہ کا منہ بنا وہیں زلیخا بیگم زیر لب مسکرائیں۔
☆☆☆
ایک ہفتہ گزرنے کو آیا تھا لیکن اس دن کے بعد پھر افتخار ہاؤس کے لان میں کوئی کرکٹ میچ نہیں ہوا تھا، پہلے دو دن تو عروسہ نے سکون کا سانس لیا تھا، وہ خود بھی ٹیسٹوں کی تیاری میں مصروف رہی تھی کہ اس کا ذہن پڑھائی کے علاوہ کچھ بھی سوچنے کے موڈ میں نہیں تھا، تیسرے دن وہ اپنے سے دو سال چھوٹی فاطمہ کے ساتھ شام کی چائے پینے ٹیرس پر چلی آئی۔
''فاطمہ! امی کو بھی یہیں بلا لو۔'' موسم خاصا خوشگوار تھا، جاتی سردیوں کی شام میں ماحول کی نمی جیسی دھیمی دھیمی سردی میں ماحول خاصا خوشگواریت لئے ہوئے تھا، دبے قدموں چلتی ہوا نے موسم کو مزید چار چاند لگا دیئے تھے۔
''امی پکوڑے بنا رہی ہیں۔''
''فنٹاسٹک، مزا آ گیا پھر تو۔''
''تم رکو یہیں میں امی کے پاس کچن میں جا رہی ہوں۔''
''میں بھی چلوں تمہارے ساتھ۔''
''نہیں امی پکوڑے بنا چکی ہونگی، انہیں بھی اپنے ساتھ یہیں لے آتی ہوں، مزا آئے گا، تینو آرام سے بیٹھ کر گپیں مارتے ہیں۔''
''ہاں سکون سے بیٹھ کر شام کی چائے پیتے ہیں، ویسے بھی افتخار انکل کے سپوت بھی پچھلے ایک ہفتے سے سدھرے ہوئے ہیں، ورنہ ان کی بھری دوپہر سے گئے شام تک لان میں کھیلی جانے والی کرکٹ کے غل غپاڑے سے میں خاصی تنگ تھی۔''
''بجو تمہیں ان پانچوں سے نجانے کون سے جنم کی دشمنی ہے۔''
''تم ہی ان کی سب سے بڑی حمایتی ہو۔'' عروسہ نے حیرت سے ابرو اچکائے۔
''بجو سچ بات کہوں تمہیں بری لگے کہ تم بھی کبھی کبھی کچھ زیادہ سے کر جاتی ہو۔'' فاطمہ صاف گوئی سے بولی۔
''میں زیادہ کر جاتی ہوں، میں؟'' آنکھوں میں حیرت لئے وہ انگلی سے اپنی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔
''ہاں، تم بھی میری جگہ پر کھڑی ہو کر سوچو تو تمہیں میری بات کی سچائی پر یقین آئے۔''
''سچائی کی علمبردار پہلے سچ سے بتاؤ کہ پچھلے ایک ہفتے سے سکون ہے نا افتخار ہاؤس میں، مانتی ہو نا میری بات یا پھر۔''
''ہوں بہت خاموشی ہے۔'' اس مرتبہ فاطمہ کا لہجہ دھیما تھا۔
''خاموشی نہیں، سکون اور اس دن میری پریکٹیکل کاپی کی درگت کے نتیجے میں ہی یقیناً افتخار انکل نے ان سب کی درگت بنائی ہے جبھی تو۔''
''چار دن پہلے ہادی بھائی کے داہیں ہاتھ کا فریکچر ہوا ہے۔'' فاطمہ نے اطلاع دی۔
''کیا؟'' وہ حیرت سے چونکی۔
''ہاں۔'' فاطمہ نے اپنی بات کی تائید کی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''کیسے؟'' عروسہ کا اگلا سوال فطری تھا۔
''ایکسیڈنٹ ہوا تھا کالج سے واپسی پر۔''
''ایکسیڈنٹ کیسے؟''
''مجھے زیادہ تو پتہ نہیں، لیکن شاید موٹر بائیک سامنے سے آتی ویگن سے ٹکرا گئی۔''
''مجھے کیوں نہیں بتایا۔'' عروسہ نے شکوہ کیا۔
''تم ٹیسٹوں میں بزی تھی پھر امی اور آنٹی نے بھی مجھے منع کیا تھا بتانے سے اور ویسے بھی تم پانچوں سے پہلے ہی تنگ ہو، تمہیں کیا فرق پڑتا ہے۔''
''کہاں جا رہی ہو، امی یہیں آ رہی ہیں۔'' اسے قدم بڑھاتے دیکھ کر فاطمہ نے پوچھا۔
''میں آنٹی کی طرف جا رہی ہوں، ہادی کا پوچھ آؤں، آنٹی بھی نجانے دل میں کیا کچھ سوچتی ہوں گی۔''
''نہیں سوچ رہی ہوں گی، اب تم یہ بات لے کر پریشان نہ ہو جانا، انہوں نے خود ہی منع کیا تھا تمہیں بتانے سے۔'' لیکن عروسہ اس کی سنی ان سنی کرتی دھپ دھپ کرتی سیڑھیاں اتر گئی۔
''یہ لڑکی بھی نا، پل میں تولہ، پل میں ماشہ، کبھی کبھی تو لگتا ہے افتخار انکل کے پانچوں سپوتوں کی جانی دشمن ہو اور کبھی ان کی ذرا سی چوٹ بھی برداشت نہیں ہو پاتی۔'' زلیخا بیگم اور عروسہ کی خاص حد تک انڈر اسٹینڈنگ تھی اسی لئے ہادی کے ایکسیڈنٹ کا سنتے ہی اسے یکدم ہی زلیخا بیگم کا خیال ستانے لگا تھا، اتنے دن سے اس نے آنٹی سے بات تک نہیں کی، پہلے اگر امتحان کی وجہ بتاتی تو چلتا لیکن اب سچویشن مختلف تھی۔

☆☆☆

مین ہال کے شیشے سے باہر سے اندر داخل ہوتی عروسہ پر جونہی اسرار کی نظر پڑی، اعلان ہوا۔
''عروسہ آپی آ رہی ہیں، تیز گام سے بھی تیز، لگتا ہے کہ پھر کوئی ہم سے ان کی شان میں گستاخی ہوئی ہے۔'' مین ہال میں صوفوں اور فرش پر ڈیرا جمائے بھائیوں کو اطلاع کرتے ساتھ ہی اس نے مزید اظہار خیال کیا۔
''اس مرتبہ تو ہماری جانب سے بالکل خاموشی ہے۔'' صوفے پر نیم دراز حسیب نے قدرے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے قیاس آرائی کی۔
''کچھ تو ہے جس کی خاطر وہ اتنی تیز رفتاری سے ہمارے گھر میں انٹری لے چکی ہیں۔'' فیصل جو فرش پر بچھے قالین پر دراز چہرے پر کشن لئے ہوئے تھا، وہ بھی اظہار خیال کئے بنا نہ رہ سکا۔
''پتہ چل جائے گا۔'' ہادی بولا، جو دائیں ہاتھ پر پلستر چڑھائے ہوئے صوفے پر چپس بھرا باؤل لئے سامنے بیٹھا تھا۔
''امی ہوں گی تو پتہ چلے گا، ساری کمپلینیں اور درخواستیں تو امی کے گوش گزار ہوئیں ہیں اور امی ابھی بازار گئی ہوئی ہیں۔'' قریب بیٹھے فیصل نے باؤل سے ہاتھ بڑھا کر چپس اٹھایا اور منہ میں ڈالتے ہوئے بولا۔
''آنٹی...... آنٹی جی کہاں ہیں آپ۔'' مین ہال کے دروازے سے اندر داخل ہوتی عروسہ بولی۔
''تیور تو خطرناک ہیں ہادی بھائی آپ جانیں، آپ کا کام، ہم تو چلے ویسے بھی ابھی ہمارا کوئی موڈ نہیں ہے عروسہ آپی کی ڈانٹ کھانے کو۔'' عروسہ کے تیور جانچتے ہوئے اسرار بولا اور پھر اگلے ہی لمحے وہ ہال سے نو دو گیارہ تھے۔
''ارے...... ارے...... کیا ہوا کہاں جا رہے ہو۔'' عروسہ انہیں ہال سے نکلتے دیکھ کر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

www.paksociety.com

بولی۔
''سلام آپی!'' حسیب نے سلام جھاڑا۔
''وعلیکم السلام، ہیں حسیب اتنی تمیز، اتنی تہذیب۔'' قالین پر لیٹا حسیب اب تک اٹھ کر بیٹھ چکا تھا، چہرے پر رکھا کشن اب اس کی کمر کے پیچھے تھا۔
''آپ کی صحبت کا اثر ہے۔'' وہ شرارتی انداز میں مسکرایا۔
''کیا بات ہے جناب، جو بھی ہے تبدیلی تو اچھی جانب نشاندہی کر رہے ہے، چلو اچھا ہے۔'' جواباً وہ بھی خوشدلی سے مسکرائی۔
''آنٹی کہاں ہیں؟'' اس نے اگلا سوال کیا۔
''گھر نہیں ہیں، بازار گئی ہیں بس آنے والی ہیں۔'' جواب ہادی نے دیا۔
''تو پہلے کیوں نہیں بتایا؟'' عروسہ نے ہادی سے پوچھنے کی بجائے حسیب کو دیکھا۔
''آپ نے پوچھا ہی نہیں۔'' حسیب صاف گوئی سے بولا۔
''میں نے آنٹی کو آواز تو دی تھی۔'' وہ حیران ہوئی۔
''آواز دی تھی، لیکن پوچھا نہیں تھا۔'' اس مرتبہ جواب دینے والا نبیل تھا۔
''اچھا ٹھیک ہے۔'' یہ کہتے ساتھ ہی وہ مڑی۔
''کہاں چلیں۔'' ہادی اس مڑتے دیکھ کر بولا۔
''گھر، آنٹی آئیں گئیں تو انہیں بتا دینا، میں آنٹی کا پوچھنے آئی تھی۔''
''بیمار کا حال بھی پوچھ لیں آپی۔'' نبیل جو ایک کے بعد ایک چپس منہ میں ڈالے جا رہا تھا ہادی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے شرارت سے مسکرایا۔
''ہوں، پتہ چلا مجھے ابھی، کہ کوئی کارنامہ سرانجام دیا، جس کے نتیجے میں یہ تمغہ جرأت ملا ہے۔'' وہ سرسری انداز میں ہاتھ پر چڑھے پلاسٹر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی، حالانکہ وہ ہال میں انٹر ہوتے ہی ہادی کو اور اس کے داہیں ہاتھ پر چڑھے پلاسٹر کو دیکھ چکی تھی۔
''اچھا ہے، اگلی مرتبہ کے لئے سبق ملا ہے، آئندہ احتیاط سے چلانا۔''
''ایسے پوچھتے ہیں بیمار کا حال۔'' اس مرتبہ ہادی بولے بنا نہ رہ سکا۔
''کب اترنا ہے پلستر۔'' سیدھا دو ٹوک پوچھا۔
''ابھی دو ہفتے ہیں۔'' جواب نبیل نے دیا۔
''ہوں یعنی کرکٹ کی طرف سے راوی چین ہی چین ہے۔'' وہ دونوں ہاتھ ہوا میں لہراتے ہوئے مسکرائی۔
''تم ہماری کرکٹ سے اتنی تنگ کیوں ہو؟'' ہادی پوچھے بنا نہیں رہ سکا۔
''صرف میں ہی نہیں پورا محلہ تم پانچوں کی کرکٹ سے بے زار ہے۔'' وہ جواباً کھڑے کھڑے بولی۔
''اب ایسی بری بھی کرکٹ نہیں کھیلتے اچھی خاصی شارٹس لگتی ہیں۔'' ہادی بولا۔
''تمہاری انہی شارٹس کی بدولت جو محلے داروں کے گھروں کی گھنٹی بال لینے کے بہانے بجاتے ہو وقت بے وقت، اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟'' ابھرو اچکاتے عروسہ بولی۔
''کرکٹ کھیلیں گے تو شارٹس تو لگیں گئیں۔'' نبیل نے جواب دیا۔
''شارٹس لگیں گئی تو کھڑکیوں کے شیشے بھی ٹوٹنے کے چانس ہیں۔'' عروسہ کا لہجہ ہنوز تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اف تم سب سے بحث بے کار ہے، میں چلی آنٹی آئیں تو انہیں بتا دینا۔'' وہ بحث طویل ہوتے دیکھ کر قدرے الجھتے ہوئے بولی۔

''اور تم بھی چلو میرے ساتھ، پہلے یہ پانچ کم ہیں جو چھٹے تم ان میں اپنا حصہ ڈالنے آگئے ہو۔'' ذیشان کو اسرار کے ساتھ ہال میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ بولی۔

''بجو پلیز آپ جائیں میں آجاؤں گا۔'' وہ منمنایا۔

''خبردار جو چوں چرا اس کی، نہیں تو ابو کو شکایت کرونگی۔'' جواب اس نے آگے بڑھ کر ذیشان کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا اور بیرونی دروازے کی جانب بڑھی۔

''آپ کا دھمکی اسٹائل کمپلین سے شروع ہو کر کمپلین پر ختم ہوتا ہے۔'' ذیشان صحیح معنوں میں زچ ہوا تھا، اس کی بات سنکر بے ساختہ ہی عروسہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری جسے اس نے چہرے موڑ کر ذیشان سے چھپایا۔

☆☆☆

''امی ایک کپ چائے ملے گی۔'' وہ زلیخا بیگم کو ڈھونڈتا کچن میں چلا آیا، اس وقت اسے ان سے بات کرنے کو بہانہ چاہیے تھا سو وہ بولا۔

''آپ کی ناراضگی کیسے ختم ہو گی؟'' انہیں خاموشی سے کپ میں چائے ڈالتا دیکھ کر وہ بولا، اس کے ایکسیڈنٹ ہونے کے بعد سے اب تک وہ خاموش سی تھیں۔

''پلیز امی، بات کریں نا مجھ سے۔'' وہ منت بھرے لہجے میں بولا۔

''تم نے چائے کا پوچھا تو مل جائے گی۔'' برنر آن کر کے کیتلی چولھے پر رکھتے وہ بولیں۔

''میں نے ناراضگی کے ختم ہونے کا بھی پوچھا ہے۔'' چپ ٹوٹی خدا خدا کر کے، انہیں جواب دیتا دیکھ کر وہ بولا، لیکن اب کی مرتبہ وہ پھر چپ کا لبادہ اوڑھ چکی تھیں۔

''امی...... پلیز...... امی ایسے تو نہ کریں، میں کیا کروں ایسا جو آپ کا غصہ ختم ہو۔'' اس مرتبہ وہ قدرے روہانسا تھا۔

''اپنے دل سے پوچھو۔'' مختصر الفاظ میں انہوں نے اسے دیکھتے جواب دیا۔

''میں تو خود کنفیوژ ہوں، اگلی مرتبہ احتیاط سے چلاؤں گا موٹر بائیک۔'' وہ ہونٹ بھینچے مسکراتے ہوئے انہیں رام کرنے کی خاطر بولا۔

''بات صرف موٹر بائیک کے احتیاط سے چلانے کی نہیں ہے۔''

''یہی تو پوچھ رہا ہوں، کہ اتنا تو مجھے بھی معلوم ہے کہ بات صرف اتنی سی نہیں۔'' جواب میں وہ کان کھجاتے ہوئے ان کی جانب سوالیہ انداز میں دیکھنے لگا۔

''تم زندگی کو بھی احتیاط سے ڈیل کرنا سیکھو ہادی، تم میری سب سے بڑی اولاد ہو مجھے تم سے بہت امیدیں ہیں، تمہارا زندگی کی جانب رویہ بہت لاپرواہ ہے، مجھے پہلے اتنی فکر نہیں تھی اب بہت رہنے لگی ہے۔''

''اب بیٹھے بٹھائے کیوں فکر ہونے لگی، کہیں عروسہ میڈم نے تو پھر کوئی شکایت نہیں کر دی، کل آپ کے بازار جانے کے بعد آئی تھی یہاں۔'' ان کی بات سن کر ہادی کی سوچ کی اڑان عروسہ پر آکر بیٹھی۔

''ہاں میں آج صبح گئی تھی، ان کی طرف اس نے مجھے کل آئی تھی مجھ سے ملنے۔''

''اب کیا کہہ دیا امی اس نے میرے بارے میں۔'' وہ زچ ہو کر بولا۔

''تمہارے بارے میں کیا کہنا ہے۔'' الٹا سوال ہادی سے کیا، جواب میں ہادی خاموش

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رہا۔

''ہادی میں ان کے گھر جاؤں تو مجھے اپنے گھر کا سونا پن بہت کھٹکتا ہے۔'' کچھ دیر بعد زلیخا بیگم بولیں، ساتھ میں وہ کپ میں چائے نکال رہی تھیں۔

''گھر کا سونا پن، خدا کا نام لیں امی، پانچ بیٹوں کے ساتھ بھی آپ کو اس گھر میں سونا پن کھٹکتا ہے، یہ آپ اپنی عروسہ چہیتی سے پوچھیں، آپ کے پانچوں سپتوں سے کتنا تنگ ہے وہ۔'' ہادی نے چائے کا کپ سلیب سے اٹھا کر ہونٹوں سے لگاتے جواب دیا۔

''اس میں قصور تم لوگوں کا نہیں، خدا ایک بیٹی دے دیتا تو ہم سب بھائیوں کے رویوں میں بھی ٹھہراؤ آجاتا۔'' ہمیشہ کی طرح گھوم پھر کر زلیخا بیگم کی سوئی وہیں پہ آکر اٹکی جہاں ہمیشہ سے اٹکتی چلی آرہی تھی۔

''کیسے ہیں آپ دونوں، لوگ بیٹوں کو فخر کا باعث سمجھتے ہیں اور آپ پانچ بیٹوں کے ہوتے ہوئے بھی بیٹی نہ ہونے پر گھر کو سونا کہتے ہیں۔'' ہادی کہے بنا نہ رہ سکا۔

''خدا تم پانچوں کو زندگی صحت دے میں اوروں کے گھروں میں بیٹیاں دیکھتی ہوں تو میرے دل میں بھی خواہش ہوتی ہے۔'' ہمیشہ کی حسرت پھر ان کے ہونٹوں پر الفاظ کی صورت ٹھہری تھی۔

''یہ آج آپ اکیلی کچن میں لگی ہیں کہاں ہے جگر اپنا۔'' ہادی نے بے ساختہ ہی کچن میں نظریں گھما کر شرفو خانساماں کے بارے میں پوچھا۔

''چھٹی پر گیا ہے، دو دن کی۔'' زلیخا بیگم نے مختصر جواب دیا۔

''اسی لئے آپ کو زیادہ سونا پن کھٹک رہا ہے، وہ آپ کے ساتھ ہو تو لگائے رکھتا آپ کو اپنی باتوں میں۔'' ہادی نے اپنے طور پر قیاس آرائی کی۔

''نہیں ایسا بھی نہیں ہے، ہمیشہ سے ہی دل میں خیال رہا کہ تم سب کی ایک بہن ہوتی تو یہ گھر بھی گھر لگتا، سامنے رشید صاحب کے گھر جاؤ تو سلیقہ سکون ہے ان کے گھر۔''

''ایسا کرتے ہیں کہ ہم پانچوں بھی سلیقہ شعار بیٹے ہو جاتے ہیں، آپ ہماری میڈم بن جائیں، سلائی کڑھائی سکول کھولی، ہم بھی آپ سے روز سیکھنے آیا کریں گے اور اپنے شیدے جگر کی بھی چھٹی کر دیے، ایسا کریں اپنے سلائی سکول کا نام سلیقہ شعار بیٹے رکھ دیں، اس سے نہ صرف آپ کے بیٹے سلیقہ شعاری سیکھیں گے بلکہ آس پڑوس کے گھروں کے بیٹے بھی آپ کے سکول داخلہ لیں گے، آپ بیٹوں کو سلیقہ شعاری سکھایئے گا ابو کو اکاؤنٹ بنا دیں گے، بزنس الگ ہو گا گھر بیٹھے پرافٹ، کہیے کیسے پلان ہے۔'' بے ساختہ ہی ہادی کی شرارت کی رگ پھڑکی تو زلیخا بیگم نے اسے گھورا۔

''تم ہادی زندگی کو سیریس کب لو گے۔'' وہ ہادی کی لاپرواہ فطرت سے عاجز تھیں۔

''آپ کو ہم کس اینگل سے بگڑے لگتے ہیں، اور وہ کون سا اینگل ہے جس سے آپ کو رشید صاحب کی بیٹیاں سلجھی دیکھائی دیتی ہیں۔'' وہ ان کی بات سن کر خاصا محظوظ ہوا۔

''تم نہیں سمجھو گے۔'' زلیخا بیگم نے تاسف سے سر ہلایا۔

''پلیز اب یہ نہ کہیئے گا کہ اگر تمہاری کوئی بہن ہوتی تو تمہیں خود ہی سمجھ ہوتی۔''

''کچھ غلط بھی نہیں ہے ہادی۔'' وہ دھیمے لہجے میں گویا ہوئیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''امی سچ میں کہوں، آپ نے ہمیں بیٹا ہو کر بھی نہیں بگاڑا جو رشید انکل نے اپنی بیٹیوں کو سر چڑھایا ہوا ہے۔'' اب بات اگر چل ہی پڑی تھی تو وہ بھی اپنے دل کی بات زبان پر لے آیا۔

''ہیں سر چڑھایا، وہ کیسے؟'' زلیخا بیگم نے ابھر و اچکا کر استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

''میں نے سنا ہے موصوفہ بزنس ایڈمنسٹریشن میں ایم بی اے کرنا چاہتیں ہیں۔''

''تو اس میں ایسی کون سی خراب بات ہے؟''

''اتنا لڑکیوں کو پڑھ کے کرنا بھی کیا ہے، اتنا زیادہ پڑھنے کا شوق ہے سمپل ایم اے کر کے شادی کریں، ڈگری لے کر کون سے تیر مار لے گی، کرنی تو وہی چولھا چکی ہے۔''

''ہادی تم ایسا سوچتے ہو، عورت ذات کے بارے میں، میں نے تو تمہیں یہ سب نہیں سکھایا، کھلے دل اور ظرف سے پرورش کی ہے، ایسی دقیانوسی کی باتیں تو آج تک نہ میں نے اور نہ ہی تمہارے ابو نے تم لوگوں کو سکھائی نہ ہی کیں، یہ تم نے کہاں سے سیکھی ہیں؟'' وہ ہادی کے نادر خیالات سن کر حیرت زدہ رہ گئیں۔

''امی ہم لڑکے صرف گھر پر ہی تو نہیں رہتے، باہر کی دنیا بھی دیکھتے ہیں۔'' ہادی جواباً بولا۔

''باہر کی دنیا صرف آنکھیں بند کر کے دیکھتے ہو، جو اسٹیٹ بینک آف پاکستان اور قومی اسمبلی کی سینٹر پر نظر نہیں پڑتی۔'' زلیخا بیگم کی بات میں دم تھا۔

''ہاں تو آپ تو صرف سامنے کو دیکھتی ہیں جو نظر آ رہا ہے، کبھی ان کو قریب سے دیکھیں گھروں کی زندگی تباہ ہے ان کی۔'' بات سے بات نکلتی ہی چلی جا رہی تھی۔

''تم اتنا پر یقین کیسے جانتے ہو؟''

''امی ساری دنیا کہتی ہے جن عورتوں کو گھروں سے نکل کر آفس کے رکھے کھانے کا شوق ہوتا ہے ان کے گھروں کا بہت برا حال ہوتا ہے۔''

''ہادی دنیا وہی کہتی ہے جو انہیں کہنا ہوتا ہے، اپنے مطلب کی خاطر وہ سب کہتے اور کرتے ہیں جو ان کے مفاد میں ہوتا ہے، لیکن مجھے تمہاری سوچ پر واقعی عجیب سا محسوس ہو رہا ہے۔'' صاف دلی سے زلیخا بیگم نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

''چلیں اس کا ایک فائدہ تو ہوا امی۔'' وہ شرارت آنکھوں میں لئے بولا۔

''وہ کیا؟'' انہوں نے سوال کیا۔

''آپ کی مجھ سے چپ تو ٹوٹی، اب تو مجھے پریشانی شروع ہو گئی تھی کہ آپ کی ناراضگی کیسے ختم کروں۔'' اس مرتبہ ہادی کھل کر مسکرایا تو وہ بھی جواباً مسکرا دیں۔

''میں دل سے ناراض نہیں تھی، ماں اپنی اولاد سے بھلا کیسے ناراض ہو سکتی ہے، وہ تو وقتی غصہ تھا۔''

''اگر ابھی یہ حال تھا تو پھر جس دن دل سے ناراض ہوئیں تو میری جان نکال کے رکھ دیں گئیں۔''

''خدا نہ کرے، فضول باتیں نہ کیا کرو، جو منہ میں آتا ہے بول دیتے ہو۔'' زلیخا بیگم نے گھر کا تو وہ خوشدلی سے ہنس دیا۔

☆☆☆

وہ زمرد بیگم کو ڈھونڈتے ہوئے گھر کی پچھلی طرف چلی آئی، زمرد بیگم رسیوں پر لٹکے دھلے کپڑے اتار کر قریب پڑی پلاسٹک کی باسکٹ میں رکھ رہی تھیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''امی یہ میں کیا سن رہی ہوں؟''
''میں نے تو ابھی کچھ بھی نہیں کہا۔'' فاطمہ کی قمیض کو باسکٹ میں رکھتے بولیں۔
''امی...... افتخار انکل اور آنٹی آج کیوں آئے تھے ہمارے گھر۔'' عروسہ دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے سوالیہ انداز میں بولی۔
''ملنے کے لئے۔'' جواب آیا تھا۔
''امی آپ مجھ سے کچھ چھپا رہی ہیں۔''
عروسہ کا لہجہ کچھ کھوجتا ہوا تھا۔
''نہیں عروسہ بیٹا، میں کچھ نہیں چھپا رہی، دونوں ملنے آئے تھے اور ساتھ میں اپنی خواہش بھی بتا گئے، لیکن ابھی کچھ سوچا نہیں ہے اس بارے میں۔''
''اچھی بات ہے جو ابھی سوچا نہیں ہے اور اس سے کہیں زیادہ اچھی بات ہو گی جو آپ آئندہ بھی اس بارے میں نہ سوچیں۔'' اس سے پہلے کہ زمرد بیگم جھک کر کپڑوں سے بھری باسکٹ اٹھاتی عروسہ نے دونوں ہاتھوں سے اٹھا لی اور اندر کی جانب بڑھی۔
''تمہیں ہادی پسند نہیں۔'' اس کے پیچھے پیچھے زمرد بیگم بھی چلی آئیں۔
''امی بات پسند نہ پسند کی نہیں ہے، بس امی مجھے پڑھنا ہے۔'' اندر آ کر استری اسٹینڈ کے قریب ٹوکری زمین پر رکھتے وہ بولی۔
''تو پڑھنے سے کون منع کر رہا ہے۔''
''امی پلیز، اس وقت میرا امتحان سر پر کھڑا ہے اور میں کسی فضول سی سوچ میں اپنی پڑھائی برباد نہیں کرنا چاہتی۔''
''لیکن عروسہ۔''
''پلیز امی اور آپ ابو سے بھی کہہ دیں کہ اس چیپٹر کو اوپن ہونے سے پہلے ہی بند کر دیا جائے، نہیں تو میری پڑھائی ڈسٹرب ہوئی تو ذمہ داری آپ پر آئے گی، اینڈ نو مور ڈسکشن آن ٹاپک اگین۔''
اس وقت وقتی طور پر ٹاپک پر ڈسکشن رک گئی تھی لیکن جونہی عروسہ کے دو ماہ بعد امتحان ختم ہوئے، مسز افتخار پھر سے ہادی کے حوالے سے عروسہ کا رشتہ لئے ان کے گھر میں موجود تھے۔

☆☆☆

ہادی، عروسہ سے دو سال بڑا تھا، اسی سال اس نے ایم بی اے بزنس ایڈمنسٹریشن میں داخلہ لیا تھا جبکہ عروسہ کا ارادہ بزنس ایڈمنسٹریشن کرنے ہائر اسٹڈیز کرنا تھا، لیکن اس نے میٹرک کے بعد ایف ایس سی کر کے سائنس کے مضامین کو ترجیح دی تھی کہ ان کا خیال تھا کہ سائنس پڑھنا ضروری ہے، اس سے پڑھنے میں محنت کرنے کی عادت پڑتی ہے، ہادی نے سنا تو کہے بنا نہ رہ سکا تھا۔
''عجیب منطق ہے تمہاری۔''
''ہوں جو تمہاری چھوٹی سی عقل کی سمجھ سے باہر ہے۔''
''چاہے جتنا بھی پڑھ لو کرنی تو گھر داری ہی ہے۔''
''تم کس دنیا میں رہتے ہو ہادی۔''
''حقیقت کی دنیا میں تمہاری طرح ڈائجسٹوں کی خوابوں کی دنیا میں نہیں جیتا۔''
''تمہاری سوچ بہت عجیب سی ہے۔'' وہ کہے بنا نہ رہ سکی۔
''عجیب سی مطلب بہت اچھی سوچ ہے، آئیڈیل سوچ ہے۔''
''اچھا تو اس آئیڈیل سوچ میں مرد اور عورت کی ڈیفنیشن کیا ہے۔'' اس نے اپنی بات کہہ کر اسے بات کرنے پر اکسایا۔
''سو سمپل، مرد کا کام کمانا اور عورت کا کام بچے پالنا۔'' بہت سے سادے سے الفاظ میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہادی نے جواب دیا۔
"ہادی، انکل آنٹی تو ایسا نہیں سوچتے۔" وہ ہادی کے خیالات پر حیران تھی۔
"کیسا نہیں سوچتے؟" ہادی نے ابرو اچکائے۔
"وہ تو بہت باشعور انسان ہیں۔" عروسہ اپنے دل کی بات زبان پر لاتے صاف گوئی سے بولی۔
عروسہ کی ہادی سے بحث تو دور کی بات، ویسے عام معمول کی بات چیت بھی بہت کم ہوتی تھی، یہی پچھلے تین سالوں میں شاید دومرتبہ بات ہوئی جسے بحث کا نام تو نہیں دیا جا سکتا کیوں کہ بحث ہونے سے پہلے ہی عروسہ کو اس کی باتوں سے الجھن ہونے لگی تھی۔
"میں چلتی ہوں، چل کے پڑھنا بھی ہے۔" اس نے سادگی سے جواب دیا۔
"کیا پڑھنا ہے ابھی تو امتحان ختم ہوئے ہیں۔"
"امی انتظار کر رہی ہوں گی، میں آنٹی کو بریانی دینے آئی تھی اور یہاں باتوں میں لگ گئی۔" وہ ہاتھ میں پکڑی سندھی بریانی سے بھرے پلیٹ پر نظر ٹکائے بولی۔
"واؤ بریانی، آپی آپ نے پہلے نہیں بتایا۔" اسرار نجانے کہاں سے نکل آیا اور اس کے ہاتھ سے پلیٹ پکڑتے ہوئے بولا۔
"اب تو پتہ چل گیا نا۔"

☆☆☆

ابھی اس واقعہ تو ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ ہادی کے لئے اس کا رشتہ آ گیا تھا، اسی شام زمرد بیگم، عروسہ کے کمرے میں موجود تھیں۔
"امی! آپ اس وقت۔" بیڈ پر لیٹی سونے کی تیاری کرتی عروسہ بولی۔
"تمہارے ابو آفس کی فائلوں میں سر دیئے بیٹھے ہیں، مجھے نیند نہیں آ رہی تھی تو سوچا تمہارے پاس گپ شپ ہو جائے۔" وہ سرسری لہجے میں کہتی مسکرائیں اور اس کے قریب چلی آئیں۔
"امی! ابو نے آپ کو بھیجا ہے، آج انکل آنٹی آئے تھے۔" عروسہ بیڈ پر ان کے بیٹھنے کو جگہ بناتے بولی۔
"ہوں، میری بیٹی سمجھدار ہو گئی ہے۔" وہ اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔
"لیکن آپ کیوں نہیں سمجھ رہیں۔" وہ گہری سانس لیتے ہوئے لحاف میں گھس گئی۔
"تمہیں ہادی پسند نہیں ہے۔" ان کا لہجہ جانچتا ہوا تھا۔
"امی! آپ نے دو ماہ پہلے بھی یہی پوچھا تھا تب بھی میں نے آپ سے یہی کہا تھا۔"
"تو پھر کیا بات ہے عروسہ، اگر مناسب سمجھو تو مجھے بتا سکتی ہو، میں ماں ہوں تو زندگی کے بہت سے موقعوں پر میں تمہاری سہیلی بھی ہوں۔"
"امی مجھے پڑھنا ہے، مجھے پرفیشنلی زندگی میں آگے بڑھنا ہے۔"
"تو اس سے تمہیں کس نے منع نہیں کیا، تمہارے ابو نے بھی آج تک تمہیں پڑھنے سے نہیں روکا، وہ تو خود لڑکیوں کی تعلیم کے بہت حامی ہیں اور میں تمہارے افتخار انکل کو جانتی ہوں، ان کی سوچ بھی تمہارے ابو جیسی ہے۔"
"امی! ابو اور انکل کی سوچ ایک جیسی ہو سکتی ہے لیکن ہادی کی سوچ ایسی نہیں ہے۔" اب بات جو نکل پڑی تھی تو اس نے بھی صاف دوٹوک انداز میں بات کرنی چاہی۔
"تمہاری اس سے بات ہوئی ہے؟" زمرد

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بیگم نے پوچھا۔
"ایسے ہی ایک دو بار بات ہوئی تو مجھے اس کے خیالات خاصے دقیانوسی لگے۔" عروسہ صاف گوئی سے بولی۔
"ایک دو بار بات کرنے سے انسان کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلتا۔"
"امی اب ایسی بات بھی نہیں ہے، انسان کی باتوں سے کافی حد تک پتا چل جاتا ہے۔"
"عروسہ اس عمر میں تمام لڑکے ایسا ہی سوچتے ہیں۔" زمرد بیگم کا انداز سمجھانے والا تھا۔
"آپ ایسا بھی تو کہہ سکتی ہیں کہ تمام لڑکیاں بھی ایسا سوچتی ہیں، لیکن ان میں سے میں بھی تو ہوں جو ان تمام لڑکیوں سے الگ سوچتی ہوں۔"
"میں تمہارے ابو سے کہوں گی وہ افتخار صاحب سے پہلے ہی بات کرلیں گے، اگر اس بات کے علاوہ تمہارے انکار کی وجہ اور کوئی نہیں ہے تو مجھے ہادی تمہارے حوالے سے پسند ہے، شریف لڑکا ہے۔"
"حق ہا، امی! کیا کہنے شرافت کے، ابھی جا کر اس کا موبائل چیک کریں تو درجن بھر لڑکیوں کے موبائل نمبر ملیں گے۔" وہ طنزیہ مسکرائی۔
"اس عمر میں لڑکے ایسے ہی ہوتے ہیں لاپرواہ سے۔" زمرد بیگم نے اس کی بات کو سرسری لیا۔
"اور ان لڑکیوں میں میرے بارے میں کیا گمان ہے؟"
"عروسہ جتنا میری زندگی کا تجربہ ہے مجھے لگتا ہے کہ وہ تمہارا خیال بہت اچھے سے رکھے گا، تمہاری قدر کرے گا، اب تم آرام کرو میں بھی چلتی ہوں۔" گفتگو کا اختتام کرتے ساتھ ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

☆☆☆

رات کے کھانے کے بعد افتخار صاحب نے ہادی کو اپنے بیڈروم میں بلوایا، وہ اس سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتے تھے، رات سونے سے پہلے انہیں مطالعہ کی عادت تھی، جب ہادی آیا تو اس وقت بھی وہ مطالعہ میں مشغول تھے۔
"ابو پلیز مجھے رشید انکل کی بیٹی سے شادی نہیں کرنی۔" ان کی بات کے جواب میں ہادی نے بےزاری سے جملہ بولا۔
"تو ڈائریکٹ نکاح کروا دیتے ہیں۔" افتخار صاحب بےساختہ مسکرائے۔
"ابو ٹرائی ٹو انڈراسٹینڈ۔" وہ جھنجھلایا تھا۔
"ہوں تو برخوردار اعتراض تو پتہ چلے۔" انہوں نے مطالعہ کرتے کتاب پر سے نظر اٹھا کر اس کے چہرے پر ڈالی۔
"بس مجھے وہ نہیں پسند۔" وہ صاف گوئی سے بولا۔
"ریزن۔" افتخار صاحب نے ہاتھ میں پکڑی کتاب بند کرکے سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور بولے۔
"میں نے ایسے لائف پارٹنر کے بارے میں کبھی نہیں سوچا۔"
"تو ایسے لائف پارٹنر سے مراد۔" افتخار صاحب نے ابھرو اچکائے۔
"مجھے ڈگریوں کے پیچھے بھاگتی اور نوکریوں کے لئے دھکے کھاتی لڑکیاں پسند نہیں ہیں۔"
"اس کے علاوہ کوئی اور وجہ؟"
"یہ وجہ کم ہے انکار کے لئے۔"
"انکار کے لئے یہ وجہ کافی نہیں ہے۔"
"پلیز ابو آپ اس بات کو کیوں نہیں سمجھ رہے کہ مجھے آزادی کی علمبردار عورتوں سے سخت

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چڑ ہے۔'' ہادی جھنجھلایا۔
''تم اتنے کنزرویٹو کب سے ہونے لگے۔''
افتخار صاحب اس کی بات سن کر حیران ہوئے۔
''بات کنزرویٹو ہونے کی نہیں ہے۔''
''ابو ایسی لڑکیوں سے رشتے جوڑ کر گھر نہیں بستے۔''
''گھر تو بس ہی جاتے ہیں، لیکن ہر بستے گھر میں سکون نہیں ہوتا، تم ابھی چھوٹے ہو نا سمجھ ہو، اکیلے مرد کے لئے سوسائٹی میں سروائیو کرنا آسان نہیں ہوتا۔'' وہ ہادی کے خیالات سن کر حیران ہوئے تھے۔
''جی ابو، آپ نے بالکل ٹھیک کہا اور اکیلے مرد کے لئے ضروری ہے کہ اس کا گھر سنبھالنے والی سمجھدار عورت ہو تا کہ اسے گھر کی جانب سے کوئی ٹینشن نہ ہو۔''
''تم نے میری بات پوری نہیں ہونے دی ہادی۔'' جتانے والے انداز میں وہ بولے، لیکن ہادی نے انہیں ٹوک دیا۔
''آپ رشید انکل کو انکار کر دیں اور اگر میری منگنی کرنی ہے تو اس کے لئے سادہ سی گھریلو لڑکی تلاش کریں، مجھے گھر بسانا ہے، کسی ورکنگ لیڈی کے ساتھ آفس نہیں سجانا۔''
''میں نہیں جانتا کہ تمہیں زندگی کی اصل سمجھ کب آئے گی کسی بڑے پچھتاوے سے پہلے ہی زندگی گزارنے کے اصول سمجھ جاؤ، نہیں تو ساری عمر کے پچھتاوے مقدر بن جاتے ہیں۔''
''ابو میں چلوں پلیز، میں نے دوستوں کو ٹائم دے رکھا تھا، وہ میرا ویٹ کر رہے ہوں گے۔'' اس وقت اس چیپٹر کو کلوز کرنے کے لئے اسے اس سے بہتر بہانہ اور کوئی نہ لگا۔
''جہاں جانا ہے جاؤ لیکن ایک بات کہ میں رشید صاحب کو اس رشتے کے لئے ہاں کر رہا ہوں، اگر کوئی بڑی ٹھوس وجہ ہوتی تو میں ضرور انکار کرتا لیکن تمہیں ایک ہاؤس وائف کی خواہش ہے تو وقتی طور پر ایسی سوچیں ذہن میں تمہاری عمر میں ڈیرہ جماتی ہیں لیکن زندگی برتنے کے ساتھ ساتھ سوچ میں بھی تبدیلی آتی ہے۔'' افتخار صاحب اپنے مخصوص متانت اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولے، ویسے بھی انہیں اس وقت اندازہ تھا کہ معاملے کو نرمی سے ہی سلجھانا بہتر تھا، تھوڑی سی سختی بھی معاملے کو بگاڑ سکتی تھی۔
''ابو آپ کو جو کرنا ہے کر لیں لیکن میں آپ کو آج ایک بات کلیئرلی کہہ رہا ہوں کہ میں عروسہ سے شادی نہیں کروں گا، مجھے ایسی آزاد خیال لڑکیاں بالکل پسند نہیں ہیں۔'' ہادی کے لہجے میں جھنجھلاہٹ کے ساتھ سختی تھی۔
''آزاد خیال ہونے اور باشعور ہونے میں فرق ہے، وہ قطعی آزاد خیال نہیں ہے، بہت شریف لڑکی ہے اور تمہارے لئے بہترین شریک سفر ثابت ہو گی۔'' افتخار صاحب کو زندگی میں پہلی مرتبہ احساس ہو رہا تھا کہ جوان اولاد کو سمجھنا کس قدر مشکل امر ہے۔
''دو منٹ اس سے بات کرو تو بحث شروع ہو جاتی ہے، کہاں میں اس شریک حیات بنا کر اپنے گلے مصیبت ڈال لوں۔'' جملے کے آخری الفاظ ادا ہونے تک اس کا لہجہ سرگوشیانہ ہو گیا۔
''ابو آپ میری بات کیوں نہیں سمجھ رہے۔'' ہادی چڑ کر بولا۔
''میں سمجھ رہا ہوں بہت اچھی طرح تمہاری عمر سے گزر کر میں بھی یہاں پہنچا ہوں، اب تو تمہاری ماں کی باتیں سمجھ آ رہی ہیں کہ تم پانچوں کی شخصیت میں بہن کی کمی ہے۔''
''ابو ایک بہن نہ ہو تو لڑکوں کی شخصیت مکمل نہیں ہوتی؟'' ہادی کا لہجہ استفہامیہ تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''زندگی کی بہت سی بار کیاں ہوتی ہیں، لوگوں کے ساتھ میل جول ہوتا ہے، ایک گھر میں جب بہنوں کا ساتھ ہو تو جہاں بات جھگڑے سے سلجھانی ہو وہاں خاموشی کی مصلحت سے مسئلے کو سلجھایا جاتا ہے۔''

''آج تو مجھے لگ رہا ہے میں آپ سے نہیں بلکہ امی سے بات کر رہا ہوں۔'' ہادی بحث کی کتاب کا نیا سبق کھلتے دیکھ کر چڑا۔

''جس دن بیٹی کے باپ بنو گے اس دن میری باتیں سمجھ آئیں گی۔''

''بیٹی کا باپ بننے کے لئے بیوی کا ہونا ضروری ہے پہلے اس فیانسی کا پھندا نمٹائیں جب کی تب دیکھی جائے گی۔'' جواب میں افتخار صاحب کا قہقہہ کھل کر کمرے کی فضا میں گونجا تھا کہ بے ساختہ ہی ہادی کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ ابھر آئی۔

☆☆☆

اگلے ہفتے ہی ہادی اور عروسہ کی منگنی کی تاریخ رکھ دی گئی تھی، دونوں گھروں میں زور و شور سے منگنی کی تیاریاں عروج پر تھیں، عروسہ نے پھر بھی اس شرط پر رضامندی ظاہر کر دی تھی کہ اسے پڑھائی میں کوئی روکاٹ نہیں ہو گی، لیکن ہادی نے رضامندی کے طور پر کڑی شرط رکھ دی تھی وہ ہائر اسٹڈیز کے لئے فارن جانا چاہتا ہے، اس نے یو کے کی یونیورسٹی میں اسکالر شپ کے لئے اپلائی کیا تھا اور اس کا اپروبھی ہو گیا تھا۔

بہت سوچ بچار کے بعد اسے اتنا تو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہاں رہ کر وہ اس سوسائٹی کی فضول بندشوں سے نجات نہیں پا سکتا، اگر اسے اپنے طور پر زندگی کو جینا ہے تو اس ملک کی سرحد پار کرنا ہو گا۔

عروسہ نے جب ہادی کی شرط کے بارے میں سنا تو دل ہی دل میں اس نے بھی چپکے شکر کا کلمہ پڑھا، اسے ہادی کے ساتھ جڑنے والے رشتے سے اپنی پڑھائی کے نامکمل رہ جانے کا خوف تھا، وہ اپنی زندگی میں بہت کچھ کرنا چاہتی تھی، اسے عام سوسائٹی میں رہتی لڑکیاں، جو سارا دن گھر داری کے نام پر زندگی کو ضائع کر دیتی ہیں کچھ خاص پسند نہیں تھیں۔

ایسا نہیں تھا کہ پڑھائی کے شوق میں وہ گھر داری سے نابلد تھی بلکہ زمرد بیگم نے اسے گھریلو امور کھانے پکانے سے لے کر سینے پرونے میں دونوں ہی بیٹیوں کو طاق کیا ہوا تھا۔

جب بھی عروسہ اور فاطمہ امتحان سے فارغ ہوتیں تو کچن سنبھال لیتی تھیں، زمرد بیگم انہیں منع کرتیں لیکن وہ انہیں کچھ بھی کہنے کا موقع نہ دیتیں۔

''میری بیٹیا بہت سگھڑ ہیں۔'' زمرد بیگم شامی کباب کو گول شیپ دیتے بولیں۔

''آپ کے کہنے سے کیا ہوتا ہے، ہمیں کر کے بھی تو دکھانے دیں۔'' آلو کی پیٹھی سے کٹلس بنا کر ٹرے میں رکھتی فاطمہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولی۔

''وقت پڑنے پر کر لینا، سکھا تو دیا ہے نا سب کام۔'' انہوں نے قیمے سے بھرا باؤل اپنی جانب کھینچتے ہوئے فاطمہ کو جیسے وہاں سے اٹھنے کا اشارہ کیا۔

''کب آئے گا وقت، اب آیا ہے، ہم دونوں ہی آج کل امتحان سے فارغ ہیں تو آپ بھی ذرا فارغ ہونے کے مزے لوٹیں، ہم ہیں نا کر لیں گی۔'' اپنے سامنے سے باؤل کھسک جانے پر فاطمہ نے قدرے منہ بنایا۔

''ابھی پڑھائی سے فارغ ہوئی ہو تو آرام کرو، گھومو پھرو سہیلیاں بناؤ، پڑھائی کی ذمہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

داری سے نکلتے نہیں تو یہ کچن کی ذمہ داری سر پر اٹھالی ہے۔''

''امی ٹینشن نہ لیں، آپ کا ہمارے ہاتھ کا کھانا کھا کر پیٹ خراب نہیں ہوگا۔'' عروسہ بھی جو قریب کھڑی ان دونوں کی گفتگو سن رہی تھی زمرد بیگم بھی بے ساختہ مسکرا پڑیں۔

☆☆☆

اگلے ہفتے ہی ایک عام سی گھریلو تقریب کے طور پر ان کی منگنی کا فنکشن ارینج کیا گیا تھا۔

منگنی کے ایک ماہ کے اندر ہی ہادی کا یو کے یونیورسٹی سے اسکالر شپ ویزا آگیا تو وہ یو کے چلا گیا اور عروسہ اپنی پڑھائی میں مگن ہوگئی، منگنی کی انگوٹھیاں عروسہ اور ہادی دونوں کے لئے ہی جیسے ایک خاموش معاہدہ تھا، دونوں کی اپنی اپنی خواہشات اور زندگی گزارنے کے کچھ خواب تھے جنہیں وہ اپنی اپنی جگہ دونوں ہی تکمیل دینے کی کوشش میں سرگرداں تھے۔

افتخار صاحب انجینئرنگ کے شعبے سے وابستہ تھے اور ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں پراجیکٹ مینجر کے طور پر فرائض ادا کر رہے تھے، ان کی بیگم زلیخا تھیں جو کہ خالص خاتون خانہ تھیں، ان کی اولادوں میں پانچ بیٹے تھے، سب سے بڑا بیٹا ہادی جو یو کے میں اسکالر شپ پر ہائر اسٹڈیز پر جانے کو تیار تھا، اس سے چھوٹا حسیب جو اسی سال ایل ایل بی کے لئے اپلائی کرنے کے چکر میں تھا، اس سے چھوٹا نبیل جو ایف اے کے سیکنڈ ائیر میں تھا، اسرار جو نویں کلاس میں تھا اور اس کا ارادہ انجینئرنگ کے شعبے میں ڈگری لینا تھا، سب سے چھوٹا فیصل جو آج کل ساتویں کلاس کے امتحان دے کر فارغ تھا، ہادی اور حسیب کی پیدائش کے بعد نبیل، اسرار اور فیصل ایک بیٹی کی خواہش میں ایک ایک کر کے افتخار ہاؤس میں چلے آئے، پانچ نرینہ اولادوں کی موجودگی میں افتخار صاحب اور زلیخا بیگم کو ایک بیٹی کی خواہش بہت ستاتی تھی، افتخار صاحب نے تو کبھی کھل کر اس بات کا اظہار نہ کیا لیکن زلیخا بیگم کو جب بھی پانچوں بیٹوں کی شرارتوں سے تنگ آتیں تو ان کی زبان سے بیٹی کی خواہش نکل ہی جاتی تھی، افتخار صاحب ان کی بات پر ہنس پڑتے تو وہ اور چڑتی تھیں۔

''بہت ستاتی ہے افتخار ہاؤس کی مردانہ برادری، خدا کی پناہ ہیں آپ کی پانچوں کی پانچوں اولادیں، ان کے پیر نہیں بلکہ پھرکیاں ہیں، ایک کو قابو میں کرو تو دوسرا ناک میں دم کر دیتا ہے۔'' زلیخا بیگم اپنے پانچوں بیٹوں کی شرارتی طبیعت سے حد درجہ نالاں تھیں، ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ فیصل اور نبیل کی وارڈ روب ٹھیک کر کے آئی تھیں۔

''ناشکری نہ کیا کرو خدا کی، ان سے پوچھو جو ایک بیٹے کو ترستے ہیں تمہیں رب نے پانچ نعمتوں سے نوازا ہے۔'' افتخار صاحب نے اپنے تئیں انہیں رسان سے سمجھانے کی کوشش کی۔

''ایک رحمت کی کمی چھوڑ دی ہے۔'' وہ دھیمے لہجے میں افسردگی لئے بولیں۔

''شادیاں ہوں گی تو پانچوں کے ساتھ پانچ بیٹیاں بھی رحمت بن کر آئیں گی اس گھر میں۔'' افتخار صاحب لہجے میں نرمی اور شگفتگی لئے ہوئے بولے۔

''میں ناشکری نہیں کرتی خدا ان سب کو صحت تندرستی عطا کرے لیکن کبھی کبھی ڈر سی جاتی ہوں ان پانچوں کو دیکھتی ہوں، انہیں عورت ذات کے ساتھ رہنے کا طریقہ نہیں آتا۔'' زلیخا بیگم کے لہجے میں فکر مندی تھی، وہ بیڈ پر پڑے لحاف سمیٹتے ہوئے بولیں۔

''ماں کے ساتھ رہ رہے ہیں اور کسے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

عورت ذات کہتی ہو۔" افتخار صاحب کا لہجہ ہنوز تھا، وہ جسے زلیخا بیگم کی بات پر محظوظ ہوتے ہوئے بولے۔

"ماں کی بات اور ہوتی ہے بہن کی بات اور زندگی کی بہت سی باریکیاں ہوتیں ہیں جو مرد ماں سے پھر بہن سے سیکھتا ہے زندگی میں بہت سے موڑ آتے ہیں مرد کی، شخصیت میں نکھار کیسی عورت کے ساتھ نبھاہ کرنے میں ہے۔"

"بیویاں آ جائیں گی پھر خدا انہیں بیٹوں سے نوازے تو وہ باتیں بھی سیکھ جائیں گی۔" وہ اچھی طرح سے سمجھ رہے تھے کہ زلیخا بیگم کا اشارہ کس بات کی جانب ہے۔

"بہن کا ساتھ بچپن میں وہ تمام باتیں سکھاتا ہے جو یہ اولادوں کے جوان ہونے پر بڑھاپے میں سیکھیں گے۔" وہ ہنوز اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولیں، اپنی اولاد کی جانب سے کبھی کبھی کچھ انجانے وسوسے دل کو دھڑکا دیتے تھے۔

"نہ پریشان ہوا کرو بلاوجہ کی پریشانی کا سوچ سوچ کر۔"

"ان کی شخصیت میں بہت بڑا خلا ہے، جو شاید باپ ہونے کے ناطے آپ کو نظر نہیں آتا لیکن مجھے وہ صاف دکھائی دیتا ہے، آپ نے عروسہ کے ساتھ منگنی پر ہادی کے خیالات سنے تھے تب بھی آپ نہیں سمجھے، اگر وہ اپنی اولاد کے بارے میں ایسا سوچ رہی تھیں تو کافی نہیں تو کچھ حد تک ان کی سوچ کا زاویہ درست جانب تھا۔"

"سمجھتا ہوں اتنا بھی ناسمجھ نہیں ہوں اور تمہیں بھی یہی سمجھا رہا ہوں کہ ابھی ان کی سوچ ناپختہ ہے، وقت اور زندگی کے ساتھ ساتھ سمجھ جائیں گے ان کی اور ہماری عمروں میں جتنا فرق ہے اتنا ہی سوچ میں بھی ہے، اب خود بھی آرام کرو اتنا سوچ سوچ کر اپنا بلڈ پریشر بڑھا لو گی، جب ابھی کچھ ایسا ہے ہی نہیں تو پھر بلاوجہ اندیشوں کو کیوں پال رہی ہو۔" انہوں نے گویا گفتگو ختم کی، بالآخر زلیخا بیگم کو بھی خاموش ہونا پڑا۔

☆☆☆

یو کے آنے کے چھ ماہ بعد تک اس کا خیال تھا کہ پاکستان کے حالات سلجھ گئے ہوں گے وہ منگنی کی شرط کے طور پر یو کے ہائر اسٹڈیز کے لئے آیا تھا اور پھر اگلے چھ ماہ تک اس نے ایک مرتبہ بھی مڑ کر پاکستان کال نہیں کی تھی، اس کا خیال تھا کہ اس کی یہ چپ بہت سی باتوں کو خاموشی سے ہی اس کے ماں باپ کو بتا دے گی، وہ جس مجبوری میں عروسہ کے ساتھ منگنی کر کے آیا تھا، اس کے قطعی وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ منگنی اچانک سے نکاح کے بندھن میں تبدیل ہو جائے گی، اس کے موبائل پر اکثر پاکستان کے نمبر سے کالز آتی تھیں، لیکن پچھلے چھ ماہ اس نے کبھی وہ کالز اٹینڈ نہیں کی تھیں، وہ میسجز کا ریپلائی کر دیتا تھا لیکن وہ بھی بہت کم، کیونکہ اسے بھیجنے والی اس کی ماں تھی جسے وہ دل سے بہت چاہتا تھا، اس کے بھائیوں کے آنے والی میسجز کو ریپلائی نہیں کرتا تھا، ایسا نہیں تھا کہ وہ ان سے خفا تھا بس یہ اس کا انداز تھا، جس سے اسے سو فیصد یقین تھا کہ اس کے گھر والے سمجھ جائیں گے کہ اس کی عروسہ سے منگنی مجبوری کا بندھن ہے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عروسہ اور اس کے گھر والوں کو بھی اندازہ ہو جائے گا اور وہ اپنی بیٹی کی شادی کہیں اور کر دیں گے، اس نے اس تمام مسئلے سے نکلنے کے لئے بہت ہی سمپل ساحل تلاش کیا تھا، لیکن اسے خود اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ پچھلے چھ ماہ سے وہ جس پلاننگ پر کام کر رہا ہے اگلے چند دن

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

میں اس کی وہ پلاننگ بری طرح فلاپ ہونے والی تھی۔

☆☆☆

مارننگ کلاسز کے ساتھ ایوننگ پارٹ ٹائم اس نے ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں جاب اسٹارٹ کر دی تھی، یہ بھی ایک طرح سے اس کی پلاننگ کا حصہ تھا کیونکہ اس طرح وہ پاکٹ منی کے لئے ماں باپ کا محتاج نہیں تھا، ایک دن وہ پارٹ ٹائم جاب سے رات کو اپنے اپارٹمنٹ میں آیا تو اسے میسج ریسو ہوا تھا اس سے چھوٹے بھائی نبیل کے سیل سے، وہ اس میسج کو چاہتے ہوئے بھی اگنور نہیں کر سکا تھا، مسز افتخار کو بلڈ پریشر کا مسئلہ پچھلے پانچ سالوں سے تھا لیکن اس حد تک بلڈ پریشر بڑھا کہ انہیں ہسپتال لے جانا پڑا، انہیں انجائنا کا اٹیک ہوا تھا، یو کے آنے کے پچھلے گزرے چھ ماہ میں یہ پہلا موقع تھا کہ وہ پاکستان کال کر رہا تھا، مسز افتخار کے موبائل پر کی جانے والی کال افتخار صاحب نے اٹھائی تھی۔

سلام دعا کے بعد۔

''امی کیسی ہیں اب؟'' اس نے بے قراری سے پوچھا تھا لیکن جواب میں موبائل کے سپیکر پر ابھرنے والی آواز حسیب کی تھی۔

''امی ابھی ہسپتال میں ہیں ہادی۔''

''حسیب امی سے بات کرواؤ۔''

''وہ ابھی ہوش میں نہیں ہیں، بھی تمہیں ہی بلا رہی ہیں۔'' جواب میں ہادی کا دل عجیب سے احساس سے دھڑکا تھا۔

''تم کب واپس آؤ گے ہادی؟''

''میں آ رہا ہوں، تم امی کا خیال رکھنا۔'' بے اختیاری میں اس کی زبان سے جملہ نکلا اور ساتھ ہی اس نے فون لائن کاٹ دی تھی۔

اس کی زندگی میں اس رشتے کو بہت اہمیت حاصل تھی، ان کی بیماری کا سن کر اس کا دل بے چین ہو اٹھا تھا، ایک دن کے بعد ہی وہ پاکستان میں ہسپتال میں ایڈمٹ پرائیویٹ روم میں مسز افتخار کے بیڈ پر بیٹھا ان کا ہاتھ تھامے تھا۔

''امی! آپ کو کیا ہو گیا اچانک؟''

جس دوپہر اس کی حسیب سے بات ہوئی تھی اسی شام کو مسز افتخار کی طبیعت سنبھل گئی تھی، لیکن ابھی اگلے تین دن تک انہیں ہسپتال میں انڈر آبزرویشن رکھنا تھا، وہ دل سے ان کی صحت کے لئے دعا گو تھا، بہت محبت تھی اسے اپنی ماں سے لیکن اسے اس بات کا علم نہیں تھا کہ یہ محبت ان سے بہت بڑی قربانی لینے والی تھی، وہ ماں کے سامنے مجبور ہو گیا تھا ان کی بات ماننے کو، ماں کی بے وقت بیماری اور ان سے جدائی کے ڈر نے اس سے وہ بات منوالی تھی جس سے وہ پچھلے چھ ماہ بلکہ منگنی کے بعد سے انکار کرتا آ رہا تھا، جس بات سے بچنے کی خاطر اس نے اس ملک سے دوسرے ملک جانے کو ترجیح دی تھی۔

پاکستان واپسی اس لمحے اسے اپنی زندگی کا بہت بڑا بلنڈر (غلطی) لگ رہی تھی، مسز افتخار کی خواہش کے سامنے اسے گھٹنے ٹیکنے پڑے تھے کہ ڈاکٹرز نے صاف الفاظ میں کہا تھا انہیں کسی بھی قسم کی ذہنی پریشانی سے دور رکھا جائے نہیں تو اگلا اٹیک جان لیوا ہو سکتا ہے، وہ عروسہ کے ساتھ نکاح نامے پر دستخط کرنے کو تیار تھا۔

افتخار صاحب جو ابھی تک خاموش تھے، نکاح نامے پر اس کے دستخط کرتے ہی گلے لگا کر مبارک باد دی تھی، مسز افتخار کے چہرے کی خوشی دیدنی تھی، بس یہی ایک بات ہادی کے لئے سکون کا باعث تھی نہیں تو وہ عروسہ سے نکاح میں جس اذیت کا شکار تھا اس کا اندازہ اس سے بہتر کوئی اور نہیں لگا سکتا تھا، وہ ایک ماہ کے ریڈن

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

ٹکٹ پر آیا تھا لیکن ایک ہفتے بعد ہی واپسی کی سیٹ کنفرم کروالی تھی۔

☆☆☆

وہ پڑھ کر تھک گئی تھی تو ٹہلنے کے لئے کمرے سے باہر نکل آئی، ہال میں سامنے چھت تک بنی کھڑکیوں کی جانب چلی آئی، میرون اور فان کلر کے پھول دار پرنٹ کے پردوں کو اس نے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر ایک جانب گھسیٹا تو شیشوں کے دوسری جانب لان پر نگاہ پڑتے ہی دل میں خوشگوار سے احساس نے جنم لیا، ڈھلتی شام پر گہری رات کے سیاہ سائے پر پھیلانے کو تیار تھے، دور آسمان پر ڈوبتے سورج نے نارنجی افقی رنگ پھیلائے ہوئے تھے، سورج کی زرد روشنی میں نارنگی رنگ کی گہری چھاپ تھی، کہیں اکا دکا بادلوں نے آسمان کی خوبصورتی کو چار چاند لگائے ہوئے تھے۔

گھر کے لان میں تمام پودوں پر اسی رنگ کی آمیزش نے سارے ماحول کو بہت ہی خوبصورت و دلکش رنگ دیئے ہوئے تھے، گھر کے مین دیوار سے اس طرف کی جانب کیاری میں لگے پھولوں پر اس کی نگاہ گئی تو اس کی نگاہوں کو مسحور کر گئیں۔

''واہ رے رب تیری قدرت۔'' بے ساختہ ہی اس کے دل سے نکلا تھا۔

''ہم انسان عقل کی آنکھ بند کیے آنکھ کی پتلی سے تیرے وجود کو تلاشتے پھرتے ہیں، تو ہر جگہ موجود ہے، بس دیکھنے والے کی نظر کا کمال ہے، وہ دیکھائی دیتی آنکھ استعمال کرے یا پھر عقل کی آنکھ سے کام لے۔''

ابھی وہ قدرت کے شہکار پر ہی نگاہ جمائے تھی کہ اس کے ناک سے ایک خوشبو ٹکرائی، بے ساختہ ہی ایک گہری سانس لئے اس نے اس خوشبو کو اپنے وجود میں اتارا اور اگلے ہی پل ایک مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کو چھو لیا، اس کے قدم اپنی جگہ سے اٹھے اور کچن کی جانب چلے آئے۔

''پکوڑوں کی خوشبو پورے گھر میں پھیلی ہے۔'' یہ کہتے ساتھ ہی وہ قدم اٹھاتی کچن میں چلی آئی۔

''ارے واہ امی، دیکھنے میں ہی اتنے مزے کے دیکھائی دے رہے ہیں، ابھی بنے نہیں۔''

''تھوڑا ٹائم ہے۔'' ان کی بات کے جواب میں خاموشی سے چولھے کے قریب سلیب پر پڑا چمچ اٹھایا اور کڑاہی میں سے پکوڑے نکالنے لگی۔

''بہت بے صبری ہو۔'' زمرد بیگم نے مسکرا کر اس کا کان کھینچا۔

''آپ کو لگتا ہے۔''

''نظر آ رہا ہے۔'' وہ اسے گرما گرم پکوڑا منہ میں ڈالتے اور اس کی زبان جلنے پر بولیں۔

''دکھائی دینے اور ہونے میں فرق ہوتا ہے۔''

''تم سے بحث کرنا ہی بے کار ہے۔''

''ہوں، مزے کے بنے ہیں پکوڑے۔'' وہ اپنی دھن میں زمرد بیگم کی بات کو اگنور کرتے بولی۔

''ویسے یہ کس خوشی میں پکوڑے بنا رہی ہیں؟'' عروسہ ان کی بات کا جواب دے کر ان سے اگلا سوال کرتے بولی۔

''تمہارے لئے ہی بنائے تھے۔''

''اتنی محبت، خیریت؟'' حیرت سے کندھے اچکائے جس میں انداز تفاخر تھا۔

''تمہارے جانے کا سوچ کر دل بہت اداس ہے۔'' افسردہ لہجے میں زمرد بیگم گویا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہوئیں۔

"ارے امی یہ کیا بات ہوئی؟ رو کیوں رہی ہیں، ہمیشہ کے لئے تھوڑی جا رہی ہوں، تین ماہ بعد واپس آ جاؤں گی۔"

"ماں کا دل ماں ہی سمجھ سکتی ہے۔" وہ دوپٹے کے پلو سے آنسو پونچھتی بولیں۔

"آل ٹائم ایموشنل ڈائیلاگ۔" وہ ان کے قریب آئی اور انہیں اپنے بازوؤں کے حلقے میں لیتے ہوئے ہنسی، حالانکہ اس کا دل بھی آج کل اداس تھا لیکن وہ اس وقت اپنی اداسی ظاہر کر کے ماحول کو مزید سوگوار نہیں بنانا چاہتی تھی۔

"یہ کیا ماں بیٹی میں ایموشنل سین چل رہا ہے۔" فاطمہ نے کچن میں انٹری دیتے ہوئے پوچھا۔

"بس تمہاری کسر تھی۔" عروسہ، زمرد بیگم سے لگے ہوتے ہوئے ہنسی۔

"پتہ تو چلے قصہ کیا ہے؟"

"قصہ مختصر، میری جدائی پر امی پریشان ہیں۔" عروسہ نے اسے معاملے کی نوعیت سے آگاہ کیا۔

"لو کوئی مجھ سے بھی پوچھے کہ اس سے بڑی خوشی کی بات اور کیا ہو گی۔" جواب میں وہ لہجے میں شرارت لئے زمرد بیگم کی جانب مڑی۔

"ابھی تمہیں احساس نہیں، جس دن گئی تب پوچھوں گی بہن کی کمی کو۔" زمرد بیگم اس کی بات سن کر اسے جیسے کسی انجانی حقیقت کا احساس دلاتے بولیں۔

"امی سوچ ہے آپ کی، اس گھر میں ہر وقت کرفیو لگا ہوتا ہے تب ذیشان اور میں ہی نہیں بلکہ پورے محلے دار افتخار انکل کے چاروں سپتوں کے سمیت شکر کا کلمہ پڑھیں گے، اس کے ڈر سے تو کوئی کھل کے ہنستا بھی نہیں ہے کہ میڈم پڑھ رہی ہے، شور نہ کریں، آپ دیکھیے گا اس پوری کالونی میں قہقہے گونجیں گے اور کرکٹ زور و شور سے کھیلی جائے گی۔" فاطمہ نے بولنا شروع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ فضا میں لہرا کر بولتی چلی گئی، اس زمرد بیگم کی بات سے اتفاق تھا لیکن اس وقت وہ انہیں اداس نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"کتنی بدتمیز ہو گئی ہو۔" جواب میں عروسہ نے مصنوعی انداز میں گھرکا۔

"تمہیں آج علم ہوا، چلو اچھی بات ہے، دیر صحیح درست صحیح۔" وہ پکوڑا منہ میں ڈالتے ہوئے محظوظ انداز میں مسکرائی۔

"تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے امی نے پکوڑے میری خاطر بنائے ہیں۔" عروسہ قریب آتے ہوئے پکوڑوں والی پلیٹ اپنے قبضے میں کرتی بولی۔

"تمہارے جانے کی خوشی میں۔"

"فاطمہ!" زمرد بیگم نے گھرکا۔

"ٹیک اٹ ایزی امی، چلیں اگر تمہاری جدائی کے خیال سے ہی پکوڑے بنے ہیں تب بھی تمہاری بہن ہونے کے ناطے میرا حصہ بھی بنتا ہے۔" فاطمہ شرارتی انداز میں ہنسی۔

☆☆☆

اس کی رخصتی عجیب سے انداز میں ہو رہی تھی، اسے خود بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی، ہادی جو رخصتی کو پچھلے ایک سال سے ٹال رہا تھا، اچانک سے کیسے رضا مند ہوا تھا، نہ صرف رضا مند ہوا بلکہ اس کا ویزا بھی بھجوایا تھا، اسے اندازہ نہیں تھا کہ اتنی جلدی ہادی ویزا بھی بھیج دے گا، وہ عجیب سے اکیلے پن کا شکار ہو رہی تھی، نیا ماحول نئے لوگ نیا ملک، وہ بھی بالکل اجنبی، ٹھیک ہے وہ ہادی کے نکاح میں تھی اور اسی رشتے کے تحت وہ اسے اپنے پاس بلا رہا تھا، لیکن بہت سی باتیں نا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

محسوس انداز میں اس کے دل کو دھڑکا رہی تھی۔

ایک ہفتہ رہ گیا تھا اس کی فلائٹ میں، دونوں گھروں میں ہی اس کے وزٹ ویزا پر جانے کے حوالے سے اچھی خاصی تیاریاں ہو رہی تھیں، تھوڑا تھوڑا کرتے بھی اچھا خاصا سامان پیک ہو چکا تھا۔

''امی پلیز، میں تین ماہ کے لئے جا رہی ہوں، ساری عمر کے لئے نہیں جا رہی۔'' ابھی وہ ایک اٹیچی بند کر کے مڑی تھی کہ زمرد بیگم اپنے ہاتھ میں مزید دو سوئیٹر اٹھائے ہوئے آ گئیں۔

''ایک سوئیٹر رکھ لیا ہے، میں اتنے سوئیٹروں کا کیا کروں گی۔''

''تمہاری آنٹی بتا رہی ہیں کہ وہاں آج کل برف باری ہو رہی ہے۔''

''امی سامان کو وزن زیادہ ہو جائے گا، آنٹی نے بھی مجھے ہادی کے لئے دو بنا دیئے ہیں۔''

''اس وقت آپ ان تمام چیزوں اور کاموں کو چھوڑیں اور میرے ساتھ بیٹھیں، چلیں باتیں کرتے ہیں، ایک ہفتہ رہ گیا ہے میری فلائٹ میں پھر تین ماہ تک میں آپ کے پاس نہیں ہوں گی، چلیں آج باتیں کرتے ہیں ڈھیر ساری۔'' زمرد بیگم کی آنکھوں میں آتی نمی اس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہ سکی تھی، اس لئے ان کی دلجوئی کی خاطر وہ مسکراتے ہوئے بولی، یہ الگ بات کہ آج کل خود اس کے اپنے دل میں وسوسے اور اندیشے ڈیرا جمانے لگے تھے، جنہیں وہ ذہن میں آتی سوچوں سے لاکھ جھٹکنے کی کوشش کرتی لیکن اس کے بس سے باہر تھا، زمرد بیگم کو بیڈ پر بٹھا کر وہ خود بھی ان کے قریب بیٹھ گئی، کچھ دیر میں ہی وہ ان کو باتوں میں لگا کر ان کا دل بہلانے میں کامیاب ہو چکی تھی۔

☆☆☆

رات گئے تک وہ اپنی پیکنگ اور کمرے کی الماریوں کی ترتیب میں لگی رہی، گیارہ بجے کے قریب شدید تھکن کا احساس ہوا تھا اس نے کمرے کے عین وسط میں بیڈ کے قریب کھڑے کھڑے گہری سانس لی اور اپنے دونوں بازو اٹھا کر چٹیا سے نکلے بالوں کو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے کانوں کے پیچھے اڑسا، پھر چائے بنانے کی خاطر کچن میں چلی آئی، سونے سے قبل چائے پینا اس کی ہمیشہ سے عادت تھی۔

''یہ میڈم بھی اس دنیا میں انوکھا پیس بھیجی گئی ہیں، دنیا نیند اڑنے کے ڈر سے سر شام ہی چائے پینے سے گریز کرتے ہیں، انہیں سلانے کے لئے چائے پلانا شرط ہے۔'' فاطمہ کو اس کے رات سونے سے پہلے چائے پینے کی عادت سے سخت چڑ تھی، جس کا اظہار وہ کئی مرتبہ کر چکی تھی اور جواب میں ہمیشہ کی طرح مسکرا دیتی کہ اسے فاطمہ کی بات سے قطعی اختلاف نہیں تھا، یہ سچ تھا کہ اسے چائے کے بنا نیند ٹھیک سے نہیں آتی تھی، اس نے خود بھی کئی مرتبہ اس عادت سے چھٹکارا پانے کی کوشش کی، نتیجتاً وہ چائے پیئے بنا سوئی تو اگلے پورے دن بوجھل آنکھوں اور تھکے جسم کے ساتھ رہتی، بہت کوشش کے نتیجے میں وہ رات سونے سے پہلے چائے کی عادت سے پیچھا تو نہیں چھڑا سکی لیکن اس چائے کی مقدار میں کمی ضرور ہو گئی تھی۔

''بجو آپ سوئی نہیں ابھی؟'' ذیشان نے کچن میں جھانکا۔

''نہیں بس پیکنگ میں لگی تھی۔'' ذیشان نے فریج کھول کر پانی کی بوتل نکالی اور وہیں سلیب کے قریب پڑے سٹول پر بیٹھتے ہوئے سلیب پر پڑے گلاس میں پانی انڈیلا۔

''مجھے بھی ایک کپ چائے بنا دیں مگر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سڑا نگ سی۔“
اس نے نظر بھر کے دیکھا تھا، بھائی ہمیشہ سے بہنوں کا مان ہوتے ہیں۔
”ایسے کیا دیکھ رہی ہیں۔“
”نہیں بس ایسے ہی، تم بتاؤ آج کل کیا مصروفیات چل رہی ہیں؟ پچھلے تین ہفتوں سے تو میں اپنے جھمیلوں سے ٹائم نہیں نکال پا رہی۔“
”کچھ خاص نہیں بجو، آج کل نئی کلاسز چل رہی ہیں۔“
”پیپرز کے بعد چھٹیاں نہیں ملیں؟“
”کہاں بجو، ایک دن کے بعد ہی نئی کلاسز سٹارٹ ہو گئیں۔“
”آپ کی پیکنگ ہو گئی؟“
”تقریباً۔“ اس نے مختصر سا جواب دیا تھا۔
”بجو، ایک بات پوچھوں؟“
”ہوں۔“
”آپ خوش ہیں؟“
”ارے یہ کیسا سوال ہے۔“
”آپ مجھے نکاح کے بعد بہت خاموش سی لگی ہیں۔“
”اتنا زیادہ آبزور کرتے ہو مجھے۔“ جواب میں وہ چائے کا مگ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے قدرے مسکرایا۔
”مجھے آپ کی فکر ہے بجو۔“
”ہیں، اتنا بڑا بیان وہ بھی آج کی تاریخ میں۔“ ظاہری طور پر اس نے لہجے میں مزاحیہ انداز دینے کی کوشش کی تھی لیکن دل ہی دل میں وہ ذیشان کی اس کے دل کے اندر تک پڑھ لینے والی سوچ پر جہاں خوش ہوئی تھی وہیں پر قدرے پریشان بھی ہو اٹھی۔
وہ جو اپنے بھائی کو لاپرواہ سا سمجھتی آئی تھی ایک دم سے ہی سمجھدار لگنے لگا تھا، اپنے سے تین سال چھوٹا ہونے کے باوجود خود سے بڑا دکھائی دینے لگا۔
”کیا کچھ الٹا سیدھا سوچتے رہتے ہو؟“
”بجو، میں سیریس ہوں۔“
”دکھائی دے رہا ہے۔“ سرسری لہجے کے باوجود وہ دل ہی دل میں اس بات کی معترف ہوئی۔
”مجھے ہادی بھائی کی سمجھ نہیں آ رہی۔“ اس کی بات کے جواب میں وہ ٹھٹکی تھی، وہ اس کی سوچ سے کہیں زیادہ سمجھدار تھا۔
”کیا سمجھ نہیں آ رہی؟“ یہ سوال جھجکتے ہوئے اس نے پوچھا، وہ اس کی سوچ کی پہنچ تک پہنچنا چاہتی تھی۔
”بس ایسے ہی خیال تھا، چھوڑیں بجو آپ بھی پریشان ہوں گی۔“
”نہیں میں پریشان نہیں ہوں گی، مجھے بتاؤ کیا بات ہے، تمہاری ہادی سے بات ہوئی ہے۔“
”بات تو نہیں ہوئی لیکن ان کا رویہ بہت خاموش اور الجھا سا ہے۔“
”کیا مطلب؟“
”پہلے وہ خاصے فرینک تھے میرے ساتھ لیکن جب سے تمہاری رخصتی کی بات شروع ہوئی ہے وہ مجھ سے زیادہ بات نہیں کر رہے، ان فیکٹ مجھے محسوس ہو رہا ہے جیسے مجھے اوائیڈ کر رہے ہوں، بس اسی لئے پوچھا کہ کہیں تمہارے ساتھ بات ہوئی ہو اور کوئی بات میرے متعلق ہوئی ہو۔“
”نہیں، میری ہادی سے نکاح کے بعد سے آج تک کبھی بات نہیں ہوئی۔“
”بجو، کیا بات کر رہی ہیں؟“ وہ حیران ہوا۔
”ہاں۔“ عروسہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''آپ نے امی کو بتایا۔''

''کس بارے میں۔''

''یہی کہ ہادی بھائی سے آپ کی نکاح کے بعد سے کبھی بات نہیں ہوئی۔''

''اس میں امی کو بتانے والی کیا بات ہے۔''

''آپ وائف ہیں ان کی۔'' ذیشان کی حیرت کا گراف مزید چڑھا۔

''ظاہر ہے نکاح ہوا ہے باقاعدہ۔''

''بجو، مجھے سچ میں آپ کی فکر ہو رہی ہے اور مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ ہادی بھائی اچانک سے رخصتی پر آمادہ کیسے ہو گئے اور فوری ویزا بھی لگوا دیا۔''

''ایسے ہی تم زیادہ کانشس ہو رہے ہو، بھائی ہونے کے ناطے فکر ہو رہی ہے میری اور کوئی اسپیشل بات نہیں ہے جو سمجھ میں نہ آنے والی ہو۔''

''آئی ہوپ سو، لیکن بجو ایک وعدہ کریں مجھ سے۔''

''یہ تو وعدے پر منحصر ہے، پہلے بات تو پتہ چلے پھر اگر ٹھیک لگی تو وعدہ کروں گی۔''

''یعنی آپ کو اپنے بھائی پر اعتبار نہیں ہے۔'' جواب میں وہ خاموشی سے مسکرا دی، وہ چاہتے ہوئے بھی اسے نہیں بتا سکی تھی کہ اس کی چھٹی حس اسے اندازہ دلا رہی تھی کہ کس بات کے لئے وہ اس سے وعدہ لینا چاہ رہا ہے۔

''اگر کبھی آپ کو کوئی مسئلہ ہوا تو آپ مجھ سے ضرور شیئر کریں گی۔'' اس کی چھٹی حس کا لگایا گیا اندازہ ٹھیک ثابت ہوا، وہ ضرورت سے زیادہ ہی اس کے لئے فکر مند تھا۔

''میں وعدہ نہیں کرتی ہاں کوشش ضرور کروں گی۔'' یہ کہتے ساتھ ہی نمی کی لہر اس کی آنکھوں میں اتر آئی تھی جس کو چھپانے کی خاطر وہ اپنا چائے کا مگ اٹھائے کچن سے نکل آئی، وہ نہیں چاہتی تھی کہ ذیشان اس کو روتا دیکھے۔

زندگی میں پہلی مرتبہ ان گزرے چند دنوں میں اسے احساس ہوا تھا کہ وہ گھر میں بستے سب افراد کے لئے کتنی اہم ہے، یہ بات اس کے دل کو ایک گونا سکون دے گئی تھی، وہ ان محبتوں کے بیچ میں ہمیشہ سے رہتی آئی تھی لیکن ان محبتوں کے ہونے کا احساس اسے پچھلے چند دنوں میں ہوا تھا، بستر پر لیٹے ہوئے لحاف سر کے اوپر تک لیتے سکون سے آنکھیں بند کی تھیں۔

رشید صاحب مقامی بینک میں مینجر کے عہدے پر فائز تھے، ان کی بیگم زمرد بھی ایک گھریلو خاتون کے طور پر گھر سنبھالنے کی جاب پر فائز تھیں، بڑی بیٹی عروسہ تھی اس سے چھوٹی فاطمہ جو دسویں کلاس میں تھی، سب سے چھوٹا ذیشان جو عروسہ سے تین سال چھوٹا تھا اور اس وقت نویں کلاس کے فائنل پیپرز دے کر فارغ تھا، مستقبل میں اس کا ارادہ الیکٹریکل انجینئر بننا تھا۔

☆☆☆

یو کے ائیر پورٹ پر ہادی نے عروسہ کو ریسو کیا تھا، بہت ہی لئے دیئے انداز نے عروسہ کو چوکنا کیا، پھر اپارٹمنٹ آتے ہی اس نے صاف الفاظ میں اس کا مقام اور رتبہ اپنی زندگی میں باور کروا دیا۔

''تمہیں امی ابو کے کہنے پر بلایا ہے، صرف یہ دکھانے کے لئے کہ میں بھی اس رشتے میں انٹرسٹڈ ہوں، لیکن اصل میں تمہیں اچھی طرح علم ہے کہ مجھے اس رشتے میں بندھنے کی کوئی خواہش نہ پہلے تھی اور نہ ہی آج ہے اور نہ ہی آئندہ ہو گی، تمہارے پاس تین ماہ ہیں، جیسا چاہتی ہو رہو، بس کوشش کرنا کہ پاکستان اس کے متعلق کسی کو خبر نہ ہو۔'' کچھ لمحے توقف کے بعد وہ دوبارہ گویا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

ہوا۔

''اور تمہیں کچھ چاہیے ہو تو بتا دینا، میں تمہیں لا دوں گا یا پھر تم خود ہی واک کرتی چلی جانا دس منٹ کے واکنگ ڈسٹنس پر ایک مارکیٹ ہے، گروسری وغیرہ وہیں سے میں لاتا ہوں۔'' وہ جواب میں خاموشی سے سنتی رہی۔

☆☆☆

وہ اپارٹمنٹ کی پچھلی بالکونی میں کرسی بچھائے بیٹھی پہلے آسمان پر نگاہیں جمائے بیٹھی تھی کبھی یہ اس کا فارغ ٹائم میں محبوب مشغلہ ہوا کرتا تھا، سر شام ہی شیشے کی کھڑکی سے آسمان کے بدلتے رنگ دیکھنا، لیکن آج یہی مشغلہ اسے وقت گزارنے میں معاون ثابت ہو رہا تھا۔

اس کا انتظار ختم ہو گیا تھا، نیلے کھلے آسمان پر نظر آتی سفید بادلوں پر نگاہ ڈالتے ہوئے اس نے بالکونی میں کھڑے ہادی پر نگاہ ڈالی، اس کے ہاتھ میں فارم تھا جو اس نے گھنٹہ پہلے ڈائننگ ٹیبل پر رکھا تھا، اس وقت ہادی اسے ہاتھ میں لئے سوالیہ انداز میں اس سے پوچھ رہا تھا۔

''فارم۔'' نامحسوس انداز میں عروسہ کے لبوں سے نکلا۔

''وہ تو مجھے بھی نظر آ رہا ہے، میں اس کا مقصد جاننا چاہ رہا ہوں۔'' وہ چہرے پر سوالیہ انداز کا بورڈ لگائے کھڑا تھا۔

''مجھے تمہارے گارڈین کے خانے پر دستخط چاہیں۔'' ایک گہری سانس لئے عروسہ نے جواب دیا۔

''تم کیا کرنا چاہ رہی ہو؟'' اگلا سوال کیا گیا۔

''اگر تمہیں فارم نظر آ رہا ہے تو پھر تم نے اسے پڑھ بھی لیا ہو گا۔'' عروسہ ہنوز انداز میں بولی۔

''جاننا چاہتا ہوں کہ تم چاہتی کیا ہو؟'' الٹا ہادی نے سوال کیا۔

''یونی میں ایڈمیشن، تمہیں کافی حد تک تو سمجھ آ ہی گئی ہو گی، لکھا ہے کلیئر لی۔''

''فارم فل ہے، بس تمہارے سگنیچر (دستخط) چاہئیں۔''

''کافی حد تک سمجھ ہے پورا سمجھنا چاہتا ہوں، تم یہ سب کیا کرتی پھر رہی ہو، ڈیڑھ ماہ بعد تمہاری واپسی کی فلائٹ کنفرم ہے تو اب یہ سب؟'' ہادی جانے کیا معلوم کرنا چاہ رہا تھا۔

''میں واپس نہیں جانا چاہتی اور یہاں تمہارے ساتھ بھی نہیں رہنا چاہتی۔'' عروسہ نپے تلے انداز میں بولی۔

''ریزن؟''

''میرا تمہارا جو بھی ریلیشن شپ ہے، میں نہیں چاہتی کہ اس کی پاکستان میں کسی کو خبر ہو۔''

''وہ تو میں بھی نہیں چاہتا۔'' اس کی بات سن کر بے ساختہ ہادی زیر لب بولا۔

''تو اس سے بچنے کا یہی ایک طریقہ ہے، میں یہاں یونی میں ایڈمیشن لے لوں، پچھلے ایک ہفتے سے میں نے یہاں کی تمام یونی نیٹ پر سرچ کر کے انہیں میل کی تھی، دو دن پہلے ایک یونی نے مجھے میرا اچھا اکیڈمک ریکارڈ دیکھ کر آفر کی ہے۔''

''تم ڈاکومنٹس پاکستان سے ساتھ لائی تھیں۔'' وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

''نہیں، فاطمہ کو کہا تھا سکین کر کے پی ڈی ایف میل کرنے کو، وہی یونی والوں کو فارورڈ کی تھی۔'' وہ بھی قریبی صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی، ہادی خاموشی سے فارم کی ورق گردانی کرنے لگا۔

''مجھے تمہارے گارڈین کے خانے میں دستخط چاہیں۔'' عروسہ کی آواز قدرے دھیمی تھی،

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ہادی نے ایک گہری نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی۔
''جب ہمیں ساتھ رہنا ہی نہیں، تو پھر گارڈین ہی بیسٹ آپشن لگی تھی۔'' اس کی نظروں کے پوشیدہ مفہوم کو سمجھتے ہوئے عروسہ نرمی سے بولی۔

''پی ڈی ایف، ڈاکومنٹس خود منگوا لیں، فارم خود بھر لیا، تو پھر یہ فارمیلٹی کیوں، اس کے لئے تم انکل یا ذیشان کو کہہ سکتی ہو۔'' نہ چاہتے ہوئے بھی ہادی کے لہجے میں طنز کی آمیزش ہو گئی تھی۔

''جس چیز کو ان سے چھپانے کی کوشش کر رہی ہوں، وہی ان کو ڈسکوز کر دوں، تمہارے ہوتے وہ پوچھیں کہ مجھے ان کے دستخط کی ضرورت کیوں پڑی، ہادی میں اپنے پیرنٹس کو اپنی وجہ سے تکلیف نہیں دے سکتی، تمہیں اندازہ نہیں کہ جب میں یہاں آ رہی تھی تو ان سب کے چہروں پر کتنی خوشیاں تھیں، آنکھوں میں کتنی امیدیں اور دلوں میں کتنی دعائیں تھیں، میں اتنے دلوں کی خوشیاں امیدیں اور دعائیں رائیگاں کیسے جانے دوں۔''
ہادی اسے بولتے سن رہا تھا، غیر جانب دار ہو کر سوچتا تو کچھ غلط بھی نہیں کہہ رہی تھی۔
''پلیز ہادی، ہیلپ می آؤٹ فرام دس سچوئیشن (اس مشکل سے نکلنے میں مدد کرو) بہت سوچا ہے میں نے مجھے اس سے بہتر حل نہیں مل رہا، میں یونی میں ایڈمیشن لے لوں اور ہوسٹل شفٹ ہو جاؤں، یہ سب میرے تمہارے بیچ رہے گا، پاکستان میں کسی کو خبر بھی نہیں ہو گی۔''
چند لمحے ہادی نے اس کے چہرے کو گہری نگاہوں سے جانچا اور پھر اس نے سامنے ٹیبل پر رکھے فارم پر گارڈین کے خانے پر دستخط کر دیئے۔

☆☆☆

وقت خاصی حد تک نارمل ڈگر پر چلنے لگا تھا عروسہ اپارٹمنٹ سے یونی ہوسٹل شفٹ ہو گئی تھی، ہادی نے بھی یوں شکر کا کلمہ پڑھا تھا، پاکستان میں اپنوں سے چھپانے کا اس سے بہتر حل اسے بھی نظر نہیں آ رہا تھا، کچھ عرصے کے لئے حالات بہتر نظر آنے لگے تھے کہ اچانک سے نبیل کے یو کے آنے کی اطلاع نے ہادی کے ہاتھ پاؤں پھلا دیئے تھے، اسے یہیں یونی میں کمپیوٹر سافٹ ویر انجینئرنگ میں داخلہ مل گیا تھا۔
اگر نبیل سے ہادی اور عروسہ کے مابین چپقلش کو چھپانا تھا تو اس کے لئے عروسہ کا ہوسٹل سے اپارٹمنٹ شفٹ ہونا ضروری تھا، اس نے عروسہ سے بات کرنا بہتر سمجھا تھا، کچھ سوچتے ہوئے اس نے عروسہ کا موبائل نمبر ڈائل کیا، جواب میں فون بزی کر دیا گیا ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ دوبارہ ڈائل کرے کہ اسے موبائل پر میسج بیپ سنائی دی، اس نے میسج ان باکس کھولا۔
''لیکچر ہال میں ہوں، میں کال بیک کرتی ہوں۔'' جواب میں ہادی کی کی پیڈ پر انگلیوں نے حرکت کی تھی، پھر اس نے میسج ٹائپ کر کے میسج سینڈ کا بٹن پش کیا، اسے جواب نہیں ملا تھا لیکن میسج کر کے اس کی فکر میں خاطر خواہ کمی واقعی ہوئی تھی، اتنی دیر سے وہ اکیلا اس ٹینشن کو دماغ پر سوار کیے ہوئے تھا، اسے عروسہ کے ساتھ شیئر کر کے اس کے چٹختے اعصاب کو گونا سکون محسوس ہوا۔
اور آدھے گھنٹے بعد اس کے موبائل پر رنگ ہوئی تھی، موبائل اسکرین پر اس نے عروسہ کالنگ جھلمل کرتا نظر آیا، یس کا بٹن پش کرتے اس نے موبائل کان سے لگایا۔
''کب آ رہے ہو لینے، یا میں خود ہی آ جاؤں، ہوسٹل دو ہفتے کی چھٹی کی درخواست دے دی ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں پندرہ منٹ میں پہنچ رہا ہوں۔''

''مجھے سامان پیک کرنا ہے، شام میں آ جانا۔'' کال کاٹتے ہی اس کے ذہن سے باقی کی ٹینشن بھی ختم ہو گئی تھی، عروسہ اس کی سوچ سے زیادہ ذہین اور سمجھدار واقع ہوئی تھی۔

نبیل کے یو کے آنے کا سن کر عروسہ کی سوچ کے در وا ہو گئے تھے اور پھر سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں وہ فیصلہ لے چکی تھی، ہادی کو شام کا ٹائم بتاتے ہوئے وہ زندگی کے حالات کے نئے رخ کا سامنا کرنے کو تیار کھڑی تھی، اگلے دو دن کے لئے اس نے یونی سے چھٹی لی تھی، بعد میں اس کا خیال تھا کہ وہ اپارٹمنٹ سے ڈائریکٹ ہی یونی آیا کرے گی۔

شام میں وہ اپارٹمنٹ ہادی کے ساتھ داخل ہوئی تو ایک لمحے کو اپارٹمنٹ کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گئی، اپارٹمنٹ کی حالت کسی کباڑ خانے سے کم نہیں تھی، نجانے کتنے عرصے سے صفائی نہیں ہوئی تھی، ہادی اندر کمرے میں غائب ہو گیا تو وہ کچن میں پانی پینے کی غرض سے چلی آئی، گندی سنک پر گندے برتنوں کا ڈھیر، برنر پر لگی کالک، سلیب پر وقتاً فوقتاً کھانے کی چیزیں گرتی رہیں جنہیں صاف کرنے کی زحمت نہیں کی گئی جو اب جم چکی تھیں، بے اختیار ہی اسے جھرجھری آئی تھی۔

جب وہ یہاں سے ہوسٹل شفٹ ہوئی تھی تب تو اچھی خاصی صفائی تھی، بلکہ اس سے پہلے جب وہ پاکستان سے آئی تھی تب بھی اتنا برا حال نہ تھا جتنا کہ اب دکھائی دے رہا تھا، وہ اتنے گند میں کبھی رہنے کی عادی نہیں تھی، سو فوراً ہی کمر کس لی تھی، کچن میں سنک میں ڈھیر لگے برتنوں کی صفائی سے اس نے کام شروع کرنے کا سوچا، تین گھنٹے بعد ہی وہ اپارٹمنٹ کی حالت قابل قبول کی حد تک ٹھیک کر چکی تھی، ہادی اسے اپارٹمنٹ لانے کے بعد سے اب تک غائب تھا، وہ مین ہال میں داخل ہوا تو ابھی تک عروسہ صفائی میں مشغول تھی، کمر پر دوپٹہ کسے وہ ہال کے قالین پر ویکیوم چلا رہی تھی، ہادی نے حیران ہو کر اردگرد نظر دوڑائی، تین گھنٹے پہلے وہ یہاں سے گیا تھا اور اب واپس آیا تو اس جگہ کی حالت بدلی تھی، وہ اسے کام کرتا دیکھ کر کہے بنا رہ نہ سکا۔

''تمہیں کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔''

''میں چاہتی ہوں کہ نبیل کو لگے یہاں انسان رہتے ہیں۔'' نہ چاہتے ہوئے بھی ہلکی سی طنز کی رمق اس کے لہجے میں رچ گئی تھی، جواب میں ہادی خاموش رہا، وہ کچھ سوچتے ہوئے اسی خاموشی سے پھر سے اپارٹمنٹ سے نکل گیا، آدھے گھنٹے بعد واپس آیا تو عروسہ نے دیکھا وہ کھانے سے بھرے شاپرز ڈائننگ ٹیبل پر رکھ رہا تھا۔

☆☆☆

وہ لائبریری میں جیفر کے ساتھ بیٹھی اسٹڈی کر رہی تھی کہ اس کا نام پکارا گیا۔

''عروسہ!'' اس نے کتاب پر جھکے سر کو اٹھایا اور ٹیبل کی دوسری جانب کھڑے وجود کو دیکھ کر ساکت ہو گئی۔

''اپارٹمنٹ کی ڈپلیکیٹ چابی دو۔'' اس کے یک ٹک دیکھتے رہنے پر وہ بولا۔

''چابی۔'' غائب دماغی کی حالت میں اس کے ہونٹوں سے نکلا۔

آف وائٹ شرٹ اور بلیو جینز میں سلیقے سے بال سلجھائے وہ خاصا وجیہہ لگ رہا تھا، لیکن اس وقت اس کی غائب دماغی کی وجہ اس کا وجیہہ لگنا نہیں تھا بلکہ غیر متوقع وہاں موجود ہونا تھا، ساتھ کی کرسی پر بیٹھی جینفر نے اس کا کندھا ہلایا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھا۔

"کون ہے یہ؟" کرسی پر بیٹھی وہ قدرے اس کے قریب کھسکتی ہوئی اس کے کان میں مدہم سی سرگوشی کے انداز میں بولی۔

"میری چابی اپارٹمنٹ میں ہی رہ گئی ہے۔" وہ اس مرتبہ کھڑے کھڑے اس کی جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔

جیننفر کے کاندھا ہلانے پر وہ جیسے ہوش میں آئی تھی اور ٹیبل پر پڑے کتابوں کے بیچ بیگ سے چابی نکالی۔

نہایت خاموشی کے ساتھ اس نے چابی ہادی کی جانب بڑھائی جسے ہادی نے بڑھے ہاتھ سے پکڑ لیا اور پلٹ گیا، چند لمحے وہ دور جاتے ہادی کی پشت پر نظر جمائے رہی پھر ایک گہری سانس لئے کتاب پر سر جھکا گئی۔

"عروسہ! کون تھا یہ؟" ابھی وہ جواب بھی نہیں دے پائی تھی کہ وہ دوبارہ بولی۔

"تم نے کبھی بتایا نہیں اپنے بوائے فرینڈ کے بارے میں۔"

"بوائے فرینڈ؟" جیننفر کی بات پر وہ چونکی۔

"بہت ہینڈسم ہے کہاں سے ملا؟" جیننفر آنکھیں مٹکاتے ہوئے دلچسپی سے بولی۔

"اور کب سے تمہارا اپارٹمنٹ شیئر کر رہا ہے؟"

"اپارٹمنٹ شیئر؟" جیننفر کی اگلی بات بھی اسے ٹھکانے بلکہ ہوش دلانے کو کافی تھی، وہ ہادی کو الگ انداز میں لے رہی تھی، ہادی کے بارے میں کیا سوچ رہی تھی یہ سوچ کر وہ اپنی جگہ شرمندہ سی ہوئی۔

"یہ میرا بوائے فرینڈ نہیں ہے۔"

"جبھی تو تم سے اپارٹمنٹ کی چابی لینے آیا تھا، اب بنو نہیں عروسہ، بی اسٹریٹ فارورڈ، اینڈ ڈونٹ لائے (اور جھوٹ نہیں بولو)۔"

"میں سچ کہہ رہی ہوں، یہ واقعی میرا بوائے فرینڈ نہیں ہے۔"

"او کے او کے آئی نو وٹ یو مین (میں جانتی ہوں کہ تم کیا کہہ رہی ہو) چلو بوائے فرینڈ نہ سہی فرینڈ تو ہے، ویسے جو بھی ہے بندہ زبردست ہے، ڈیشنگ پرسنلیٹی۔"

"نہ بوائے فرینڈ ہے نہ ہی فرینڈ، یہ میرا ہسبینڈ ہے۔"

"واٹ؟" اس بار ٹھٹکنے کی باری جیننفر کی تھی۔

"تم میرڈ ہو؟"

"ہاں۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تم نے کبھی بتایا نہیں۔"

"تم نے کبھی پوچھا ہی نہیں۔"

"یہ تو پکا سیکرٹ تھا، سرپرائز سیکرٹ۔" جیننفر نے دانت نکالے، جواب میں وہ مسکرائی تھی۔

"اوہ تم نے مائنڈ تو نہیں کیا؟"

"کس بارے میں۔" وہ جان کر انجان بن گئی تھی حالانکہ وہ سمجھ گئی تھی کہ جیننفر کا اشارہ کس طرف ہے۔

"اپنے ہسبینڈ کے بارے میں میرے ریمارکس سن کر۔"

"نہیں۔" اس مرتبہ کھل کر مسکراتے ہوئے اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

☆☆☆

اپارٹمنٹ واپسی پر وہ خاصا تھکا ہوا تھا، آج کا دن اس کے لئے خاصا تھکا دینے والا تھا، اس کا ارادہ آج دوپہر کو خوب نیند لینا تھا اور اس کی تھکن میں مزید اضافہ اس وقت ہوا جب

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اپارٹمنٹ کے دروازے کے سامنے اس نے چابی کے لئے اپنی پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا چابی نہیں تھی پھر اس نے دوسری جیب بھی کھنگالی، وہ چابی تو اندر ہی بھول گیا تھا۔

''اف اب کیا کروں؟'' بے ساختہ اس نے سوچا۔

اپنے بائیں ہاتھ پر بندھی گھڑی پر ٹائم دیکھا، ابھی عروسہ کے آنے میں دو گھنٹے باقی تھے، اس نے عروسہ کا موبائل نمبر ڈائل کیا، نمبر بند جا رہا تھا، اس نے تین مرتبہ کوشش کی یہ سوچ کر کہ شاید نیٹ ورک میں پرابلم ہو تو اگلی مرتبہ نمبر مل جائے لیکن موبائل مستقل آف تھا۔

''اس وقت موبائل آف کرنے کی کیا حرکت بنتی ہے۔'' وہ جھنجلایا۔

''اب کیا کروں، میڈم کا ویٹ کروں یا پھر لاک کھولنے والے کے پاس جاؤں۔''

عروسہ کی واپسی کا انتظار کرنے میں دو گھنٹے تھے اور اگر اس وقت وہ لاک کھلوانے یا ڈپلکیٹ چابی بنوانے کے چکر میں پڑتا تو تین گھنٹے تو کہیں نہیں گئے تھے، عروسہ کی یونیورسٹی کا راستہ تقریباً دس منٹ کا تھا، دس منٹ جانے دس منٹ واپس آنے اور تقریباً دس منٹ ہی اس کو ڈھونڈنے میں، کل ملا کر تیس منٹ اس تیسری آپشن میں اسے فائدہ لگا تھا، تبھی وہ عروسہ کی یونیورسٹی چلا آیا۔

وہ پہلی مرتبہ اس کی یونیورسٹی آیا تھا، کچھ اسٹوڈنٹس اس کے قریب سے گزر رہے تھے وہ عروسہ کے بارے میں معلوم کرتا لائبریری چلا آیا۔

وہ لائبریری کے اندر داخل ہوا تو اسے عروسہ کو ڈھونڈنے کے لئے زیادہ وقت نہیں لگا تھا، اس سے چابی لے کر وہ تیزی سے پلٹ کر لائبریری سے نکل آیا، وہ جلد سے جلد اپنے اپارٹمنٹ پہنچنا چاہتا تھا، وہ آج پوری دوپہر جی بھر کر سونا چاہتا تھا اور اتنا ہی وہ الجھ سا رہا تھا، حتیٰ کہ صبح اپارٹمنٹ سے نکلتے وقت چابی اندر ہی بھول جانے والی بات کو یاد کر کے وہ کتنی ہی مرتبہ خود کو کوس چکا تھا، تیزی کے ساتھ اٹھتے قدموں کو روکنا پڑا تھا جب اس کے کانوں میں جملہ ابھرا تھا۔

''سر آپ کو عروسہ مل گئی؟'' تیزی سے اٹھتے قدموں میں ٹھہراؤ سا آ گیا تھا اور وہ اپنی جگہ رک کر آواز کی سمت چہرہ موڑ دیکھنے لگا، انہی اسٹوڈنٹس کا گروپ تھا جن میں سے ایک لڑکی سے اس نے کچھ دیر پہلے عروسہ کے بارے میں پوچھا تھا۔

''جی۔'' اس نے مختصر سا جواب دیا ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔

''بائی داوے آپ اس کے کیا لگتے ہیں؟ آئی مین کہ اس کے کزن یا پھر بوائے فرینڈ؟'' اس مرتبہ پوچھے جانے والے سوال پر اس کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ ابھری۔

''ویسے تو عروسہ تو بڑی اعلیٰ پائے کی چیز نکلی ہے، بنتی تو شریف زادی ہے پر دیکھو کیا زبردست بوائے فرینڈ چنا ہے۔'' اس مرتبہ اس گروپ میں موجود جینز اور پرنٹڈ شرٹ میں ملبوس لڑکی دوسری لڑکی کے کان میں منہ گھسیڑے سرگوشی کے انداز میں بولی، کہ اس کی سرگوشی بڑے ہی صاف انداز میں ہادی کے کانوں تک پہنچ چکی تھی۔

یکدم ہی اسے حیرت کا جھٹکا لگا اور اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ معدوم ہو گئی، اس نے اگلے ہی لمحے قدم بڑھائے اور تیزی سے اپنے راستے چل دیا۔

اس نے اپنے پیچھے ابھی بھی ان لوگوں کو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

باتیں کرتا سنا تھا لیکن بس آواز کی حد تک وہ کیا باتیں کر رہے تھے اس کے ذہن نے اس کے کانوں کو سننے سے انکار کر دیا تھا، وہ تیزی سے اپارٹمنٹ میں آیا، عروسہ سے لائی ہوئی چابی سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

بیڈ پر لیٹتے ہوئے لحاف سر کے اوپر سرکاتے ہوئے آنکھیں موندیں تو ایک بازگشت سی اس کے کانوں کے پردوں سے ٹکرائی بے ساختہ ہی اس نے آنکھیں کھول دیں، بہت دیر تک اس کا ذہن عجیب قسم کی سوچوں میں گھرا رہا اور پھر نجانے دن کے کون سے پہر اس کی آنکھ لگ گئی۔

زور زور سے دروازہ کھٹکنے کی آواز پر وہ ہڑبڑا کر اٹھا تھا، گہری نیند میں تھا اسی لئے کچھ دیر اسے حواس بحال کرنے میں لگے تھے، دروازہ ایک مرتبہ پھر بجا تھا۔

''اوہ...... عروسہ ہو گی۔'' وہ تیزی سے بیڈ سے اٹھا، قریبی فرش پر رکھے سلیپرز میں پیر ڈالے، دائیں ہاتھ کی انگلیاں بالوں میں کنگھی کے انداز میں چلاتا ہوا اپارٹمنٹ کے بیرونی دروازے کی جانب آیا۔

دروازہ کھلتے ہی اس نے عروسہ کو کھڑے دیکھا، ایک طرف ہو کر اسے اندر آنے کی جگہ دی، عروسہ اندر داخل ہوئی اپنے پیچھے دروازہ بند کیا اور قریب سے ہوتی ہوئی اندر کی جانب بڑھی۔

کچھ دیر یونہی اپنی جگہ کھڑا رہا پھر خاموشی سے وہ واپس اپنے روم میں چلا آیا، موبائل کی گھڑی پر ٹائم دیکھ کر اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ دروازہ کتنی دیر تک کھٹکتا رہا ہو گا۔

''تین بجے تک عروسہ آ جاتی ہے، تین بیس ہو رہے ہیں تقریباً پندرہ بیس منٹ سے عروسہ دروازہ کھٹکھٹا رہی ہو گی۔'' تھوڑی سی شرمندگی ہوئی ویسے اس کی اگلی ذہن میں آتی سوچ نے قدرے کم کر دیا تھا۔

''میں بھی تو تھکا ہوا گہری نیند میں تھا، ہو جاتا ہے کبھی کبھی۔'' دوبارہ سے بیڈ پر لیٹے لحاف میں دبکتے اس نے آنکھیں بند کیں اور چند لمحوں میں ہی نیند کی پریاں اس پر مہربان ہو چکی تھیں۔

شام میں وہ نیند پوری کر کے اٹھا تو گزرے دن کے بہت سے واقعات اس کے ذہن نے دہرائے تھے، وہ شام کی چائے کی خاطر کچن میں چلا آیا، چائے بنا کر مگ میں ڈالے وہ ڈھیلے انداز میں چلتا اپارٹمنٹ کے کمروں کے عین وسط میں بنے چھوٹے سے لاؤنج میں چلا آیا، تین کمروں کے اپارٹمنٹ، دو بیڈ روم، دو اٹیچ باتھ روم، لاؤنج اور کچن کے اس نے ابھی دو ماہ پہلے ہی شفٹنگ کی تھی، اس سے پہلے وہ جس اپارٹمنٹ میں رہتا تھا وہ سنگل بیڈ روم، اٹیچ باتھ روم کے ساتھ ایک چھوٹے سے کچن پر مشتمل تھا۔

اسے وہاں عروسہ بیٹھی کتابوں میں سر دیئے بیٹھی نظر آئی، لاؤنج میں ابھرتی قدموں کی چاپ پر عروسہ نے سر اٹھا کر ایک نظر اس کی جانب دیکھا پھر دوبارہ کتاب پر سر جھکا گئی۔

کچھ سوچ کر وہ اس کے قریب چلا آیا تھا، قریب پڑی کرسی پر بیٹھ کر عروسہ کو دیکھنے لگا، عروسہ نے کتاب سے سر اٹھا کر سامنے نظر کی تو وہ اس کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہاتھ میں چائے کا مگ لئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

''تم سے ایک بات کرنی ہے (ان فیکٹ) ایک بات پوچھنی ہے؟'' ہادی نے گفتگو شروع کرنے کے لئے الفاظ کا تانا بانا تیار کیا۔

''جی کہیئے۔''

''تم نے یونی میں میرے بارے میں کیا بتایا ہے؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کس بارے میں؟''
''آئی مین میرا مطلب ہے کہ میں آج چابی لینے تمہاری یونی آیا تو وہاں تمہارے فرینڈز کو میرے بارے میں کیا بتایا۔''
''پہلے تو کبھی ذکر نہیں کیا لیکن آج بتانا پڑا، فارم میں تمہارا نام گارڈین کے طور پر تو لکھا ہے۔'' پھر کچھ توقف کے بعد بولی۔
''اگر نہ بتاتی تو میرا یونی میں امیج خراب ہوتا۔''
''تم نے پہلے کبھی ذکر کیوں نہیں کیا؟''
''کچھ ایسا ضروری نہیں سمجھا اور پھر......'' وہ چند لمحے رکی پھر کچھ توقف کے بعد بولی۔
''جب رشتہ جوڑتے ہی پتہ ہے ساتھ نہیں چلنا تو پھر کس لئے کسی کو بتانا۔'' کچھ تھا عروسہ کے لہجے میں پوشیدہ کہ ہادی کے دل کو اس کا جملہ ایک برچھی کی مانند لگا تھا، کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو لاکھ دھتکارے اس کی اہمیت کو نہ مانے لیکن کسی انسان سے جڑے رشتے کو انکار اس کا ظرف برداشت نہیں کر پاتا اور پھر جب بات میاں بیوی کے رشتے کی ہو تو انا کا بت تو ہمیشہ ہی بلند رہتا ہے۔
''تمہیں یہ رشتہ بتاتے ہوئے اچھا نہیں لگتا۔''
''میرے پہلے دن اس فلیٹ میں آنے پر مجھے تمہاری کہی ساری باتیں یاد ہیں، تو پھر یہ سوال کیوں؟'' اس کی بات نے ہادی کو لاجواب کر دیا تھا اور صرف لاجواب ہی نہیں بلکہ اس کی زبان سے ادا ہونے والے اگلے جملے نے اس چاروں شانے چت کر دیا تھا۔
''جب شروع دن سے سوچ لیا کہ راستے الگ ہیں ہمارے تو پھر کیا فائدہ کسی کو پتہ چلے یا نہ چلے۔''
''تم کیا سوچتی ہو؟''
''میرے اکیلے سوچنے یا نہ سوچنے سے کیا ہوتا ہے۔''
''مجھے ورکنگ لیڈیز پسند نہیں تنگ کرتی ہیں۔''
''ابھی تک میں نے کیا تنگ کیا ہے؟''
عروسہ نے دل میں سوچا کہ سوچ کو الفاظ کا روپ نہ دے سکی۔
''اپنے پڑھائیوں کے نشے، کمانے کے غرور۔'' وہ زیر لب تنفر سے بولا جسے عروسہ کے کانوں نے بخوبی سنا تھا، وہ ایک گہری سانس لے کر رہ گئی۔
''اب کیا ہوا جو تم نے اتنی گہری سانس لی۔'' جواب میں عروسہ نے خاموشی سے نفی میں سر ہلا دیا۔
''جاب کرتی عورتیں گھروں کو ٹائم نہیں دیتیں، بچے الگ اگنور ہوتے ہیں۔'' عروسہ کو اس کی بات سن کر پاکستانی معاشرے کے ٹپکل سوچ کے مرد کا گمان ہوا۔
''ہر وقت کپڑوں اور جابز کے چکروں میں الجھی رہتی ہے، نہ شوہروں کو ٹائم اور نہ ہی بچوں کو۔'' عروسہ کو اس کی سوچ جان کر قدرے افسوس ہوا۔
''کچن میں کھانے پکانے کا کہہ لو تو انہیں اپنے ہاتھوں کی سکن کے رف ہونے کی فکر ستانے لگتی ہے۔'' اپنی ہی دھن میں ورکنگ لیڈی کے اپنے طور پر تعریفیں کرتے ہادی کے لہجے، آخری جملے پر بے ساختہ ہی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری تھی۔
''تمہارا کیا خیال ہے؟'' اب وہ اس کی رائے جاننا چاہتا تھا۔
''میں کیا کہہ سکتی ہوں اس بارے میں، اگر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تمہیں ورکنگ لیڈیز پسند نہیں۔''
''میں نے امی ابو کو کہا تھا۔''
''پھر کیوں مانے؟ انکار کر دیتے نکاح سے، کسی نے زبردستی تو نہیں کی تھی۔''
''اگر اموشنل بلیک میلنگ اور زبردستی کہلائی تو پھر ایسا ہی تھا۔'' اس نے عروسہ کے چہرے پر نگاہ ڈالی تھی، سوچا تھا کہ چاہ کر بھی وہ اپنی سوچ کو الفاظ کا روپ نہیں دے پایا تھا۔
''ہادی، تم نکاح پر ہی راضی نہیں تھے، پھر ویزا کیوں بھجوایا۔'' عروسہ اسے خاموش دیکھ کر دوبارہ بولی۔
''مجبوری تھی۔''
''ایسی کون سی مجبوری؟''
''تمہیں بتانا ضروری نہیں سمجھتا، ویسے ہی جیسے تم نے ہمارے رشتے کے بارے میں اپنے فرینڈز کو نہیں بتایا۔''
''پھر بھی اگر میں پوچھنا چاہوں۔''
''ابو نے مجھے جائیداد سے عاق کرنے کی دھمکی دی تھی۔''
''تم پھر بھی نہ مانتے تم ان کی اولاد ہو، ناراضگی میں کہا ہوگا ناراضگی اتر جاتی تو اپنا کہا بھی بھول جاتے۔''
''کہنے میں بہت آسان ہے۔''
''آئندہ کے بارے میں کیا سوچا تم نے؟''
''کیا سوچنا ہے، میری سوچ سے کسی کو کیا فرق پڑتا ہے۔''
''کسی کو فرق پڑے نہ پڑے مجھے پڑتا ہے ہادی۔''
''تم کیا چاہتی ہو؟''
''میرے چاہنے نہ چاہنے سے کیا ہوتا ہے، کہنے کو میں بھی تمہاری طرح کہہ سکتی ہوں لیکن میں تمہاری طرح کمزور سوچ کی مالک نہیں ہوں۔''
''میں کمزور سوچ رکھتا ہوں؟''
''اس سوچ کے حامل بہت سے مردوں کے بارے میں سن رکھا تھا جو ہر بات کو مجبوری کا نام دے کر موقع محل سے جائے فرار کی کوشش کرتے ہیں لیکن ابھی تم سے بات کر کے تمہاری رائے جان کر احساس ہوا کہ ایسے مجبور مرد سے واسطہ پڑے تو کیسا محسوس ہوتا ہے۔''
''پہلی مرتبہ انکل افتخار کے مجبور کرنے پر تم نے منگنی کی، دوسری مرتبہ تم نے اسکالر شپ سے ہائر اسٹڈیز کے لئے انکل کی پرمیشن لینے کی شرط کے بدلے مجھ سے نکاح کیا، تیسری مرتبہ تم نے مجھے وزٹ ویزا پر اپنے پاس بلایا کہ تمہیں ایسا نہ کرنے پر جائیداد سے عاق کر دیا جاتا، ہر مرتبہ تم مرد ہو کر مجبور ہو، لیکن ہادی میں عورت ذات ہو کر بھی کوئی حل نکال ہی لوں گی، ایسی کسی بھی بات کے لئے مجھے اپنی زندگی سے مجبوری کا رشتہ نبھانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔''
''تم علیحدگی چاہتی ہو؟''
''نہیں، ایسا کچھ نہیں ہے، آئندہ زندگی کے بارے میں، میں نے ایسا کچھ نہیں سوچا میں اپنے ماں باپ کے ساتھ انکل آنٹی کو تکلیف نہیں دینا چاہتی۔''
''تم کیا چاہتی ہو؟'' کچھ دیر پہلے پوچھا جانے والا سوال اس نے دہرایا۔
''فی الحال تو میں پڑھنا چاہتی ہوں، اگلے ہفتے میرا فائنل سمسٹر اسٹارٹ ہے میں پڑھائی کے علاوہ کچھ نہیں کرنا چاہتی اور نہ ہی کچھ اور سوچنا چاہتی ہوں۔'' اس کا انداز قطعی تھا، وہ کچھ لمحے اس کے کتاب پر جھکے سر کو دیکھتا رہا تھا، خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہادی سے شام میں بات کرنے کے بعد وہ دل ہی دل میں خاصی ہرٹ ہوئی تھی، ایسا نہیں تھا کہ اسے ہادی کی کنزرویٹو سوچ کے بارے میں علم نہیں تھا، بہت پہلے جب ابھی منگنی نہیں ہوئی تھی، اس نے تبھی زمرد بیگم کو ہادی کی اسی سوچ کا حوالہ دے کر اس سے رشتہ جوڑنے سے انکار کرنا چاہا تھا، بوجھل دل کے ساتھ وہ شام گزری تھی۔

رات کو کھانے میں اس کا چکن روسٹ کرنے کو دل کیا تو وہ پہلے فریزر کی طرف چلی آئی، فریزر کھول کر اس نے چکن کا فریز کیا پیکٹ نکالا اور دھو کر ڈی فریز ہونے کے لئے پانی کے پیالے میں ڈال تھا، پندرہ منٹ بعد وہ اسے مصالحہ لگا کر میری نیٹ کر رہی تھی کہ کچن کی سلیب پر پڑا موبائل کی ٹون بج اٹھی، پاکستان سے کال تھی، قریبی سلیب پر پڑی صافی سے ہاتھ صاف کرتے اس نے موبائل اٹھا کر پش کا بٹن آن کرتے ہوئے کان سے لگایا تھا۔

''ہیلو۔''

''عروسہ بجو، کیسی ہیں آپ؟'' دوسری طرف ذیشان تھا۔

''تم، آج مجھے کیسے یاد کر لیا؟''

''آپ کو ہمیشہ ہی ہمیں یاد رہتی ہیں، بس آپ ہی گو میں بھول گیا۔''

''نہیں میں تمہیں کیسے بھول سکتی ہوں۔''

''کیا کر رہی ہیں؟''

''چکن روسٹ کرنے کی تیاری۔''

''واؤ تو ہادی بھائی کے معدے کی آزمائش جاری ہے۔'' جواب میں وہ بس خاموش ہی رہی تھی۔

''تم کہاں تھے اتنے عرصے مصروف، جب بھی بات ہوتی تھی امی ابو فاطمہ سے ہوئی، تمہارا جب بھی پوچھا تو ندارد۔''

''بجو فائنل سمسٹر میں بزی تھا، آج ہی لاسٹ پیپر تھا اور آپ سنائیں آپ کی اسٹڈیز کیسی چلی رہی ہے اور نبیل کیسا ہے؟''

''نبیل ٹھیک ہے اس کے ساتھ اچھی کمپنی رہتی ہے اور دوستوں کے ساتھ گیا ہے پکنک پر اور باقی سب ٹھیک، اگلے ہفتے سے میرے بھی سمسٹر پیپرز اسٹارٹ ہیں۔''

''ہاں......نا۔''

''ہادی بھائی کے ساتھ۔''

''تمہیں کیا لگتا ہے؟'' بے ساختہ ہی اس کی آنکھوں میں مرچیں لگیں۔

''میں اتنی دور بیٹھا کیا کہہ سکتا ہوں، محض مفروضے ہی قائم کر سکتا ہوں، مجھے آپ کی فکر ہے بجو۔'' جواب میں وہ خاموش رہی تھی، خاموش زبان کے ساتھ، خاموش آنکھوں سے سیل رواں تھا۔

''بجو آپ نے تمام حالات کا بہت ہمت سے مقابلہ کرنا ہے، مجھے معلوم ہے کہنا آسان ہے لیکن ہادی بھائی کی سوچ وقتی ہے، وہ دل کے اتنے برے نہیں ہیں۔''

''تم ایسے ہی پریشان ہو رہے ہو۔''

''میں جانتا ہوں بجو اور یہ بات آپ بھی بہت اچھی طرح جانتی ہیں کہ میں ایسے ہی پریشان نہیں ہو رہا، لیکن یہ بات شاید صرف میں جانتا ہوں آپ نہیں جانتی کہ ہادی بھائی کے دو دوستوں کے گھریلو حالات ایسے رہے کہ ان کی باشعور سوچ پر پہرے سے ڈل گئے ہیں مجھے امید ہے کہ ایسے ہی جیسے کوئی ان کی زندگی میں ان کی سوچ کو بدل کر غلط راستے پر ڈال گیا وہیں پر آپ کا رہن سہن ان کی سوچ کو پھر سے سیدھے رستے پر لے آئے گا۔''

وہ بہت دیر تک اس سے باتیں کرتا رہا تھا،

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

عروسہ کے بوجھل دل کو ایک گونا سکون محسوس ہوا تھا، کوئی تھا جو اس کے دل کا حال جانتا تھا اور وہ کوئی غیر نہیں تھا اس کا اپنا ماں جایا تھا۔

☆☆☆

وہ اس وقت مقامی ہسپتال کی ایمرجنسی میں ہادی کے پاس موجود تھی، تقریباً گھنٹہ پہلے ہی اسے ہادی نے کال کر کے مقامی ہسپتال کی ایمرجنسی کا بتایا تھا۔

''کیا ہوا ہادی، تم ٹھیک ہو؟''

''ہاں میں ٹھیک ہوں، سڑک کراس کرتے ہی ایک موبائل وین نے ہٹ کیا۔''

''تمہیں چوٹ آئیں۔''

''دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کا فریکچر ہوا ہے اور دائیں گھٹنے میں سوجن ہے۔''

''میں آرہی ہوں۔''

''اس کی ضرورت نہیں، مجھے دو گھنٹے میں ڈسچارج کر دیا جائے گا تو میں آجاؤں گا اپارٹمنٹ میرا کولیگ ہے میرے ساتھ۔''

''میں آرہی ہوں ہادی۔''

کچھ ایسا تھا عروسہ کے لہجے میں کہ اس مرتبہ وہ انکار نہیں کر سکا تھا، اگلے آدھے گھنٹے میں ہی اس نے عروسہ کو ایمرجنسی میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا، ایک کندھے پر شولڈر بیگ لٹکائے دوسرے ہاتھ سے کتابیں سینے سے بھینچے وہ چہرے سے پریشان تھی، اس پر نگاہ پڑتے ہی وہ تیر کی سیدھ میں اس کے قریب چلی آئی۔

ہادی نے دیکھا تھا کہ اس کی نظروں نے اس کا سرتا پیر تیزی سے جائزہ لیا تھا اور پھر اس کی نظریں اس کے دائیں ہاتھ اور دائیں گھٹنے پر جم گئیں، جہاں اس وقت تک ڈاکٹرز پلستر چڑھا چکے تھے۔

وہ خاموش تھی ابھی تک کچھ نہیں بولی تھی، ہادی نے اس کے چہرے سے اندازہ لگانے کی کوشش کی تھی، اسے لگا تھا کہ وہ بہت ضبط کے مراحل سے گزر رہی تھی۔

''میں ٹھیک ہوں عروسہ۔'' نہ جانے کس طرح اس کے ہونٹوں سے نکلا تھا کہ وہ اپنے جملے کی بازگشت اپنے ہی کانوں کے پردوں سے ٹکراتے ہوئے سنتے ہوئے خود بھی حیران تھا۔

''السلام علیکم بھابھی! کیسی ہیں آپ؟'' وہ اس کا کولیگ سلمان تھا۔

ابھی عروسہ کے آنے کے چند منٹ پہلے ہی اس نے سلیمان کو ڈاکٹر کے پاس بھیجا تھا، ڈسچارج کا پوچھنے کے لئے، وہ خود کو بہتر محسوس کر رہا تھا اس لئے واپس اپارٹمنٹ جانا چاہتا تھا۔

''کیا کہا ڈاکٹر نے؟''

''ابھی کہا ہے گھنٹہ رکنا ہے۔''

''ہوں تم جاؤ سلیمان، عروسہ آگئی ہے اب۔''

''نہیں میں رکتا ہوں تمہارے پاس۔'' یہ کہتے ساتھ ہی وہ عروسہ کی جانب مڑا۔

''بھابھی پریشان نہیں ہوں، یہ بچ گیا ہے نہیں تو آج مرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی اس نے۔'' جواب میں ہادی نے دیکھا کہ عروسہ سلیمان کی جانب دیکھ کر قدرے مسکرائی۔

سلیمان ڈسچارج ہونے سے لے کر انہیں اپارٹمنٹ چھوڑنے تک ساتھ ہی رہا تھا۔

''آپ کے لئے چائے بناتی ہوں، آپ بیٹھیں ہادی کے پاس۔''

''نہیں بھابھی اس کی ضرورت نہیں ہے، اب اجازت دیں اور آپ ہادی کو چائے پلائیں، اب تو یہ آپ کے ہی رحم و کرم پر ہے۔'' شگفتہ انداز میں سلیمان بولا، تو مدھم سی مسکراہٹ عروسہ کے ہونٹوں پر ابھری۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''میری لیو جمع کروانی ہے کل صبح۔'' ہادی بولا۔

''بتانے کی ضرورت نہیں ہے، اس حالت میں تو آفس جانے سے رہے، ویسے بھی تمہاری ہیلتھ لیو پڑی ہیں پورے سال کی وہ کس دن کام آئیں گی، اب تم آرام کرو میں چلتا ہوں۔''

عروسہ اپارٹمنٹ کا بیرونی دروازہ بند کرکے واپس آئی تو کمرے کی بکھری چیزیں اٹھانے لگی، صبح آفس جاتے وقت ہادی کپڑے چینج کرکے بیڈ پر ہی پھینک جاتا تھا، جسے عروسہ دوپہر یونی سے واپسی پر ہادی کے واپس آنے سے پہلے سمیٹ دیتی تھی۔

''عروسہ! ایک گلاس پانی ملے گا؟''

کچھ لمحوں بعد ہی عروسہ اس کے سامنے پانی کا گلاس ہاتھ میں لئے موجود تھی، پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگاتے ہوئے ہادی نے عروسہ کے چہرے پر سرسری نگاہ ڈالی، وہ جھکی نگاہوں سمیت اس کے پانی پی لینے کا انتظار کررہی تھی۔

عروسہ اس کے بعد ہسپتال آنے سے لے کر اپارٹمنٹ واپس آنے تک وہ غیر معمولی حد تک چپ تھی، پہلے اس کا خیال تھا لیکن اب اس کا خیال یقین میں بدل گیا تھا، عروسہ اس سے بات کرنے سے کترا رہی تھی۔

خالی گلاس عروسہ کو پکڑاتے ہوئے وہ بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا کر آرام دہ حالت میں ہوتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔

''لوگ صحیح کہتے ہیں اپنے بیڈ پر لیٹ کر جو سکون ملتا ہے وہ دنیا کے کسی بیڈ پر نہیں ملتا۔'' دل میں سوچا تھا اور پھر قدرے سکون آنے پر اسے نیند نے آلیا تھا۔

خواب میں جیسے کسی کے رونے کی آواز پر اس نے آنکھیں کھولیں، کچھ لمحے لگے تھے اس خواب سے حقیقت کی دنیا میں آتے ہوئے، وہ خواب نہیں تھا حقیقت تھی، عروسہ اس کے سامنے بیٹھی رو رہی تھی۔

''عروسہ!'' وہ اس کے یوں رونے پہ حیران ہوا۔

لمحے بھر کو عروسہ کا رونا تھم گیا تھا جیسے اسے بھی ہادی کے یوں جاگ جانے پر حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔

''کیا ہوا عروسہ؟'' بے اختیار ہی ہادی کا ہاتھ عروسہ کے سر پر سرکا، اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہی جہاں چند لمحے پہلے عروسہ کا رونا تھما تھا ایک مرتبہ پھر اس کی آنکھیں جھلملانے لگیں۔

اگلے لمحے ہادی نے اسے اپنے بازوؤں کے حلقے میں لئے اپنے قریب کرلیا، اس کے سینے سے لگتے ہی وہ اپنے رونے پر قابو نہیں رکھ پائی تھی، کتنے ہی لمحے ہادی نے اسے رو لینے دیا تھا اور پھر عروسہ یکدم ہی اس کے بازو کے حلقے سے نکلی تھی، تیزی سے اپنے دوپٹے کے پلو سے آنکھیں پونچھتی ہادی سے نظر ملائے بنا ہٹی اور کمرے سے نکل گئی۔

پہلے ہادی اس کے اس انداز کو سمجھ نہیں پایا تھا لیکن جو بھی تھا اسے عروسہ کا اپنے لئے پریشان ہونا اچھا لگا تھا۔

☆☆☆

وہ ہادی کی نظروں سے دور ہونا چاہتی تھی، اسے خاصی شرمندگی ہوئی تھی، اسے اس طرح نہیں رونا چاہیے تھا اور کم از کم ہادی کو سوتا جان کر وہ اس کے پاس چلی آئی، منگنی سے لے کر آج کے دن تک اسے کبھی احساس بھی نہیں ہوا تھا کہ ہادی اس کی زندگی میں جانے انجانے کتنی اہمیت حاصل کرگیا تھا، اسے ہمیشہ سے ہی اندازہ تھا کہ ان دونوں کے مابین رشتہ آج نہیں تو کل ایک نہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ایک دن کو ختم ہونا ہی تھا، اس کے دل میں ہمیشہ ہی خیال گہری چھاپ لئے تھا کہ وہ ہادی کی من چاہی نہیں تھی، ہادی پر اسے زبردستی مسلط کیا گیا تھا، ان تمام باتوں کے باوجود کہ اسے معلوم تھا کہ وہ اور ہادی ایک ناپائیدار رشتے میں بندھے ہیں جو کسی بھی وقت ٹوٹ سکتا ہے لیکن وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ہادی کو لگی چوٹ سیدھا اس کے دل پر وار کرے گی۔

نبیل بھی یہاں نہیں تھا اگر وہ ہوتا تو اس کی موجودگی میں کافی حوصلہ ہوتا، وہ دوستوں کے ساتھ آؤٹنگ پروگرام پر تین دن کے لئے آؤٹ آف سٹی تھا، اس لمحے اسے سلیمان کی مدد کسی غیبی امداد سے کم نہ لگی تھی، جس کے لئے وہ دل سے ممنون تھی۔

شادی سے پہلے بھی ایک مرتبہ ہادی کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا لیکن تب اسے زلیخا آنٹی کی فکر تھی کہ وہ اپنے بیٹے کے ایکسیڈنٹ سے کتنی پریشان ہوں گی اور اب جو ہادی کا ایکسیڈنٹ ہوا تو وہ اس کے لئے پریشان تھی۔

پلستر اترنے میں دو ہفتے لگے تھے، دوبارہ آفس جوائن کرتے وقت ٹی ٹائم میں اس کے کولیگز نے اس کی صحت کی خوشی میں ہائی ٹی کا انتظام کیا تھا، سینڈوچز سلیمان گھر سے لایا تھا، اس کی بیوی ہاؤس وائف تھی اور میرڈ لائف بہت اچھی چل رہی تھی، کوئی بھی آفس کا فنکشن ہوتا تو سلیمان گھر سے بنی کوئی نہ کوئی کھانے کی ڈش ضرور لاتا تھا، ایک دن سلیمان آفس واپسی پر کچھ آفس ڈاکومنٹس گھر بھول گیا تو لینے کی غرض سے لنچ بریک میں گھر جانے لگا تو ہادی کو بھی ساتھ چلنے کی آفر کی۔

''چلو یار، کھانا گھر سے ہی کھا آتے ہیں۔''

''نہیں سلیمان تم جاؤ، اچھا نہیں لگتا بھابھی کو اس وقت ڈسٹرب کرنا۔''

''اوئے نہیں ہوتی تیری بھابھی ڈسٹرب ویسے بھی ہاؤس وائف ہے، چلو ساتھ باتیں کرتے جائیں گے تو میرا راستہ بھی آسانی سے کٹ جائے گا۔''

وہ اسے گھر لایا تھا اور پھر وہ دوپہر اس کی خاصی خوشگوار گزری تھی، سلیمان کی بیوی اسے سادی سی خاتون خانہ لگی تھی، گھر کا جائزہ لیا تو اسے گھر خاصا صاف ستھرا دکھائی دیا تھا، آج کل اس کے چھوٹے بہن بھائی بھی اسی کے پاس چھٹیاں گزارنے آئے ہوئے تھے۔

''میں تو پریفر کرتا ہوں کہ بیوی گھر سنبھالنے والی ہے۔''

''اچھا۔'' کھانے کے بعد اس کی بہن نے چائے بنائی ہوئی تھی۔

''مجھے عورتوں کا گھر کی چار دیواری سے باہر نکلنا وہ بھی نوکریوں کے چند پیسے کمانے کو ذرا بھی پسند نہیں ہے۔'' سلیمان نے بے لاگ تبصرہ کیا تھا۔

''کم از کم مجھے گھر میں سکون چاہیے ہوتا ہے جب بھی میں آفس سے واپس آؤں۔'' چائے کے ختم ہونے اور آفس واپسی تک دونوں کی متوقع رائے تھی کہ ''ورکنگ وائف کے لئے گھر اور آفس کو مینج کرنا آسان نہیں ہوتا۔''

ہادی کو اس کی رائے سے اتفاق تھا، کیونکہ وہ پاکستان میں اپنے بچپن کے سکول فرینڈ کے گھر کے حالات دیکھ چکا تھا، اس کے دوست کی امی ایک سکول ٹیچر تھیں اور اس کا دوست ہر وقت اپنی ماں کی کمی کو محسوس کرتا تھا۔

''میری ماں زندہ ہو کر بھی جیسے مری ہوئی ہے۔'' ایک مرتبہ اداسی کی حالت میں اس کے دوست کا کہا یہ جملہ آج بھی اس کے کانوں میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

www.paksociety.com

صاف سنائی دیتا تھا۔
جب بھی اس کے گھر جانے کا اتفاق ہوا گھر کی حالت دیکھ کر اسے اپنے دوست پر ترس آیا تھا، کسی بھی سکول فنکشن جہاں اس کی امی ابو اس کے چھوٹے بھائیوں کے ساتھ اٹینڈ کرتے تھے وہیں پر اس کی فرینڈ کی امی اپنے سکول میں کسی میٹنگ میں بزی ہوتی تھیں، ایک مرتبہ اس نے پیرنٹس میٹنگ پر اپنے دوست کی امی کو دیکھا، بہت ہی الٹرا ماڈرن سی خاتون چہرے پر فل میک اپ سجائے بہت ہی منہ ٹیڑا کر کے انگلش میں باتیں کر رہی تھیں، بے ساختہ ہی اس نے گیسٹ ایریا میں بیٹھے پیرنٹس میں زلیخا بیگم پر نظر ڈالی، اسے یکدم ہی اپنی ماں پر فخر محسوس ہوا تھا، بچپن میں دوست کے گھر کی چھاپ اس کے ذہن میں کچھ اس انداز میں بس گئی تھی کہ آئندہ آنے والی خاتون میں اس کے سوچنے کا زاویہ تبدیل ہو گیا تھا، جانے انجانے وہ اپنی زندگی کے پارٹنر کے بارے میں بھی ایسا ہی سوچنے لگا تھا۔

☆☆☆

''واؤ بھابھی، آپ کی کُکنگ تو بڑے مزے کی ہے۔'' نبیل اپنے سامنے پلیٹ میں نکالی مچھلی سے انصاف کرتے ہوئے بولا۔
ہادی نے دل ہی دل میں اس کی بات کی تائید کی تھی لیکن خاموشی سے پلیٹ پر سر جھکائے کھانے میں مصروف رہا۔
''شکریہ، تمہاری تعریف کا۔''
''ویسے بھابھی، آپ کیسے کر لیتی ہیں اتنے سارے کام ایک وقت میں۔''
''ہو جاتے ہیں اگر نیت ہو تو اور......''
''اور۔''
''اگر سکون ہو زندگی میں اور اپنوں کا ساتھ۔'' نبیل کو اس کی بات سنتے ہی اچھو لگا تھا، عروسہ نے اس کی جانب دیکھا وہیں ہادی نے بے ساختہ دونوں پر نظر کی، نبیل کھانستے ہوئے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا، ہادی کو اپنی جانب متوجہ دیکھ کر شرارت سے آنکھ ماری تو ہادی اس کی شرارت سمجھ کر دوبارہ سے کھانے کی پلیٹ پر سر جھکا گیا، پانی کا گھونٹ بھر کر نبیل بولا۔
''تو بھابھی آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ بھائی کی فل سپورٹ آپ کو ہے۔'' جواب میں وہ قدرے مسکرائی تھی، اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس کی عام سے لہجے اور انداز میں کہی جانے والی بات کو نبیل کس انداز میں شرارت کا رخ دے گا۔
''فرینکلی سپکنگ، ہادی بھائی آپ کی مٹھی میں ہیں۔''
''نبیل، بہت ہو گئی بس کرو، کھانا کھاؤ خاموشی سے۔''
''ہوں، کھانا تو کھا ہی رہا ہوں۔'' نبیل کا انداز ہنوز شرارت لئے تھا، اس پل عروسہ سچ میں اپنی بات کہہ کر پچھتائی تھی، دل ہی دل میں خود کو کوسا۔
عروسہ کو وہاں سے اٹھنے میں ہی عافیت لگی تھی۔
''آپ کہاں چلیں بھابھی، آپ بیٹھیں میں اب کچھ نہیں بولتا۔''
''نہیں میں چائے کا پانی رکھ لوں۔'' یہ کہتے ساتھ ہی وہ تیزی سے کچن میں چلی آئی تھی۔
عام سی گفتگو نے کچھ اس انداز میں رنگ بدلا تھا کہ بے ساختہ سے ہادی سے جھجک محسوس ہونے لگی تھی، راہ فرار کچن ہی دکھائی دیا سو وہ چائے کے بہانے کچن میں چلی آئی، ڈائننگ ٹیبل پر عروسہ کے اٹھتے ہی نبیل بھی خاموش ہو گیا۔
''ہادی بھائی، میں پرسوں ہوسٹل شفٹ ہو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رہا ہوں۔'' کچھ دیر بعد نبیل بولا۔
''کیا مطلب؟ تم نے ہوسٹل کے لئے اپلائی کیا ہوا تھا۔'' ہادی اس کی بات سن کر حیران ہوا۔
''جی۔'' اس نے اثبات میں سر ہلایا۔
''تو تمہیں یہاں رہنے میں کیا مسئلہ نہیں ہے؟''
''مسئلہ مجھے تو نہیں آپ کو ہو سکتا ہے۔''
''یہ تم نے کیا فضول بات کی ہے، تم سے عروسہ نے کچھ کہا ہے۔''
''نہیں، انہوں نے تو کچھ نہیں کہا، مجھے خود ہی لگا۔'' وہ کھانا ختم کر چکا تھا۔
''نبیل، تم بھائی ہو میرے، تم نے یہ کیسے سوچا کہ تمہارے یہاں رہنے سے مجھے مسئلہ ہو گا۔''
''اگر میں کہوں کہ آپ اس وقت بھی میری وجہ سے پرابلم میں ہیں تو پھر۔'' اس نے پلیٹ پر جھکا سر اٹھایا اور ہادی کو گہری نگاہ سے دیکھنے لگا۔
''بھائی میں چھوٹا ضرور ہوں لیکن اتنا بھی نہیں کہ عروسہ بھابھی کے چہرے کی اداسی نہ جان سکوں۔''
''تم سے ضرور عروسہ نے کچھ کہا ہے؟'' ہادی کو گمان ہوا۔
''نہیں انہوں نے کچھ نہیں کہا، اگر انہوں نے کہنا ہی ہوتا تو وہ پاکستان سے یہاں آئیں تھیں تبھی کہہ چکی ہوتی، لیکن جب بھی ان کی پاکستان کال گئی انہوں نے ہم میں سے کسی پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ خوش بھی ہیں یا نہیں، ہر پوچھے گئے سوال کا جواب انہوں نے ہنستے ہوئے دیا، ہر بات کے جواب میں ان کا جواب میں بہت خوش ہوں۔''
''ہادی بھائی آپ کو میں کل تک اس دنیا کا کی شوہر جانتا تھا، مرد کی وائف اتنی قابل ہو کہ زندگی میں اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل سکے، نہ صرف پڑھائی میں بلکہ اس کا گھر بھی سلیقے سے سنبھال سکے، جتنے دن سے میں یہاں ہوں میں نے عروسہ بھابھی کو صبح سے لے کر رات گئے تک اپنی تمام ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھاتے دیکھا ہے، آپ خود بھی دیکھ سکتے ہیں اس اپارٹمنٹ کو کس خوبصورتی سے مینج کر رہی ہیں، اپنی یونی بھی جاتی ہیں، کچن بھی سنبھالتی ہیں، کتنا صاف ستھرا ہے آپ کا اپارٹمنٹ، یاد ہے شادی سے پہلے ہم پانچوں امی کو کتنا تنگ کرتے تھے، کہ امی بول اٹھتی تھیں کہ کاش ان کی کوئی بیٹی ہوتی، تو ہادی بھائی امی غلط نہیں کہتی تھیں۔'' ہادی اس کی بات کے جواب میں کچھ بول نہیں پا رہا تھا۔
''ہادی بھائی، ہر ورکنگ لیڈی آپ کی دوست کی بیدر کی طرح نہیں ہوتی، یہ تو انسان کی فطرت ہوتی ہے، بہت سی گھریلو عورتیں بھی گھر سنبھالنے میں ناکام رہتی ہیں اور بہت سی ورکنگ لیڈیز بھی اپنے گھر اور باہر کی دنیا کی تمام ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھانے کا وصف رکھتی ہیں، آپ عروسہ بھابھی سے صرف اس لئے خائف ہیں کہ وہ پڑھائی کر کے جاب کرنا چاہتی ہیں، لیکن آپ کو یہ نظر نہیں آتا کہ وہ امور خانہ داری میں کتنی ماہر ہیں ایک خوش قسمت مرد کو اور کیا چاہیے ہوتا ہے۔''
''یہ سب بکواس تم سے عروسہ نے کی ہے۔'' بہت دیر بعد ہادی کی چپ ٹوٹی۔
''نہیں، کہا ہے آپ سے، پھر کہہ رہا ہوں، انہوں نے کچھ نہیں کہا مجھے تو ابھی بھی شاید اندازہ نہیں ہوتا جو کل بھابھی کے ہوسٹل سے کال نہیں آتی، وہ آپ کے موبائل پر کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن آپ نے ریسو نہیں کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کال تو اپارٹمنٹ کے ڈائریکٹ نمبر پر کال کی تھی، آپ جاب پر تھے اور عروسہ بھابھی اپنے روم میں تو میں نے کال اٹینڈ کی تھی، وہ ہوسٹل کے ڈیوز کے بارے میں گارڈین سے بات کرنا چاہ رہے تھے، پہلے تو سمجھ نہ آئی اور جب سمجھ میں تمام قصہ آیا تو سچ میں ہادی بھائی آپ کی عقل پر ماتم کرنے کو جی چاہا۔'' یہ کہتے ساتھ ہی وہ کرسی کھسکا کر اٹھ کھڑا ہوا اور کمرے سے نکلتے وقت یہ کہے بنا نہ رہ سکا۔

''میں تو پرسوں ہوسٹل چلا ہی جاؤں گا لیکن ہادی بھائی دیر نہ کیجئے گا کہیں ایسا نہ ہو کہ پچھتاوے آپ کے حصے میں چلے آئیں، عروسہ بھابھی جیسا لائف پارٹنر قسمت والوں کو نصیب ہوتا ہے۔'' کچن کے دروازے کے قریب کھڑی عروسہ نے تمام گفتگو کو ایک ایک لفظ بخوبی اپنے کانوں سے سنا تھا۔

☆☆☆

وہ دوپہر کھانے کے بعد نبیل کو چائے دینے آئی اسے ڈھونڈتی بالکونی میں چلی آئی۔

''بھابھی آپ نے بلاوجہ زحمت کی۔''

''میں نے کون سا اسپیشل تمہارے لئے بنائی ہے، مجھے عادت ہے دوپہر کھانے کے بعد چائے پینے کی، تم دونوں کے لئے بھی بنالی۔''

''بھابھی واپس کب جائیں گی پاکستان؟''

''دیکھو جب خدا کو منظور ہوا اور تم مجھے پہلے کی طرح آپی کیوں نہیں کہتے۔''

''آپ کو بھابھی کہلوانا پسند نہیں؟''

''آپی کے مقابلے میں بھابھی کچھ بھاری بھر کم نہیں لگتا۔''

''نہیں مجھے تو آپ کو بھابھی کہنا ہی اچھا لگتا ہے، ویسے بھی آپ میری بھابھی ہیں اور بھابھی ہی کے روپ میں ہمیشہ دیکھنا چاہوں گا۔''

''کیوں تمہیں ڈر ہے کہ کہیں میں چڑیل نہ بن جاؤں۔'' عروسہ اس کی بات پر شگفتگی سے ہنسی تو وہ بھی جواب میں مسکرا دیا۔

''میں آپ کو ایک فیور کے طور پر کہہ رہا ہوں کہ اگر کوئی ایسی بات آپ کو مجھ سے کرنی ہے جو بھابھی کے رشتے سے آپ مجھ سے نہیں کر سکتیں تو مجھے کچھ دیر کو بھائی بنا کر میری آپی بن جائیں۔''

''بھائی تو تم ہمیشہ سے ہو چاہے میں تمہاری آپی ہوں یا بھابھی۔''

''تو پھر آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا، ویسے بھی مجھے کچھ پتہ ہوگا تو ہی میں کسی کو بتاؤں گا نا۔'' دائیں آنکھ شرارت سے مارتے ہوئے مسکرایا۔

''تھینک یو نبیل۔'' وہ اس کی احسان مند ہوئی۔

''Mention-not۔'' نبیل نے اپنے فرضی کالر جھاڑے تو وہ بھی دھیرے سے مسکرا دی۔

☆☆☆

بہت دنوں سے سلیمان آفس سے ارجنٹ لیو پر تھا، سلیمان کا موبائل بھی کافی دنوں سے آف جا رہا تھا، ہادی نے کئی مرتبہ اس کے موبائل پر کال کی، اب تو ہادی کو بھی سلیمان کی فکر ستانے لگی تھی، اس سے کافی حد تک ذہنی ہم آہنگی تھی اور جب سے ہادی کے ایکسیڈنٹ کا واقعہ ہوا تھا جس طرح اس برے وقت پر سلیمان اس کے کام آیا تھا اسے ہادی کے مزید قریب کر دیا تھا، وہ اس کے گھر کی بھرپور اور پرسکون زندگی سے بھی خاصا متاثر تھا۔

شام آفس سے واپسی پر وہ اس کے اپارٹمنٹ میں چلا آیا، ملگجے حلیے اور بڑھی ہوئی شیو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

لئے دروازہ سلیمان نے ہی کھولا، ہادی کو دروازے پر دیکھ کر حیران ہوا اور اگلے ہی لمحے اس کے گلے لگ گیا، اس لئے اندر چلا آیا، ڈرائنگ روم میں بیٹھتے ہی اسے گھر میں غیر معمولی خاموشی کا احساس ہوا، وہ جس گھر کی ترتیب اور رکھ رکھاؤ کا دل سے قائل تھا آج اسے بے ترتیب دکھائی دے رہا تھا۔

''بھابھی، میکے گئی ہیں؟'' سرسری انداز میں وہ بولا۔

''نہیں، گھر ہی ہے۔''

''اور تم نہیں آرہے اتنے عرصے سے، تمہارا موبائل آف تھا، سوچا خود ہی پتہ کر آؤں۔''

''بس کچھ ٹینشن میں پھنسا تھا۔''

''خیریت تو ہے نا سلیمان، اگر اپنا سمجھ سکو تو مجھے بتا سکتے ہو۔''

''تمہاری بھابھی کی وجہ سے کچھ پریشان تھا، کچھ ذہنی ہم آہنگی نہیں ہو پا رہی، سوچتا ہوں کہ اگر کیرئیر سکینگ لڑکی سے شادی کرتا تو زیادہ خوش رہتا۔'' اس کے کہے جملے پر ہادی چونکا تھا۔

''پریشان نہیں ہو سلیمان ہو جاتا ہے ایسا زندگی میں کبھی کبھی اور پھر یہ میاں بیوی کا رشتہ ہی ایسا ہے۔''

''میرا اپنا ہی فیصلہ تھا کہ اسی لڑکی سے شادی کروں گا جو ہاؤس وائف رہنا پسند کرے، اب پچھتاتا ہوں، اب دیکھ ہی رہے ہو نا، یہ گھر کی حالت، مجال ہے جو کسی کام کو ہاتھ لگا لے۔''

''تمہارا گھر تو بہت ہی صاف ستھرا رہتا تھا، میں جب پہلے بھی تمہارے گھر آیا تھا تب تو بہت امپریس ہوا تھا۔''

''وہ میری بہن سنبھالتی تھی، وہ بہت سگھڑ ہے، امی نے اسے تمام گھریلو کاموں میں طاق کیا ہوا ہے، انگلش لٹریچر میں ایم فل کر رہی ہے، امی اس کی شادی کرنا چاہتی تھیں، میں نے سختی سے منع کیا تھا کہ پہلے ایم فل کرے گی تب ہی اس کی شادی کرنی ہے، شادی کے بعد اگر خدانخواستہ شوہر کو کچھ ہو تو کم از کم اتنی دینا داری آنی چاہیے کہ بچوں کو سنبھال سکے، اسی لئے میں اسے اپنے پاس لے آیا تھا کہ یہاں پر سکون سے ایم فل کر لے۔''

اگلی بات سن کر ہادی پر حیرت کے پہاڑ ایک کے بعد ایک کر کے ٹوٹ رہے تھے اور وہ کچھ دیر اس کے پاس بیٹھ کر تسلی دیتے دوبارہ آنے کا وعدہ لئے واپس چلا آیا، اپنے اپارٹمنٹ کے دروازے کے سامنے کتنی دیر کھڑا رہا پھر جیب میں ہاتھ ڈالے چابی نکالی، اپنے کی ہول میں ڈالتے ہی لگا تھا کہ کچھ سوچ کر دوبارہ چابی جیب میں ڈالی اور بیل پر ہاتھ رکھ دیا، کچھ دیر بعد ہی عروسہ دروازہ کھلے واپس مڑ کر اندر چلی گئی۔

اپنے پیچھے دروازہ بند کرتے ہوئے مڑ کر بے ساختہ ہی اس نے اردگرد نگاہ ڈالی تھی بے حد صاف ستھرا اپارٹمنٹ، کونے کونے سے چمک رہا تھا، ہر شے ہر کونے بمعہ فرش سمیت شیشے کی طرح چمک رہی تھی، سامنے سنٹرل ٹیبل میں دھرے گلدان پر ڈیکوریشن فلاورز اور کمرے کے دروازوں کے کناروں سے لٹکتی پھولوں کی بیلوں پر اس تمام عرصہ میں ہادی نے پہلی مرتبہ نوٹ کیا تھا، وہ اپنے کمرے میں چلا آیا، نفاست سے اس کے کمرے کی ایک ایک چیز رکھی ہوئی تھی، وہ یونی بھی جاتی تھی، ساتھ میں اس کا اپارٹمنٹ بھی سنبھالے ہوئے تھی، ساتھ ساتھ اس کی ککنگ کا نہ صرف نبیل بلکہ وہ خود بھی معترف تھا، اس کے ہاتھ میں بہت ذائقہ تھا، سادہ سے بنے سالن میں بھی لذت ہوتی تھی کہ کئی مرتبہ وہ ایک سے دوسری مرتبہ بھی کھانا کھا لیا کرتا تھا، وہ کمرے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے نکل کر کچن میں چلا آیا، اس وقت بھی عروسہ اسے چولھے کے سامنے کھڑی نظر آئی، بلیو جینز پر میرون کلر کی لانگ شرٹ اور دوپٹے میں ملبوس، وہ ساری دنیا کی معصومیت چہرے پر سجائے چولھے کے سامنے کھڑی پراٹھے پکا رہی تھی۔

''آلو کے پراٹھے پکا رہی ہوں۔'' سوچ پر پڑے قفل ٹوٹے تو نظروں کا زاویہ بھی تبدیل ہو گیا۔

''گھر تو بس جاتے ہیں لیکن ہر بستے گھر میں سکون نہیں ہوتا۔'' اسے بے ساختہ ہی افتخار صاحب کی کہی بات یاد آئی تھی۔

''کیا بات ہے؟'' ہادی کی مسلسل خود پر جمی نگاہوں کی گرمی کی تپش کی تاب نہ لاتے ہوئے عروسہ اس کی جانب دیکھ کر بولی۔

''چائے بنائی ہے؟'' ہنوز خاموش پا کر وہ بولی، جواب میں اس نے خاموشی سے نفی میں سر ہلا دیا۔

''نبیل بھی چلا گیا ہے تو میں کل ہوسٹل جا رہی ہوں۔'' عروسہ پراٹھا بیلتے ہوئے بولی۔

''زندگی کے بہت بڑے پچھتاوے سے پہلے ہی زندگی گزارنے کے اصول سمجھ جاؤ نہیں تو ساری عمر کے پچھتاوے مقدر بن جاتے ہیں۔'' افتخار صاحب کی ایک اور کہی بات اس کے کانوں کے پردوں سے ٹکرائی۔

''تم باہر کی دنیا آنکھیں بند کر کے دیکھتے ہو۔'' اس مرتبہ اس کے کانوں میں گونجنے والی آواز زلیخا بیگم کی تھی۔

''میں جانے انجانے کیا حماقت کرنے چلا تھا۔'' چپکے سے اس کے دل نے سرگوشی کی۔

''ہادی، میں تم سے کچھ کہہ رہی ہوں؟''

''تم میری اجازت کے بغیر کہیں نہیں جاؤ گی۔'' بے ساختہ ہی ہادی کے لبوں سے پھسلا۔

''مجھے تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔''

''تمہیں شوہر کے حقوق اور بیوی کے فرائض بھی سمجھانے پڑیں گے۔''

''میں ان چیزوں کی پابند نہیں ہوں، جب پہلے دن سے ہی سوچ لیا کہ......''

''پہلے دن کی چھوڑ آج کی بات کرو، ابھی

اچھی کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالیئے

ابن انشاء

☆ اردو کی آخری کتاب..........
☆ خمار گندم..........
☆ دنیا گول ہے..........
☆ آوارہ گرد کی ڈائری..........
☆ ابن بطوطہ کے تعاقب میں..........
☆ چلتے ہو تو چین کو چلئے..........
☆ نگری نگری پھرا مسافر..........
☆ خط انشا جی کے..........
☆ بستی کے اک کوچے میں..........
☆ چاند نگر..........
☆ دل وحشی..........
☆ آپ سے کیا پردہ..........

ڈاکٹر مولوی عبدالحق

☆ قواعد اردو..........

لاہور اکیڈمی، چوک اردو بازار، لاہور
فون نمبرز 7321690-7310797

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لی بات کرو۔'' یہ کہتے ساتھ ہی وہ چند قدم چلتا قریب آ گیا تھا، عروسہ پراٹھا بیل کر توے پر ڈال کر مڑی تو بے اختیار ہی ہادی کے کندھے سے ٹکرائی، اسے جیسے کرنٹ لگا، دل کو ایک عجیب سے احساس نے چھوا تھا۔

''پراٹھا لینا ہے۔'' ہادی بولا، سر جھکائے نگاہیں چرائے وہ پیچھے ہٹی تھی۔

ہاٹ پاٹ سے پراٹھا لے کر پلیٹ میں رکھے وہ پلٹا اور قریبی سلیب پر چڑھ کر بیٹھ گیا، کیمل کلر کی جینز اور وائٹ سویٹر میں وہ ہمیشہ کی طرح اس کے دل کی تاروں کو چھو گیا۔

''کیا دیکھ رہی ہو؟ نظر لگانے کا ارادہ ہے۔'' اس کی چوری پکڑی گئی تھی۔

''سفید سویٹر میلا ہو جائے گا۔'' بعض اوقات اپنی ہی کیفیات خود اپنی سمجھ سے باہر ہوتی ہیں۔

''بیوی کس لئے ہے، میلا ہو جائے گا تو دھو دے گی۔'' عروسہ اس کے انداز تخاطب پر چونکی، ٹھٹکی اور آنکھوں میں حیرت لئے اسے دیکھنے لگی، وہ پلیٹ پر سر جھکائے مزے سے پراٹھے سے انصاف کر رہا تھا۔

''امی صحیح کہتی ہیں، ہم پانچ بھائیوں کی بے ترتیب زندگی میں بہن کی کمی ہے، شکر ہے اللہ کا کم از کم میں تو اس کیٹگری سے نکلا، بہن نہ سہی بیوی ہی زندگی کی بے ترتیبی کو سدھار دے تو بھی منظور ہے اور پھر جب بیوی پڑھی لکھی ورکنگ لیڈی کے ساتھ امور خانہ داری میں بھی طاق ہو تو بھی چلے گا۔''

''ہادی، کہیں بھنگ تو نہیں پی تھی۔'' دل میں ابھرتے خیال کو عروسہ نے الفاظ کا روپ دیا۔

''تمہارے ہوتے ہوئے بھنگ کی کیا ضرورت۔'' دو بدو جواب آیا، ہادی کے الگ تھلگ نئے انداز سے الجھائے دیئے رہے تھے۔

''ڈاکٹر کی ضرورت تو ہو سکتی ہے؟''

''اگر بیماری گمبھیر ہوئی تو پھر؟'' وہ جواب پہلے سے تیار کئے بیٹھا تھا۔

''لگ تو ایسا ہی رہا ہے۔''

''کہہ دیا اس نے بیوی کی محبت میں بیمار ہے، اس کے مزے کے پکائے کھانوں اور اس کی چاہتوں کا عاشق ہے تو پھر بیماری تو گمبھیر ہوئی نا، رہی سہی کسر اگر شوہر اس بیماری میں مبتلا رہنے کا خواہش مند ہو تو، وہ بھی تاعمر۔''

''ہادی!'' عروسہ آنکھوں میں حیرت کے جہاں بسائے اسے دیکھ رہی تھی۔

''جی ہادی کی جان۔'' محبت سے چور لہجے میں ہادی بولا۔

''دل کی دعائیں اتنی جلدی بھی قبول ہوتی ہے۔'' بے ساختہ ہی عروسہ نے سوچا۔

''اور مجھے تمہاری جاب پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا، بس اتنا ہے کہ روز کھانا نہ بنا سکو تو ہفتے میں ایک مرتبہ تو چلے گا، وہ بھی پاکستان واپس جا کر، جب تک یہاں ہیں تب تک فریزر کا کھانا، لیکن تمہارے ہاتھ کا بنا ہونا لازمی شرط ہے۔'' عروسہ نے ایک نظر اسے دیکھا، وہ ہنستا مسکراتا، اس سے باتیں کرتا ہمیشہ سے بہت مختلف لگ رہا تھا، اسے اچھا لگا تھا اس کے وجیہہ چہرے کو زندگی کی خوشیوں سے مسکراتا دیکھ کر۔

''کہو چلے گا منظور ہے۔'' ہادی نظروں اور لہجے میں دنیا جہاں کی محبت لئے پوچھ رہا تھا، جواب میں وہ مسکرائی، مسکراہٹ میں طمانیت، سکون اور ہادی کی چاہت کے رنگ نمایاں تھے۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com
Downloaded From paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

چراغ شب کو جیسے آندھیاں اچھی نہیں لگتیں
کچھ ایسے ہی ہمیں خوش فہمیاں اچھی نہیں لگتیں
جنہیں سونے کے پنجرے میں غذا مل جائے چاندی کی
انہیں پھر عمر بھر آزادیاں اچھی نہیں لگتیں
وہ جن کے دلوں میں فصل غم نے ڈیرے ڈال رکھے ہوں
انہیں پھولوں پر بیٹھیں تتلیاں اچھی نہیں لگتیں
میرا دل کرتا ہے کہ انہیں آئینہ دکھاؤں
وہ جن کو دوسروں کی خوبیاں اچھی نہیں لگتیں

"توبہ توبہ بھئی اماں، آج تک ہمارے خاندان میں کسی لڑکی نے ایسا کام نہ کیا، آئے ہائے اب یہ بھی کریں گی ہمارے خاندان کی لڑکیاں۔" چائے کی ٹرے پکڑے کچن کے دروازے سے نکلتی حورعین نے بڑے ضبط سے ان الفاظ کو اپنے اندر اتارا تھا، باہر صحن میں دادی جان کے تخت کے سامنے رکھیں کرسیوں پر بیٹھیں تائی اور پھپھو وقفے وقفے سے اپنے نادر خیالات کا اظہار کیے جا رہی تھیں، تخت پر بیٹھیں دادی جان کے ماتھے پر تیوریاں چڑھیں تھیں اور گردن مسلسل اثبات میں ہل رہی تھی، مطلب وہ بہو اور بیٹی کے خیالات سے مکمل طور پر متفق ہیں اور ان سے کچھ فاصلے پر سر جھکائے بیٹھیں ام مریم مکمل چپ اور بے بس تھیں کہ یہ نادر خیالات ان کی بیٹی کے بارے میں ہی ارشاد فرمائے جا رہے تھے، سو ایسے میں وہ معتوب ٹھہری تھیں۔

"مجھے تو کبھی نہ پتا چلتا اماں جو افشاں اور سونیا مجھے نہ بتاتیں کہ حورعین کا نام ان رسالوں میں آیا ہے۔"

"بالکل بھابھی مجھے بھی سحرش سے پتا چلا اور اس کی دوست بتا رہی تھی کہ حورعین تو باقاعدگی سے یہ عشق و عاشقی والی کہانیاں لکھتی ہے۔"

"ہاں تو ہماری بچیاں بھلا کب یہ رسالے پڑھتی ہیں، اللہ معاف کرے اور دور ہی رکھے ان سے، ارے ہماری بچیاں تو بڑے صاف ستھرے ذہنوں کی مالک ہیں اور ہاں اماں ابھی تک بشارت اور فراز کو نہیں معلوم حورعین کے اس کارنامے کے بارے میں۔" بڑی برداشت اور ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے حورعین نے چائے کی ٹرے میز پر رکھی اور تاسف سے سر جھکا کر بیٹھی ام مریم کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کم از کم آج تو میرے حق کے لئے کچھ بولیں، ایک لفظ ہی سہی، میری پشت پناہی کے لئے امی، میرے حق کے لئے۔

"معاف کیجیے گا تائی مگر جن رسالوں کو کبھی آپ نے کھول کر بھی نہیں دیکھا ان کے بارے میں آپ کو بات بھی نہیں کرنی چاہیے اور اس طرح تو بالکل بھی نہیں اور رہی بات تایا اور فراز کی تو مجھے ان کے خیالات سے کوئی فرق نہیں پڑتا میں اپنے امی ابو کی رضامندی سے لکھتی ہوں اور میرے لئے صرف ان کی رائے ہی ضروری ہے۔" تنفر سے کہتی وہ نخوت سے سر جھٹک کر پلٹی مگر پھر دوبارہ ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"اور جہاں تک بات ہے آپ کی بچیوں کے صاف ستھرے ذہنوں کی تو یہ بات میں بہت اچھی طرح سے جانتی ہوں کہ وہ کتنے صاف اور کتنے ستھرے ہیں۔" ایک ایک لفظ کو چبا چبا کر بولتی وہ انہیں آگ بگولا ہی تو کر گئی تھی۔

"توبہ توبہ کتنی لمبی زبان ہے اس لڑکی کی، ارے ام مریم یہ کیا سکھایا ہے تم نے اسے، ارے بڑوں سے بات کرنے کی تمیز تک نہیں اسے، آپ کے کہنے پر اماں میں نے اسے اپنے فراز کے لئے مانگ لیا مگر یہ لڑکی، کیسے مجھے گھر آئی کو بے عزت کر دیا اس نے۔" تائی شرربار نظروں سے اس دروازے کو دیکھ رہی تھیں، ابھی جہاں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سے وہ اندر گئی تھی، ان کا بس نہیں چل رہا تھا اس چھٹانک بھر کی لڑکی کو پیٹ کر رکھ دیں، اتنی زبان درازی، وہ دانت پر دانت جمائے تیز تنفس کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھیں۔

☆☆☆

''تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے حورے تمہیں کیا ضرورت تھی تائی سے اس طرح سے بات کرنے کی، تائی فراز بھائی کو ایک کی دس لگا کر سنائیں گی اور یہی دادی بھی کریں گی۔'' کچن میں کھڑی تمام گفتگو سنتی ام ہانی کمرے میں آتے ہی اس پر برس پڑی تھی۔

''تو کیا کروں بہت برداشت کر لی میں نے ان سب کی باتیں، اب مزید میں کچھ بھی برداشت نہیں کروں گی اور بے شک بتائیں تائی فراز کو، یوں ڈر ڈر کر جینا یہ میں نہیں کر سکتی۔''

''اور امی ان کا کیا قصور ہے حورے؟ دادی جان جب ابو کو ایک کی دس لگا کر بھڑکائیں گی تو لاوا پھٹے گا تو امی پر ہی نا، تمہیں تو شاید وہ کچھ نہ کہیں۔'' ام ہانی دل گرفتگی سے بولی اور سچ بھی یہ تھا کہ اسے زیادہ خیال امی کا ہی تھا، ساری زندگی شوہر کی تابعداری کر کے بھی وہ شاید وہ مقام حاصل نہیں کر پائی تھیں جو کہ ان کا تھا اور جس کی وہ حقدار تھیں۔

''ساری زندگی وہ بات بات پر ذلالت برداشت کرتی رہیں، ابو سے چپ چاپ مار بھی کھاتی رہیں، ساس، نندوں اور جٹھانی کے طنز بھی سہے مگر کیا اب ضروری ہے کہ وہ بڑھاپے میں بھی یہی سب کچھ برداشت کریں؟ کیا انہیں مکمل سکون کبھی نصیب نہیں ہو گا؟'' آنکھوں سے بہہ جانے والے آنسوؤں کو ہتھیلی سے صاف کرتی وہ انتہائی اذیت میں تھی، وہ بہت حساس تھی، ہوش سنبھالتے ہی اس نے اپنی ماں کو گالم گلوچ اور بلاوجہ کی مار برداشت کرتے ہی دیکھا تھا، اپنی دادی کے کردار سے بھی وہ اچھی طرح واقف تھی، جو بہو کو پٹتے دیکھ کر فخر یہ گردن اکڑا لیتی تھیں، پتا نہیں اس معاشرے کا یہ کیسا چلن ہے جو تابعدار بن کر رہتا ہے جوتے بھی زیادہ وہی کھاتا ہے۔

☆☆☆

تھکا دیا ہے آندھیوں نے اسے
وہ اک پرندہ جو اونچی اڑان رکھتا تھا

''یہ تربیت دی ہے تم نے انہیں کم از کم یہ بات تو اسے بتا دیتی کہ ہونے والی ساس سے بات کیسے کی جاتی ہے، بڑا ایم ایس سی سائیکولوجی کا تمغہ سینے پر سجا کر آئی تھی، اپنے پڑھے لکھے ہونے کا ثبوت ہی ادا کر دیتی۔'' حسب دستور گھر میں داخل ہوتے ہی دادی جان نے بیٹے کو دن بھر کی روداد سنانا ضروری سمجھا تھا اور حسب عادت امجد صاحب نے بیوی کو کھڑے کھڑے ہی بے عزت کرنا لازمی جانا تھا، ان کے سامنے سر جھکا کر کھڑی ام مریم کا سر مزید جھک کر سینے سے جا لگا تھا، مگر دماغ میں آتی سوچیں بھلا کب قابو آنے والی تھیں بھلا وہ ان وارد ہوتیں سوچوں کو کب زبان دے سکتی تھیں اور کب یہ کہہ سکتی تھیں کہ تربیت کی ذمہ داری صرف ایک ماں پر ہی تو لازم نہیں نہ ہوتی باپ کا فرض صرف یہی تو نہیں ہے نا کہ وہ مہینے کے شروع میں ایک لگی بندھی رقم تھما کر ہاتھ جھاڑ لے، اولاد جب جب کسی غلط راستے کی طرف قدم بڑھائے گی ماں کے ساتھ ساتھ باپ بھی اتنا ہی قصور وار ہو گا، اگر اپنے کسی بچے کی کامیابی پر اس کے سینے پر کسی سجنے والے میڈل کو جب باپ سینہ چوڑا کر کے خود سے منسوب کرتا ہے تو اسی اولاد سے اسی بچے سے کسی ہو جانے والی غلطی کو صرف ماں سے ہی منسوب کیوں کیا جاتا ہے باپ اس کا حصہ دار کیوں نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بنتا؟ کیا اس کا یہ فرض نہیں کہ روزانہ کے صرف دس منٹ ہی انہیں اولاد کو بھی دے؟ کم از کم یہ جاننے کی کوشش کرے کہ اس کی اولاد کی ایکٹویٹیز کیا ہیں؟ ان کی سوچ کیا ہے؟ مگر یہ سب سوچیں تھیں اور اس گھر میں ام مریم کی سوچوں کو خیالات کو سننے کا کوئی رواج نہیں تھا۔

''بہرحال آئندہ کے بعد حور عین نہیں لکھے گی، میرے لئے اتنی عزت افزائی کافی ہے۔'' قہر آلود نظروں سے انہیں نوازتے وہ کمرے کی طرف بڑھ گئے، ام مریم بھی تھکے تھکے قدم اٹھاتیں پلٹ گئی تھیں۔

☆☆☆

امجد صاحب کا ایک ایک لفظ کمرے میں سنائی دے رہا تھا، ام ہانی نے جتاتی نظروں سے حورے کو دیکھا، جو اپنے آپ میں پشیمان سی بستر پر بیٹھی تھی، آج اس کی وجہ سے ایک دفعہ پھر ام مریم کو مورد الزام ٹھہرایا گیا تھا۔

''غلطی میری ہے، میں ہی بھول گئی تھی کہ ہماری جیسی فیملیز میں لڑکیوں کو غلط کو غلط کہنے کا حق بھی نہیں ہے، اگر ہم دلیل سے کوئی بات کر دیں گے تو ہمیں گستاخ اور بدتمیز ہونے کے القاب سے نوازا جائے گا اور آخر میں ہماری ماؤں کو ہماری تربیت صحیح سے نہ کرنے کی وجہ سے مورد الزام ٹھہرا دیا جائے گا۔'' اس نے آنکھ کے کونے میں رکے آنسو کو انگلی کی نوک سے صاف کیا، اس کا دل چیخ چیخ کر رو رہا تھا، آنسو بس اندر ہی اندر گرتے جا رہے تھے، ایک لکھنے کا ہی تو روزن تھا، زندگی میں کہانیوں کے ذریعے سے ہی سہی مگر جی تو رہی تھی اور آج وہ روزن بھی بند ہو گیا تھا کبھی کبھی اس کا دل کرتا تھا ان حکم دینے والوں کو ہلا کر رکھ دے، گریبان پکڑ کر چیخ چیخ کر پوچھے۔

''یہ جن کے بارے میں کھڑے کھڑے فیصلے سنا دیتے ہو کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ وہ اب جئیں گے کیسے؟ کبھی کبھی دل چاہتا تھا اپنے حق کے لئے لڑے، اپنی زندگی کے فیصلے خود کرے، یوں روز روز کا مرنا بھی کوئی جینا تو نہیں تھا نا، ہر روز کوئی نہ کوئی خواہش مر جاتی تھی اور اندر ہی اندر وہ خود بھی۔''

سنو کیسے پڑھتے ہیں جنازہ ان کا؟
وہ جو خواب سینے میں مر جاتے ہیں

☆☆☆

رات کے کسی پہر کمرے کی پرسکوت خاموشی میں موبائل کے بزر کی آواز گونجی تھی گھپ اندھیرے میں موبائل کی اسکرین جل بجھ رہی تھی، چت لیٹی حورے نے آنکھوں سے بازو ہٹایا اور بلنک کرتے نمبر کو دیکھ کر گہری سانس کھینچتی، بستر سے اٹھ گئی، ایک نظر دوسرے بستر پر سوئی ہوئی ام ہانی پر ڈالی اور دروازہ کھول کر باہر صحن میں نکل آئی، موبائل بند ہو کر دوبارہ بجنے لگا تھا، یس کر کے وہ دادی کے تخت پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئی۔

''السلام علیکم!'' انتہائی آہستہ آواز میں سلامتی بھیج کر اس نے گردن دائیں طرف موڑ کر دیکھا، ایک گھر چھوڑ کر ہی تو تایا کا گھر تھا۔

''یہ آج کیا کہا ہے تم نے امی سے؟'' اس نے سلام کا جواب دینے کا تردد نہیں کیا، وہ آج گھر دیر سے واپس آیا تھا اور یہ ناممکن تھا تائی اسے بتائے بغیر سو جاتیں، سو اب وہ سونے سے پہلے اپنا بوجھ اتارنا ضروری سمجھتا تھا۔

''وہی کہا جو سچ تھا۔''

''تم کچھ زیادہ ہی سچ کی علمبردار نہیں بن گئی؟'' تیکھے اور طنزیہ انداز میں پوچھا گیا تھا، حورے نے لب بھینچ لئے۔

''دیکھو حور عین، مجھے یہ چک چک بالکل بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

پسند نہیں ہے۔" حورعین کا دل دھک سے رہ گیا تھا، اس نے کیا بات کی اس نے صحیح سے سنا نہیں تھا، اسے تو لفظ حورعین نے منجمد کر دیا تھا جو ہوش سنبھلنے سے بھی پہلے سے اس کے لئے حور تھی وہ آج حورعین کیسے ہو گئی تھی۔

"سیدھی سی بات ہے یار بندہ سارا دن آفس میں مغز ماری کر کے گھر آئے اور گھر میں بھی یہ چک چک، کم از کم میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔" حورعین بالکل چپ رہی حالانکہ کہنا تو وہ چاہتی تھی کہ یہ بات اپنی ماں سے بولو جنہیں اس بات کا خیال کرنا چاہیے تھا۔

"حورعین میں نہیں چاہتا کہ ہماری شادی کے بعد کسی قسم کی بھی کوئی بے سکونی ہو اور سچی بات ہے کہ مجھے تمہارا ڈائجسٹ میں لکھنا قطعاً پسند بھی نہیں ہے اور رہی بات تمہاری آگے پڑھنے کی تو پولیٹکل سائنس میں ماسٹرز کی ڈگری تو تم لے ہی چکی ہو تو اب کیا ضرورت ہے انگلش میں ماسٹرز کرنے کی میں نے تھوڑی، تم سے کوئی جاب کروانی ہے۔" وہ بس اپنی ہی سنائے جا رہا تھا یہ محسوس کیے بغیر کہ سننے والی کے خواب آہستہ آہستہ سے ٹوٹتے جا رہے تھے۔

"اور حورعین ایک بات تم نے امی سے بدتمیزی کی جو کہ تمہیں بالکل بھی نہیں کرنی چاہیے تھی اس لئے تم ان سے معافی مانگ لینا یہ رشتہ میری ضد پر ہوا تھا اور اب ہر بات مجھے ہی سننی پڑے گی اور کہ میں بالکل بھی نہیں سن سکتا۔" حورعین کے اندر مان، بھروسہ، بھرم آہستہ آہستہ چٹختا جا رہا تھا، وہ آہستہ آہستہ اپنا بوجھ اس کے کندھوں پر منتقل کرتا جا رہا تھا، حورعین نے اس کی تمام خواہشات اور باتوں کو من وعن سنا، گہری لمبی سانس لی اور فون بند کر دیا، سچ بات تھی کہ وہ تھک گئی تھی، پتا نہیں محبت محبت کی رٹ لگانے والے محبت میں عزت کو شامل کرنا کیوں بھول جاتے ہیں؟ ایک وہ چیز جس کی عورت کو سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے اک وہی چیز اس کے لئے اتنی انمول اتنی نایاب کر دی جاتی ہے کہ ملتی ہی نہیں، اک اسی چیز کے لئے اسے ترسا کر رکھ دیا جاتا ہے۔

☆☆☆

اب کی بار سوچا ہے خاموشی کو بنالیں گے انداز بیاں
نہ لفظ ڈھونڈنے پڑیں گے نہ کسی کو ناگوار گزرے گا

"یہ کیا کر رہی ہو تم حورے؟" ام ہانی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے حیرانگی سے اسے دیکھا جو فرش پر آلتی پالتی مارے مختلف بکس اور پیپرز اپنے اردگرد پھیلائے بیٹھی تھی، سامنے لکڑی کی الماری کا ایک پٹ کھلا تھا، جس کے نچلے خانے میں وہ تمام چیزیں رکھ رہی تھی۔

"فضولیات کو ایک طرف کر رہی ہوں۔"

سپاٹ چہرہ اور آنکھوں میں ڈھیروں اداسی، ام ہانی کا دل کٹ سا گیا۔

"یہ فضولیات نہیں ہیں حورے، یہ نامکمل کہانیاں تمہاری زندگی ہیں یہ کتابیں تمہارے خواب ہیں، بہت ساری ڈگریز لینا تمہارا جنون ہے، ابو نے غصہ میں کہہ دیا کہ اب تم دوبارہ مت لکھنا مگر تم ان سے بات کرو گی تو وہ مان جائیں گے تمہیں پھر سے لکھنے کی اجازت دے دیں گے۔" وہ اس کے پاس نیچے ہی بیٹھ گئی، کمرے سے باہر ام مریم بے تابی سے حورعین کے بولنے کی منتظر تھیں۔

"مجھے ساری زندگی تو ابو کے ساتھ ہی نہیں رہنا ہانی، کل ابو جسے مجھے سونپیں گے وہ میرے آج کے سارے خوابوں کو کچل دے گا، وہ میرا باپ نہیں ہوگا جس سے منت سے، ضد سے میں اجازت لے لوں گی، وہ میرا شوہر ہوگا، جو مجھے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اپنی مجبوریوں کے قصے سنا کر میری خواہشوں کے دروازوں کو بند کر دے گا، میرے خواب جس کے لئے فضول بکواس ہوں گے، جو میری دلیلوں کو میری ذہانت سے تشبیہ نہیں دے گا، بلکہ میری ڈگریوں کو میرے لئے طعنہ بنا دے گا۔'' کاٹ دار انداز میں بات مکمل کرتی وہ کتابیں اٹھا اٹھا کر الماری میں پھینک رہی تھی، اگر اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا، تو کمرے میں بیٹھی ام ہانی اور کمرے سے باہر کھڑی ام مریم کا دل بھی گم صم ہو گیا تھا، لوگوں کو اپنی تحریروں کے ذریعے سے جھنجھوڑنے والی آج خود مایوس ہو گئی تھی، اس کے پاس الفاظ ختم ہو گئے تھے اور ایسا لگتا تھا کہ بے حسی کا لبادہ ادھار مانگ کر اوڑھ بیٹھی تھی۔

''فراز بھائی نے تم سے کچھ کہا، کچھ ایسا حورے جو تمہیں مایوس کر گیا، جس نے تمہارے قلم کو منجمد کر دیا، ایسا کیا کہا حورے کہ تم کھڑے سے گر پڑی اور اٹھ کر پھر سے کھڑے ہونے کا حوصلہ ہی گنوا بیٹھی۔'' حورے کے الفاظ نے ام ہانی کے اندر دکھ اتار دیئے تھے۔

''اس نے میرا بھرم میرا مان توڑ دیا ہانی، محبت کے دعوے کرنے والا میرے حق کے لئے بول نہیں سکتا، اس کا سکون میری محبت سے مہنگا نکلا، وہ چاہتا ہے جو ہے جیسا ہے چلتا رہے، وہ یہ نہیں چاہتا کہ اس جو ہے جیسا ہے میں، میں اپنی زندہ دلی کے ساتھ چلوں، اسے اس بات کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہانی اس جو ہے جیسا ہے میں، میں مر رہی ہوں یا جی رہی ہوں، اسے میرے وجود سے غرض ہے ہانی، اسے میری روح کی تو ضرورت ہی نہیں، بھلا سے وہ مرتی ہے تو مرے۔'' اس کی آواز مدھم تھی اور الفاظ آہستہ آہستہ ٹوٹتے جا رہے تھے، ہانی کا دل دھک سے رہ گیا اور ام مریم کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ اور آنکھوں میں نمی پھیلنے لگی، وہ جس خاموشی کے ساتھ وہاں کھڑی تھیں اسی خاموشی کے ساتھ وہاں سے ہٹ گئیں۔

☆☆☆

''یونیورسٹی جا کر تعلیم حاصل کرنا ضروری نہیں ہے حورے، ضروری یہ ہے کہ تم تعلیم جاری رکھو۔'' رات آہستہ آہستہ بھیگتی جا رہی تھی، ضوفشاں خالہ کے کہے الفاظ بار بار اس کے کانوں کے پردوں سے ٹکرا رہے تھے، یہ الفاظ اسے ہمیشہ ایک نئی تحریک دیتے تھے، ایک نئی لگن، جدوجہد اور اہمیت اس کے اندر پیدا کرتے تھے۔

''اگر آج تم کوئی جذباتیت میں بہہ کر فضول سا فیصلہ کرو گی تو مستقبل اپنا خراب کرو گی، کسی کا کوئی نقصان نہیں ہو گا سوائے تمہارے۔'' یہ الفاظ تب بولے گئے تھے جب گریجویشن کے بعد حورعین کو ماسٹرز کے لئے یونی میں داخلے کے لئے امجد صاحب نے منع کر دیا تھا وہ انتہائی دل برداشتہ ہوئی تھی اور اسی لئے اس نے آگے تعلیم جاری رکھنے سے انکار کر دیا تھا، مگر ضوفشاں کی باتوں نے اسے بہت سی باتوں پر سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔

''لڑکیوں کے لئے تعلیم بہت ضروری ہوتی ہے حورے، کیونکہ وہ آنے والی نسلوں کی امین ہوتی ہیں، تمہارے پاس علم کی روشنی ہو گی تو تم اپنی نسل میں اجالا کر سکو گی نا، مضبوط اور ترقی یافتہ معاشرہ مضبوط اور تعلیم یافتہ ماؤں کی مرہون منت ہوتا ہے اور اگر خدانخواستہ شادی کے بعد تمہاری زندگی میں کوئی حادثہ ہو جائے تو کیا تمہاری انا اور عزت نفس یہ گوارہ کرے گی کہ تم باپ کے در پر آ کر بیٹھ جاؤ؟ نہیں کبھی نہیں حورے ایک بہن کو ایک بیٹی کو ایک عورت کو اتنا مضبوط تو ضرور ہونا چاہیے کہ وہ وقت آنے پر اس معاشرے کی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی ہو سکے، اپنے حق کے لئے بول سکے اور اپنی ضروریات خود پوری کر سکے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ تمہارے پاس تعلیم ہو، کیونکہ تعلیم کی روشنی ہی تمہیں درست راستے کا تعین کرنا سکھائے گی۔"

رات کی خاموشی میں یہ باتیں حورے کے لئے ایک نیا در کھول رہی تھیں ایک نئی سوچ دان کر رہی تھیں۔

"اور تم نے ساری زندگی تھوڑی نا اپنے باپ کے گھر بیٹھے رہنا ہے، ہو سکتا ہے تمہاری زندگی کا ساتھی تمہاری خواہش کو مقدم رکھے، یونی جانے کا شوق تم اس کی زندگی میں داخل ہونے کے بعد بھی پورا کر سکتی ہو، جہاں تمہاری محبت ہو گی وہاں بہت وسعت بھی ہو گی حورے۔"

حورعین کی ٹھوڑی چھو کر وہ پیار سے بولی تھیں۔

اور حورعین سوچ رہی تھی کہ وہ کتنا غلط سمجھی تھی اس وقت فراز کے دل میں شاید اس کے لئے محبت تو تھی مگر وسعت نہیں تھی، وہ بستر سے اتر کر باہر کھلے میں نکل آئی تھی، اسے کمرے میں گھٹن سی محسوس ہو رہی تھی، آہستہ آہستہ ہر خواب مرتا جا رہا تھا اور حورے کو لگتا تھا خوابوں کے ساتھ وہ خود بھی، دنیا میں اتنا فریب بھی ہے اس نے اب جانا تھا، فراز کا سراپا لڑکپن میں ہی اس کی آنکھوں میں سما گیا تھا اور کیوں نہ سماتا اس کی بولتی نظریں ہر وقت جو اس سے باتیں کرتی رہتی تھیں اور شاید یہ اس کی بولتی نظریں ہی تھیں جو بڑوں کو خوف زدہ کر گئی تھیں، باہمی مشاورت سے ان دونوں کا رشتہ طے پایا تھا، مگر ام مریم بالکل بھی اس رشتے کے حق میں نہیں تھیں وہ جیسی زندگی خود گزار چکی تھیں ویسی ہی زندگی حورے کا مقدر بنے وہ نہیں چاہتی تھیں، خاندان ایک تھا، خون ایک تھا اور سوچ بھی ایک ہی تھی اور یہی فکر حورے کو بھی تھی

مگر ایک ڈھارس محبت کی بھی تھی۔

فراز کی والہانہ نظریں اسے بہت سے واہموں سے بچائے رکھتی تھیں مگر آج یہ سکون بھی غارت ہوا، اس کی ماں کی زندگی اس کے سامنے تھی، وہ تو انہیں اپنے حق کے لئے بولنے پر اکساتی تھی اور آج خود قفل بہ لب تھی۔

☆☆☆

سوچیں آوارہ جھکڑوں کی طرح بے قابو ہوئی جاتی تھیں، کبھی ان کی اپنی زندگی سوچوں کی آمجگاہ بن جاتی اور کبھی حورعین پوری اک سوچ بن جاتی، جب سے انہوں نے حورعین اور ام ہانی کی باتیں سنی تھیں اس وقت سے بے چینی اور اضطراب ان کے پورے وجود میں گھر کیے بیٹھا تھا، شادی سے لے کر اب تک انہوں نے بہت کچھ برداشت کیا تھا، گالیاں، مار طعنے ذرا ذرا سی بات پر تھپڑ اور نہ جانے کیا کیا، مگر منہ سے انہوں نے کبھی کوئی لفظ نہیں نکالا تھا، کیونکہ ان کی ماں نے گھر سے رخصت کرتے وقت ایک چپ ہزار سکھ والی نصیحت ان کے پلو سے باندھ دی تھی، جیسے ان ڈائریکلی بولا ہو، ام مریم اس گھر سے تمہارا جنازہ ہی اٹھے تو مڑ کر پیچھے مت دیکھنا اور ام مریم نے اپنی ساری زندگی اپنی ماں کی اس بات کو نبھاتے ہوئے ہی گزار دی تھی، ان کی ماں مضبوط بن کر ان کے پیچھے نہیں کھڑی ہوئیں تو ام مریم نے بھی ساری زندگی کمزوری میں ہی گزار دی، مگر اب ام مریم کو مضبوط بننا تھا حورعین کے لئے، ام ہانی کے لئے، ایک مضبوط فیصلہ کر کے وہ اپنے پیچھے کمرے کا دروازہ مضبوطی سے بند کر کے باہر صحن میں نکل آئیں۔

سیڑھیوں پر گھٹنوں میں سر دیے کر بیٹھی حورعین دبی دبی ہچکیوں سے رو رہی تھی، وہ دبے قدموں سے چلتیں اس کے ساتھ جا کر بیٹھ گئیں،

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اپنے ساتھ کسی کی موجودگی کو محسوس کر کے حورعین نے جھٹکے سے سر اٹھایا، اس کا سارا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا تھا اور آنکھیں سرخ انگارہ تھیں، ام مریم کی آنکھیں بھیگنے لگیں، ان کی بیٹی ان کے پاس، اپنے باپ کے گھر میں تھی اور یوں چھپ چھپ کر روتی تھی اور وہ اپنے باپ کے گھر سے آ کر یہاں بیٹھ کر چھپ چھپ کر روتی تھیں، تو کیا وہ اچھی ماں نہیں بن سکیں تھیں کہ ان کی بیٹیاں یوں چھپ چھپ کر روتی تھیں نا کہ ان کے کندھے پر سر رکھ کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرتی تھیں؟

''تم کہتی تھی حورے میں خود کے لئے بولتی کیوں نہیں، مار کھا لیتی ہوں گالیاں سن لیتی ہوں مگر ہونٹ کیوں سیے رکھتی ہوں، ایک دفعہ خود پر اٹھنے والا ہاتھ روک لیتی تو دوبارہ کبھی نہ وہ ہاتھ مجھے مارنے کے لئے اٹھتا، لیکن حورے۔'' وہ سامنے دیکھتی رہیں اور بولتی رہیں۔

''مجھ میں بولنے کی کبھی ہمت ہی نہیں ہوئی، میں سدا ڈرپوک ہی رہی، ایک مرتبہ ماں سے کہا میرے شوہر نے مجھے تھپڑ مارا، گالی دی، ماں نے کہا آہستہ بولو کہیں تمہارے ابا نہ سن لیں اور یہ کیا بات کی تھپڑ مارا، گالی دی، یہاں عورت کے ساتھ یہی کچھ ہوتا ہے تمہارے ساتھ کیا نیا ہو گیا، دوبارہ اپنے شوہر کی شکایت لے کر میرے پاس نہ آنا، شروع میں ایسا ہی ہوتا ہے بعد میں سب ٹھیک ہو جائے گا، میں حیران ہوئی پریشان بھی، مگر سمجھ گئی دوبارہ ماں کے سامنے نہیں رونا کچھ نہیں کہنا، چوبیس سال گزر گئے میں کسی سے کچھ نہیں بولی، پتا ہے کیوں؟'' انہوں نے حورے کی آنکھوں میں دیکھا، جن میں سے آنسو موتیوں کی لڑیاں بنائے گرتے جاتے تھے۔

''میری ماں نے میرے کندھے پر تسلی بھرا ہاتھ نہیں رکھا، کبھی میرے آنسو صاف نہیں کیے، میرے سسرال میں بھی سر اٹھا کر بات نہیں کی، میرے شوہر سے کبھی باز پرس نہیں کی، میں اکثر سوچتی قرآن میں کہاں لکھا ہے ایک چپ ہزار سکھ، کہاں مرد کو ذرا ذرا سی بات پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت ہے اور کہاں اللہ نے کہا کہ بیوی پاؤں کی جوتی کے سوا کوئی حیثیت نہیں رکھتی، پھر مجھ پر ادراک ہوا غلطی ماں کی نہیں غلطی میری ہے، میں خاموش رہ کر اپنے حق کو معاف کرتی آئی، باپ نے نکاح نامے پر لمبی سی لائن لگا دی، مطلب میرے سارے حقوق کاٹ دیئے میں خاموش رہی کچھ نہ بولی، باپ کا ڈر، زمانے کا خوف، اپنے حق کو معاف کیا اور پھر ساری زندگی حق ہی نہ ملا۔'' وہ زہرخند مسکرائیں اور حورے کا دل کٹنے لگا۔

''جو بھی تھا گزر ہی گئی میں نے گزار ہی لی، لیکن کس کرب سے یہ میں جانتی ہوں، ہم لڑکیاں جوانی کی حدود میں داخل ہوتے ہی اپنے ہم سفر کے بارے میں سوچنے لگتی ہیں، خواب بنتی ہیں اور توقعات وابستہ کر لیتی ہیں، حالانکہ کتنی ہی مثالیں اور کرب اپنے سامنے ہوتا ہے مگر خوابوں میں رہنا ہم خود پر فرض کر لیتی ہیں، اپنے ان دیکھے ہم سفر کو ماورائی مخلوق سمجھ کر سب سے جدا کر لیتی ہیں، یعنی وہ ان سب خود غرض مردوں سے بہت مختلف ہو گا، محبت پھولوں کی طرح نچھاور کرے گا اور زندگی کو جنت ہی تو بنا دے گا نا وہ، مگر جب ان خوابوں کی زندگی تمام ہوتی ہے تو حقیقت کا نہ ختم ہونے والا کھیل شروع ہو جاتا ہے، وہ تکلیف دہ بھی ہوتا ہے اور اشکوں سے پر بھی۔'' وہ ذرا دیر کو رکیں اور حورے کو تذبذب بھری نظروں سے دیکھنے لگیں۔

''میں نہیں جانتی تمہاری زندگی میں کون آئے، کیسا ہو گا؟ اور تمہیں کتنا چاہے گا؟ مگر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

حورے میں جان بوجھ کر تمہیں ایک ایسے انسان کو نہیں سونپنا چاہتی جس کے لئے تمہاری ذات اپنی ذات سے زیادہ اہم نہ ہو، جو محبت میں سچا نہ ہوگا، جو تمہاری حفاظت نہ کر سکے، جس کے ساتھ تمہارا مستقبل تمہارے حال سے بدتر ہو۔" انہوں نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے۔

"تمہارے ابو بہ حیثیت شوہر جیسے بھی ہوں مگر بہ حیثیت باپ وہ بہت اچھے ہیں، وہ تم سے بہت محبت کرتے ہیں اور فکر بھی، تمہارے دل میں چاہے ان کے لئے جتنی بھی بدگمانی ہو مگر میں جانتی ہوں تمہیں یونیورسٹی جانے سے منع کرنے کے پیچھے، تم پر بے اعتباری کا ہونا نہیں تھا بلکہ وہ بس یہ نہیں چاہتے تھے کہ تمہیں باہر کی دنیا سے کوئی دکھ ملے، کوئی درد ملے اور تمہیں لکھنے سے منع کرنے کے پیچھے بھی یہی وجہ تھی وہ اپنی بیٹی کے خلاف کسی کو بولتے ہوئے سن نہیں سکتے تھے اور یقین جانو حورے تمہارے ہر فیصلے پر وہ تمہارے ساتھ کھڑے ہوں گے، تمہاری سپورٹ میں اور تمہاری محبت میں اور کوئی ہو نہ ہو تمہاری ماں اب تمہارے پیچھے مضبوط سہارا بن کر موجود ہے، سو اب یہاں بیٹھ کر چھپ چھپ کر کبھی نہ رونا، کم از کم میرے ہوتے ہوئے تو کبھی نہیں۔"

مسجدوں سے فجر کی اذان کی صدائیں بلند ہونے لگیں اور وہ اس کا سر چومتیں نماز کی ادائیگی کے لئے اٹھ گئیں اور وہ انہیں تب تک دیکھتی رہیں جب تک وہ نظر آنا بند نہ ہو گئیں، اپنی ذات کا غرور اسے دے کر ام مریم سرشار تھیں اور سرخرو بھی اور حورے سوچ رہی تھی ماں سے بڑا تحفہ بھی بھلا کوئی ہوگا دنیا میں، خدا کے بعد یہ مضبوط ڈھال ہی تو ہوتی ہے جو ہر قدم پر سہارا بنتی ہے، گرنے سے بچاتی ہے، اب وہ پرسکون تھی اور خوش تھی، اس کی ماں کے الفاظ ہی اسے مضبوط کرنے کو کافی تھے اور رہی محبت، اس نے کچھ فاصلے پر بنے گھر کو دیکھا اور سر نفی میں ہلا کر اٹھ گئی، ایک کھوکھلا مرد، کھوکھلی محبت کے سوا عورت کی جھولی میں کچھ نہیں ڈال سکتا اور وہ ساری زندگی ایک کھوکھلے مرد کے ساتھ نہیں گزار سکتی تھی۔

چلو اس اک لفظ محبت کو
اک دلکش انداز میں
لوح دل پر نقش کرتے ہیں
اس رستے پر ہم بھی
آنکھیں بند کر کے اندھا دھند چلتے ہیں
وہ جو اس رستے پر صرف پھول ہی
پھول کھلتے ہیں
وہ جہاں پر خزاں ڈھیرہ نہیں سجاتی
جہاں پر پریاں رقص کرتی ہیں
ہم ایسے رستے پر اپنے قدموں
کے نشاں ثبت کرتے ہیں
مگر جاناں!
کیا تم مجھے یقین دلاتے ہو؟
کہ اس رستے پر صدا
پھول ہی کھلتے رہیں گے؟
خزاں ڈھیرے نہیں ڈالے گی؟
تو یہ یقین
تمہاری آنکھوں میں کیوں
نہیں دکھتا؟
کہ راہ محبت پر چلنے والوں
کی آنکھیں تو
پیغام وفا سر عام دیتی ہیں
تو پھر جاناں
تمہاری آنکھیں
مجھے احترام محبت سے خالی
کیوں دکھتی ہیں؟

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

نایاب جیلانی

تیسویں قسط کا خلاصہ

ہیام، نشرہ سے نکاح کے بعد اسے اپنے گاؤں لے آتا ہے جہاں عشیہ کے ساتھ تلخی پیدا ہوتی ہے، عشیہ اپنی والدہ کی وجہ سے انتہائی خوفزدہ دیکھائی دیتی ہے کہ اگر مورے کو پتا چل گیا تو کیا ہو گا، ہیام بہن کو ساری صورت حال بتاتا ہے جس کی وجہ سے اسے یہ قدم اٹھانا پڑا، عشیہ اپنے بھائی کی قربانیوں کو یاد کرتے ہوئے عہد کرتی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو اس کا کھویا ہوا مقام ضرور لے کر دے گی۔

امام کا زندہ بچ جانا ایک معجزہ ہی ہوتا ہے، امام کی خالہ اسے فوری طور پر نوکری سے ریزائن کرنے کو کہتی ہیں۔

امام کو حمت کی یاد آتی ہے جس کی شکل اس کی بہن کومے سے ملتی ہے، وہ اپنی الجھن کا ذکر اپنی خالہ سے کرتا تو وہ پریشان ہو جاتی ہے۔

نیل برا کیلی رہ کر گھبرا جاتی ہے اور وہ جہاندار سے کہتی تو جواباً وہ گھر کے کام کرنے کے لئے اسے کہتا ہے۔

پری گل کسی نہ کسی طرح امام کا نمبر حاصل کر لیتی ہے اور لا کر حمت کو دیتی ہے۔

چوبیسویں قسط

اب آپ آگے پڑھیئے

Downloaded From
Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN

PAKSOCIETY1 | f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

وہ ایک تذبذب کے عالم میں اسے دیکھ رہا تھا۔

نیل بر اس کی نظروں سے قطعاً بے نیاز تھی اور اپنے الفاظ سے بھی، اسے کوئی شرمندگی نہیں تھی کہ اس نے جہاندار کا ہاتھ جھٹک دیا تھا اور نہ ہی نتائج کی کوئی پرواہ کی تھی، وہ غصے میں آتا تھا تو آتا رہتا، اس کی بلا سے، لیکن یہ سب سوچ کی حد تک باتیں تھیں، حقیقی معنوں میں جہاندار کی انا کو للکار کر وہ ہمیشہ مصیبت میں پھنس جاتی تھی۔

"ادھر دکھاؤ مجھے، اتنا خون بہہ رہا ہے، میں مرہم لے کر آتا ہوں۔" وہ خود ہی بولتا ہوا اٹھ کر باہر نکل گیا تھا، پھر جب واپس آیا تو ہاتھ میں زخم کی مرہم پٹی کرنے کا سامان تھا، وہ خون آلود ہتھیلی کو دیکھتی ہوئی گہرے طنزیہ لہجے میں بولی تھی۔

"زخم دے کر مرہم کا رواج بھی یہیں آ کر دیکھا ہے۔"

"ہاں تمہیں اس رواج کے علاوہ بھی بہت سی یونیک چیزیں دیکھنے کو ملیں گی۔" جہاندار کے لہجے میں پہلی سی تندی نہیں تھی، شاید نیل بر کے بہتے لہو نے اس کا دل قدرے پسیج دیا تھا، وہ اس کے قریب گھٹنوں کے بل دوزانو بیٹھ گیا، نیل بر نے ایک دم آنکھیں میچ لی تھیں۔

اور وہ محسوس کر سکتی تھی، جہاندار نے روئی کی مدد سے اس کا ماتھا ڈیٹول سے صاف کیا تھا اور اب وہ ماتھے پہ مرہم لگا رہا تھا، اس کام سے فارغ ہو کر اس نے چیزیں سمیٹ لی تھیں اور ایک تفصیلی نگاہ نیل بر کے سرخ تپتے چہرے پہ ڈالی، ماتھے کے زخم کے علاوہ اس کی ناک بھی سرخ اور سوجھی ہوئی تھی، اس کے آنے سے پہلے وہ بری طرح سے چھینک رہی تھی، اس کا مطلب تھا نیل بر کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، مگر اس سے زیادہ وہ تیمارداری کرنے کا بار نہیں اٹھا سکتا تھا۔

"اگر فلو کی شکایت ہے تو قہوہ پی لو یا جوشاندہ۔"

"مشورے کا بہت شکریہ۔" وہ بوجھل دھیمی زکام زدہ آواز میں بولی تھی، انداز میں صاف رکھائی دیکھی جا سکتی تھی، جہاندار تپائی پہ بیٹھتا چونک گیا۔

"کیا تم تیمارداری کروانے کی خواہش رکھتی ہو؟" اس نے ایک بھوں اچکا کر پوچھا تھا، نیل بر کی تیوری پہ بل آ گئے تھے۔

"ابھی میرے حواس سلامت ہیں۔" اس کا لہجہ ایک مرتبہ پھر بلا کا طنزیہ تھا، جہاندار سمجھ کے مسکرا دیا۔

"میرے ساتھ رہو گی تو حواس سلامت نہیں رہیں گے۔"

"یہی امید کی جا سکتی ہے۔" نیل بر کا لہجہ شکستہ تھا، وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"یعنی تم مایوس ہو چکی ہو۔" جہاندار نے سنجیدگی سے اس کے تاثرات کا جائزہ لیا تھا، وہ تھکی تھکی نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔

"مایوس تو میں تب بھی نہیں ہوئی تھی، جب صندیر خان نے مجھے زندان میں بند کیا تھا، یا یورپ میں چند لیٹرے میری عزت کے ساتھ کھلوار کرنا چاہتے تھے۔" اس نے دل ہی دل میں سوچا تھا۔

"اور خدا نے تب بھی مجھے محفوظ رکھا اور اب بھی وہ میرے لئے ضرور آسانی کی راہ نکالے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

گا۔" اس کے اندر یقین کس قدر ٹھاٹھیں مار رہا تھا، ایسا یقین شاید ہی کسی مغرب زدگان کے اندر پایا جاتا ہو۔

"کس کے خیالوں میں کھو گئی تم۔" کچھ دیر بعد اسے جہاندار کی طنزیہ آواز سنائی دی تھی، نیل بر نے تیکھی نگاہوں سے اسے گھورا تھا، پھر سر جھٹک کر جواب دیا۔

"یہاں اس آسیب کدے میں اچھے خیالات آسکتے ہیں بھلا۔" اس نے جان بوجھ کر بات کا رخ بدل دیا تھا اور نہ وہ جانتی تھی جہاندار کس حوالے سے طنز کر رہا تھا۔

"مجھے کیا خبر تھی، سردار کبیر بٹو کی دختر میری "زوجیت" میں آنے والی ہے، ورنہ میں آپ کے شان شایان کسی محل سرا کا انتظام کر لیتا۔" اس کے طنز نیل بر کے اندر کانچ سے چبھنے لگے تھے، کاش وہ اسے بتا سکتی کہ نیل بر کو کسی محل سرا کی کبھی خواہش نہیں رہی، اس کی ترجیحات میں دولت کہیں نہیں تھی، ہاں اسے ذہنی سکون کی تلاش تھی، جو نجانے اس کے نصیب میں تھا یا نہیں۔

اور اگر وہ اتنی با نصیب ہوتی تو کبھی سردار بٹو اور کریشان کی بیٹی نہ ہوتی، وہ کسی معمولی چرواہے کی بیٹی ہوتی اور وہ اپنے ماں باپ کی بے شمار محبت اور توجہ کا لطف اٹھاتی۔

"اونچے محلات کی بات کون کر رہا ہے، مگر ضروریات زندگی سے منہ نہیں موڑا جاتا، یورپ میں رہتے ہوئے بچپن سے لے کر جوانی تک میں نے کوئی عالیشان زندگی نہیں گزاری تھی، تاہم بابا کے ملنے اور آنے جانے کے بعد میں نے کبھی تنگی بھی نہیں دیکھی، میں خود بھی سرد اور برفیلے علاقوں کی پیداوار ہوں، یہ برفیلے علاقے میرے لئے نئے نہیں ہیں لیکن میں کبھی اتنی تکلیف نہیں برداشت کر پائی آج تک، جو مجھے اب سہنا پڑ رہا ہے، اپنے باپ کے گناہوں کی وجہ سے۔" نیل بر کی آواز مدہم تھی اور لہجہ بھرا رہا تھا، جہاندار اس کے اتنا قریب نہ ہوتا تو ہرگز بھی نہ سمجھ سکتا، اب اس نے سن لیا تھا تو خاموش کیسے رہتا اور حد تھی ادھر ناشکری کی، وہ جن حالات میں اس کی زندگی کا حصہ بنی تھی، کیا گمان کرتی تھی کہ اسے ناز و نعم میں رکھا جاتا؟

یہ کیا کم تھا، وہ اپنے پیاروں کے قاتل کی بیٹی کو اس کی زندگی بچا کر اپنے گھر میں لے آیا تھا، کیا یہ نیل بر پہ احسان کم تھا؟ اور اب وہ جہاندار سے کیا ڈیمانڈ کرتی تھی؟ اس کا موڈ بری طرح سے آف ہو گیا تھا۔

"جتنی تمہاری اوقات تھی اس سے بڑھ کر تمہیں مل گیا ہے، میری نرمی بس یہاں تک تھی، سن لو کان کھول کر، اب اس گھر کے اندر کوئی نوکر نہیں آئے گا، اس گھر کا انتظام اب تمہاری زمہ داری ہے کھانا پکانے سے لے کر صفائی ستھرائی تک، مجھے اپنی بات دوسری مرتبہ دہرانے کی ضرورت نہیں۔" وہ کھولتا ہوا اٹھا تھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا، جبکہ نیل بر کا دماغ اس نئے حکم نامے پہ چکرا گیا تھا۔

پھر شام سے رات ہو گئی تھی، فردوسی بابا نے سارا گھر روشن کر دیا تھا، جب جہاندار باہر سے آیا تب فردوسی بابا فرشی خوان پہ کھانا چن رہے تھے، چونکہ گھر میں فرنیچر نہ ہونے کے برابر تھا، اس لئے گھر اور بھی کھلا اور خوفناک لگتا، بیٹھنے کے لئے یہ ایک آدھ کرسی تھی، سونے کے لئے ایک پلنگ، بستر بھی برائے نام تھے، جہاندار جب ہاتھ منہ دھو کر آیا تو بابا پانی اور گلاس رکھ رہے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"خان بابا! بی بی کو آواز دے لو۔" اسے بادل نخواستہ کہنا پڑا تھا، فردوسی بابا نے کچھ دیر بعد مودب لہجے میں کہا تھا۔

"بی بی تو شاید سو گیا ہے شاہ!" فردوسی بابا بند دروازے پہ دستک دے کر شاید یہی نتیجہ اخذ کر چکے تھے، جہاندار نے سر جھٹک کر کھانا شروع کیا، اس کی بلا سے، سوئے یا مرے۔

"بابا! کل سے تم باہر کے کام کرو گے، بیرونی دیکھ بھال، اندر کی صفائی کا کام بی بی کے ذمے ہے اور یہ کھانا بھی خود پکائے گی۔" وہ اپنے منصوبے کے تحت بابا کو ہدایات دے رہا تھا اور بابا اسے اچنبھے سے دیکھ رہے تھے، جیسے کچھ کہنا چاہتے ہوں۔

"پر شاہ! سردار بنو کی بیٹی کو کھانا پکانا نہیں آتا۔" فردوسی بابا کو نیل بر کی صبح والی باتیں یاد آ رہی تھیں، سو اس نے ہچکچا کر کہہ ہی دیا تھا۔

"سیکھ لے گی بابا! اسے شوق ہے، اپنے شوہر کو خود سے پکا کر کھلانے کا۔" جہاندار نے جان بوجھ کر انداز بدل لیا تھا، اس کی بات سمجھ کر بابا بے ساختہ خوش ہوا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے، ام بی بی کی مدد کروائے گا۔"

"ارے نہیں بابا، اسے خود سے کرنے دینا، محلات کی رانی کو نئے تجربے کرنے کا شوق ہے۔" اس کا انداز ہلکا پھلکا تھا، بابا سمجھ کر اثبات میں سر ہلانے لگا، جہاندار مگن سا کھانا کھا رہا تھا جب یک دم اسے خیال آیا۔

"بابا! مجھے یاد ہے ہمارا یہ گھر سامان سے خالی نہیں تھا، ادھر ہال میں بڑی اماں کا تخت ہوا کرتا تھا اور پورے گھر میں سیاہ لکڑی کا قیمتی فرنیچر تھا اور اب ضرورت کی کوئی چیز نہیں، برتن تک نہیں، اوڑھنے کے لئے بستر نہیں، کوئی لحاف نہیں، سامان کہاں چلا گیا؟"

بابا ڈونگے میں اور سالن لاتا لحہ بھر کے لئے رک گیا تھا، جیسے اسے بہت کچھ یاد آ گیا ہو، اندر سردار بنو کی بیٹی محو استراحت تھی اور باہر وہ عام سا کمین نوکر، وہ کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا تھا جو سردار کی بیٹی کو بری لگ جاتی، جو بھی تھا، دشمنوں کی اولاد اب اس کی مالکن بن چکی تھی۔

"شاہ! تم تو ملک سے باہر تھے، پیچھے کون تھا جو جنازے اٹھواتا؟ تین دن تک میتیں ادھر پڑی رہیں، پھر تم آئے اور علاقے والوں نے تمہیں یہاں رکنے نہیں دیا، بنو خاندان فرخزاد کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ کر بھی پیاسا تھا، وہ تمہیں بھی مار دینے کے در پے تھے، تاکہ شیر شاہ اور فرخزاد کے بعد نسل ہی تمام ہو جاتی، یہ تو بھلا ہوا، جو تم نے جلاوطنی کاٹ کے جرگے کے فیصلے کا بھرم رکھ لیا اور اپنی زندگی سے دشمنی نہیں کی۔" بابا کی بوڑھی آواز یاسیت میں ڈوب رہی تھی، جہاندار کی لہو رنگ آنکھوں میں لہو ٹھاٹھیں مارنے لگا تھا، اسے بہت کچھ یاد آنے لگا، وہ سب کچھ جو جسم کا ذرہ ذرہ ادھیڑ دینے کے لئے کافی تھا۔

"پھر میرے چلے جانے کے بعد کیا ہوا؟" وہ کس اذیت کے سمندر کے بیچ تن تنہا کھڑا تھا، کوئی اس کے فگار ہوئے دل سے پوچھتا؟ اس کے دو بھائیوں کی جوانی کو نگل لینے والے دشمن ابھی تک زمین کے اوپر تھے اور سانس لے رہے تھے یہ کم اذیت کا مقام تھا، یہ کم ذلت کا مقام تھا، اس کی غیرت کھول کھول اٹھی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''ان کے ہرکارے آگئے تھے، حویلی کو آگ لگانے، بس جرگے والوں کی مہربانی، انہوں نے حویلی کو آگ نہیں لگانے دی تھی، پھر سارا سامان انہوں نے پولو گراؤنڈ میں رکھ کر تیل چھڑک دیا تھا، جو بچ گیا، وہ چوراچکے اٹھا کر لے گئے۔'' بابا نے بھرائی آواز میں اپنی بات مکمل کی تھی، جہاندار کے اندر نیزے کی انیاں چبھنے لگیں، اس نے ایک مرتبہ پھر اذیت زہر بھرا سانس اندر کی طرف کھینچا اور کھانا ادھورا چھوڑ دیا۔

اب وہ گھوم پھر کر پوری حویلی دیکھ رہا تھا، بڑی اماں کے وقتوں میں اس حویلی کی سج دھج ہی کچھ اور تھی، اب تو ڈھول مٹی ہو رہی تھی، رنگ و روغن اتر گئے تھے، حویلی کی حالت شکستہ تھی، کنسٹرکشن کا کام بھی ہونے والا تھا، وہ بھی سکون سے یہاں رہنے کے لئے آتا، تو گھر کی حالت بھی ٹھیک کرواتا، اب تو جیسے چل رہا تھا، ایسے ہی چلتا رہتا، اسے کون سا ہمیشہ کے لئے یہاں رہنا تھا۔

صحن میں سیب اور خوبانی کے درخت تھے، جن کی شاخوں پہ رات پھیلی ہوئی تھی، وہ بہت دیر تک برآمدے کے ستون کے ساتھ کھڑا رہا اور بھیگتی یادوں میں خود کو بھگوتا رہا، فرخزاد اور شیر لالا؟

اسے یوں لگ رہا تھا جیسے ابھی کے ابھی لالا کی لینڈ کروز حویلی کے پھاٹک کو پار کرتی آرہی تھی اور پھر پتھریلی روش پہ بھاگتے بچے، اس کی خوبصورت نازک اندام بھابھی، کتنی بھرپور اور خوشحال فیملی تھی، اس کے ماڈرن اور پڑھے لکھے بھائی کو بھی روایتی دشمنیاں زندگی سے دور لے گئیں، اسے یاد تھا، لالا کو روایتی جھگڑوں سے کس قدر کوفت ہوتی تھی اور یہی روایتی جھگڑے اور دشمنی لالا کی جان لے گئی۔

اسے ہر منظر خون سے بھیگا دکھائی دے رہا تھا، خون آلود، جیسے ابھی کے ابھی جنازے اٹھے ہوں اور صف ماتم بچھی ہو، اس گھر میں فرخزاد اور لالا کے قاتلوں کی بیٹی فروکش تھی اور اگر بڑی اماں اس وقت زندہ ہوتیں تو جہاندار کا اب تک کورٹ مارشل ہو چکا ہوتا، نیل بر اس حویلی کی دہلیز پار کرنے کی کبھی جرأت نہ کرتی، اس حویلی میں اس کا ٹھکانہ ممکن ہی نہیں تھا، اس نے گہرا سانس بھرا اور اندرونی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

سارے گھر کے تالے خود چیک کرنے کے بعد جب وہ اس کمرے میں آیا جو فی الحال ان دونوں کا سانجھا ٹھکانہ تھا باقی کمرے اب تک بند تھے اور صفائی وغیرہ نہیں ہوئی تھی، اس کمرے میں بھی واحد پلنگ جہاندار کا تھا، نیل بر پہلے دن سے نیچے بستر لگا کر سو رہی تھی، کیونکہ پلنگ پہ بیشک دو بندوں کی گنجائش تھی تاہم دیکھنے میں یہ سنگل پلنگ تھا۔

پہلے دن سے نیل بر نے ازخود اپنی جگہ متعین کر لی تھی، جہاندار کی طرف سے ایسا کوئی آرڈر نہیں ملا تھا، اسے فرشی بستر پر سوتے ہوئے دیکھ کر جہاندار نے بھی آئی ڈونٹ کیئر کہتے ہوئے شانے اچکا دیئے تھے، جب وہ خود سونے کے لئے نیچے چلی گئی تھی تو اسے بھی ازخود نیل بر کو اپنے پہلو میں لٹکانے کا کوئی شوق نہیں تھا، لیکن تب اتنی کڑاکے کی سردی نہیں تھی، کل اور پرسوں ہونے والی بارش نے موسم سخت سرد اور برفیلا کر دیا تھا۔

شمالی علاقوں میں برف باری بھی وقفے وقفے سے جاری تھی، اس لحاظ سے درجہ حرارت گر گیا تھا، وہ کمرے میں آیا تو باہر کی نسبت ماحول بہتر تھا، تاہم بستر پہ گرتے ہی اسے احساس ہوا وہ اپنے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

گرم جذبات کی وجہ سے ٹھنڈک محسوس نہیں کر رہا تھا، حالانکہ کمرے میں شدید ٹھنڈ تھی، نیل بر ہلکے نیلے رنگ کے بلینکٹ میں تھی، جبکہ جہاندار کے اوپر بڑی اماں کے ہاتھ کا بنا لحاف تھا، لحاف کمبل سے زیادہ موٹا اور گرم تھا، اس لئے جہاندار کو ٹھنڈک محسوس نہیں ہو رہی تھی، نیل بر کے کمبل میں گم وجود کو دیکھ کر جہاندار نے بھی تکیے پہ سر گرا دیا اور آنکھیں موند لیں۔

''میں تا حال اپنے دل میں تمہارے لئے نرمی نہیں پاتا، اس معاملے میں قطعی طور پہ بے بس ہوں۔'' وہ زیر لب بڑبڑاتا کچھ ہی دیر بعد نیند کی وادی میں گم ہو گیا تھا۔

جانے رات کا کون سا پہر تھا جب ہلکی سسکاریوں اور کراہ کی آواز پہ جہاندار کی آنکھ کھل گئی تھی، اس معاملے میں اس کی حسیات خاصی تیز تھیں، وہ آنکھیں مسلتا لحاف ہٹا کر اٹھا اور جلدی سے لائٹ جلا کر اسے فرشی بستر پہ لیٹی کمبل کے اندر غروب نیل بر ہلتی ہوئی دکھائی دی تھی، کیا وہ آواز دبا کے رو رہی تھی؟ وہ کچھ پل حیرت سے دیکھتا رہا، اتنے دنوں میں پہلی مرتبہ یہ سین دیکھنے کو ملا تھا، ورنہ جہاندار کو تو وہ خاصی بے حس لگا کرتی تھی۔

کچھ دیر جہاندار نے اس کے خاموش ہونے کا انتظار کیا تھا، یا وہ اس بات کی تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ اس کا وہم نہ ہو، کچھ دیر بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر نیل بر کے قریب آ گیا تھا، پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا کمبل کھینچ لیا، اسے سردی سے کانپتی گھٹی گھٹی آواز میں روتی نیل بر بری طرح سے حیران کر گئی تھی۔

''نیل بر! کیا ہوا ہے؟ کیوں رو رہی ہو؟'' بالآخر اسے لب کشائی کر کے نیل بر کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہی پڑا تھا، اس کی آواز پہ بھی نیل بر نے کوئی توجہ نہیں دی تھی، وہ اب منہ پہ بازو رکھ کے رونے کا شغل فرما رہی تھی، جہاندار کچھ پل کے لئے لب بھینچے اسے دیکھتا رہا۔

''کچھ بتاؤ گی؟ یا رونے کا ڈرامہ جاری رکھنے کا ارادہ ہے؟'' کچھ دیر بعد وہ خاصے تحمل سے پوچھ رہا تھا، نیل بر نے اب بھی کوئی جواب نہیں دیا تھا، جہاندار جھنجلا گیا۔

''رات کے اس پہر کس کے فراق میں نیر بہا رہی ہو؟'' غصے میں وہ اس کے علاوہ کوئی اور بات نہیں کر سکتا تھا، درد کی شدت سے روتی نیل بر اس کی آواز پہ ساکت ہو گئی تھی، پھر اس نے متورم آنکھوں سے آنسو پونچھ کر جہاندار کی طرف دیکھا، وہ اس کے قریب ہی دو زانو بیٹھا تھا، نیل بر کے اندر تپش آگ کی طرح اٹھنے لگی۔

''جس کے بھی فراق میں رو رہی ہوں، تم سے مطلب؟'' اس کا لہجہ صاف آگ لگا دینے والا تھا، جہاندار کھولتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔

''مطلب مجھے اچھی طرح سے سمجھانے آتے ہیں، لیکن یہ ایک بات یاد رکھنا، مجھے ڈرامے اٹریکٹ نہیں کرتے۔'' وہ انگلی اٹھا کر اسے وارننگ دے رہا تھا۔

''تمہیں کون سی خوش فہمی لاحق ہے؟'' نیل بر نے بھاری ہوتی آواز سے تڑخ کر کہا تو جہاندار کے سر پہ جا لگی تھی۔

''تم کیا سمجھتی ہو؟ یہ گھٹیا ادائیں دکھا کر مجھے موم کر لو گی؟''

''مجھے تم سے کوئی بھی توقع نہیں، سو میں ایسی بے ہودہ کوششیں کیوں کروں گی۔'' اس کا انداز

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اب بھی پھاڑ کھانے والا تھا۔

''تو پھر رونے کا یہ شغل باہر جا کر فرماتی، میری نیند میں خلل ضرور ڈالنا تھا، دن بھر کے سپاہیوں نے عاجز کیا ہوتا ہے، رات کو تمہاری اداکاری شروع ہو جاتی ہے۔'' اس کے کرخت الفاظ نے نیل بر کی آنکھیں ڈبڈبا دی تھیں۔

وہ ہر دفع کا ایک نیا گھاؤ لگاتا تھا اور ہر دفع ایک نئی تکلیف سے روشناس کرتا تھا۔

''اس تکلیف کے لئے معذرت چاہتی ہوں۔'' نیل بر نے اپنے خانزادیوں والے ازلی روکھے پن سے کہا اور ایک جھٹکے سے کمبل ہٹا کر اٹھنے لگی، وہ اتنی ہی غصہ وار اور جذباتی تھی ورنہ اتنی شدید ٹھنڈ میں ہرگز بھی باہر جانے کا نہ سوچتی۔

''مہربانی فرما کر یہیں پڑی رہو، میں نہیں چاہتا، باہر ٹھنڈ میں اکڑ کر میرے لئے اور مصیبت ڈال دو۔'' جہاندار نے زہر خند لہجے میں کہتے ہوئے نیل بر کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو اس کا کانپتا وجود جہاندار کے اوپر ہی ڈھیر ہو گیا تھا، صد شکر کہ جہاندار نے سہارا دے کر اسے گرنے سے روک لیا تھا، ورنہ وہ منہ کے بل گر کے ضرور خود کو چوٹ لگا لیتی، اس صورت میں کہ اس کا ماتھا پہلے ہی زخمی تھا۔

جیسے ہی جہاندار کے اس آفت کو سنبھالتے ہوئے حواس سنبھلے تو ایک پل کے لئے اسے کرنٹ لگا تھا نیل بر کے گداز بازو، آگ کی طرح تپ رہے تھے، جہاندار نے تصدیق کے لئے اس کی گردن، ماتھا، گال کئی مرتبہ چھوئے، وہ شدید بخار میں پھنک رہی تھی، جہاندار کے صحیح معنوں میں چودہ طبق روشن ہوئے تھے، وہ جانے کب سے بخار کی تکلیف کو گھٹ گھٹ کے برداشت کر رہی تھی، اوپر سے شدید سردی کی وجہ سے اس کے دانت بھی بجنے لگے تھے، اسے سردی کا بخار ہو رہا تھا، جس نے اگلے ہی چند منٹوں میں شدت اختیار کر لی تھی۔

جہاندار متفکر سا اسے سردی کی شدت سے کانپتا دیکھتا رہا، فرشی بستر اس کی ٹھنڈ اتارنے کے لئے ناکافی تھا، جہاندار نے کچھ سوچ کر اس کے مدہوش وجود کو بانہوں میں اٹھایا اور اسے احتیاط کے ساتھ پلنگ پہ لٹا دیا، پھر اپنا لحاف اسے اچھی طرح سے اوڑھایا تھا، نیل بر کی سردی پھر بھی کم نہ ہوئی تو اس نے کمبل اٹھا کر بھی اس کے اوپر ڈال دیا تھا، اب وہ ماتھا مسلتا کچھ سوچ رہا تھا، وہ اس کا بخار کیسے کم کرے، نیل بر پہ غنودگی طاری تھی اور بخار کی وجہ سے کراہیں ماحول کو عجیب تکلیف دہ کر رہی تھیں، اس وقت کسی ڈاکٹر کا ملنا بہت مشکل تھا، وہ کرے تو کیا کرے؟ اس نے قدرے جھک کر کراہتی ہوئی نیل بر کا چہرہ دیکھا، تکلیف کی شدت نے اسے کملا دیا تھا، اس کے بال بے ترتیب بکھرے تھے اور چہرہ بلا کا سرخ لگ رہا تھا۔

جہاندار کو خواہ مخواہ ہی ترس آیا، اسے بیمار لوگ بڑا فیسی نیٹ کرتے تھے، بے چارے ہمدردی کے حق دار ہوتے، وہ ایسا سنگدل نہیں تھا یہ تو حالات نے اسے پتھر بنا دیا تھا، ورنہ اس جیسا نرم دل شوخ انسان کوئی دوسرا نہ تھا۔

''نیل بر!'' اس کے لہجے میں خود بخود ملائمت بھر گئی تھی اور اس کے لہجے کی نرمی نے مدہوش پڑی نیل بر کو چونکا دیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''آر یو آل رائٹ۔'' وہ اس پہ پورے کا پورا جھک آیا تھا، نیل بر نے پلکوں کی چلمن اٹھا کر دیکھا، اس کی مہربان آواز اسے کوئی سپنا معلوم ہو رہی تھی، وہ طنزیہ سنگ اٹھا کر مارنے والا لہجہ کہاں تھا؟

نیل بر سے کچھ بولا نہیں گیا، بس اس نے آنکھیں موند کر سر ہلایا تھا اور آنکھوں کے کناروں سے دو آنسو پھسل کر گر پڑے تھے، جہاندار نے بے ساختہ نظریں چرا لی تھیں۔

''میں کسی ڈاکٹر کو دیکھتا ہوں۔'' وہ تیزی سے دروازہ بند کرتا باہر نکل گیا تھا، اس کے دل کی حالت عجیب ہو رہی تھی، اسے نیل بر کی تکلیف عجیب سے احساسات میں مبتلا کر رہی تھی، جانے اس احساس کا نام کیا تھا؟ لیکن جو بھی تھا، فی الوقت اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

وہ فردوسی بابا کے کیبن میں آ کر لمحہ بھر کے لئے رکا اور پھر اندر چلا آیا، بابا کی نیند بڑھاپے کی اونگھ برابر نیند تھی، وہ جلدی ہی اٹھ گئے تھے، جہاندار نے اس پل انہیں تکلیف دینے پہ معذرت کی تھی اور پھر اپنے آنے کا مدعا بیان کیا، بابا کچھ دیر سوچتا رہا پھر جلدی سے بولا۔

''بستی میں ڈاکٹر ملنا بہت مشکل ہے، پر ادھر ایک وکیل ہے زریاب خان، اس کا سالا ڈاکٹر ہے، آج شام کو وہ اپنی بہنوں کو چھوڑنے آیا تھا، کیا خبر ابھی واپس نہ گیا ہو، میں نیچے وادی سے پتا کر کے آتا ہوں۔'' بابا کے بتانے پہ جہاندار نے سر ہلا دیا تھا، پھر ٹارچ پکڑا کر احتیاطاً بولا۔

''بابا! دھیان سے جانا، بلکہ اپنے پوتے کو بھیج دو، رات کو اونچی نیچی کھائیاں ہیں جو نظر نہیں آتیں۔''

''ام ان راہوں میں نہیں پھسلتا شاہ! آنکھیں بند کر کے بھی چل پڑے تو منزل پہ جا کے رکے، یہ راہیں اجنبی تو نہیں۔'' بابا گرم شال اوپر گرم ٹوپا پہن کر نکل گیا اور جہاندار برستی ٹھنڈ میں وہیں بابا کے انتظار میں کھڑا رہا، وہ دعا کر رہا تھا کہ بستی میں مہمان آیا ڈاکٹر آج کی تاریخ میں واپس نہ گیا ہو، کیونکہ یہ خانزادی کسی ٹوٹکے سے ٹھیک ہونے والی نہ تھی جب تک اینٹی بائیوٹک نہ کھا لیتی، وہ برستی ٹھنڈ میں اپنے عجیب احساسات کے ساتھ کھلے آسمان تلے کھڑا نیل بر کے بارے میں سوچتا رہا۔

☆☆☆

ماحول میں خاصی گرما گرمی تھی۔

بڑا ہال نسوانی وجود سے بھرا ہوا تھا، وہ چار بہنوں اور ایک ماں کے نرغے میں اکیلا پھنسا الجبرے کے مشکل سوال سے بھی مشکل سوالوں میں اٹک رہا تھا۔

چاروں جانب سے مختلف نوعیت کے سوالات تھے، جو مشکل بھی تھے اور پریشان کن بھی، بہنیں تباہ کن نظروں سے گھور رہی تھیں اور کچھ کی نگاہیں کھوجتی اور ٹٹولتی تھیں، ہیام آج برا پھنسا تھا، سب سے پہلا سوال بڑی بہن کی طرف سے آیا تھا، وہ مورے کے برابر بیٹھی اور اس کا موڈ خاصا خراب تھا۔

''یہ نشرہ نامی لڑکی کب تک یہاں رہے گی؟''

''بتایا تو تھا، اس کے ماں باپ مر گئے ہیں اور جو اس کے ساتھ۔'' وہ رٹی رٹائی کہانی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اٹھارویں مرتبہ دہرانے لگا تو عینہ نے اسے بری طرح سے جھڑک دیا تھا۔
''یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔'' اس کا لہجہ پہلے سے زیادہ تند تھا ہیام گڑبڑا گیا اور اس نے مدد طلب نظروں سے بے نیاز بیٹھی عشیہ کو دیکھا تھا، جس نے فوراً نگاہیں چرا لی تھیں، عشیہ کی اس غداری پہ ہیام کا دل بھر آیا تھا۔
''بہنیں ہوں تو ایسی ہوں۔''
''کچھ مہینے تک۔'' ہیام کو بالآخر بتانا ہی پڑا۔
''مہینے؟'' وہ اچنبھے سے ہیام کو دیکھنے لگی، یہی حال عمکیہ اور عروفہ کا بھی تھا۔
''میرا اتنا اچھا مہربان دوست ہے، اس کی کزن ہے یہ، وہ مصیبت میں میرے کام آتا ہے، اب اس پہ مشکل پڑی تو میں آنکھیں ماتھے پہ رکھ لوں۔'' ہیام نے تھوڑا لہجے کو تند کر کے سوال اٹھایا تو عینہ کے ماتھے پہ بل آ گئے تھے۔
''لوگ باتیں بنائیں گے، تمہارے بہنوئی اور اس کے گھر والے۔''
''کوئی لڑکا تو نہیں، جس پہ باتیں بنائیں گے۔'' ہیام کا موڈ آف ہو گیا تھا۔
''جوان لڑکی کی بڑی ذمہ داری ہوتی ہے۔'' عینہ کا انداز چبھتا ہوا تھا، وہ تیکھے انداز میں اسے گھور رہی تھی، ایسی نظر سے جیسے کہہ رہی ہو، ''وہ لڑکی ہے، مگر تم تو لڑکے ہو نا، ہمارے خدشات بے جا نہیں۔''
''وہ بے ضرر لڑکی ہے، کسی کو تکلیف نہیں دے گی، الٹا آپ کے کام آئے گی۔'' اس کی حمایت میں بولتا وہ لمحہ بھر کے لئے اٹک گیا تھا۔
''تم اپنے فیصلوں میں کب سے خود مختار ہو گئے ہو، اتنا بڑا فیصلہ کیا اور ہمیں بتایا نہیں۔'' اب کہ عمکیہ نے بھی گفتگو میں حصہ لیا تھا، اس کے سوال نے ہیام کے طوطے اڑا دیئے تھے، کہیں انہیں پتا تو نہیں چل گیا۔
''کم از کم بتاتے تو سہی، کسی دوست کی بہن کو لا رہے ہو، بندہ ذہنی طور پہ تیار ہو، تمہارے بہنوئی سوال کرتے ہیں، اب ان کو جانے کیسے مطمئن کرنا پڑے گا۔''
''تو کر لینا، ویسے بھی بہنوئیوں کا مسئلہ نہیں ہے، ان کے گھر والے غیر ضروری میرے معاملات میں دلچسپی لیتے ہیں۔'' ہیام نے آف موڈ کے ساتھ کہا تھا۔
''ظاہر ہے جن کی دو جوان بہنیں ہوں، وہ اپنے پڑھے لکھے سالے کو نظر میں تو رکھیں گے۔'' عینہ نے چبا چبا کر جتلایا تھا۔
''ہاں میں اپنے بہنوئیوں کی بہنوں کا سہاگ بننے کے لئے تو اتنا پڑھا ہے نا۔'' ہیام نے تنگ آ کر جواب دیا۔
''یہ معاملہ جلدی نمٹاؤ ہیام، میں نہیں چاہتی ہماری زندگیاں تمہاری وجہ سے ڈسٹرب ہوں۔'' عینہ نے ہمیشہ کی طرح خود غرضی بھرا حکم نامہ جاری کیا تھا، ہیام جلبلا ہی گیا۔
''تم سمجھتے نہیں ہیام، عینہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔'' حلیم سی عمکیہ نے نرمی سے اس کا شانہ تھپک کر کہا تھا، خلاف معمول مورے خاموش تھیں اور ان کی خاموشی خاصی پراسرار لگتی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''سن لیں مورے! عیشہ کے ساتھ ہیام کو بھی نمٹا دینا ہے، عروفہ کی بعد میں کریں گے۔'' عنیہ کے ایک اور اعلان نے ہیام کو خاصا جز بز کیا تھا۔

''میں چھوٹا ہوں سب سے، ابھی میری فکر میں اپنے گوشت اور چربی نہ پگھلائیں، ساری بہنوں کو وداع کر لینے دیں۔''

''اب بس بھی کر دو اور اٹھ کے تیاری پکڑو، ہیام تم لوگوں کو گھر ڈراپ کر دے، اسے پرسوں لاہور کے لئے نکلنا بھی ہے۔'' عشیہ نے انہیں گزرتے وقت کا احساس دلا کر اٹھانا چاہا تھا، وہ اس بلاوجہ کی بحث سے تنگ آ رہی تھی۔

''اٹھو عنیہ! زریاب کا دو دفع فون آ چکا ہے۔'' عمکیہ کی گھڑی پہ نگاہ پڑی تو فکر مندی سے بولی۔

''مورے! آپ خیال رکھیے گا، شہر کی لڑکیاں تیز طرار ہوتی ہیں، اس لڑکی پہ نگاہ رکھیے گا۔'' عنیہ نے جاتے جاتے مورے کے ذمے بڑا اہم کام لگایا تھا، باہر نکلتا ہیام ٹھٹھک گیا۔

تو اس کی بہنوں نے پہلے سے ہی خطرہ محسوس کر لیا تھا اور وہ ہیام پہ بند باندھنے کے لئے بے تاب نظر آتی تھیں، ہیام کو نشرہ کا یہاں طویل قیام خطرے میں نظر آ رہا تھا۔

یہ اس کی بال سے کھال اتارتی بہنیں اس بے چاری کا پوسٹ مارٹم کرنے میں لمحہ بھی نہ لگاتیں، اچھا تھا وہ انہیں جلدی ہی ڈراپ کر آتا، ان کے چلے جانے کے بعد نشرہ سے ملاقات کا کوئی چانس بن سکتا تھا، وہ نشرہ کو موجودہ صورتحال سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔

اسے کچھ عرصہ تک اس نکاح کو ڈکلیئر نہیں کرنا تھا، وہ ایک دم گھر والوں پہ دھماکہ نہیں کرنا چاہتا تھا، بہتر تھا وہ اپنی بہنوں کو اعتماد میں لیتا، وہ نشرہ کے لئے مزید مشکلات کے پہاڑ کھڑے کرنے سے گریزاں تھا، اس کے لئے واضح حکمت عملی چاہیے تھی، جو کہ فی الوقت مفقود تھی، وہ تسلی سے بیٹھ کر اگلا لائحہ عمل سوچنا چاہتا تھا کہ اسے آگے کیا کرنا ہے؟

☆☆☆

رات گہری ہونے تک برف سے سارے رستے بلاک ہو گئے تھے۔

وہ جو نکلنے کے لئے پر تول رہا تھا، زریاب کا نشرہ مکرر سن کر جھاگ کی طرح بیٹھ گیا، اسے گھر بھاگنے کی جلدی تھی، اور اتنی ہی دیر ہوتی جا رہی تھی، جانے عروفہ، نشرہ کا کس طرح سے تعارف لیتی، اسے مورے اور عروفہ سے خاصا خطرہ تھا، گو کو عشیہ موجود تھی، تاہم فی الحال وہ بھی اس سے ناراض تھی، اسے مضطرب دیکھ کر اس کے بہنوئی زریاب نے ازراہ مذاق کہا۔

''تم تو ایسے نئے نویلے دلہوں کی طرح گھر بھاگنے کی کر رہے ہو، جیسے گھر میں بیوی بیٹھا رکھی ہے، چپکے سے بیٹھے رہو، موسم کے تیور اچھے نہیں، فجر کے بعد نکلنا۔''

ہیام، زریاب کے مذاق پہ نہ چاہتے بھی کھسیانا ہو گیا تھا، اسے یوں لگا جیسے زریاب نے اسے جان بوجھ کر سنایا ہو، عنیہ اور عمکیہ کی ساس تو اسے جانے نہیں دے رہی تھیں، اور وہ خالہ جان کی محبت سے گوڈے گوڈے تنگ نظر آ رہا تھا، لیکن مسئلہ یہ تھا کہ مین سڑک برف کی وجہ سے بلاک ہو گئی تھی، اب کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ وہ صبح ہی نکلتا، اسے سوچ میں گم دیکھ کر زریاب نے گلا کھنکھار

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

www.paksociety.com

کے کہا۔

''تم تو واقعی نئی دولہن کے تصور میں کھو گے ہو؟ عمکیہ لگتا ہے تمہارا بھائی شادی کے لئے تیار بیٹھا ہے۔'' زریاب کے مذاق پہ ہیام ایک مرتبہ پھر سٹپٹا گیا تھا۔

''خیر سے وہ دن خدا لائے شادی تو ایک دن کرنی ہی ہے۔'' خالہ جان نے اسے نہال ہوتی نظروں سے دیکھا تھا، خالہ جان کی گہری ہوتی محبت اور التفات ہیام سے ہضم نہیں ہو رہا تھا، انہوں نے بصد اصرار اسے کھانا ٹھونس ٹھونس کے کھلایا تھا، پھر کافی پلائی، حالانکہ ادھر قہوے کا رواج تھا، وہ ہیام کی پسند کا خاص خیال رکھ رہی تھیں۔

زریاب کی دونوں بہنیں نجانے کہاں تھیں، ویسے بھی ادھر پردے کا رواج تھا، سو وہ دونوں مہمان خانے کی طرف نہیں آئی تھیں، ایک لحاظ سے اچھا ہی تھا، ہیام یہاں سے نکلنے کو پر تول رہا تھا مگر برف کی وجہ سے اس کا ارادہ پایہ تکمیل سے دور ہی رہا، ناچار بہنوں کے گھر میں رات گزارنی پڑی تھی، جو ان کی روایات کا حصہ نہیں تھی، قریب دو بجے اسے اچانک زریاب نے جگا کر حیران کر دیا تھا، وہ نیند سے ہڑ بڑا کر اٹھا اور اس کے ذہن میں پہلا خیال یہی آیا۔

''کیا برف باری رک گئی؟''

''برف تمہارے دماغ پہ چڑھ گئی ہے، برف کے علاوہ کچھ اور سمجھ نہیں آتا، اتنے بے قرار گھر کے لئے تم لاہور جا کر بھی نہیں ہوتے۔'' زریاب کی شرارت نے اسے جھینپنے پہ مجبور کر دیا تھا، وہ گڑ بڑا کر بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔

''سو طرح کے کام نمٹانے ہوتے ہیں زریاب بھائی، ایسی تو کوئی بات نہیں۔'' اس نے اپنی جھینپ مٹانے کی غرض سے کہا۔

''اچھا اچھا میں نے کب کہا، کوئی اندر چھپی کہانی ہے، ہماری نظروں سے اوجھل۔'' وہ مسکراتا ہوا اچانک خیال آنے پہ بولا تھا۔

''تمہیں تکلیف دینے پہ معذرت، یہاں اوپر وادی کی پہاڑی پہ شاہوں کی غیر آباد حویلی میں ان کا بیٹا سالوں بعد بسنے کے لئے آیا ہے، اس کی بیوی بیمار ہے، ملازم کو یہاں بھیجا ہے، شاید فردوسی بابا کے لڑکے نے بابا کو تمہارے آنے کا بتایا ہو، وہی بابا جس کی مفت دوائیں تم اکثر اوقات لاہور سے بھیجتے ہو۔''

''اچھا اچھا۔'' ہیام سمجھ کر فوراً اٹھا تھا، اپنی پیشہ وارانہ خدمات کے لئے وہ ہر دم تیار رہتا تھا، اس نے اپنا میڈیکل باکس بھی نکال لیا، جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا تھا۔

''لڑکا باہر کھڑا ہے، بابا تمہاری رہنمائی کے لئے ساتھ آیا ہے، میری ضرورت ہے تو ساتھ چلوں؟'' زریاب باہر تک اس کے ساتھ چلا آیا تھا، ہیام نے فوراً انکار کیا۔

''اس کی ضرورت نہیں، اب تو فجر بھی ہونے کے قریب ہے، تہجد کا وقت ہوا چاہتا ہے، تم لوگ آرام کرو، میں رستے کا جائزہ لے کر وہیں سے گھر کے لئے نکل جاؤں گا۔'' ہیام نے بہنوئی سے ہاتھ ملا کر اجازت طلب کی تھی، زریاب نے اچھا کیا تھا اسے جگا دیا تھا، وہ اسی وقت کا الارم لگا کر سویا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''اچھا پھر اللہ کے حوالے۔'' زریاب نے کچھ دیر کی پس و پیشت کے بعد اس کی مجبوری سمجھتے ہوئے جواب دیا تھا، ہیام مسکراتا ہوا بابا کی ہمراہی میں کافی فاصلے پہ موجود اس ہیبت ناک حویلی میں آ گیا۔

بہت ہی قدیم اور پرانی حویلی تھی، سالوں پرانی، بہت سے رازوں اور مظالم کی امین، بہت سی راہداریاں اور گلیارے جا بجا بچھے تھے، بہت اونچی چھتوں اور بالکونیوں سے سجی، جس کے پیچھے پولو کا بہت بڑا گراؤنڈ تھا، بابا نے اس کی دلچسپی اور حیرانی دیکھ کر بتایا۔

''یہ گراؤنڈ شاہوں کا ذاتی گراؤنڈ تھا، ہر سال یہاں پولو کا کھیل منعقد کرواتے تھے، بڑا عظیم میلہ لگتا تھا، دور دور تک اس کھیل کو دیکھنے لوگ آتے تھے۔''

''ہوں۔'' ہیام نے لمبا سا ہنکارا بھرا اور بڑی سی حویلی کے پھاٹک کو دھکیل کر اندر آ گئے، سامنے ہی شدت ٹھنڈ کا احساس کیے بغیر حویلی کا مالک کھڑا تھا، ایک خوبصورت اور وجیہہ مرد، دیکھنے میں بہت دبدبے والا لگتا، خوبصورت اور پر اسرار، یقیناً بیوی سے بہت محبت کرتا تھا، تبھی تو کسی طبیب کے انتظار میں وہی کھڑا تھا، ہیام سے بڑے پہ تپاک سے ملا، ہیام اس کی ہمراہی میں اس پر اسرار حویلی کے اندر آ چکا تھا۔

حویلی باہر سے جتنی پر شکوہ تھی اندر سے اتنی ہی بیاباں، برائے نام فرنیچر اور خالی کمرے، اوپر سے خوفناک قسم کا سناٹا عجیب طرح سے دل کو پریشان کرنے والا تھا، اس حویلی کا مالک جہاندار اسے اپنے کمرے میں لے آیا، یہ ایک ڈبل روم تھا، لیکن خالی ہونے کی وجہ سے عجیب لگتا۔

کچھ ہی دیر بعد ہیام نے اس کی بیوی کا معائنہ کیا، وہ سردی کے بخار میں مبتلا تھی اور اسے نمونیے کی شکایت لگتی تھی، ہیام کو حیرت ہوئی یہ ٹھنڈ بے احتیاطی کی وجہ سے تھی، ہیام نے اسے انجکشن دیئے اور کچھ دوائیں بھی، باقی میڈیکل سٹور والی نسخے پہ لکھ دی تھیں۔

''آرام آ جائے گا کیا؟'' جہاندار نے فکر مندی سے پوچھا۔

''یہ ٹھنڈ پرانی لگتی ہے، مسلسل بے احتیاطی کی وجہ سے بخار بگڑ گیا ہے، دوائیں استعمال کریں، ٹھیک ہو جائیں گی۔'' ہیام نے پیشہ وارانہ انداز میں کہتے ہوئے نسخہ اسے تھمایا، تب تک بابا چائے بنا کر لے آیا تھا، ہیام اس تکلف پہ شرمندہ ہو گیا۔

''اس کی کیا ضرورت تھی۔''

''کیوں ضرورت نہیں تھی، اس کڑاکے کی سردی میں گرم بستر چھوڑ کر ہمارے لئے آئے ہو، یہ تو کچھ بھی نہیں۔'' جہاندار نے شائستگی ملائمت سے کہا تھا۔

''یہ تو میرا فرض تھا جناب۔'' ہیام نے انکساری کا مظاہرہ کیا، ساتھ ساتھ وہ نیل بر کا بخار بھی چیک کر رہا تھا، بخار کچھ کم ہوا تو ہیام نے اسے دو انجکشن اور دیئے تھے۔

''کیا یہیں اسی علاقے میں پریکٹس کرتے ہو؟'' جہاندار کچھ ہی دیر میں ہیام کی بے تکلفانہ طبیعت کے باعث سوال پوچھ رہا تھا، ہیام اپنی فطری سادگی اور برجستگی سے ایسے ہی اجنبیوں کے ساتھ دوستانہ بنا لیتا تھا۔

''نہیں گورنمنٹ جاب پہ ہوں، ٹرانسفر کی کوشش تو ہے، خدا کرے لاہور سے یہاں آ جاؤں،

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

منگورہ سے آگے، بیال سے کچھ قریب میرا گھر ہے۔" ہیام نے تفصیل سے بتایا تھا، جہاندار بیال کے نام پہ چونک گیا تھا اور چونک تو نیل بر بھی گئی تھی، اپنے علاقے کا نام سن کر اس کی بوجھل آنکھوں میں بے چینی اتر آئی۔

"میری دو بہنوں کی یہاں شادی ہوئی ہے، انہیں گھر چھوڑنے کے لئے آیا تھا، خدا نے مجھے آپ کے لئے وسیلہ بنا دیا، ورنہ آپ کو انہیں لے کر شہر جانا پڑتا، ادھر کوئی دور نزدیک ڈاکٹر نہیں۔"

ہیام نے تھرمامیٹر لگا کر نیل بر کا بخار ایک مرتبہ پھر چیک کیا، بخار پہلے سے کچھ کم تھا۔

"بیال میں کہاں رہتے ہو؟ کس جگہ؟ میرا علاقہ بھی بیال ہے۔" بخار کی حدت کچھ کم ہوئی تو نیل بر کے دماغ کی بند ہوتی کھڑکیاں بھی کھل گئیں، بخار کا حبس ان کھڑکیوں سے باہر نکل رہا تھا۔

نیل بر کے سوال نے ہیام کو چونکا دیا تھا، وہ لمحہ بھر کے لئے گڑبڑا گیا، نیل بر سے اسے ایسی بے تکلفی کی امید نہیں تھی اور وہ اس کے شوہر کے چہرے پر پھیلی ناگواری بھی دیکھ رہا تھا، جسے اپنی بیوی کا سوال سخت کھٹک رہا تھا اور ابھی ہیام جواب کیا دیتا جہاندار کی سنجیدہ سی آواز نے اسے بالکل چپ کروا دیا تھا۔

"میرا خیال ہے، بخار تمہارے دماغ کو چڑھ گیا ہے۔"

"اور میرا خیال ہے، بخار میرے دماغ سے اتر گیا ہے، تھینک یو ڈاکٹر۔" نیل بر نے انگلش لب و لہجے میں بول کر ہیام کو حیران کر دیا تھا، اس کا مطلب تھا، جہاندار کی بیوی فارنر تھی، کیونکہ اس کا لب و لہجہ مقامی نہیں تھا، ان دونوں کو بحث کرتا دیکھ کر ہیام گھبراتے ہوئے اٹھ گیا۔

"یہ دوائیاں ضرور منگوا لیجئے گا، مجھے اب اجازت دیں چلتا ہوں۔" ہیام نے جلدی سے اپنی بات مکمل کر کے میڈیکل باکس اٹھا لیا تھا، جہاندار اپنی بیوی کو گھورتا ہوا اس کے پیچھے باہر آیا۔

"تھینک یو ڈاکٹر ہیام! تم سے مل کر بہت اچھا لگا۔" جہاندار نے اس کا شانہ تھپک کر شکریہ ادا کیا تو ہیام نے مصافحے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھا کر خدا حافظ بولنا چاہا۔

"آں ہاں...... میں تمہیں ڈراپ کرنے جا رہا ہوں ہیام، وہاں جا کر ہاتھ ملائیں گے بلکہ گلے بھی ملیں گے، میں تمہیں بیال چھوڑنے جا رہا ہوں۔" اس نے اپنی جیپ کی چابیاں ہوا میں اچھالیں تو ہیام کو چکر سا آ گیا۔

"ارے نہیں، میں چلتا ہوں، آپ اپنی بیگم کو اس حالت میں اکیلا چھوڑ کر نہ جائیں۔"

"بیگم کا دماغ چل پڑا تو سمجھ لو، بیگم کو اب تیمار دار کی ضرورت نہیں، مجھے بیال میں کام ہے، اسی بہانے میرا کام بھی ہو جائے گا۔" جہاندار اسے اپنی جیپ کی طرف لے آیا تھا، ہیام کو بادل نخواستہ بیٹھنا پڑا۔

"آپ کو تکلیف ہو گی۔" وہ متذبذب کا شکار تھا۔

"کیا تمہیں گرم بستر سے نکلتے ہوئے تکلیف نہیں ہوئی؟" جہاندار کے سوال نے ہیام کو چند پل کے لئے چپ کروا دیا تھا۔

"میرا تو یہ فرض تھا، پیشہ ورانہ بھی اور اخلاقی بھی۔"

"اور میرا بھی یہ فرض ہے، پیشہ ورانہ نہ سہی، اخلاقی تو ہے نا۔" جہاندار نے جیپ اسٹارٹ کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اور کھلے پھاٹک سے باہر کی طرف گیئر لگا کر بیال جانے والی سڑک پہ ڈال دی۔
''آپ کا نام پوچھ سکتا ہوں۔'' شاید اس کے ذہن سے نکل گیا تھا، نام کچھ مشکل تھا مگر سنا سنا بھی لگ رہا تھا، ہیام نے جان بوجھ کر یہ سوال کیا تھا۔
''جہاندار!'' وہ اس کے نام پہ قدرے چونک کر اسے دیکھنے لگا تھا اور پھر سر جھٹک کر مسکرا دیا۔
''آپ کا نام سنا سنا لگ رہا ہے۔''
''اس علاقے میں میرا طوطی بولتا ہے، نام تو ضرور سنا ہوگا۔'' اس کے شاہانہ انداز پہ ہیام اس دفع کھل کر ہنس پڑا تھا۔
ایسے ہی باتوں کے دوران ہیام کی جہاندار سے گاڑھی چھن گئی تھی، ہیام کو تو منٹوں میں دوست بنانے کی عادت تھی مگر جہاندار کا انداز بھی حوصلہ افزا تھا، جب جیپ ہیام کے گھر کے سامنے رکی تو ہیام نے اسے اندر آنے کی آفر دی تھی۔
''میری ماں سے مل کر یقیناً آپ کو اچھا لگے گا، گلگت کے لوگوں سے انہیں قلبی لگاؤ ہے۔''
''میں پھر کبھی قدم بوسی کو حاضر ہوں گا، کام نمٹا کے واپس بھی جانا ہے، یونو کہ بیمار بیگم کو اکیلا چھوڑ کے آیا ہوں۔'' جہاندار نے شائستگی سے معذرت کی تو ہیام نے اس کا عذر بادل نخواستہ قبول کرلیا تھا، کچھ ہی دیر میں جیپ زن سے آگے بڑھ گئی تھی اور ہیام ایک ٹک دھول اڑتے رستوں کو دیکھتا سوچ رہا تھا۔
''کہ میں نے یہ نام کہاں سنا ہے؟'' انہی سوچوں میں گم وہ اندر آیا تو عشیہ باہر نکلتی دکھائی دی تھی، ہیام کو دیکھ کر چونک گئی، ہیام بھی رک گیا تھا۔
''چھوڑ آئے ان بلاؤں کو؟'' اس کا اشارہ بہنوں کی طرف تھا۔
''ہاں۔'' ہیام نے گہرا سانس بھرا اور تھکے تھکے اعصاب ڈھیلے چھوڑ دیئے تھے، اس کی بے چین نگاہیں اندرونی حصے کی طرف محو سفر تھیں، عشیہ اس کی نگاہوں کا اضطراب فوراً بھانپ گئی تھی۔
''یہاں سب خیریت رہی؟'' وہ دھیمی آواز میں پوچھ رہا تھا۔
''سب خیریت ہے فی الحال، مگر آگے کی گارنٹی نہیں۔'' عشیہ کا انداز سنجیدہ تھا، ہیام آہ بھر کے رہ گیا۔
''تم کب تک واپس جا رہے ہو؟''
''کل شام کو نکلوں گا۔'' ہیام نے آہستگی سے بتایا۔
''کوشش کرو کے تمہارا ٹرانسفر منگورہ ہو جائے یا کسی اور قریبی ہسپتال میں، میں اکیلے اتنے بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔'' اس کا اشارہ نشرہ کی طرف بھی تھا، ہیام سمجھ گیا۔
''میں جانتا ہوں عشیہ! تم نے میرے سارے بوجھ اٹھا رکھے ہیں، مجھے یوں اکیلا مت چھوڑنا، ابھی مجھے تمہاری ضرورت ہے۔'' اس نے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر وعدہ لینا چاہا۔
''تم ہمیشہ مجھے اپنے برابر پاؤ گے ہم قدم۔'' عشیہ نے ملائمت سے اس کا کندھا تھپک کر تسلی دی تھی، تو وہ مشکور نظروں سے بہن کو دیکھنے لگا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''لیکن تمہیں بہت ثابت قدم رہنا پڑے گا ہیام۔''

''تم مجھے ہمیشہ ثابت قدم ہی پاؤ گی۔'' ہیام نے مسکرا کر بہن کو تسلی دی تھی، وہ اس کا شانہ تھپک کر آگے بڑھ گئی اور ہیام بہت سا بوجھ لے کر اندر چلا آیا تھا۔

وہ جب سے نشرہ کو یہاں لایا تھا ایک مرتبہ بھی اس سے ملاقات نہیں ہو سکی تھی، وہ اسے تسلی کے دو بول تک نہیں کہہ سکا، وہ بھی کمرے تک ہی محدود تھی، ہیام نے اسے دستر خوان پہ بھی نہیں دیکھا تھا، عشیہ نے ہی بتایا تھا، وہ کھانا نہیں کھا رہی تھی، اس کے احساسات جذبات کیا تھے وہ سمجھ سکتا تھا، وہ کیا سوچتی ہو گی، کس بزدل پٹھان سے اس کا واسطہ پڑا ہے، جو اپنی جائز، منکوحہ کی حیثیت منوانا تو دور ابھی اس کا تعارف تک نہیں کروا سکا، وہ اپنے گھر والوں کے سامنے نشرہ کا اور اپنا رشتہ سوالیہ نشان بنا چکا تھا۔

یہ اس کی مجبوری تھی، وہ فی الوقت کوئی بڑی محاذ آرائی کے حق میں نہیں تھا، وہ مورے کو جذباتی دھچکے سے بچانا چاہتا تھا، وہ جیسے ہی اندر آیا مورے اپنے تخت پہ نیم دراز تھیں، بیٹے کو دیکھ کر کھل اٹھیں۔

''میں رات سے پریشان تھی، ہیام آیا کیوں نہیں، عشیہ نے کہا، برف باری کی وجہ سے رستہ خراب ہو گا، دل کو بڑی بے چینی تھی۔'' وہ اس کا سر منہ چوم کر محبت سے بولیں، اپنے اکلوتے بیٹے میں ان کی جان بند تھی۔

ہیام نے ان کو تفصیل بتائی تو وہ مطمئن ہو گئی تھیں، پھر اس نے اندرونی پریشانی چھپا کر پوچھا۔

''وہ مہمان کہاں ہے؟'' اس کا اشارہ نشرہ کی طرف تھا۔

''ادھر کمرے میں ہے، کھاتی پیتی کچھ نہیں، عشیہ ناشتہ دے کر گئی ہے، ٹرے جوں کی توں واپس آ گئی ہے۔'' مورے کے بتانے پہ وہ سخت بے چین ہوا تھا۔

''بے چاری گھر والوں کو یاد کرتی ہو گی، اپنے ماں باپ کو۔'' مورے نے ہمدردی سے کہا۔

''آں ہاں، میں دیکھتا ہوں جا کر۔'' ہیام بے چین سا ہو کر اٹھا اور تیزی سے کونے والے کمرے کی طرف مڑ گیا، اس کے جاتے ہی عروفہ کمرے سے نکل کر ماں کے پہلو سے چپک گئی تھی۔

''دیکھیں تو ہیام کو ایک غیر لڑکی کی کتنی فکر ہو رہی ہے۔''

''اس کی ذمہ داری ہے فکر تو کرے گا، کل کو دوست کے سامنے کیا جواب دے گا۔'' مورے نے رکھائی کا مظاہرہ کیا تو عروفہ کو اپنی دال گلتی نظر نہیں آئی تھی، اس کا موڈ آف ہو گیا تھا۔

''مجھے تو معاملہ کچھ اور لگتا ہے۔'' کچھ دیر بعد اس نے پھر سے تیلی دکھائی تھی، اب کہ مورے نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

''کبھی دماغ سے کوئی اچھی بات بھی سوچ لیا کرو۔'' مورے نے جھڑک کر سر جھٹکا تو عروفہ کو بھی غصہ آ گیا تھا۔

''دیکھ لینا پھر ہاتھ ملتی رہ جائیں گی۔'' وہ پاؤں پٹختی اندر گئی تو مورے کو بھی نئی فکر کے حوالے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

کر گئی تھی۔

''ہیام آیا نہیں ابھی، اتنی دیر؟'' ان کے اندر پہلی مرتبہ وسوسہ سا آیا اور پھر وہ سر جھٹک کر لاحول پڑھتی تسبیح پڑھنے لگی تھیں۔

کونے والے کمرے میں ہیام ماحول کی کثافت کے زیر اثر تھا، اسے دیکھ کر نشرہ نے جو رونا شروع کیا تو ہیام کو لینے کے دینے پڑ گئے تھے، ایک تو اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی، اسے چپ کیسے کروائے، اوپر سے اس کا غصہ اور بلند ہوتی آواز بھی اسے بوکھلائے دے رہی تھی۔

''دیکھ نشرہ! کوئی سن لے گا، ابھی میری کنڈیشن سمجھو دیکھو، جلدی سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔''

''تو میں کیا کروں؟'' اس نے آنسوؤں کے بیچ بھرائی آواز میں جواب دیا تھا۔

''بس مجھ پہ اتنا احسان کرو کہ چپ ہو جاؤ، رونا دھونا چھوڑ دو اور تین وقت ٹھیک سے کھانا کھا لیا کرو۔'' وہ منت بھرے لہجے میں التجاء کر رہا تھا، نشرہ نے سوں سوں کرتے ہوئے جواب دیا۔

''اتنی اچانک میری شادی ٹوٹ گئی، میرا مذاق بن گیا، پھر آناً فاناً نکاح ہوا اور میں ایک اجنبی نگری اور الگ ماحول میں آ گری، اتنی جلدی میرا دل نہیں سنبھل رہا، اوپر سے بہت اچھے ہو تم، بس نکاح کر لیا، جذبات میں آ کر بھڑک مار لی، اتنا نہیں ہوا، میرے رشتے کی وضاحت کر دو۔'' وہ اسے آج ہی دستیاب ہوا تھا، سو دل کی ساری بھڑاس نکال لینا چاہتی تھی، باتوں کا یہ فنکار بوکھلاتا ہوا اس کے قریب دوزانو بیٹھ گیا، مارے جذباتیت کے ہاتھ بھی پکڑ لئے اور اس کے ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے آنسو دیکھ کر لوٹ پوٹ ہوتے دل سے تنگ آ کر گلے سے بھی چمٹا لیا اور پھر فوراً ہی بوکھلا کر چھوڑ دیا۔

''ہائے یہ میں کیا کر رہا ہوں؟ اور یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟'' اس نے اپنے دھڑکتے دل کو قابو میں کیا اور ابلتے جذبات پہ بمشکل بندھ باندھے تھے، ایک تو نشرہ اس کی محبت تھی اور پھر بیوی بھی تھی اور پھر رو بھی رہی تھی، دل بے چارہ کیسے قابو میں رہتا؟

''اپنے آنسو تو صاف کرو، بلکہ میں ہی کر دیتا ہوں۔'' ہیام نے اس کے دوپٹے کا پلو پکڑ کر آنسو صاف کیے۔

''اب رونا بند کرو اور میری بات سنو۔'' وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں دباتا ملائمت سے بولا۔

''میں اتنی دیر یہاں نہیں بیٹھ سکتا، مورے کو شک ہو جائے گا، سنو میری جان، یہ سب بہت اچانک تھا، میرے لئے بھی، میں گھر والوں کو اعتماد میں نہیں لے سکا اور اب اتنی اچانک بتا بھی نہیں سکوں گا، تھوڑا سا وقت لگے گا اور سب ٹھیک ہو جائے گا، تب تک تم تسلی سے یہاں رہو۔'' وہ اسے نرمی سے سمجھاتا رہا تھا، اس کے سمجھانے کا اتنا اثر ہوا کہ نشرہ نے رونا بند کر دیا، شاید بھڑاس بھی نکل چکی تھی، یہ آنسو پونچھتی سر ہلانے لگی۔

''میں شام کو تمہاری گھر بات کروا دوں گا، اب تم ایسا کرو، کچن سے ناشتہ اٹھا لاؤ، ظالم سماج بیچ میں نہ ہوتا، تو تمہیں اپنے ہاتھ سے ناشتہ کرواتا۔'' وہ اتنے لاڈ سے بولا کہ نشرہ بے ساختہ جھینپ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

گئی تھی، تھوڑی سی بدگمانی کی گرد بھی چھٹی تو دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔

''میں خود کر لوں گی۔'' اس نے آنکھیں جھکا کر شرم سے کہا، ہیام کی گہری نظریں اس کو بوکھلائے دے رہی تھیں۔

ہیام نے اس کے گورے ملائم ہاتھ پکڑ کر زور سے دبائے اور بے ساختہ چوم لئے، نشرہ کا مارے حیاء کے سر جھک گیا، ہیام اس نظارے پہ نہال ہی ہو جاتا اگر دروازے کی دستک اسے الرٹ نہ کر دیتی وہ تیزی سے باہر کی طرف پلٹا تھا، سامنے ہی عشیہ کھڑی تھی، اسے گھورتی ہوئی۔

''حد ہے ہیام، لاپرواہی کی، اندر کیا کر رہے تھے؟''

''اسے چپ کروا رہا تھا۔'' اس نے بوکھلاتے ہوئے سچ اگل دیا، عشیہ نے اس کا کندھا دبوچ لیا تھا۔

''الو، گدھے، مورے کی شکی طبیعت کا پتا نہیں تمہیں، وہ اپنی پلٹون لے کر یہاں آنے لگی تھیں۔'' اس کا اشارہ عروفہ کی طرف تھا، ہیام کو جھرجھری آ گئی۔

''شکر ہے بچت ہو گئی۔'' وہ کانوں کو ہاتھ لگاتا اس کے برابر چل رہا تھا۔

''میں نے تمہیں کہا ہے، محتاط ہو جاؤ، مگر تمہیں اثر نہیں۔'' عشیہ اسے دبی آواز میں ڈانٹ رہی تھی۔

''اب بخش دو میری ماں، ایسا اب نہیں ہو گا۔'' ہیام نے کانوں کو ہاتھ لگائے، عشیہ اسے گھور کر دیکھ رہی تھی، اسے خبر تھی، وہ ایک بودا وعدہ کر رہا ہے، اتنا تو عشیہ سمجھ چکی تھی کہ نشرہ سے نکاح دوست کی محبت میں نہیں، اس نے اپنی محبت سے مجبور ہو کر کیا ہے، اس نے بے ساختہ اپنے بھائی کی خوشی کے لئے دعا کی تھی۔

☆☆☆

اور صندیر بڑو کی خواب گاہ کا ماحول کثیف تھا۔

اسے اندازہ نہیں تھا، اسے کس کام کے لئے ہٹ سے بلایا جا رہا ہے، اس بات کا اندازہ ہوتا تو وہ کسی بھی کام کا بہانہ کر دیتا۔

یہاں آ کر اسے بی جاناں کو دیکھ کر شدید حیرت ہوئی تھی، بی جاناں کا یہاں آنے کا کیا مقصد تھا؟ پہلی مرتبہ شاہوار کو معاملہ گمبھیر لگا تھا۔

بی جاناں اسے دیکھ کر کھل اٹھیں، فطری طور پر وہ بھی دادی سے محبت کرتا تھا، مگر اسے اندازہ نہیں تھا، دادی سے یہ محبت اسے بہت مہنگی پڑنے والی تھی۔

صندیر خان خلاف توقع خاموش تھا اور کسی گہری سوچ میں گم لگتا تھا، شاہوار سمجھ گیا، معاملہ کچھ ایسا تھا، جو اس کی ذات تک محدود تھا۔

کچھ ہی دیر بعد بی جاناں نے صندیر خان کو اشارہ دیا تو وہ تمہید باندھنے کے انداز میں بولا تھا۔

''خاناں! بی جاناں کی خواہش ہے، اب تم کو دلہا بنائیں۔'' اس کا لہجہ ہلکا پھلکا تھا، چہرے پہ مسکراہٹ بھی تھی، مگر اس کے الفاظ ساتھ نہیں دے رہے تھے، اسے اندازہ تھا، وہ جو بات کرنے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

والا ہے، اس پہ شاہوار کبھی راضی نہیں ہوگا، لیکن بی جاناں نے اسے مجبور کر دیا تھا۔

"آں ہاں۔" شاہوار چونکا اور سنبھل گیا تھا، پھر اس نے صندیر کے انداز میں ہی اپنی بات دہرائی تھی۔

"اصولاً تو بی جاناں پہلے تمہارے سر پہ سہرا سجاتیں، میری باری تو بعد کی تھی۔"

"میری باری بھی آ جائے گی، پہلے تم سے تو فارغ ہو جاؤں۔" صندیر نے خوشگوار لہجے میں بات بنائی تھی، شاہوار جز بز سا ہو گیا۔

"پھر آپ حمت کا سوچیں پہلے۔" اس نے جان بوجھ کر سبا خانہ کا نام نہیں لیا تھا۔

"حمت اور سبا خانہ دونوں کا سوچنا ہے۔" بی جاناں نے فوراً بات آگے بڑھائی، شاہوار ایک مرتبہ پھر جز بز ہوا۔

"تو سوچیں۔"

"اسی لئے تمہیں بلایا ہے۔" صندیر خان نے گہرا سانس بھرتے ہوئے بات کی ابتداء کی۔

"مجھے۔" وہ چونکا۔

"ہاں۔" اس نے سر ہلایا۔

"میں سمجھا نہیں۔" شاہوار کا لہجہ روکھا ہو گیا، وہ سمجھا کیوں نہیں تھا، اسے بہت ساری ان کہی بھی سمجھ آ رہی تھیں۔

"میں سمجھا دیتا ہوں۔" صندیر خان کا انداز پر ملائم تھا، وہ نرمی و محبت سے شاہوار کو قائل کرنا چاہتا تھا۔

"ہاں بولو میں بھی سنوں۔" آج اس نے بھی آر یا پار کا فیصلہ کر لیا تھا، بات ابھی کھل جاتی تو بہتر تھا۔

"بی جاناں اور بابا جان کی خواہش ہے گھر کی بیٹیوں کا گھر میں ہی خیال رکھا جائے۔" وہ تمہید باندھ کر شاہوار کی طرف دیکھ رہا تھا، جس کے تاثرات سخت کبیدہ تھے۔

"پھر؟"

"پھر یہ کہ بی جاناں چاہتی ہیں، سبا خانہ اور تمہاری بات طے کر دی جائے۔" صندیر خان کے الفاظ پہ شاہوار کھول اٹھا تھا۔

"یہ ممکن نہیں۔" صندیر خان اس کا جواب جانتا تھا، اس لئے مطمئن رہا، لیکن بی جاناں غصے میں لال ہو گئی تھیں۔

"کیا کمی ہے میری نواسی میں، تم گھر کی بچی کو ٹھکرا نہیں سکتے۔" وہ لمحہ بھر میں ازلی جلالی انداز اپنا گئی تھیں۔

(جاری ہے)

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

درد مہکنے لگا

سباس گل

Downloaded From paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

"گلابی رنگ میں تم کھلا ہوا گلاب لگتی ہو۔" شہزاد احمد نے ماہا کے گلابی لباس بہار دکھاتے سراپے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"گھر میں بھی مجھے سب یہی کہتے ہیں۔" اس نے شرمیلے پن سے مسکراتے ہوئے بتایا۔

"سب میں وہ بھی شامل تھا کیا؟" شہزاد احمد کے شک کے ناگ نے پھر سر اٹھایا۔

"وہ کون؟" وہ مگن سے انداز میں اپنی کلائی میں گلابی چوڑیاں پڑھاتے ہوئے بولی۔

"وہی عثمان حیدر!" انہوں نے اس کے گلابی چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا جو ان کی بات سنتے ہی غصے سے سرخ ہو گیا تھا، چوڑیاں اس کے ہاتھ سے پھسل کر نیچے بکھر گئیں، اس کا دل بھی چوڑیوں کے ساتھ ہی بکھر گیا تھا اور یہ ہر روز ہوتا تھا، شہزاد احمد اسے ہر روز "عثمان حیدر" کے حوالے سے کوئی نہ کوئی بات کہتے، پوچھتے، کھوجتے اور وہ اندر ہی اندر کٹتی چلی جاتی، کس اذیت میں مبتلا کر گیا تھا وہ شخص اسے۔

"تم نے جواب نہیں دیا میری بات کا۔" شہزاد احمد اسے خاموش دیکھ کر کہا۔

"آپ کی اس بات کا کوئی جواب نہیں ہے میرے پاس۔" اس نے پہنی ہوئی چوڑیاں بھی اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دیں اور سپاٹ لہجے میں بولی۔

"تمہارے پاس تو میری کسی بھی بات کا جواب نہیں ہوتا۔" لہجہ طنزیہ تھا۔

"تو آپ مجھ سے ایسے سوال پوچھتے ہی کیوں ہیں جن کے جواب میرے پاس نہیں ہوتے۔" اس نے بمشکل اپنا غصہ دبایا اور لہجہ دھیما رکھتے ہوئے کہا۔

"کم از کم میرے ایک سوال کا جواب تو تمہارے پاس لازمی ہونا چاہیے۔"

"کس ایک سوال کا جواب؟"

"یہی کہ "عثمان حیدر" نے تمہیں طلاق کیوں دی جبکہ اس نے بہت چاہ سے تم سے نکاح کیا تھا، آخر بغیر رخصتی کرائے طلاق دینے کی کوئی وجہ تو ہو گی نا۔"

"مجھے نہیں معلوم کیا وجہ ہو گی۔" وہ سلگ کر بولی۔

"ہو سکتا ہے کہ "عثمان حیدر" کو تم میں کوئی خرابی یا نقص نظر آیا ہو یا اسے تمہارے کردار پر شبہ ہو۔"

"شہزاد پلیز۔" وہ چیخ کر بولی اور پھر دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا کر رو پڑی۔

"ماہا، روئیں نہیں پلیز دیکھو میں تو قیاس لگا رہا ہوں ہو سکتا ہے کہ "عثمان حیدر" کو کسی نے تمہارے بارے میں غلط بتایا ہو بھڑکایا ہو اور اس نے کسی کی باتوں میں آ کر تمہیں طلاق دیدی ہو۔" شہزاد احمد نے اس کے ہاتھ چہرہ سے ہٹا کر کہا۔

"یہ بات آپ "عثمان حیدر" سے ہی پوچھیں وہی آپ کو بہتر بتا سکتا ہے۔" اس نے روتے ہوئے ناراض لہجے میں کہا۔

"اوکے ماہا ڈارلنگ! اب میں "عثمان حیدر" کے متعلق تم سے کچھ نہیں کہوں گا تم خفا مت ہو، چلو منہ ہاتھ دھو کر تیار ہو جاؤ میں تمہیں باہر سیر کرانے لے چلتا ہوں۔" شہزاد احمد نے اسے پیار سے مناتے ہوئے کہا اور وہ حسب معمول اس کے اس انداز کے سامنے بے بس ہو کر منہ ہاتھ دھونے کے لئے اٹھ گئی۔

شہزاد احمد ایک بزنس میں تھے، ماہا کو انہوں نے اپنی کزن ثمرہ کی شادی میں دیکھا تھا ثمرہ، ماہا کی بیسٹ فرینڈ تھی، دونوں چار سال تک کالج میں اکٹھی پڑھیں تھیں، بس وہیں سے انہوں نے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ثمرہ کے ذریعے اس کا ایڈریس اور گھر کے حالات معلوم کیے "عثمان حیدر" ماہا کے تایا زاد بھائی تھے، دونوں گھر ساتھ ساتھ تھے تایا جان کے گھر کے لان میں ایک دروازہ لگا کر دونوں گھروں میں آنے جانے کا راستہ بنایا گیا تھا، تایا جان کے دو ہی بیٹے عثمان حیدر اور نعمان حیدر، نعمان حیدر کی شادی کے وقت ہی جب ماہا نے ایف اے کا امتحان دیا تھا عثمان حیدر سے اس کا نکاح کر دیا گیا، عثمان حیدر، ماہا کو شروع سے ہی پسند کرتے تھے اسے بے پناہ چاہتے تھے، اس کی سادگی اور معصومیت ان کا دل موہ لیتی تھی، نکاح ان کی دلی خواہش پہ ہوا تھا، وہ ماہا سے پورے آٹھ برس بڑے تھے، نکاح کے فوراً بعد وہ کینیڈا چلے گئے، ماہا کے دل ونظر میں اپنی محبت کے اپنی سنگت کے خواب سجا کر وہ بھی ان سے شدید محبت کرتی تھی، ان کے جانے سے بے کل بے کل ہو گئی تھی اور جب وہ بی اے کے ایگزام دے کر فارغ ہوئی تو اچانک اس کے نام رجسٹری آ گئی، لفافہ چاک کرنے پر اسے اپنے اردگرد دھماکے ہوتے محسوس ہوئے۔

"عثمان حیدر" نے اسے طلاق بھجوا دی تھی اور اس کا قصور بھی نہیں بتایا تھا، وہ تو سکتے میں آ گئی تھی، عثمان حیدر سے اسے ایسی توقع ہرگز نہ تھی۔

"مل گئی، ہو گی کوئی امیر زادی، کر لی ہو گی اس سے شادی۔" ماہا کے بڑے بھائی اشعر غصے سے بولے تھے۔

"ہماری بیٹی کے ماتھے پہ تو طلاق کا داغ لگ گیا نا، خدا غارت کرے اسے میری خوبصورت اور معصوم بچی کو دکھ دینے والے تیرا ستیاناس ہو۔" ماہا کی امی روتے ہوئے عثمان حیدر کو کوس رہی تھیں۔

"خود ہی رشتہ مانگا تھا ہماری ماہا کے لیے رشتوں کی کمی تو نہیں تھی۔"

رمشا جو عثمان سے چار سال چھوٹی تھی شادی کے بعد تین بچے گود میں لئے بیوگی کا روگ لگائے ماموں کے گھر سے دوبارہ میکے آ بیٹھی تھی، روتے ہوئے بولی۔

"ہائے اللہ! یہ کیا غضب ہو گیا ایک بیٹی بیوہ ہو گئی دوسری کو طلاق ہو گئی، ارے کس کی نظر لگ گئی میری بچیوں کو، کس نے اپنے حسد کا بدلہ لیا ہے ہم سے؟" امی جان روتے ہوئے بول رہی تھیں، ماہا تو اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی، اس نے رو رو کر اپنی حالت خراب کر لی تھی، عثمان حیدر کی تصویر پھاڑ کر ڈسٹ بن میں پھینک دی تھی، تایا جان، تائی جان، نعمان حیدر الگ حیران پریشان اور پشیمان تھے، انہیں بھی نہیں معلوم تھا کہ عثمان حیدر نے ماہا کو طلاق کیوں دی، جبکہ وہ اسے جنون کی حد چاہتے تھے، انہوں نے ابا جان سے معذرت کی اپنی لاعلمی کا اظہار کیا، عثمان حیدر کو جائیداد سے عاق کر دیا، مگر امی اور ابا جان کے دل برے ہو گئے تھے ان کی طرف سے انہوں نے تایا جان سے تعلق قطع کر لیا اور گھر کے دیوار میں نصب دروازے کو بھی اپنی جانب مقفل کر لیا، انہیں حالات میں اچانک شہزاد احمد کا رشتہ آ گیا، انہیں ماہا کی طلاق کا علم تھا اور وہ پھر بھی اسے اپنانا چاہتے تھے، امی اور ابا جان نے اس رشتے کو غنیمت سمجھا اور ماہا کو بھی سمجھا بجھا کر اس شادی کے لئے تیار کر لیا، وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی دونوں بیٹیاں ساری زندگی ان کے گھر بیوگی اور طلاق یافتہ کا سرٹیفکیٹ لے کر بیٹھی رہیں، قسمت سے اچھا رشتہ مل گیا تھا، سو انہوں نے فوراً ہاں کر دی اور یوں وہ ماہا شہزاد بن کر شہزاد ولا میں آ گئی، جہاں امی اور ابا جان اس کی شادی سے خوش تھے، وہاں ماہا کے لئے یہ شادی لمحہ بہ لمحہ ایک اذیت

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ناک امتحان بن گئی تھی، شہزاد احمد یوں تو اسے بے پناہ چاہتے تھے اس پر دیوانہ وار نثار ہوتے تھے، کبھی کبھی تو وہ ان کی محبت کی شدتوں سے گھبرا جاتی تھی، مگر شہزاد کی تمام خوبیوں اور محبتوں کے باوجود شک کرنے کی عادت اسے دن رات انگاروں پر گھسیٹتی تھی، وہ عثمان حیدر کے متعلق کوئی نہ کوئی سوال پوچھ کر اس کے ہنستے مسکراتے چہرے کو پر ملال اور تاسف زدہ بنا دیتے۔

☆☆☆

''ماہا! کیا بات ہے تم کچھ چپ چپ سی رہنے لگی ہو؟'' شہزاد نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا وہ اس کے سوالوں کی وجہ سے ہی چپ چپ رہنے لگی تھی، اداس رہنے لگی تھی۔

''کوئی بات نہیں ہے۔ بس بات کرنے کو دل نہیں چاہتا۔'' اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''مجھ سے بات کرنے کو دل نہیں چاہتا۔'' انہوں نے حیرت سے کہا تو وہ نظریں چرا گئی۔

''کوئی یاد آ رہا ہے؟'' شہزاد نے اس کے چہرے پر نظریں جمائے معنی خیز انداز میں کہا۔

''آپ تو میرے پاس موجود ہیں پھر بھلا مجھے کون یاد آئے گا؟''

''عثمان حیدر۔'' شہزاد نے پر یقین لہجے میں کہا وہ کٹ کر رہ گئی۔

''کیوں اس میں ایسی کیا خاص بات ہے جو وہ مجھے یاد آئے گا؟''

''وہ تمہارا سابقہ شوہر ہے۔''

''آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟'' وہ ضبط کی انتہاؤں پر تھی ایکدم کھڑی ہو کر بولی۔

''کہنا نہیں چاہتا پوچھنا چاہتا ہوں کے تمہیں بھی تو اس سے محبت ہو گی نا اور تم تو بچپن سے اس کے ساتھ پلی بڑھی تھیں، یقیناً عثمان حیدر بھی تم پر جان نثار کرتا ہو گا، پھر یکایک اس نے تمہیں طلاق کیوں دیدی؟'' شہزاد کا لہجہ ہمیشہ کی طرح نرم اور دھیما تھا مگر الفاظ اس کی روح تک پگھلا گئے تھے، اس کی تان ہمیشہ طلاق پر آ کر ہی ٹوٹی تھی، وہ کیا بتاتی اسے تو خود بھی علم نہیں تھا کہ عثمان حیدر نے اس پر یہ ظلم کیوں کیا؟ اس کی محبت کا خون کیوں کیا؟

''میں کتنی بار بتاؤں آپ کو مجھے نہیں معلوم کے اس نے ایسا کیوں کیا؟'' وہ بولتے بولتے رو پڑی۔

''آئی ایم سوری ماہا! میں تمہیں رلانا نہیں چاہتا تھا۔'' شہزاد نے اس کو شانوں سے تھام کر اپنے ساتھ بٹھاتے ہوئے نرمی سے کہا، تو وہ روتے ہوئے گویا ہوئی۔

''آپ جانتے تھے کہ...... میں طلاق یافتہ ہوں پھر بھی آپ نے مجھ سے شادی کر لی، اگر آپ کو میری طلاق کا اتنا ہی ملال تھا، شک تھا مجھ پر تو، مت کی ہوتی مجھ سے شادی، پہلے عثمان حیدر سے میری طلاق کا سبب پوچھ لیا ہوتا، اس کے بعد مجھے اپنانے کا سوچا ہوتا، اب اپنی مرضی سے مجھ سے شادی کر کے، آپ ہر روز مجھے ٹارچر کرتے ہیں، رلاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کے میں تمہیں رلانا نہیں چاہتا اور کیسے رلاتے ہیں؟''

''آئی ایم سوری ماہا پلیز روؤ نہیں آئندہ میں تم سے کچھ نہیں پوچھوں گا۔'' شہزاد نے اسے اپنے ساتھ لگا کر اس کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا اور وہ جانتی تھی کہ وہ کل پھر کوئی بات چھیڑ دیں گے، عثمان حیدر کے متعلق بات کرنا ان کا من پسند مشغلہ تھا۔

اس کی طبیعت کئی روز سے خراب تھی، وہ شہزاد سے کہنا چاہتی تھی مگر شہزاد باتوں باتوں میں اسے رلاتے، تڑپاتے اور وہ اپنی طبیعت کی خرابی کا احوال ان سے نہ کہہ پاتی، آج وہ خود ہی لیڈی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ڈاکٹر کے پاس چلی گئی، اس کے معائنے کے بعد اسے ماں بننے کی خوشخبری سنائی تو اس کے دل اور حیرت پر خوشی کے پھول کھل گئے۔

شام کو شہزاد گھر آئے تو اسے بیڈ پر لیٹے ہوئے دیکھ کر پریشان ہو گئے اس کا چہرہ بھی زرد ہو رہا تھا، وہ انہیں دیکھ کر بھی ویسے ہی لیٹی رہی۔

''ماہا! کیا بات ہے تم اس وقت کیوں لیٹی ہوئی ہو؟'' شہزاد نے اس کے قریب بیٹھ کر پوچھا۔

''میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔'' اس نے اٹھتے ہوئے بتایا۔

''تو تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟'' وہ فکر مند ہو کر پوچھ رہے تھے۔

''کب سے خراب ہے طبیعت؟''

''کئی روز سے۔''

''کئی روز سے۔'' وہ حیران ہو کر بولے۔

''اور تم مجھے اب بتا رہی ہو، چلو میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے چلوں۔''

''میں آج خود ہی ڈاکٹر کے پاس چلی گئی تھی۔''

''تو کیا بتایا اس نے؟'' ماہا نے ڈاکٹری رپورٹ کا لفافہ انہیں تھما دیا۔

''ریئلی او گاڈ! آئی ایم سو ہیپی۔'' وہ رپورٹ پڑھ کر خوشی سے مغلوب آواز میں بولے۔

اس نے حیا آلود مسکراہٹ کے ساتھ نظریں جھکا لیں، تو شہزاد نے اسے اپنی بانہوں کے حلقے میں لے لیا اور محبت سے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولے۔

''ماہا! اگر ہمارے ہاں بیٹا ہوا نا تو ہم اس کا نام عثمان حیدر رکھیں گے۔''

''جی نہیں ہم اپنے بیٹے کا نام بہزاد احمد رکھیں گے۔'' اس نے سختی سے کہا۔

''یہ بہزاد کون ہے؟'' شہزاد نے بے ساختہ پوچھا تو وہ سلگ کر رہ گئی۔

''شہزاد!'' اس نے تاسف سے ان کے چہرے کو دیکھا۔

''بہزاد آپ کے نام کی مناسبت سے موزوں نام ہے ہم قافیہ ہے، لیکن شاید آپ کو عثمان نام بہت پسند ہے۔''

''مجھے تو صرف نام پسند ہے تمہیں تو عثمان صاحب پسند ہیں۔'' وہ اب بھی باز نہ آئے۔

''سچ بتاؤ ماہا! کیا عثمان حیدر نے نکاح کے بعد تم سے اس طرح اپنی محبت کا اظہار نہیں کیا؟''

''اول تو ایسا کچھ نہیں ہوا تھا اور اگر ہوتا بھی تو جرم نہیں تھا اس وقت عثمان حیدر میرا شوہر تھا اسے بھی وہ تمام حقوق حاصل تھے جو اس وقت آپ کو حاصل ہیں، لیکن وہ وقت سے پہلے جذبوں کے اظہار کا قائل نہیں تھا، اس لئے آپ اپنے ذہن سے اس شک کو نکال دیجئے، کیونکہ تو وہ اب مجھے پسند ہے نہ ہی مجھے یاد آتا ہے، ہاں آپ خود بار بار اس کا ذکر کر کے مجھے اس کی یاد دلاتے ہیں، سنا تھا کہ محبت اندھی ہوتی ہے، اپنے محبوب کے عیب نہیں دیکھ سکتی اگر عثمان کی محبت اندھی ہوتی تو وہ میرے عیب نہ دیکھ سکتی، دیکھ کر بھی طلاق سے نہ نوازتی، مگر وجہ یقیناً کچھ اور ہو گی اور آپ جو محبت کے دعوے کرتے ہیں آپ کی محبت کی کتنی آنکھیں ہیں جو میرے بے داغ کردار میں داغ تلاش کرتی رہتی ہیں، یہی ہے آپ کی محبت کے مجھے دن رات جلاتے ہیں رلاتے ہی۔'' وہ روہانسی ہو کر بولی تو اس نے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا۔

''ماہا! پلیز میرا یقین کرو میں تم سے بے پناہ محبت کرتا ہوں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''محبت بھی جتاتے ہیں اور میرا دل بھی جلاتے ہیں۔'' وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔
''او کے آئندہ ایسا نہیں کروں گا دیکھو تمہیں ایسی حالت میں کوئی ٹینشن نہیں لینی چاہیے اس سے بچے کی صحت پر برا اثر پڑ سکتا ہے۔'' وہ نرمی سے بولے۔
''آپ کو صرف اپنے بچے کی صحت کی فکر ہے۔''
''مجھے تمہاری زیادہ فکر ہے اگر تم صحت مند اور خوش نہیں رہو گی تو میرے لئے کوئی خوشی بھی خوشی کا باعث نہیں بن سکے گی، یقین کرو میں بہت ٹوٹ کر چاہتا ہوں تمہیں۔'' شہزاد نے محبت کے پھول اس پر نچھاور کرتے ہوئے کہا۔
''اور اگر آپ کی انہیں باتوں سے میں ٹوٹ گئی تو۔''
''نہیں پلیز۔'' انہوں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔
''میں نے کہا نہ اب میں تم سے عثمان حیدر کے متعلق کوئی بات نہیں کروں گا، وہ تمہارے ساتھ رہا تمہارا اس سے نکاح ہوا، یقیناً تمہیں اس سے محبت ہو گئی ہو گی اور......''
''اور کی گنجائش مت نکالیے شہزاد۔'' وہ ان کی بات کاٹ کر سپاٹ لہجے میں بولی۔
''عورت کے لئے طلاق سے زیادہ قابل نفرت کوئی شے نہیں ہوتی، طلاق دینے والا شوہر عورت کے لئے قابل نفرت ہو جاتا ہے، مجھے بھی اپنے سابقہ شوہر سے شدید نفرت ہے۔''
''اچھا اب تم ذہن پر زیادہ بوجھ مت ڈالو آرام کرو۔'' شہزاد نے خوش ہو کر پیار سے اسے کہا تو وہ ایک گہرا سانس لے کر لیٹ گئی، اس قدر معافی اور یقین دہانی کے باوجود بھی شہزاد اپنی ضد سے باز نہیں آئے تھے اور تقریباً ہر دوسرے تیسرے دن کسی نہ کسی حوالے سے عثمان حیدر کا ذکر نکال لاتے تھے، اس لمحے ماہا کا دل چاہتا کے کاش عثمان حیدر ایک بار اسے مل جائے تو وہ اس کا گریبان پکڑ کر اس سے پوچھے کہ اس نے اسے یوں مشکوک کیوں بنایا؟ اس کے پاک صاف دامن کو داغدار کیوں کیا ہے؟
''کیا سوچ رہی ہو؟'' وہ گم صم سی صوفے پر بیٹھی تھی شہزاد نے پوچھ ہی لیا۔
''آپ مجھے امی ابو کے ہاں چھوڑ آئیں یہاں اکیلے میں بور ہو جاتی ہوں۔'' اس نے سنجیدگی سے کہا تو انہوں نے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔
''کیا میرے ہوتے ہوئے بھی تم بور ہو جاتی ہو؟''
''آپ تو صبح کے گئے شام کو لوٹتے ہیں، میں اکیلی کیا کروں، امی نے بھی فون کیا تھا کہ شہزاد سے کہو کے وہ تمہیں آفس جاتے وقت ہمارے پاس چھوڑ جایا کریں اور آفس سے واپسی پر اپنے ساتھ لیتے جایا کریں اس طرح تمہارا بھی دل بہلا رہے گا۔'' اس نے سنجیدگی سے بتایا، تو اس کی تنہائی کے خیال سے بولے۔
''ہوں بات تو ان کی معقول ہے ٹھیک ہے مجھے تمہاری صحت اور خوشی عزیز ہے تم صبح سے تیار ہو جایا کرنا کل سے میں تمہیں تمہاری امی کے ہاں چھوڑ کر آفس جایا کروں گا۔''
''تھینک یو۔'' وہ مطمئن ہو کر مسکرا دی۔
اور ابھی ایک ہفتہ ہی اس روٹین میں گزرا تھا کہ شام کو واپسی پر شہزاد نے اس سے کہا۔
''ماہا! میں نے سنا ہے کہ عثمان حیدر پاکستان آیا ہوا ہے۔''
''آیا ہو گا مجھے کیا خبر؟'' ماہا کا لہجہ اس سوال اور ذکر پر خود بخود درشت ہو گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایتُ اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

http://paksociety.com

"بھئی ساتھ ساتھ دیواریں ملیں۔"

"مگر دل نہیں ملے، آپ جانتے ہیں کہ میری طلاق کے بعد سے ہماری تایا جان سے بول چال بند ہے اور دیواروں کے بیچ لگے دروازے بھی۔" اس نے اسی لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں لیکن ہو سکتا ہے کہ عثمان حیدر تم سے ملنے کے لئے تمہارے میکے آئے۔"

"کیوں؟" وہ ناگوار لہجے میں بولی۔

"میرا اس سے اب کیا رشتہ ہے اور اسے گھسنے کون دے گا گھر میں، وہ اپنے گھر والوں کو منالے یہ بھی بہت ہوگا اس کے لئے۔"

"تمہیں واقعی عثمان حیدر سے نفرت ہے۔" شہزاد نے اس کے چہرے کو دیکھا۔

"اس نے کوئی قابل محبت کارنامہ کو انجام نہیں دیا تھا۔" وہ جل کر بولی۔

"تمہیں دکھ ہے اس بات کا۔"

"دکھ مجھے اس بات کا ہے کہ آپ ہر بار اپنی بات بھول جاتے ہیں۔"

"اوہ سوری ماہا دراصل......" وہ شرمندہ سے ہوگئے۔

"چھوڑیئے شہزاد احمد، میں آپ کو اور آپ کے مزاج کو بخوبی سمجھ گئی ہوں۔" اس نے ان کے خاموش ہوتے ہی تلخی سے کہا تو وہ گنگ رہ گئے۔

"تم تیار نہیں ہوئیں ابھی تک امی کی طرف نہیں جانا کیا؟"

صبح ناشتے کے بعد وہ اخبار لے کر بیٹھی تھی شہزاد نے اسے حیرانگی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں آپ آفس جائیں۔" اس نے ان کی طرف دیکھے بغیر جواب دیا۔

"ناراض ہو مجھ سے؟" وہ اس کے قریب آ کر بیٹھ گئے اور نرمی سے بولے۔

"میرے ناراض ہونے سے آپ کی سوچ تو نہیں بدل جائے گی۔" اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم جیسے چاہو گی میں خود کو بدل لوں گا لیکن پلیز تم ناراض مت ہو مجھ سے، تم خوش رہا کرو، غصے میں تمہارا بی پی ہائی ہو جاتا ہے جو کہ بہت خطرناک ہے ڈاکٹر بھی کہہ رہی تھی پلیز ماہا، تم خوش رہا کرو۔"

"کس طرح خوش رہا کروں؟" اس نے اخبار بند کر کے ان کے چہرے کو دیکھا۔

"چلو ایسا کرتے ہیں کہ کہیں گھومنے چلتے ہیں آج میں آفس سے چھٹی کر لیتا ہوں، سارا دن تمہارے ساتھ گزاروں گا۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ اپنا وقت مت ضائع کریں آفس میں آپ کو بہت سے کام ہوں گے۔"

"کام تم سے زیادہ اہم نہیں ہیں اور یوں بھی میں ذاتی کام کو بزنس سے الگ رکھنے کا عادی ہوں۔" انہوں نے اس کا ہاتھ تھام کر بہت محبت سے کہا۔

"آپ میری سمجھ سے باہر ہیں۔" اس نے حیرت سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"دل سے تو باہر نہیں ہیں ناں۔" شہزاد نے بے حد شوخ لہجے میں کہا تو وہ شرما کر دھیرے سے ہنس پڑی۔

اس روز کے بعد شہزاد نے دانستہ عثمان حیدر کا ذکر کرنے سے گریز کیا اور اسی کا ہر طرح سے خیال رکھنے لگا، اس کے دل کو بھی قدرے سکون نصیب ہوا اور وہ دن ان دونوں کی خوشی کا دن تھا جب اس نے ہوسپٹل میں ایک خوبصورت اور صحت مند بچے کو جنم دیا، امی ابو، اشعر بھائی، سلمی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھابھی رمشا باجی بھی پھول پھل اور مٹھائی لے کر اسے ملنے کے لئے ہوسپٹل آئے، مبارکباد اور دعائیں دیں اور شہزاد نے جب بیٹے کا نام عثمان احمد تجویز کیا تو سوائے ماہا کے سب کو بے حد حیرت ہوئی انہوں نے ماہا کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا مگر وہ نظریں چرا گئی، اس نے تو بہزاد نام سوچ رکھا تھا اور اسے اسی نام سے پکارنے کا ارادہ بھی تھا، اب وہ تذبذب کا شکار تھی۔

"یہ شخص مجھے ساری زندگی اس نام سے عثمان حیدر کے حوالے سے اذیت پہنچاتا رہے گا، اس کی عزت میں شک اور بداعتمادی بھری ہے اس کی محبت بھی مجھے اس کے اس عیب سے محفوظ نہیں رکھ سکتی، کیسے جیئوں گی میں عثمان حیدر تمہارے اس فعل نے مجھے عمر بھر کے لئے شک کی سولی پر چڑھا دیا ہے۔" ماہا نے شہزاد کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے دل میں کہا شہزاد بچے کو پیار کرتے ہوئے اس کے پاس لے آئے اور بچے کو اس کی گود میں منتقل کرتے ہوئے بولے۔

"یہ لو بھئی اس کے فیڈر کا ٹائم ہو گیا ہے سنبھالو اپنے عثمان کو۔"

"اپنے عثمان کو؟" اس نے زیرلب کہا۔

"کیوں بھئی اتنا پیارا تو ہے یہ نام۔" وہ اس کی آواز سن کر بولے۔

"نام تو سبھی پیارے ہوتے ہیں مگر لوگ سب پیارے نہیں ہوتے۔" وہ سنجیدہ اور معنی خیز لہجے میں بولی۔

"تمہارا اشارہ کہیں میری طرف تو نہیں ہے۔" شہزاد نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"آپ کو یہ شک کیوں گزرا؟"

"یونہی۔" وہ ہنس پڑے تو وہ کچھ بولی نہیں اور بچے کو خاموشی سے دودھ پلانے لگی۔

ہوسپٹل سے امی ابو اسے اپنے گھر لے آئے، انہوں نے پورے محلے میں مٹھائی تقسیم کی، سوا مہینہ پورا ہونے پر وہ دو ایک روز میں واپس جانے والی تھی، شہزاد ہر روز شام کو اسے اور بچے کو ملنے آئے ان دونوں کے لئے تحائف لاتے، اپنی بے تحاشا محبتوں کا یقین دلاتے اور ماہا کو سر خم تسلیم کرنا پڑتا، بے شک وہ اس سے بے حد محبت کرتے تھے لیکن اس کے کردار کے متعلق بدگمان بھی تھے، اس کی طلاق کا سبب جاننے کے لئے بے چین بھی تھے، بے چین تو وہ بھی تھی اور اس کی بے چینی اس روز سوا ہو گئی جب اس نے عثمان حیدر کو اپنے گھر کے ڈرائنگ روم میں اشعر بھائی اور امی ابو کے ساتھ ہنستے بولتے دیکھا وہ اپنے کمرے سے نکلی تھی ان پر نگاہ پڑتے ہی وہ ایک لمحے کو تو ساکت ہو گئی، جونہی عثمان حیدر کی نظر اس پر پڑی وہ آنکھوں میں صدیوں کی پیاس کے دیپ جلائے بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے، امی ابو نے بھی ان کے کھڑے ہونے پر ان کی نظروں کی سمت دیکھا تو وہ جیسے ہوش میں آ گئی اور الٹے قدموں اپنے کمرے میں بھاگ آئی۔

بیٹے کو دیکھا وہ سو رہا تھا اور ماہا اس کا دل رو رہا تھا، آنکھوں میں جلن ہونے لگی تھی، وہ بے دم سی ہو کر بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گئی، اسی وقت کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تو اس کا دل پسلیوں سے نکلنے کو مچلنے لگا، اس دستک کو وہ کیسے بھول سکتی تھی، عثمان حیدر اس کے کمرے میں ہمیشہ بہت خوبصورت انداز میں دستک دے کر آئے تھے۔

دوسری بار دستک دینے پر بھی جواب نہ ملا تو دروازہ کھل گیا اور عثمان حیدر خود ہی کمرے میں چلے آئے، وہ انہیں دیکھ کر غصے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ کیوں آئے ہیں یہاں؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تم سے ملنے۔'' وہ اس کے چہرے کو چاہت سے دیکھتے ہوئے بولے۔
''جب زندگی سے نکالنے کا اختیار تھا تو دل سے نکالنا کیا مشکل تھا آپ کے لئے؟'' وہ سنجیدہ اور طنزیہ لہجے میں بولی ان کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔
''تم نہیں سمجھو گی ماہا! مشکل نہ ہوتا تو میں خوش اور مطمئن ہوتا۔''
''آخر آپ نے مجھے طلاق کیوں دی تھی؟'' وہ ڈیڑھ برس سے جس سوال کے ہاتھوں اذیت اٹھارہی تھی ان سے پوچھ ہی لیا۔
''تمہاری خوشی کے لئے۔'' وہ اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں بولے۔
''میری خوشی کے لئے۔'' وہ طنزیہ انداز میں بولی۔
''کیا آپ نہیں جانتے تھے کہ میری خوشی کیا ہے؟''
''جانتا تھا۔'' وہ دردبھری آہ بھر کر بولے۔
''تو گویا آپ نے جان بوجھ کر مجھے یہ سزا دی تھی ہے نا۔''
''نہیں ماہا! میں بہت مجبور اور بے بس ہو گیا تھا۔'' وہ تڑپ کر بولے۔
''کس کے سامنے؟''
''تقدیر کے سامنے، تمہاری محبت اور اپنی صحت کے سامنے۔''
''آپ کی بے بسی اور مجبوری نے مجھے کس اذیت سے دوچار کر رکھا ہے اس کا احساس ہے آپ کو۔'' وہ بولتے بولتے رو پڑی۔
''اذیت۔'' عثمان حیدر نے ٹھٹک کر اس کے چہرے کو دیکھا۔
''جی ہاں اذیت۔'' وہ روتے ہوئے بولی۔
''بتایئے مجھے کہ میرے اندر آپ نے کون سی کمی دیکھی تھی کیا نقص تھا مجھ میں جو آپ نے مجھے طلاق دیدی، شہزاد ہر روز مجھ سے یہ سوال پوچھتے ہیں، طنز کرتے ہیں میرے کردار پر شک کرتے ہیں، میں کیا جواب دوں انہیں وہ جو روز اول سے مجھے مشکوک نظروں سے دیکھتے چلے آ رہے ہیں، ہر روز مجھ سے پوچھتے ہیں کہ عثمان حیدر نے تمہیں طلاق کیوں دی؟ اور میرے پاس ان کے کسی سوال کا کوئی جواب نہیں ہوتا، شادی کے اس ایک سال کے عرصے میں کوئی دن ایسا نہیں گیا جب شہزاد مجھ سے آپ کے حوالے سے کوئی بات نہ کہی ہو، بتایئے مجھے کہ میرے کردار میں کہاں جھول تھا کہاں خرابی تھی، کون سا گناہ سرزد ہوا تھا مجھ سے؟ بتایئے کیا نقص تھا مجھ میں؟ شہزاد کو میں کیا جواب دوں؟ بولیے عثمان حیدر کیا کمی تھی مجھ میں؟''
''کمی تم میں نہیں تھی ماہا! کمی مجھ میں ہوگئی تھی، خرابی تم نہیں تھی، خرابی میرے اندر پیدا ہوگئی تھی، نقص تم میں نہیں تھا، نقص میرے وجود میں پیدا ہو گیا تھا، تمہارے کردار میں کوئی جھول کوئی داغ نہیں تھا تم تو شبنم کے قطروں کی طرح صاف شفاف اور پاکیزہ تھیں، کیا ماہا! بعض اوقات انسان اپنی تقدیر کے سامنے بے بس ہو جاتا ہے تم اسے تقدیر کا لکھا سمجھ لو کہ تمہارا اور میرا ساتھ تقدیر کو منظور نہ تھا، مجھے بہت دکھ ہوا ہے شہزاد احمد کے خیالات جان کر ان کا تمہارے ساتھ اذیت ناک اور بدگمان رویہ مجھے بہت ہرٹ کر رہا ہے، لیکن میں نے تو ایسا نہیں چاہا تھا میں تو تمہیں خوش دیکھنا چاہتا تھا تمہاری خوشیوں کی دعائیں مانگتا تھا، ماہا! یہاں سے جانے کے تقریباً ایک سال بعد میرا بہت خطرناک ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔''
''ایکسیڈنٹ؟'' ماہا نے روتے ہوئے ان کے پرملال چہرے کو دیکھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہاں ماہا! میرا شدید ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا، چار دن ہوسپٹل کے انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد میں زندگی کی طرف تو لوٹ آیا تھا لیکن کسی نئی زندگی کو دنیا میں لانے کے قابل نہیں رہا تھا، میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو گیا تھا۔'' وہ دکھی لہجے میں بولے۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟'' ماہا پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

''وہی تلخ حقیقت بیان کر رہا ہوں ماہا! جس نے مجھے مجبور اور بے بس بنا دیا تھا، جس نے مجھے تم سے الگ ہونے پر مجبور کیا تھا ماہا! میں جانتا تھا کہ تمہیں بچوں سے بہت محبت ہے میں نے نعمان اور اشعر بھائی کے بچوں سے رمشا کے بچوں سے تمہاری دوستی اور محبت دیکھ رکھی تھی اور اولاد کے بغیر عورت کی زندگی صحرا کی مانند ہوتی ہے جہاں دور دور تک کسی گل بر کے آثار نہیں دکھائی دیتے، میں کیسے تمہیں ساری زندگی بے اولاد ہونے کا دکھ دے سکتا تھا، اپنی کمی اپنی خرابی اور اپنے نقص کی وجہ سے تمہیں کیوں اولاد کی نعمت سے محروم کرتا، لہٰذا میں نے بہت عرصے تک سوچنے سمجھنے کے بعد دل پر پتھر رکھ کر تمہیں طلاق لکھ بھیجی، امی ابو کو بھی اب ساری حقیقت بتائی ہے یہاں سب لوگ مجھے قصور وار سمجھتے رہے مجھ سے نفرت کرتے رہے، اب تو بات کلیئر ہو گئی ہے اور چچا جان اور ابو جان کی صلح بھی ہو گئی ہے ماہا، میں تم سے بہت شرمندہ ہوں کہ تمہاری اذیت کا باعث بنا، ہو سکے تو تم بھی مجھے معاف کر۔''

''پلیز عثمان!'' وہ روتے ہوئے تڑپ کر بولی۔

''بس کیجئے، مجھ میں مزید درد سہنے کا حوصلہ نہیں ہے، آپ نے یہ کیا کیا عثمان کاش آپ نے ساری بات پہلے ہی بتا دی ہوتی، میری خوشی کی خاطر مجھے چھوڑ دیا گیا، آپ میری خوشی سے واقف نہیں تھے، میری سوچوں سے آشنا نہیں تھے؟ آپ نے بہت ظلم کیا ہے خود پر بھی اور مجھ پر بھی، آپ نے مجھ سے پوچھا تو ہوتا، مجھے آزمایا تو ہوتا، خود ہی اتنا بڑا فیصلہ کر لیا۔''

''ماہا! تمہاری سوچ سے واقف تھا کہ تم کبھی میرا ساتھ چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوؤں گی اس لئے میں نے خود ہی یہ فیصلہ کر لیا تھا میں تمہیں خالی گود نہیں دیکھنا چاہتا تھا اور دیکھو میرا فیصلہ لاکھ اذیت ناک اور تکلیف دہ ہی مگر آج تمہاری گود ہری ہو چکی ہے تم ایک خوبصورت بیٹے کی ماں بن چکی ہو اور ماہا، جن سے پیار کیا جاتا ہے نا انہیں آزمایا نہیں کرتے، ان کی خوشی کے لئے قربانی دیا کرتے ہیں، محبت قربانی سے ہی معتبر ٹھہرتی ہے۔'' عثمان حیدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو وہ انہیں اپنے دل کے ایوانوں میں بہت بلند مقام پر بیٹھا ہوا دیکھنے لگی، اسے اپنی محبت پر ندامت اور ان کی محبت پر فخر محسوس ہونے لگا، انہوں نے اس کی خوشی کے لئے اسے چھوڑ دیا تھا وہ اپنے دل میں ان کے لئے بہت عقیدت اور احترام محسوس کر رہی تھی۔

''اب آپ کیا کریں گے؟'' اس نے چند لمحوں بعد بھیگتی آواز میں پوچھا۔

''تم بتاؤ کیا کروں میں؟'' وہ ہمیشہ کی طرح اس سے پوچھ رہے تھے۔

''ہر بات مجھ سے پوچھتے تھے بس وہی بات نہیں پوچھی جس پر ساری زندگی کا دارومدار تھا۔'' اس کے لبوں سے بے اختیار شکوہ پھسل گیا۔

''تقدیر کو یہی منظور تھا، تم کہو تو میں شہزاد سے بات کروں۔'' عثمان حیدر نے بمشکل اپنے دل کو سنبھالتے ہوئے درد بھری آہ بھر کر کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

"نہیں آپ ان سے کچھ مت کہیئے گا نجانے وہ کیا سمجھیں۔" اس نے فوراً کہا۔

"میری دعا ہے کہ شہزاد تمہارے ساتھ محبت آمیز سلوک کریں، شک اور بدگمانی ان کے دل و دماغ سے مٹ جائے، اتنے پڑھے لکھے ہو کر بھی وہ تم سے اس قسم کا رویہ روا رکھتے ہیں، یقین جانو ماہا مجھے بہت دکھ ہوا ہے کاش میں تمہارے لئے کچھ کر سکتا، میں نے تو تمہاری خوشیوں کے لئے اتنا تکلیف دہ قدم اٹھایا تھا، مجھے کیا معلوم تھا کہ میرا یہ اقدام تمہارے لئے اس قدر اذیت کا باعث بن جائے گا، تم بتاؤ ماہا میں کیا کروں تمہارے لئے؟"

"آپ میری بات مان لیں گے؟" اس نے بھیگتی آنکھوں سے انہیں دیکھا۔

"ہاں شاید اس طرح تمہارے ساتھ کی گئی اس زیادتی کا کچھ ازالہ کر سکوں تمہاری کوئی بات میں نے پہلے بھی رد نہیں کی تھی آج بھی تم جو کہو گی میں دل سے مانوں گا کہو کیا بات منوانا چاہتی ہو؟" وہ نرمی سے بولے۔

"آپ شادی کر لیں۔"

"اچھا، کس سے؟"

"رمشا باجی سے۔" اس نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"دیکھئے نا آپ ایسے ساری زندگی تنہا کیسے جئیں گے، آپ میری طرح کسی اور لڑکی سے اولاد کی وجہ سے شادی نہیں کر سکتے تو رمشاء باجی سے شادی کر کے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے، ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے، وہ بھی تمام عمر بیوہ نہیں رہیں گی انہیں بھی سہارا مل جائے گا ان کے بچوں کو باپ کی محبت اور شفقت مل جائے گی اور آپ کا اکیلا پن اور ادھورا پن بھی ختم ہو جائے گا، آپ کا بھی گھر بس جائے گا، آپ کو دکھ سکھ شیئر کرنے والی شریک حیات مل جائے گی اور شاید اس طرح شہزاد کا شک اور بدگمانی بھی دور ہو جائے۔"

"کتنی عجیب بات ہے۔" وہ دھیرے سے ہنس کر بولے۔

"آپ کو میری بات بری لگی کیا؟"

"نہیں ماہا! قطعی نہیں، تمہاری اور میری سوچ کل بھی ایک تھی اور آج بھی ہم ایک ہی انداز سے سوچتے ہیں، تم میری بات کا یقین کرو گی کہ میں نے بھی اپنے امی ابو سے یہی بات کہی تھی یہاں آ کر کہ اگر آپ لوگ مناسب سمجھیں اور چچا اور چچی جان مان جائیں تو میں رمشاء سے شادی کرنے کے لئے تیار ہوں اس طرح ماہا کے ساتھ مجبوراً کیے گئے فعل کی تلافی بھی ہو سکے گی اور مجھے اور رمشاء کو بھی ایک دوسرے کا ساتھ میسر آ جائے گا کیونکہ نہ تو میں ساری زندگی اکیلے گزار سکتا ہوں اور نہ ہی رمشاء بچوں کو ساری زندگی ماں اور باپ دونوں بن کر پال سکتی ہے سہارے کی ضرورت اسے بھی ہے اور مجھے بھی، امی ابو تو مان گئے ہیں، اب جبکہ تم نے بھی اس خواہش کا اظہار کر دیا ہے تو میں آج ہی امی ابو سے کہوں گا کہ وہ چچا اور چچی سے اس سلسلے میں بات کریں، شادی کے بعد میں رمشاء اور بچوں کو لے کر کینیڈا چلا جاؤں گا نہ زیادہ یہاں رہوں گا نہ ہی تمہارے میاں صاحب اور تمہارے لئے مشکلات کا باعث بن سکوں گا۔" عثمان حیدر نے نہایت سنجیدگی سے مدھم آواز میں کہا۔

"تھینک یو ویری مچ عثمان!" ماہا نے متشکر نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"شکریے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ مسکرائے تو اس نے مسکرا کر کہا۔

"رمشاء باجی، بہت محبت کرنے والی ہیں وہ آپ کو بہت خوش رکھیں گی۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

''رمشاء تمہاری بہن ہے اس میں یہ خوبیاں نہیں ہوں گی تو پھر کس میں ہوں گی؟'' عثمان حیدر نے مسکراتے ہوئے اسے چاہت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ نروس سی ہو کر نظریں چرا گئی، عثمان حیدر نے چند سیکنڈ اس کے چہرے کو غور سے دیکھا اور پھر سوئے ہوئے ننھے عثمان احمد پر نگاہ پڑی تو اس کے پاس چلے آئے اور اس کی پیشانی چوم کر بولے۔

''ماشاء اللہ بہت خوبصورت ہے تمہارا بیٹا، ہو بہو تم پر گیا ہے، نام کیا رکھا ہے اس کا؟''

''عثمان!'' ماہا نے پرنم آواز میں بتایا تو وہ بری طرح چونکے اور بے چین ہو کر اس کے پر ملال چہرے کو دیکھا اور پوچھا۔

''کیا تم نے رکھا ہے اس کا نام میرے نام پر؟''

''نہیں، میں بھلا کیوں رکھتی؟'' اس کے لہجے میں آنسوؤں کی جھنکار بول رہی تھی۔

''شہزاد نے رکھا ہے۔'' عثمان حیدر نے اس کے پاس آ کر اس کے چہرے کو دیکھا۔

''جی۔'' اس کے آنسو رخساروں پر پھسل گئے۔

''او مائی گاڈ! کیسا شخص ہے وہ؟'' عثمان حیدر نے بے چینی سے اس کے آنسوؤں کو دیکھتے ہوئے کہا اس کے اندر بے چینی اور بے قراری پھیل گئی تھی، چند لمحے وہ اسے اور ننھے بچے کو حسرت سے دیکھتے رہے وہ خود کو ماہا کا مجرم تصور کر رہے تھے، ان کے نام کے طعنے آج تک اس کی زندگی عذاب بنائے ہوئے ہیں، ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا، جس کی آنکھوں میں وہ خوشیوں کے جگنو چمکتے ہوئے دیکھنے کے آرزو مند تھے اس کی آنکھوں میں وہ آنسوؤں کے دریا امڈتے دیکھ رہے تھے، بمشکل اپنی ہمت جمع کر کے دکھی لہجے میں بولے۔

''ماہا! میں بہت شرمندہ ہوں تم سے میری وجہ سے۔''

''نہیں عثمان، اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔'' اس نے فوراً ان کی بات کاٹ کر کہا۔

''آپ نے تو میرا بھلا چاہا تھا، ہر انسان اپنے فعل کا اپنی سوچ کا خود ذمہ دار ہوتا ہے، آپ نے صحیح کہا ہے قسمت میں یہی کچھ لکھا تھا۔''

''تم پریشان مت ہو ماہا! انشاء اللہ اب سب ٹھیک ہو جائے گا، میں اپنی میڈیکل رپورٹس کی ایک ایک کاپی تمہیں دے دوں گا تاکہ بوقت ضرورت وہ تمہارے کام آسکیں، میں اسی جمعے رمشاء سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔'' عثمان حیدر نے سنجیدہ اور نرم لہجے میں کہا اور پھر اپنے والٹ میں ہزار ہزار کے دو نوٹ نکال کر ننھے عثمان کی ننھی سی مٹھی میں بند کر دیئے۔

''یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟'' ماہا نے حیرانگی سے پوچھا۔

''اپنے بیٹے کو منہ دکھائی دے رہا ہوں۔'' انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی۔

''اور یہ تمہارے لئے ہیں تمہاری شادی کا اور اس خوشی کا تحفہ مجھ پر ادھار تھا۔'' عثمان حیدر نے ہزار ہزار کے تین نوٹ اس کی ہتھیلی پر رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس کی ضرورت نہیں ہے۔'' اس نے بھیگتی آواز میں کہا۔

''تم کل بھی میری لاڈلی کزن اور پیاری دوست تھیں اور اس رشتے کے ختم ہونے کے باوجود ہمارا کزن والا رشتہ آج بھی قائم ہے اس کے علاوہ تم بہت جلد میری سالی بننے والی ہو، گھر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

والی نہیں بن سکیں یہ تقدیر کا کھیل تھا مگر سالی آدھی گھر والی تو ہوتی ہے نا تو اس ناطے سے بھی تمہارا مجھ پر حق ہے، لو شاباش رکھ لو، ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گا۔'' اور عثمان حیدر کو وہ ناراض کر ہی نہیں سکتی تھی سو اس کی محبت اور خلوص پر پگھل گئی اور رقم قبول کرتے ہوئے بولی۔

''شکریہ۔''

''جیتی رہو خوش رہو۔'' عثمان حیدر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر مشفق لہجے میں کہا اور اسے حیران چھوڑ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔

☆☆☆

اور وہ حیرت اور دکھ سے سوچ رہی تھی کہ کیا اب وہ شہزاد احمد کی محبت پر یقین کر سکے گی، عثمان حیدر جو اس کے لئے آج بھی سچے مخلص اور خیر خواہ تھے ان کی محبت اور عزت اس کے دل سے کم ہو سکے گی، اس کے دل نے نہیں کی گردان شروع کر دی، شہزاد احمد جو محبت کے ساتھ ساتھ اس پر شک بھی کرتے تھے، عثمان حیدر کے اس انکشاف کے بعد ان کی کیا جگہ ہو گی اس کے دل میں، وہ جسے اتنے عرصے تک قصوروار سمجھتی رہی اس سے نفرت کرتی رہی وہی تو تھا اس کی محبت کا حقدار، وہ جسے وہ تمام عمر نہیں بھلا سکتی تھی، اسے رنج تھا کہ وہ عثمان حیدر کی ہمسفر نہ بن سکی مگر یہ خوشی بھی اس کو روح تک سے سرشار کر رہی تھی کہ اسے ایک مخلص اور جانثار شخص نے عثمان حیدر نے چاہا تھا، شہزاد احمد کے سوالوں کی اب اسے کوئی پرواہ نہیں تھی، اب وہ فخر کے ساتھ انہیں اپنی پاکیزگی اور عثمان حیدر کی عظمت کا ثبوت پیش کر سکتی تھی۔

عثمان حیدر سراپا وفا اور پیار کا پیکر تھے اسے ان کی بے بسی پر ان کی محبت پر ٹوٹ کر رونا آیا، اور شام تک عثمان حیدر کے والدین نے رمشاء کے رشتے کی بات اس کے والدین سے کر لی، انہوں نے خوشی خوشی ہاں کر دی، ان کی بیوہ بیٹی کا گھر بس رہا تھا اور عثمان حیدر نے انہیں اصل صورتحال سے بھی آگاہ کر دیا تھا، تو انہیں عثمان حیدر بہت عظیم دکھائی دینے لگے تھے، انہوں نے مغرب کی نماز کے بعد سادگی سے عثمان حیدر کا نکاح رمشاء سے پڑھوا دیا اور اسی جمعے رخصتی کی تاریخ دیدی، ماہا بے حد خوش تھی، عثمان حیدر رمشاء کے بچوں کو پیار کر رہے تھے، رمشاء کی شادی ایف اے کا رزلٹ آتے ہی کر دی گئی تھی وہ کم عمر تھی اس لئے اب تک حسین تھی تین بچوں کی ذمہ داری نے بھی اسے سلم اور اسمارٹ بنا رکھا تھا اور عثمان حیدر کے ساتھ وہ بہت جچ رہی تھی، ماہا سمیت سب گھر والوں نے ان کی خوشیوں کی دعائیں مانگی۔

اچھی کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالیئے

ابن انشاء

اردو کی آخری کتاب .... ☆
خمار گندم .... ☆
دنیا گول ہے .... ☆
آوارہ گرد کی ڈائری .... ☆
ابن بطوطہ کے تعاقب میں .... ☆
چلتے ہو تو چین کو چلیے .... ☆
نگری نگری پھرا مسافر .... ☆

لاہور اکیڈمی، چوک اردو بازار، لاہور
فون نمبرز 7321690-7310797

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

''کیا بات ہے آج تم بہت خوش دکھائی دے رہی ہو؟'' رات کو شہزاد اسے لینے کے لئے آئے تو اس کے چہرے پر پھیلے خوشی اور سکون کے رنگ دیکھ کر پوچھے بنا نہ رہ سکے۔

''بات ہی خوشی کی ہے۔'' وہ ننھے عثمان کو چوم کر مسکراتے ہوئے بولی۔

''عثمان حیدر کے آنے کی خوشی ہے تمہیں۔'' شہزاد کے لہجے میں شک اور طنز بھر آیا۔

''ہاں اور آپ کو معلوم ہے آج کچھ دیر پہلے رمشاء باجی کا نکاح ہو گیا ہے۔'' وہ ان کے طنز کی پرواہ کیے بغیر ننھے عثمان سے کھیلتے ہوئے بولی۔

''رمشاء کا نکاح یوں اچانک کس سے؟'' وہ شدید حیرت سے بولے۔

''عثمان حیدر سے۔''

''کیا؟'' ان پر حیرت کا دورہ پڑ گیا۔

''یہ کیسے ہو گیا؟''

''کہیں تو ان دونوں کا نکاح نامہ دکھا دوں آپ کو؟'' وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

''نہیں مگر تمہارے گھر والوں نے یہ کیسے گوارہ کر لیا کہ جس شخص نے ان کی ایک بیٹی کو طلاق دی تھی اس سے دوسری بیٹی کا نکاح کر دیا۔'' انہیں یہ بات ہضم نہیں ہو رہی تھی، الجھن آمیز لہجے میں بولے۔

''طلاق کی اصل وجہ تو گھر والوں کو معلوم تھی اور اس وجہ سے عثمان حیدر بے قصور تھے۔''

''تو گویا قصور تمہارا تھا؟'' وہ طنزیہ مسکرائے وہ سلگ اٹھی۔

''جی نہیں قصور نہ میرا تھا نہ عثمان حیدر کا تھا بلکہ قصور ہماری قسمت کا تھا اور وہ یہ کہ......'' ماہا نے عثمان حیدر کے اسے طلاق دینے کا سبب ان کی میڈیکل رپورٹس سمیت ان کے روبرو پیش کر دیا تو ان کی صورت دیدنی تھی، ندامت، حیرت، خفت اور نجانے کیا کیا ان کے چہرے پر رقم ہو گیا تھا، وہ حیرت سے ماہا کو دیکھ رہے تھے جو بہت خوش تھی اور وہ یہ اندازہ لگا سکتے تھے کہ وہ اپنے کردار کی پاکیزگی کی گواہی پر شاداں ہے، اس کے دل میں عثمان حیدر کے لئے اب نفرت نہیں رہی، کیا اب وہ ان سے محبت کرنے لگی ہو؟ وہ یہ سوال پوچھ کر مزید شرمسار نہیں ہونا چاہتے تھے، وہ خود کو ماہا کے دل سے باہر کھڑا محسوس کر رہے تھے اور سوچ رہے تھے انہوں نے تو ماہا سے محبت کی تھی۔

پھر محبت میں شک کہاں سے آ گیا جس نے انہیں خود اپنی ہی نظروں میں نہیں بلکہ اپنی محبت کی نظروں میں بھی شرمندہ کر دیا تھا، کیا اب وہ ماہا کے سامنے اس غرور کے ساتھ نظریں اٹھا کر بات کر سکیں گے جو اس بات کے جاننے سے پہلے ان کی نظروں میں تھا، کیا اب ماہا ان کی محبت کا یقین کرے گی؟ کیا وہ ان کے شک اور بدگمانیوں کو فراموش کر دے گی؟ بہت سے سوالیہ نشان ان کے ذہن میں ابھر رہے تھے اور وہ عثمان حیدر کی شخصیت کی عظمت کے پیچھے چھپ رہے تھے، شک اور بدگمانی رشتوں، جذبوں اور محبتوں پر سے اعتماد ختم کر دیتی ہے، اچھے اور پیارے لوگوں سے ہمیں دور کر دیتی ہے شرمندگی اور پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں دیتی، کاش محبت کرنے والے شک کرنا اور اپنے پیاروں سے بدگمان ہونا چھوڑ دیں تو کسی کو ان کی طرح پچھتانا نہ پڑے، شہزاد احمد نے ماہا کے خوشی سے مسکراتے چہرے کو دیکھتے ہوئے سوچا اور اس کے قریب چلے آئے۔

شاید کبھی وہ اس کے دل میں اپنا اعتبار اپنا پیار جگا سکیں اپنی بدگمانیوں کا ازالہ کر سکیں۔

☆☆☆

www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

تحریم محمود

غیبت کا گناہ

حضرت ابراہیم بن ادہم غیبت کرنے والوں کی سخت سرزنش کرتے تھے غیبت اسے کہتے ہیں کہ کوئی کسی کا اس کی غیر موجودگی میں اس طرح تذکرہ کرے جو کہ اسے ناپسند ہو، ایک حدیث میں وضاحت اس طرح ہے۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غیبت کی حقیقت دریافت فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''تمہارا اپنے بھائی کا اس طرح تذکرہ کرنا جو اسے ناپسند ہو۔'' صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر وہ بات اس میں موجود ہو تو کیا پھر بھی غیبت ہوگی۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''یہی تو غیبت ہے اور اگر وہ بات اس میں نہ پائی جائے تو پھر یہ بہتان ہوگا۔''

چنانچہ حضرت ابراہیم بن ادہم کو ایک دفعہ ایک ضیافت میں مدعو کیا گیا آپ نے لوگوں سے کسی کی غیبت سنی تو فرمایا۔

''عجیب بات ہے کہ پہلے لوگ گوشت سے پہلے روٹی کھاتے تھے، مگر یہاں دیکھتے ہیں کہ لوگ اپنے بھائی کی غیبت کر کے روٹی سے پہلے اس کا گوشت کھا رہے ہیں۔'' پھر آپ وہاں سے اٹھ گئے اور کھانا نہ کھایا۔

سارا حیدر، ساہیوال

محبوب عمل

حضرت موسیٰ علیہ السلام، کلیم اللہ تھے، انہیں اس دنیا میں اللہ تعالیٰ سے شرف ہم کلامی حاصل تھا، ایک دفعہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔

''اے میرے رب! تجھے میرا کون سا عمل زیادہ پسند ہے تا کہ وہ کام زیادہ کیا کروں۔'' اللہ کا ارشاد ہوا۔

''مجھے تیرا وہ عمل تمام کاموں سے زیادہ پسند آیا کہ جب بچپن میں تمہاری ماں تمہیں مارتی تو تم مار کھا کر پھر اسی طرف دوڑتے تھے۔''

(تذکرہ غوثیہ)

ساجدہ احمد، ملتان

کھانے کے متعلق بعض سنن طیبہ

- حضرت اسماء رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گرم کھانا لایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو اس وقت تک ڈھانپ کر رکھتے جب تک اس کا جوش ختم نہ ہو جاتا اور فرمایا۔

میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ ''سرد کھانے میں عظیم برکت ہے۔''

(دارمی، مدارج النبوت)

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے کے بعد پانی نوش نہ فرماتے، کیونکہ مضر ہضم ہے، جب تک کھانا ہضم کے قریب نہ ہو پانی نہیں پینا چاہیے۔ (مدارج النبوت)

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

O کھجور یا روٹی کا کوئی ٹکڑا کسی پاک جگہ پڑا ہوتا تو اس کو صاف کر کے کھا لیتے۔ (مسلم)
O آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا کھاتے ہی سو جانے کو منع فرماتے (یہ دل میں ثقالت پیدا کرتا ہے)۔ (زادالمعاد)
O کسی دوسرے کو کھانا دینا یا کسی سے کھانا لینا ہو تو داہنا ہاتھ استعمال کرنا چاہیے۔ (ابن ماجہ)

صفہ خورشید، لاہور

پہلی کرن

☆ جس نے مخلوق سے کچھ مانگا وہ خالق کے دروازے سے اندھا ہے۔
☆ حیات کا دروازہ جب تک کھلا ہے غنیمت جانو، وہ جلد ہی تم پر بند کر دیا جائے گا اور نیکی کے کاموں کو جب تک تمہیں قدرت ہے، غنیمت سمجھو۔
☆ موت سے پہلے یاد خدا میں عزت ہے کیونکہ کاٹنے کے وقت ہل چلانا اور بیج بونا حماقت ہے۔
☆ سارے ملک کا بگاڑ ان تین گروہوں کے بگڑنے پر ہے، حکمران جب بے علم ہوں، عالم جب بے عمل ہوں اور فقیر جب بے توکل ہوں۔
☆ محبت کامل نہیں ہو سکتی، جب تک قربانی نہ دی جائے۔
☆ صادق وہ ہے کہ جب دیکھو تو ویسا ہی پاؤ کہ جیسے سنا تھا۔
☆ ہر بچے کی پیدائش اس بات کا پیغام ہے کہ اللہ ابھی انسان سے مایوس نہیں ہوا۔

عابدہ حیدر، بہاول نگر

تعبیر

یہ راتوں کے آگے سرخرو ہوں
چاند سے آنکھیں ملا کر بات کرتی ہوں
کہ میں نے عمر میں دیکھا ہے پہلی بار یہ منظر
میری نیندیں میرے خوابوں کے آگے سر اٹھا کر
چل رہی ہیں!

آصفہ نعیم، فورٹ عباس

سرگوشیاں

O سفر کا آغاز تیز رفتاری سے کیا ہے تو دیکھو رکنا نہیں ورنہ تمہارا اپنا ہی غبار راہ تمہیں دبوچ لے گا۔
O زندگی نجانے کس کس کا انتظار کرتی ہے اور موت بن بلائے مہمان کی طرح اچانک آ جاتی ہے۔
O در ہمیشہ وا رکھنے چاہیں کہ کچھ لوگ دستکوں کے عادی نہیں ہوتے اور صدا دیے بغیر لوٹ جاتے ہیں۔
O جو دوسروں کو شک کی نظر سے دیکھتا ہے، وہ حقیقت میں اپنے کردار کی برائیاں دوسروں میں تلاش کر رہا ہوتا ہے۔
O محبت میں یہ قباحت ہے کہ جس سے محبت ہو جائے، اس کو آسانی سے آزاد نہیں کیا جا سکتا، اسے آزاد کرنے سے دل کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔
O غصہ ایک چور ہے جو انسان کے اچھے لمحات چوری کر لیتا ہے۔

فرینہ اسلم، میاں چنوں

جنٹلمین

مسٹر برائن امریکیوں کا سامان لادنے میں مصروف رہا، درمیان میں کیپٹن غلام حسین نے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ایک دو بار اسے توجہ دلائی کہ ”پاکستانیوں کا سامان بھی لوڈ کرا دے۔“ لیکن اس نے سنی ان سنی کر دی، جب فارغ ہوا تو اس نے سامان کے وزن کی جمع تفریق کے بعد بے پروائی سے کیپٹن غلام حسین سے کہا۔

”پاکستانی تو اس پرواز سے نہیں جا سکتے۔“

”کیوں نہیں جا سکیں گے؟“ کیپٹن غلام حسین نے مسٹر برائن کی ناک سے ناک ملا کر دانت پیستے ہوئے پوچھا۔

ایک تھرڈ ورلڈ ملک کے ایک جونیئر فوجی سے مسٹر برائن کو قطعاً اس اشتعال انگیز رویے کی توقع نہیں تھی، اس کا خیال تھا کہ ”ترلے منتیں“ کرنے کے بعد وہ پاکستانیوں کو آئندہ کسی پرواز سے بھجوا دے گا لیکن غلام حسین سیاستدان تو تھا نہیں اس نے ایک پاکستانی کو آواز دی۔

”بہزاد! ذرا یہ اسٹین گن دینا مجھے۔“

یہ ذات شریف جس کا نام بہزاد تھا بڑے مستعد ثابت ہوئے، انہوں نے اسٹین گن کا رخ آسمان کی طرف کیا، اسے کاک کیا، سیفٹی کیچ اتارا اور کیپٹن غلام حسین کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

“Gun Loada, cocked safty catch Removed”

غلام حسین نے اسٹین گن پکڑتے ہوئے مسٹر برائن سے پوچھا۔

”ہاں مسٹر برائن! پاکستانی کیوں نہیں جا سکتے اس فلائیٹ سے؟“ مسٹر برائن نے دور ایک نظر گوروں کی طرف دیکھا جو کتوں اور لڑکیوں کی چاپلوسی میں مصروف تھے اور پاکستانی فوج پر نگاہ کی جو پاس ہی نظم و ضبط سے اپنے افسروں کے اگلے احکامات کے منتظر کھڑے تھے۔

”ٹھہرو، ٹھہرو جائیں گے جائیں گے، اسی فلائٹ سے جائیں گے۔“

مسٹر برائن کی ساری لاپروائی کافور ہو گئی، پورے واقعے میں چند سیکنڈ لگے ہوں گے، کسی کو خبر بھی نہیں ہوئی کہ دو اہم ملکوں کی خارجہ پالیسی کن نشیب و فراز سے گزر گئی۔“

مہین آفریدی، ایبٹ آباد

اقوال اختری

☆ تھکن سود کی طرح ہوتی ہے، ادائیگی نہ ہو تو بے حساب بڑھتی اور جمع ہوتی رہتی ہے جب تک کوئی بھلا آدمی بھلے طریقے سے بے باق نہ کروا دے۔

☆ فیصلہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کے اندر غلطی کا امکان گھاس کی اس نرم کونپل کی طرح ضرور ہوتا ہے جو کسی بھی جگہ، کسی بھی لمحے سر اٹھائے چپ چاپ لہرانے لگتی ہے۔

☆ ہمت بھی عجیب پھولے ہوئے غبارے جیسی ہوتی ہے ذرا ناموافق بات کی سوئی چبھی، شکل ہی نہیں حالات و حالت تک بدل دیتی ہے۔

☆ جعلی عکس ڈالنے والا علم ہو یا اعداد و شمار، ہمیشہ نتیجہ توقعات کے برعکس ہی لاتے ہیں۔

☆ نقصان وہ نہیں جو آپ کو ذاتی دکھ سے بٹھا دے نقصان تو وہ ہے جو کسی کو آپ کی نظروں سے گرا دے۔

☆ رویوں میں اندھیرا آئے تو صرف انہیں کوسنے مت بیٹھ جائیے، ممکن ہے آپ کے ایک چراغ جلانے سے کسی کے اندر کی کچھ تاریکی کم ہو جائے۔

راحیلہ فیصل، سرگودھا

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بیاض

تسنیم طاہر

نورانور ---- فیصل آباد

پلک جھپکتے ہی دنیا اجاڑ دیتی ہے
وہ بستیاں جنہیں بستے زمانے لگتے ہیں
فراز ملتے ہیں غم بھی نصیب والوں کو
ہر اک کے ہاتھ کہاں یہ خزانے لگتے ہیں

....

خزاں میں چاک گریباں تھا میں بہار میں تو
مگر یہ فصل ستم آشنا کسی کی نہیں
میں آج زد پہ اگر ہوں تو خوش گمان نہ ہو
چراغ سب کے بجھیں گے ہوا کسی کی نہیں

....

کوچہ یار سے ہر فصل میں گزرے ہیں مگر
شاید اب جاں سے گزر جانے کا موسم آیا

فاریہ سلیم ---- شرقپور

تھا جنہیں زعم وہ دریا بھی مجھی میں ڈوبے
میں کہ صحرا نظر آتا تھا سمندر نکلا
شہر والوں کی محبت کا میں قائل ہوں مگر
میں نے جس ہاتھ کو چوما وہی خنجر نکلا

....

تھکا گیا ہے سفر اداسی کا
اور اب بھی ہے مرے شانے پہ سر اداسی کا
میں تجھ سے کیسے کہوں یار مہرباں میرے
کہ تو علاج نہیں میری ہر اداسی کا

....

فراز اس شہر میں کس کو دکھاؤں زخم اپنے
یہاں تو ہر کوئی مجھ سا بدن پہنے ہوئے ہے

سارا حیدر ---- ساہیوال

چلو کہ آج کوئی بچپن کا کھیل کھیلیں ہم
بڑی مدت ہوئی بے ساختہ ہنس کر نہیں دیکھا

....

میرے احساس کے زخموں نے جگایا مجھ کو
نیند تو ٹوٹی مری خواب تمہارے ٹوٹے

....

مجھے سمیٹ سکو تو معجزہ ہو گا
بکھر گیا ہوں خلا میں وسعتوں کی طرح

ساجدہ احمد ---- ملتان

کوئی کرتا ہی نہیں ذکر وفا داری کا
ان دنوں عشق میں آسانی ہی آسانی ہے

....

باہر تو کوئی دشمن جاں اپنا نہیں تھا
یارو بھلا ہمیں اندر کے خدوخال نے مارا
آئے جو نظر چہرے بظاہر تھے فروزاں
افسوس انہی چہروں کے افعال نے مارا

....

مرتے رہے ہم لوگ سدا وقت کے ہاتھوں
ماضی نے ہمیں مارا کبھی حال نے مارا
کچھ نقش سلامت ہیں جو دیتے ہیں گواہی
گزری ہوئی صدیوں کو مہ و سال نے مارا

صفہ خورشید ---- لاہور

ہم فقیروں کو برائی سے سروکار نہیں
ہم زمانے میں فرشتوں کی طرح رہتے ہیں
لوگ کہتے ہیں برا ہم کو تو حیرت کیا ہے
کہنے والے تو خدا کو بھی برا کہتے ہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

پیچ در پیچ سلسلے دل کے
مجھے تیری تجھے کس کی تلاش

....

سکون ملتا ہے رونے سے دل کو بھی آذر
شدید ہو کبھی موسم تو بارشیں مانگوں
عابدہ حیدر ---- بہاول نگر
گفتگو کرنے کا کچھ اس میں ہنر ایسا تھا
وہ میری بات کا مفہوم بدل دیتا تھا

....

جنون میں ہوش کے سب سلسلے بھی ساتھ رکھتا ہے
وفا کرتا ہے لیکن فاصلے بھی ساتھ رکھتا ہے
کوئی آب و ہوا تو راس آئے گی کبھی اس کو
محبت کی ساری منطقیں بھی ساتھ رکھتا ہے

....

دھیان رکھنا ہر اک آہٹ پر
محبتوں میں میری بدحواسیاں نہ گئیں
آصفہ نعیم ---- فورٹ عباس
اسے کہو بہت نامراد شے ہے جنوں
اسے کہو کہ مجھے ہے بہت جنوں اس کا

....

خواہشوں کی محرومیاں مت پوچھ میرے ہم نفس
کہ میری نس نس میں خوابوں کا زہر اترا ہے

....

ہم ہی کریں کوئی صورت انہیں بلانے کی
سنا ہے ان کو تو عادت ہے بھول جانے کی
جفا کے ذکر پہ تم کیوں سنبھل کے بیٹھ گئے
تمہاری بات نہیں بات ہے زمانے کی
فرینہ اسلم ----- میاں چنوں
پانی پہ بھی ریت پہ تڑپی چتی گئی
بنتی رہی ہے دکھ کا کبھی عنوان محبت
ہم نے پڑھے ہیں اتنے فسانے کہ بس
لگتا ہے ہر فسانے کی ہے جان محبت

....

رشتوں کو توڑنے میں ذرا احتیاط کرنا
رخ اپنا موڑنے میں ذرا احتیاط کرنا
ایسا نہ ہو کہ ایک دن پچھتاؤ ہر گھڑی
تم مجھ کو چھوڑنے میں ذرا احتیاط کرنا

....

اپنا انچل سنبھال کر چلنا
چھیڑ خانی ہوا کی عادت ہے
مہین آفریدی ----- ایبٹ آباد
دل کو تمہاری یاد کے آنسو عزیز تھے
دنیا کا کوئی درد سمونے نہیں دیا
ناصر یوں اس کی یاد چلی ہاتھ تھام کر
میلے میں اس جہاں کو کھونے نہیں دیا

....

جو لگ چکی ہے گرہ دل میں کھل نہیں سکتی
تو لاکھ ملتا رہے ہم سے دوستوں کی طرح

....

مختصر لفظوں میں ہے اب یہ مزاج زندگی
رابطہ سب سے ہے مگر واسطہ نہیں
راحیلہ فیصل ----- سرگودھا
ہر چارہ گر کو چارہ گری سے گریز تھا
ورنہ ہمیں جو دکھ تھے بہت لادوا نہ تھے

....

وہ ریت کر کے میرے خواب کی زمینوں کو
میرے وجود میں دریا تلاش کرتا ہے
گنوا کے مجھ کو کسی عد خوش گمانی میں
وہ شاید اب کوئی مجھ سا تلاش کرتا ہے

....

تم نے گم کر دیا تھا دانستہ
اب بھرے شہر میں مجھے ڈھونڈو
آمنہ خان ---- راولپنڈی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ ورق ورق تیری داستاں
یہ سبق سبق تیرے تذکرے
میں کروں تو کیسے کروں الگ
تجھے زندگی کی کتاب سے

....

جب سے چھوڑا ہے تو نے ساتھ میرا
میں کسی کو بھی چھوڑ سکتا ہوں
ہو گیا ہوں میں سنگدل اتنا
دل کسی کا بھی توڑ سکتا ہوں

....

مسافتوں میں کبھی یوں بھی معتبر ٹھہروں
کہ دو قدم ہی سہی اس کا ہم سفر ٹھہروں
تمہی بتاؤ بھلا کس طرح یہ ممکن ہے
وہ تیرے شہر میں آئے اور میں بے خبر ٹھہروں

صابرہ سلطانہ ---- کراچی

شکستہ تحریروں کے میرے خط تم جلا دینا
جو ہو سکے زندگی میری مجھے تم بھلا دینا
تلخیاں پی پی کر زہر آلودہ نہ ہو جائیں کہیں
سکون دل کی خاطر میری جان تم ذرا سا مسکرا دینا

....

اچانک شاخ دل تیری کہیں ویران نہ ہو جائے
پرندے میری یادوں کے اڑا آہستہ آہستہ

....

میں تم کو چاہ کر پچھتا رہا ہوں
کوئی اس درد کا مرہم نہیں ہے

حنا شاہین ---- حیدر آباد

لڑکیاں ہوتی ہیں پرایا دھن
یہ کہاں سب کے پاس رہتی ہیں

....

کی ساز باز وقت نے ایسی میرے خلاف
جدائیوں کا موسم میرے نام کر گیا

....

ہم تیری یاد سے کترا کے گزر جاتے مگر
راہ میں پھولوں کے لب سایوں کے گیسو آئے
آزمائش کی گھڑی سے گزر آئے تو ضیا
چشم نم جاری ہوا آنکھ میں آنسو آئے

سدرہ خانم ---- ملتان

کیوں طبیعت کہیں ٹھہرتی نہیں
دوستی تو اداس کرتی نہیں
جس طرح تم گزارتے ہو فراز
زندگی اس طرح تو گزرتی نہیں

....

اس کو کیسے بھول جاؤں ناصر کیسی باتیں کرتے ہو
صورت تو صورت ہے وہ نام بھی اچھا لگتا ہے

....

زمین کا سہارا تو اک دکھاوا ہے محسن
حقیقت میں میرا خدا مجھے گرنے نہیں دیتا

آسیہ فرید ---- خانیوال

لکھ رہے ہیں ہم محبت نفرتوں کے درمیاں
آنے والوں کو ہمارے یہ ہنر یاد آئیں گے
رفتہ رفتہ بھول جائیں گے سفر کی داستاں
مدتوں لیکن ہمیں کچھ رہ گزر یاد آئیں گے

....

محبت کا دھواں آنکھوں میں پانی چھوڑ جاتا ہے
کسی رستے سے غم گزرے نشانی چھوڑ جاتا ہے
موت بھی کم خوبصورت تو نہیں ہو گی
جو اس کو دیکھتا ہے زندگانی چھوڑ جاتا ہے

....

اپنے مزاج سے میں خوب واقف ہوں فراز
تھوڑے لوگوں سے ملتا ہوں مگر مخلص ہو کر

مریم انصاری ---- سکھر

شکوے بھی ہزاروں ہیں شکایتیں بھی بہت ہیں
اس دل کو مگر اس سے محبت بھی بہت ہے

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

روشن کر چراغ دہر و کعبہ
پر شمع خرابات جلے نہ جلے
مریم انصاری ---- سکھر

میں نے جھیلا ہے گلے مل کے بچھڑنے کا عذاب
میرے معبود کسی کو یہ سزا مت دینا

....

وہ یوں ملا ہے کہ جیسے کبھی ملا ہی نہ تھا
ہماری ذات پہ جس کی عنایتیں تھیں بہت
ہمیں خود اپنے ہی یاروں نے کر دیا رسوا
کہ بات کچھ بھی نہ تھی اور وضاحتیں تھیں بہت

....

ایک میٹھا درد بھی دل میں کبھی پیدا ہوا
کیا اکیلے میں کسی دن آپ نے سوچا ہمیں؟
تو سمندر ہے ہماری پیاس کی کچھ لاج رکھ
یوں نہ اک دو گھونٹ پانی کے لئے ترسا ہمیں
عزہ فیصل ---- قصور

وہ جو اپنی جاں سے گزر گئے انہیں کیا خبر ہے کہ شہر میں
کسی جاں نثار کا ذکر کیا کوئی سوگوار بھی اب نہیں

....

خون اک امانت نہ تھی اس طرح تو ہوا اس کو کیا ہو گیا
دیکھو آواز دیتا ہے اک سانحہ شہر والو سنو
عمر بھر کا سفر جس کا حاصل ہے اک لمحہ مختصر
کس نے کیا کھو دیا کس نے کیا پا لیا شہر والو سنو

....

میری آنکھوں میں آنسو پگھلتا رہا چاند جلتا رہا
تیری یادوں کا سورج نکلتا رہا چاند جلتا رہا
یہ دسمبر کہ جس میں کڑی دھوپ بھی میٹھی لگنے لگی
تم نہیں تو دسمبر سلگتا رہا چاند جلتا رہا
نور انور ---- فیصل آباد

نیند سے خواب میں اتر جائے
آدمی خامشی سے مر جائے
اک طرف آگ اک طرف پانی
آدمی جائے تو کدھر جائے

....

دوستوں کے ہجوم میں ناصر
میرے اندر کا شخص تنہا ہے

....

ان سہمے ہوئے شہروں کی فضا کچھ کہتی ہے
کبھی تم بھی سنو یہ دھرتی کیا کچھ کہتی ہے
کبھی بھور بھئے کبھی شام ڈھلے کبھی رات گئے
ہر آن بدلتی رت کی ہوا کچھ کہتی ہے
فاریہ سلیم ---- شرقپور

اس عہد میں الٰہی محبت کو کیا ہوا
چھوڑا وفا کو اس نے مروت کو کیا ہوا
امید وار وعدہ دیدار مر چلے
آتے ہی آتے یارو قیامت کو کیا ہوا

....

کسی کا یوں تو ہوا کون عمر بھر پھر بھی
یہ حسن و عشق تو دھوکا ہے سب مگر پھر بھی
ہزار بار زمانہ ادھر سے گزرا ہے
نئی نئی سی ہے کچھ تیری رہگزر پھر بھی

....

سارا حصول عشق کی ناکامیوں میں ہے
جو عمر رائیگاں ہے وہی رائیگاں نہیں
ہوتا ہے راز عشق و محبت انہیں سے فاش
آنکھیں زباں نہیں ہیں مگر بے زباں نہیں
سارا حیدر ---- ساہیوال

جہاں بدلا مگر آداب میخانہ نہیں بدلے
کبھی اے گردش دوراں ادھر بھی آ گئی ہوتی
مقام عاشقی دنیا نے سمجھا ہی نہیں ورنہ
جہاں تک تیرا غم ہوتا وہیں تک زندگی ہوتی

....

کوئی صورت نہیں ہے زندگی سے بچ نکلنے کی
غم و آلام کے ماروں کو بھی مرنے نہیں دیتی
مجھے معلوم ہے وعدہ نبھانا سخت مشکل ہے
مری کم ہمتی انکار بھی کرنے نہیں دیتی

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

سارا حیدر ---- ساہیوال

س: ع غ جی کیا کر رہے ہیں؟
ج: تم کیا کر رہی ہو۔
س: لو یہ کیا بات ہوئی الٹا ہم سے سوال؟
ج: چلو بتا ہی دیتے ہیں کیا یاد کرو گی۔
س: اب بتا بھی دیں؟
ج: مجھے بے صبرے لوگ پسند نہیں ہیں صبر سے کام لو۔
س: آپ عیدالاضحیٰ پر کیا پسند کرتے ہیں؟
ج: سب کچھ پسند ہے آپ مرضی جو بھیج دیں۔
س: ہم تو حلوہ پوریاں بنائیں گے کیسے بھیجوں مشکل ہو جائے گی۔
ج: ویسے ہی تمہاری نیت نہیں ہے بہانے نہ بناؤ۔
س: ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں؟
ج: میں خود آ جاؤں کھا بھی لوں گا اور مل بھی لوں گا۔

ساجدہ احمد ---- ملتان

س: ہوں دیکھیں ع غ جی آپ تو حد سے بڑھ گئے، آپ کو انگلی پکڑائی آپ ہاتھ پکڑنے لگے۔
ج: توبہ توبہ ہوش کے ناخن لو میں بھلا تمہارا ہاتھ کیوں پکڑنے لگا میرے لئے کوئی کمی ہے۔
س: دل میں بسنے والوں سے ماہانہ کرایہ وصول کرنا ہو تو کیا کرنا چاہیے؟
ج: اسے دل کے ساتھ اپنی آنکھوں میں بھی بسا لیں۔

س: آپ کو پتہ ہے کہ آپ کے الٹے پلٹے جوابات پڑھ کر اب حنا کے قارئین کیا سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں؟
ج: کیا غضب کے جواب دیتا ہے یہ بندہ۔
س: چلیں آج جلدی سے اپنی فیورٹ ڈش اور مشروب کا نام بتا دیں؟
ج: پی جی ایام کی تلخی کو ہنس کے ناصر۔
س: آپس کی بات ہے، آپ وہی عین غین ہیں ناں جو تین سال پہلے......؟
ج: ہاں ہاں وہی ہوں جس نے تمہیں قرض خواہوں سے بچایا تھا۔
س: میرا دل آج کل بے حد اداس ہے، اگر میرے سوالوں کے سیدھے منہ جواب نہ دیئے تو میں......؟ آگے آپ خود سمجھدار ہیں؟
ج: پہلے یہ بتاؤ دل اداس کیوں ہے اور وہ بھی آج کل۔

صفہ خورشید ---- لاہور

س: وقت طوفان کب اٹھاتا ہے؟
ج: جب تم کسی گرلز کالج کے باہر کھڑے ہو اور "گرل" کا بھائی آ جائے۔
س: کیا وقت کے ساتھ چلنا ضروری ہے؟
ج: بہت ضروری ہے ورنہ۔
س: سکون کی تلاش؟
ج: اپنے اندر تلاش کرو۔
س: کیا دنیا میں صرف غم ہی غم ہیں؟
ج: کون کہتا ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

س: زندگی میں سکون کب ملتا ہے؟
ج: جب بیوی میکے ہو۔
س: آپ اتنی زیادہ ذہین کیوں ہیں؟
ج: یہی بات کل امان اللہ سے بھی کہہ رہے تھے۔

عابدہ حیدر ---- بہاول نگر

س: اب کیا ہوگا؟
ج: وہی جو ہم چاہتے ہیں۔
س: جدائی کی رات بہت طویل اور کربناک کیوں ہوتی ہے؟
ج: اکیلے میں ڈر جو لگتا ہے۔
س: وفا کی راہ میں آج میں اکیلی ہوں؟
ج: نیں سی لانی بے قدراں نال یاری۔
س: کیا گئے ہوئے لمحات واپس آ سکتے ہیں؟
ج: گیا وقت پھر کب ہاتھ آتا ہے۔
س: کبھی کبھی دل چاہتا ہے کہ ہمارے آس پاس کوئی نہ ہو؟
ج: تاکہ گزری ہوئی باتوں پر کبھی خوش کبھی رنجیدہ ہو سکیں۔
س: کچھ لوگ روٹھ کر بھی لگتے ہیں کتنے پیارے؟
ج: دل آنے کے ڈھنگ ہیں۔

آصفہ نعیم ---- فورٹ عباس

س: آپ کو پھول اچھے لگتے ہیں یا کلیاں؟
ج: کلیاں کیوں کہ انہیں ابھی کھلنا ہوتا ہے۔
س: آپ کو بھینس کے آگے بین بجانا کیسا لگتا ہے؟
ج: مجھے تو چین کی صرف بنسری بجانی آتی ہے۔
س: سلجھی ہوئی حسینوں اور الجھی ہوئی حسینوں میں کیا فرق ہے؟
ج: جو ایک سمجھدار انسان اور ایک ناسمجھ انسان میں ہے۔
س: انسان جیتے جی کب مرتا ہے؟
ج: جب اس کی عقل کام نہ کرے۔
س: عورت زندگی میں سب سے زیادہ کس بات کی تمنا کرتی ہے؟
ج: نئے ماڈل کی کار، وسیع و عریض بنگلہ اور دولت مند شوہر۔
س: اگر میں تمہاری بند آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر پوچھوں کہ بوجھو تو؟
ج: بوجھ لیں گے۔

فرینہ اسلم ---- میاں چنوں

س: ہم تمہیں ڈھونڈ رہے ہیں کئی دنوں سے؟
ج: اندھے کو ندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی۔
س: ایک ڈال پر طوطا بیٹھا، ایک ڈال پر مینا غ جی کیا کہنا؟
ج: دونوں کو صحیح جگہوں پر رہنا چاہیے۔
س: اگر خواب صرف خواب ہی رہیں تو؟
ج: خواب تو خواب ہی ہوتے ہیں۔
س: کنوارے شادی کرنا چاہتے ہیں اور شادی شدہ اپنی جان کو روتے ہیں؟
ج: شادی بور کے لڈو ہیں جس نے کھائے وہ بھی پچھتائے جس نے نہیں کھائے وہ بھی پچھتائے۔
س: عورت اپنی عمر اور مرد اپنی آمدنی کیوں چھپاتے ہیں؟
ج: یہی چیز تو فساد کی جڑ ہے۔
س: لوگ کہتے ہیں عشق خلل ہے دماغ کا؟
ج: تبھی تو عاشقوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

مہین آفریدی ---- ایبٹ آباد

س: یہ زندگی تیرے بغیر کیسے کٹے گئی؟
ج: جیسے اب تک کٹی ہے۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

میری ڈائری سے

صائمہ محمود

عابدہ حیدر: کی ڈائری سے ایک خوبصورت غزل

جو غم ملا جبیں کے شکن میں چھپا لیا
دل سی گداز چیز کو پتھر بنا لیا
جو آہ تھی شکستہ شمعی ساتھ لے گئی
جو اشک تھا ہوائے سحر نے اڑا لیا
کاغذ کے پھول سر پہ سجا کر چلی حیات
نکلی برون شہر تو بارش نے آ لیا
اک میں ہی طے ہمہ نہیں تو بھی فریب ہے
اپنی ہی ذات سے اتر بھی پتا کیا
اک عمر جس کی مار پہ رہ کر بچے رہے
پہنچے تھے اوٹ میں کہ وہی تیر کھا لیا
ہم بھی شکست شوق پہ نالاں رہے مگر
دل نے آسمان ہی سر پہ اٹھا لیا
ہم نے کہ بخت خفتہ نہ جاگ اٹھے اے ظفر
معمورۂ ازل سے دل بے صدا لیا

آصفہ نعیم: کی ڈائری سے ایک خوبصورت نظم

بساط جاں پہ عذاب اترتے ہیں کس طرح
شب وروز دل پر عتاب اترتے ہیں کس طرح
کبھی عشق ہو تو پتا چلے
یہ جو لوگ سے ہیں چھپے ہوئے پس دوستاں
تو یہ کون ہیں؟
یہ جو لوگ سے ہیں چھپے ہوئے پس جسم وجاں
تو یہ کس لئے؟
یہ جو کان ہیں میرے آہٹوں پہ لگے ہوئے
تو یہ کیوں بھلا؟
یہ جو ہونٹ ہیں صف دوستاں میں سلے ہوئے
تو یہ کس لئے؟
یہ جو اضطراب رچا ہوا ہے وجود میں
تو یہ کیوں بھلا؟
یہ جو سنگ سا کوئی آ گرا ہے جمود میں
تو یہ کس لئے؟
یہ جو دل میں درد چڑھا ہوا ہے لطیف سا
تو یہ کب سے ہے؟
یہ جو پتلیوں میں ہے عکس کوئی خفیف سا
تو یہ کب سے ہے؟
یہ جو آنکھ میں کوئی برف سی ہے جمی ہوئی
یو یہ کس لئے؟
یہ جو دوستوں میں نئی نئی ہے کمی ہوئی
تو یہ کس لئے؟
یہ جو لوگ پیچھے پڑے ہوئے ہیں فضول میں
انہیں کیا پتا، انہیں کیا خبر؟
کسی راہ کے کسی موڑ پر جو نہیں ذرا
کبھی عشق ہو تو پتا چلے

فرینہ اسلم: کی ڈائری سے خوبصورت غزل

وحشت تھی مگر چاک لبادہ بھی نہیں تھا
یوں زخم نمائی کا ارادہ بھی نہیں تھا
خلعت کے لئے قیمت جاں یوں بھی بہت تھی
پھر اتنا دلآویز لبادہ بھی نہیں تھا
ہم مرحبا کہتے ترے ہر تیر ستم پر
سچ یہ ہے کہ دل اتنا کشادہ بھی نہیں تھا
ہم خون میں نہلائے گئے تیری گلی میں
اور تو کہ سر بام ستارہ بھی نہیں تھا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

یارو کوئی تدبیر کرو تم کہ وہ ہم سے
ناخوش تھا مگر اتنا زیادہ بھی نہیں تھا
آخر کو تو گل ہو گئے سورج سے مسافر
اور میں تو چراغ سر جادہ بھی نہیں تھا
پاگل ہو فراز آج جو رہ دیکھ رہے ہو
جب اس سے ملاقات کا وعدہ بھی نہیں تھا

مہین آفریدی: کی ڈائری سے ایک غزل

عذاب در بدری سے نکلنا چاہتے ہیں
اباس کے خیمہ خوشبو میں رہنا چاہتے ہیں
صدائے گل کی طرح موجۂ صبا کی طرح
تیری گلی سے کسی دن گزرنا چاہتے ہیں
تلاش رزق میں بھٹکی ہوئی تکان کے بعد
پرندے اپنے گھروں کو پلٹنا چاہتے ہیں
ہمیں نہ دیکھ زمانے کی گرد آنکھوں سے
تجھے خبر نہیں ہم تجھ کو کتنا چاہتے ہیں
وفا ہے شرط تو پھر اپنے درمیان اب بھی
یہ لوگ کس لئے دیوار رکھنا چاہتے ہیں
امیر شہر سلامت مصاحبان سمیت
ہم اہل صبر اب ان سے ٹکرنا چاہتے ہیں

راحیلہ فیصل: کی ڈائری سے ایک غزل

لمحے لگتے ہیں دل دکھانے میں
وقت لگتا ہے پھر منانے میں
گھاؤ لفظوں کا پھر بھر نہیں سکتا
بات بنتی نہیں بنانے میں
گلشن دل کو تباہ مت کرنا
صدیاں لگ جائیں گی بنانے میں
فصل گل نے جو بے قرار کیا
ہم لگے گھر کو پھر سجانے میں
دم آخر بھی منتظر تھا ولی
آپ نے دیر کر دی آنے میں

آمنہ خان: کی ڈائری سے ایک غزل

خواب ہوتے رہیں لہو کب تک
ایک سائے کی جستجو کب تک
تھک ہی جائے گی عمر بے پروا
اس کو رہنا ہے کو بہ کو کب تک
یاد میں تیری بھیگ جاتی ہے
آنکھ رہتی ہے بے وضو کب تک
درد کب تک سنبھال کر رکھیں
زخم ہوتے رہیں رفو کب تک
کوئی موسم تو پھول مہکائے
زندگانی ہو بے نمو کب تک

صابرہ سلطانہ: کی ڈائری سے ایک غزل

میں نے غم کا لباس پہنا ہے
بس یہی زندگی کا گہنا ہے
ہے تقاضا میری وفاؤں کا
پتھروں کو بھی گلاب کہنا ہے
میری فطرت سے ساحلوں کے خلاف
اور تجھے ساحلوں پہ رہنا ہے
پانیوں پہ داستان نہ لکھو
پانیوں کا مزاج بہنا ہے
وقت ٹھہرا ہے کب کسی کے لئے
آج کہہ دو تمہیں جو کہنا ہے
زرد پتوں کے بھاگ میں آغا
نت نیا عذاب ہی سہنا ہے

حنا شاہین: کی ڈائری سے ایک نظم

"سن لیا ہم نے"

سن لیا ہم نے فیصلہ تیرا
اور سن کر اداس ہو بیٹھے
ذہن چپ چاپ آنکھ خالی ہے
جیسے ہم کائنات کھو بیٹھے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

دھندلے دھندلے سے منظروں میں مگر
چھیڑتی ہیں تجلیاں تیری
بھولی بسری ہوئی رتوں سے ادھر
یاد آئیں تتلیاں تیری
دل یہ کہتا ہے ضبط لازم ہے
ہجر کے دن کی دھوپ ڈھلنے تک
اعتراف شکست کیا کرنا
فیصلے کی گھڑی بدلنے تک
دل یہ کہتا ہے حوصلہ رکھنا
سنگ رستے سے ہٹ بھی سکتے ہیں
اس سے پہلے کہ آنکھ بجھ جائے
جانے والے پلٹ بھی سکتے ہیں
اب چراغاں کریں ہم اشکوں سے
یا مناظر بجھے بجھے دیکھیں
ایک طرف تو ہے ایک طرف دل ہے
دل کی مانیں کہ اب تجھے دیکھیں
خود سے بھی کشمکش سی جاری ہے
راہ میں تیرا غم بھی حائل ہے
چاک در چاک ہے قبائے حواس
بے رفو سوچ، روح گھائل ہے
تجھ کو پایا تو چاک سی لیں گے
غم بھی امرت سمجھ کے پی لیں گے
ورنہ یوں ہے کہ دامن دل میں
چند سانسیں ہی گن کے جی لیں گے

سدرہ خانم: کی ڈائری سے ایک نظم

سر بازار بیچتا ہے
ابن آدم
بنت آدم کو
کبھی غیرت کے نام پر
کبھی چاہت کے نام پر
زخم وہ دے کے جاتا ہے
بن کے ناسور جو رہتا ہے
درو دیوار دل پر یوں
کہ نہ جو مندمل ہو پائے
نشاں جس کا رہ جائے گا سدا
عزت نفس کی چادر پر
مگر! وہ جیتی رہتی ہے
یوں کہ پل پل مرتی جاتی ہے

آسیہ فرید: کی ڈائری سے ایک غزل

فضاؤں میں عجب اک اداسی ہے آج کل
دریاؤں کے کنارے روح پیاسی ہے آج کل
عوام الناس کی بات کہیں یا ہو ایوان خاص
فطرت یہاں سبھی کی سیاسی ہے آج کل
دھوکے باز ہے عاقل حساس ہوا جو احمق
نرالے ڈھنگ کی مردم شناسی ہے آج کل

مریم انصاری: کی ڈائری سے ایک نظم

اسے یہ شوق محبت کی بھیک میں مانگو
میری یہ ضد کہ تقاضا میرا اصول نہیں
اسے یہ شوق کہ اس کی ساری ضدیں ہوں پوری
مجھے یہ ضد رسوائی مجھے قبول نہیں
اسے یہ شوق کہ ساری چاہتیں اسے دوں وہ لوٹا دے
میری یہ ضد میری چاہتیں اتنی فضول نہیں
اسے یہ شوق کانٹے نہ لگے ہاتھوں پہ
میری یہ ضد کہ قسمت میں صرف پھول نہیں
اسے یہ شوق کہ ہنس کہ سہوں ساری تکلیفیں
میری یہ ضد کہ میرا پیار کوئی اڑتی ہوئی دھول نہیں

عزہ فیصل: کی ڈائری سے عمار خالد کی نظم

تیری ذات سے ہٹ کر جو کچھ لکھنا چاہا
تیری ذات سے ہٹ کر جو کچھ کہنا چاہا

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

یاد ہے......؟
ہم تجھے دل مانتے تھے
اپنے سینے میں مچلتا ہوا ضدی بچہ
تیرے ہر ناز کو انگلی سے پکڑ کر اکثر
نت نئے خواب کے بازار میں لے آتے تھے
تیرے ہر نخرے کی فرمائش پر
ایک جیون کی تمناؤں کی بینائی سے
ہم دیکھتے تھکتے ہی نہ تھے، سوچتے تھے
ایک چھوٹا سا نیا گھر
نیا ماحول
محبت کی فضا
ہم دونوں
اور کسی بات پر تکیوں سے لڑائی اپنی
پھر لڑائی میں کبھی ہنستے ہوئے رو پڑنا
اور کبھی روتے روتے ہنس پڑنا
اور تھک ہار کے گر پڑنے کا معصوم خوش بخش خیال
یاد ہے......؟
ہم تجھے سکھ جانتے تھے
رات ہنس پڑتی تھی بے ساختہ درشن سے تیرے
دن تیری دوری سے رو پڑتا تھا
یاد ہے......؟
ہم تجھے جاں کہتے تھے
تیری خاموشی سے ہم مر جاتے
تیری آواز سے جی اٹھتے تھے
تجھ کو چھو لینے سے اک زندگی
آ جاتی تھی شریانوں میں
تھام لینے سے کوئی شہر سا بس جاتا تھا ویرانوں میں
یاد ہے......؟
ہم تجھے ملنے کے لئے
وقت سے پہلے پہنچ جاتے تھے
اور ملاقات کے بعد
ہم بہت دیر سے گھر آتے
تو کہتے کہ ہمیں کچھ نہ کہو
ہم بہت دور سے گھر آئے ہیں
اس قدر دور سے آئے ہیں
کہ شاید ہی کوئی آ پائے
یاد ہے......؟
ہم تجھے بھگوان سمجھتے تھے مگر کفر سے ڈر جاتے تھے
تیرے چھن جانے کا ڈر ٹھیک سے رکھتا تھا مسلمان ہمیں
آ کسی شام کسی یاد کی دہلیز پہ آ
تیرے بھولے ہوئے رستوں پہ
لیے پھرتا ہے ایمان ہمیں
اور کہنا ہے کہ پہچان ہمیں
یاد ہے......؟
ہم تجھے ایمان کہا کرتے تھے

فوزیہ بٹ: کی ڈائری سے میر تقی میر کی غزل

اس عہد میں الٰہی محبت کو کیا ہوا
چھوڑا وفا کو ان نے مروت کو کیا ہوا
امیدوار وعدہ دیدار مر چلے
آتے ہی آتے یاروں قیامت کو کیا ہوا
کب تک تظلم آہ بھلا مرگ کے تئیں
کچھ پیش آیا واقعہ رحمت کو کیا ہوا
اس کے گئے پر ایسی گئی دل سے ہم نشین
معلوم بھی ہوا نہ کہ طاقت کو کیا ہوا
بخشش نے مجھ کو ابر کرم کی کیا خجل
اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا
جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
اے کشتہ ستم تیری غیرت کو کیا ہوا
تھی صعب عاشقی کی بدایت ہی میر کو
کیا جانیے کہ حال نہایت کو کیا ہوا

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

وعدہ

میں ستارے توڑ کر لاؤں گا تیرے واسطے
اس کا وعدہ میرے جان و دل پہ ایسا چھا گیا
میں بہت خوش تھی مجھے اک چاہنے والا ملا
وہ ہمارے گھر "ستارہ لان" لے کر آ گیا

آمنہ خان، راولپنڈی

چل رہا ہے

ادھر ناکے پہ ناکہ چل رہا ہے
ادھر ڈاکے پہ ڈاکا چل رہا ہے
ادھر منصوبہ بندی کے ہیں چرچے
ادھر کاکے پہ کاکا چل رہا ہے

صابرہ سلطانہ، کراچی

مقام شکر

"کیا کبھی کسی نے تمہیں اپنے ہاں کام کاج یا کوئی ملازمت وغیرہ کرنے کی پیشکش کی۔" ایک صاحب نے ایک پیشہ ور بھکاری سے پوچھا۔

"جی ہاں...... صرف ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا تھا۔" بھکاری نے ٹھنڈی سانس لے کر جواب دیا۔

"ورنہ لوگوں نے میرے ساتھ ہمیشہ ہمدردی اور محبت کا ہی سلوک کیا ہے۔"

حنا شاہین، حیدر آباد

رہنمائی

خمار زدگان کی ایک محفل سے ایک صاحب جانے کے لئے اٹھے تو میزبان انہیں چھوڑنے دروازے تک آیا، جب وہ صاحب لڑکھڑاتے ہوئے دروازے سے نکلنے لگے تو میزبان نے کہا۔

"جب تم فٹ پاتھ پر پہنچو گے تو تمہیں دو ٹیکسیاں نظر آئیں گی...... جو تمہارے بالکل قریب ہو، اس میں بیٹھ جانا...... اس کے برابر والی میں بیٹھنے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ وہ وہاں موجود نہیں ہو گی۔"

سدرہ خانم، ملتان

اف یہ عورتیں

ایک ریاضی دان کا کہنا ہے کہ مردوں کے مقابلے میں عورتیں ریاضی کی زیادہ ماہر ہوتی ہیں کیونکہ وہ اپنی عمر کو ہمیشہ دو سے تقسیم کرتی ہیں، اپنے لباس کی قیمت کو دو سے اور اپنے شوہر کی تنخواہ کو تین سے ضرب دیتی ہیں۔

وہ اپنی بہترین سہیلیوں کی عمروں میں پانچ سال جمع کرتی ہیں اور...... اور...... اور۔"

آسیہ فرید، خانیوال

ایک سے بڑھ کر ایک

ایک نوجوان کی چند دنوں کے بعد شادی ہونے والی تھی، اس کے قریبی دوست اسے مشورہ دے رہے تھے کہ پہلے دن سے ہی بیوی پر رعب ڈالنا اگر بیوی سے ڈر گئے تو تمام عمر زن مریدی میں گزرے گی، ایک دوست نے ایک ترکیب بتائی کہ کمرے میں ایک عدد بلی چھوڑ دینا، نئی نویلی دلہن سے خوفزدہ ہو گی اور تم بلی کو مار کر دلہن

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

پر رعب جمانا، بس سمجھو کہ پھر جیت تمہاری ہو گی۔
شادی والی رات نوجوان نے ایسا ہی کیا کہ کسی طرح ایک عدد بلی بیڈ روم تک پہنچا دی، جب وہ خود اندر جانے لگا تو پتا چلا کہ دروازہ بند ہے اور اندر سے دھم دھما دھم کی آوازیں آ رہی ہیں، کچھ دیر کے بعد دروازہ کھلا تو دلہن صاحبہ ایک ہاتھ میں ڈنڈا سنبھالے اور دوسرے ہاتھ میں بلی کو دم سے اٹھائے فرمانے لگیں۔
"ارے آپ! دیکھیں اس کم بخت نے مجھے بہت تنگ کیا، میں نے سوچا کہ آپ کے آنے سے پہلے اس کا کام تمام کر لوں۔"
مریم انصاری، سکھر

بین الاقوامی کہاوتیں

- O جہاں دو آدمی اکٹھے ہوں وہاں مت رکو، (پاکستانی کہاوت)
- O سوئے ہوئے کتے کو سویا رہنے دو، بیدار ہو کر وہ یقیناً آپ پر بھونکے گا۔ (ترکش کہاوت)
- O اگر تم خود ترقی نہیں کر سکتے تو دوسروں کو ترقی کرتے دیکھ کر آنکھیں بند مت کرو۔ (جرمن کہاوت)
- O تلوار اور عورت کی چلتی ہوئی زبان کو روکنا ہی اصل بہادری ہے۔ (روسی کہاوت)
- O روتی عورت اور بیمہ ایجنٹ کی باتوں پہ کبھی اعتبار مت کرو۔ (جاپانی کہاوت)
- O آپ کا دماغ بڑھ تو سکتا ہے لیکن عورت کی عمر ساری زندگی نہیں بڑھتی۔ (فارسی کہاوت)
- O ساری ساس تیرا کون سا دانت سیدھا، (بنگلہ دیشی کہاوت)
- O اگر کوئی کتا آپ پر بھونک رہا ہے تو آپ اس پر بھونکنا شروع مت ہو جائیں۔ (یونانی کہاوت)

عزہ فیصل، قصور

بیویات

امریکن بیوی۔
ہر لمحہ اس سوچ میں رہتی ہے کہ کب موجودہ شوہر سے طلاق لوں تا کہ اس طلاق کے نتیجے میں اچھی خاصی رقم اینٹھ سکوں، نیز وہ اس مسئلے پر بھی غور و فکر کرتی ہے کہ اگلے شوہر کے لئے کوئی تگڑی آسامی ڈھونڈوں تا کہ اس سے طلاق لے کر مزید رقم حاصل کر سکوں۔

برطانوی بیوی۔
یہ شوہر کو زیادہ اہمیت نہیں دیتی، اہمیت دیتی ہے تو اپنے نئے نئے بوائے فرینڈز کو، بلکہ اپنے شوہر کو بھی مشورہ دیتی ہے کہ وہ دو چار نئی گرل فرینڈز بنا لے، آخر کار یہ شوہر سے علیحدگی اختیار کر لیتی ہے۔

برازیلین بیوی۔
شوہر کے آرام و سکون کا بہت خیال رکھتی ہے، اسی لئے وہ سر شام گھومنے پھرنے باہر نکل جاتی ہے، تا کہ اس کا شوہر آرام سے گھر میں بیٹھ کر فٹ بال کا میچ دیکھ سکے۔

جاپانی بیوی۔
اپنے شوہر کا اتنا ہی زیادہ خیال رکھتی ہے، جتنا زیادہ خیال وہ اپنے ڈیجیٹل کیمرے، نئی کار اور موبائل فون کا رکھتی ہے۔

چائنیز بیوی۔
اپنے شوہر کو طرح طرح کے چائنیز کھانے پکا کر کھلاتی ہے حالانکہ اس کا شوہر اس سے بہتر چائنیز کھانے پکا سکتا ہے۔

افریقن بیوی۔
اپنے شوہر پر ہر وقت اپنے قبیلے کی دھاک

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

بٹھانے کے لئے بہادری کے قصے سناتی ہے، نہ صرف یہ بلکہ اپنے شوہر پر ان کا عملی مظاہرہ بھی کرتی ہے۔

پاکستانی بیوی۔

ایک عدد شوہر کے مل جانے پر اس سوچ میں غرق ہو جاتی ہے کہ بڑی مشکل سے ہاتھ آیا ہے شوہر نما نوکر، بچ کے جانے نہ پائے کہیں۔

نور انور، فیصل آباد

بے چارگی

''مائی ڈیئر! تمہیں خط لکھنا کتنا مشکل ہے جب میں پہلی بار کھلنے بیٹھی تو ایک بچے نے چاکلیٹ گرا دی، جب دوسری مرتبہ لکھنے بیٹھی تو میرے پین کی انک ختم ہو گئی، اب تیسری بار تمام نقد اور ادھار دے کر بیٹھی ہوں تو دماغ سے مضمون ہی غائب ہو گیا ہے۔''

فاریہ سلیم، شرقپور

قوت برداشت

ایک شخص نے اپنے دوست سے پوچھا۔

''انور بھائی سے تمہاری لڑائی کس بات پر ہوئی۔''

''برداشت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔''

دوست نے شکوہ کیا۔

''میں نے کبھی بھی انہیں اپنی شرٹ، سوٹ اور جوتے پہننے سے نہیں روکا، مگر جب پرسوں ڈائننگ ٹیبل پر میرے ہی دانت لگا کر انہوں نے مجھ پر ہنسنا شروع کیا تو مجھ سے برداشت نہیں ہو سکا۔''

سارا حیدر، ساہیوال

بچت

اسکاٹ لینڈ کے باشندوں کو کنجوسی ضرب المثل ہے، ایک کاشتکار گیہوں فروخت کرنے شہر گیا، گیہوں کی فروخت کرنے کے بعد وہ پوسٹ آفس پہنچا، تاکہ بیوی کو ٹیلی گرام بھیجے، اس نے ٹیلی گرام کی عبارت لکھی۔

''گیہوں خاصے منافع پر فروخت کر دیا ہے، کل آ رہا ہوں، تمہارے لئے تحفہ لے کر۔'' مگر یہ عبارت پوسٹ آفس والے شخص کو دیتے وقت اسے کچھ خیال آیا اور وہ خود سے مخاطب ہوا۔

''منافع کے بارے میں لکھنے کی کیا ضرورت ہے، وہ خود جانتی ہے کہ میں نقصان میں تو بیچوں گا نہیں۔'' لہٰذا اس نے یہ الفاظ کاٹ دیئے، اس نے دوبارہ ٹیلی گرام پڑھا۔

''گیہوں فروخت کر دیا ہے، یہ لکھنے کی کیا ضرورت ہے، اسے معلوم ہے کہ میں اسی کام کے لئے شہر آیا ہوں۔'' اس جملے کو بھی قطع کرنے کے بعد اس نے پھر سوچا اور خود سے بولا۔

''تمہارے لئے تحفہ لے کر آ رہا ہوں، کیوں؟ یہ کوئی عید یا سالگرہ کا موقع تو نہیں ہے، اسے بھی کاٹ دیا۔

اس کے بعد اس نے ٹیلی گرام کے پیسے جیب میں ڈالے اور خوشی خوشی پوسٹ آفس سے باہر آ گیا۔

ساجدہ احمد، ملتان

حفظ ماتقدم

ایک عورت یونان کے ایک قدیم محل کے کھنڈرات کے سامنے تصویر اترا رہی تھی، کہ اچانک ہی اس نے اپنی جگہ تبدیل کی اور فوٹو گرافر سے بولی۔

''بھئی یہ ٹوٹی ہوئی دیوار اس تصویر میں نہ آئے، ورنہ میرا شوہر خیال کرے گا کہ میں نے اس دیوار سے اپنی گاڑی ٹکرا دی ہے۔''

صفہ خورشید، لاہور

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

www.paksociety.com

افراح طارق

کوئیک فرائڈ گوشت اور ہری پیاز

اشیاء

پیاز	چھ عدد (کترا ہوا)
ویجی ٹیبل آئل	تین کھانے کے چمچے
چلی سوس	آدھا چائے کا چمچہ
دنبے کی ران کا گوشت	ڈیڑھ پاؤنڈ
کارن فلور	آدھا کھانے کا چمچہ
سویا سوس	تین کھانے کے چمچے
لہسن	(پسا ہوا) ایک گٹھی

ترکیب

گوشت کو باریک ٹکڑوں میں کاٹ لیں ان پر کارن فلور، سویا سوس، چلی سوس چھڑک کر گوشت میں ڈال دیں، بڑے فرائی پین میں تیل بگھاریں، اس میں گوشت، لہسن ڈال کر تیز آگ پر دو منٹ فرائی کریں، ہری پیاز ڈال دیں، مزید ایک منٹ فرائی کریں، اب اسے گرم گرم پیش کریں۔

کلیجی کون

اشیاء

بانس کی کونپلیں	آدھا کپ (کتری ہوئی)
کترا ہوا پیاز	ایک عدد
چینی	ایک کھانے کا چمچہ
سویا ساس	تین کھانے کے چمچے
نمک	حسب ذائقہ
کلیجی کی بوٹیاں	آدھا پونڈ
مشرومز	آدھا کپ (کتری ہوئی)
کارن فلور	آدھا کپ
آئل	دو کپ
پانی	تین کھانے کے چمچے

ترکیب

فرائی پین میں آئل گرم کریں، کلیجی کی بوٹیوں کو اس میں ہلکا بھونیں، اس میں پیاز شامل کر دیں اور دو منٹ بعد کارن فلور، نمک، چینی اور سویا ساس اس میں ڈال دیں، اب مشرومز اور بانس کو کونپلیں ملا دیں، دو منٹ فرائی کریں، ایک چمچہ پانی ملا کر آگ سے اتار لیں۔

اس کے بعد آٹے کو تھوڑے سے پانی سے گوندھ لیں اور پھر بیلنے سے بیل کر اتنا باریک کر لیں کہ سموسے کی شکل کی کون بن سکے، جس قدر کونیں بنا لیں ان میں پکی ہوئی کلیجی بھر دیں جیسے سموسے میں آلو بھرتے ہیں، فرائی پین کو پھر آگ پر رکھیں، بقایا آئل اس میں ڈال کر گرم کریں اور کلیجی بھری کونوں کو اس میں فرائی کر لیں یہاں تک کہ بادامی رنگ کی ہو جائیں، اب پلیٹ میں رکھ کر ان کے ٹکڑے کر دیں اور گرم گرم پیش کریں۔

بھنی ہوئی کلیجی

اشیاء

سویا ساس	دو کھانے کے چمچے
فلور	آدھا کپ
بیکنگ پاؤڈر	آدھا چمچہ
کلیجی	آدھا کلو
آئل	دو کپ
پانی	آدھا کپ

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ترکیب

کارن فلور، پانی اور بیکنگ پاؤڈر کا آمیزہ بنائیں اور کلیجی کی بوٹیاں آمیزے میں ملا دیں فرائی پین میں تیل گرم کریں، اس میں کلیجی کی بوٹیاں چھوڑ دیں، انہیں فرائی کریں یہاں تک کہ بادامی رنگ کی ہو جائیں ان کو پلیٹ میں ڈال دیں اور ان پر گرم مصالحہ چھڑک دیں اور مزے سے پیش کریں، مزے دار بھنی ہوئی کلیجی تیار ہے۔

مٹن ود ٹماٹو

اشیاء

بکرے کا گوشت	دو سو پچاس گرام
ٹماٹر	تین، چار عدد
کارن فلور	دو چائے کے چمچے
لائٹ سویا ساس	ایک کھانے کا چمچہ
نمک	آدھا چائے کا چمچہ
ادرک	آدھا انچ کا ٹکڑا
سبز پیاز	دو عدد
شملہ مرچ	ایک عدد
کری پاؤڈر	ایک چائے کا چمچہ
پانی	چار کھانے کے چمچے
آئل	چار کھانے کے چمچے

ترکیب

کارن فلور، نمک، سویا ساس، پانی اور ایک چھوٹا چمچہ، آئل اکٹھا ملا کر مکس کریں اور ایک طرف رکھ دیں، باقی آئل گرم کریں اور گوشت اور ادرک ڈال کر پکائیں کہ گوشت گل جائے، اب پیاز، شملہ مرچ اور کری پاؤڈر ڈال کر مزید تین چار منٹ تک پکائیں پھر ٹماٹر ڈال دیں اور اتنا پکائیں کہ سوس گاڑھی ہو جائے پیش کر دیں۔

بوائلڈ مٹن لیگ

اشیاء

بکرے کی ران	ایک عدد
پیاز	دو عدد
ن	ایک پوتھی
لونگ	چھ عدد
ثابت سیاہ مرچ	ایک چائے کا چمچہ
پارسلے	ایک گٹھی
پودینہ	ایک گٹھی
ن	چار کھانے کے چمچے
میدہ	چوتھائی کپ
مسٹرڈ پیسٹ	دو چائے کے چمچے
سرکہ	ایک کھانے کا چمچہ
دودھ	دو کھانے کے چمچے
نمک	حسب ذائقہ
سیاہ مرچ پاؤڈر	حسب ضرورت
گاجر	دو عدد

ترکیب

ایک بڑے پتیلے میں ران رکھیں اور اس میں پانی ڈال کر اسے پانی سے کور کر دیں، پیاز، لہسن، گاجر، لونگ، ثابت سیاہ مرچ، پارسلے، پودینہ اور نمک ڈال کر ڈھکن ڈھک کر درمیانی آنچ پر تین سے چار گھنٹوں کے لئے پکائیں، گوشت گل جانے کے بعد چولہا بند کر دیں اور دو کپ یخنی نکال لیں۔

ایک نان اسٹک سوس پین میں مکھن گرم کر کے اس میں مسٹرڈ پیسٹ اور میدہ ڈال کر چمچہ چلائیں، دو کپ الگ کی ہوئی یخنی ڈال کر مکس کریں، ابال آنے کے بعد اس میں سرکہ، دودھ اور سیاہ مرچ پاؤڈر شامل کریں، ران کو سرونگ ڈش میں رکھیں اور اس کے اوپر تیار کی ہوئی سوس ڈالیں مزے دار بوائلڈ مٹن لیگ تیار ہے سلاد کے ساتھ گرم گرم سرو کریں۔

ہری چٹنی والی چانپ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اشیاء

چانپ	آدھا کلو
گرم مصالحہ (پسا ہوا)	ایک چائے کا چمچہ
سفید زیرہ (پسا ہوا)	ایک چائے کا چمچہ
سرخ مرچ (پسی ہوئی)	ڈیڑھ چائے کا چمچہ
انڈے	دو عدد
گھی یا تیل (تلنے کے لئے)	حسب ضرورت
سوکھا دھنیا (پسا ہوا)	ایک چائے کا چمچہ
نمک	حسب ذائقہ
ہرا دھنیا (باریک کٹا ہوا)	ایک کھانے کا چمچہ
ہری مرچ (باریک کٹی ہوئی)	تین عدد

ترکیب

ہرا دھنیا، پودینہ، ہری مرچ، نمک اور سرخ مرچ کو ملا کر چٹنی کی طرح پیس لیں، اب اس چٹنی کو چانپ میں ڈالیں اور اتنا پانی ڈالیں کہ چانپ کے گلنے تک پانی خشک ہو جائے۔ جب چانپ گل جائے تو اتار لیں، ایک پیالے میں انڈے توڑ کر خوب پھینٹ لیں، پھینٹے ہوئے انڈوں میں پسا ہوا گرم مصالحہ، دھنیا اور سفید زیرہ ملائیں، ایک کڑاہی میں گھی یا تیل گرم کریں، اب انڈے والے آمیزے میں چانپ ڈبو کر تلیں، تمام چانپوں کو سرخ کر کے نکالتے جائیں۔

ایک کھلی ڈش میں سلاد سجائیں اور اس کے اوپر چانپیں رکھ کر کھانے کے لئے پیش کریں۔

کھڑے مصالحے کا دکنی سالن

اشیاء

گوشت	تین پاؤ
ثابت لال مرچ	آٹھ عدد
دار چینی	ایک ٹکڑا
سبز الائچی	دو عدد
ہری مرچ (کٹی ہوئی)	چھ عدد
تیل یا گھی	حسب ضرورت
پیاز	ایک پاؤ
کالی مرچ	چھ عدد
لونگ	چھ عدد
نمک	حسب ذائقہ
دکنی مرچ (پاؤڈر)	ایک چائے کا چمچہ

ترکیب

گوشت کو دھو کر حسب پسند ٹکڑے کر لیں، ایک دیگچی میں تیل گرم کر کے اس میں تمام مصالوں سمیت اور ایک پیاز باریک کاٹ کر چار گلاس پانی کے ساتھ ڈال دیں۔

دیگچی کو ڈھانپ کر سالن درمیانی آنچ پر پکنے دیں، تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب گوشت کا پانی خشک ہو جائے اور تیل ظاہر ہونے لگے تو اچھی طرح بھون کر ایک گلاس پانی ڈال کر دم پر چھوڑ دیں، اتارنے سے پہلے کٹی ہوئی ہری مرچ ڈال دیں اس سے خوشبو اچھی ہو جائے گی۔

نمکین دکنی گوشت

اشیاء

گوشت (بغیر ہاڈی کا، بکرے کا)	ایک ثابت ٹکڑا
سفید دکنی مرچ پاؤڈر	ایک کھانے کا چمچہ
کچے ٹماٹر سفید (گرائنڈ کر لیں)	دو عدد
اجوائن	ایک چٹکی
ادرک	حسب ضرورت
نمک	حسب ضرورت
لہسن (پسا ہوا)	ایک کھانے کا چمچہ
تیل	کھانے کا ڈیڑھ چمچہ
سونف	ایک چٹکی
ہری مرچ، ہرا دھنیا	حسب ضرورت

ترکیب

گوشت دھو کر پہلے اس پر کٹ لگائیں، پھر اس پر نمک، لہسن اور سفید مرچ لگا کر چولہے پر رکھ دیں، تھوڑا سا پانی ڈالیں جس میں گوشت

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.paksociety.com

آسانی سے گل جائے، جب ایک پیالی پانی رہ جائے تو سونف، اجوائن اور ٹماٹر کا پیسٹ ڈال کر بھون لیں، مگر خیال رہے گوشت ٹوٹنے نہ پائے، جب خوشبو آنے لگے اور گوشت تیل چھوڑ دے تو اتار کر دھنیے، ادرک، ہری مرچ وغیرہ سے گارنش کر کے کھانے کے لئے پیش کریں۔

کھڑے مصالے کا گوشت

اشیاء

گوشت (چوکور ٹکڑوں میں کٹا ہوا)	ایک کلو
تیل	دو کپ
تیز پات	تین عدد
لونگ	دس عدد
دار چینی	پانچ عدد
لال مرچ	آٹھ عدد
چھوٹی الائچی	دس عدد
گرم مصالحہ	آدھا چائے کا چمچہ
پیاز (چھوٹے ٹکڑوں میں کٹی ہوئی)	ایک کپ
نمک	حسب ضرورت
ادرک پیسٹ	چار کھانے کے چمچے
لہسن پیسٹ	چار کھانے کے چمچے
دھنیا پاؤڈر	دو چائے کے چمچے
زیرہ پاؤڈر	چھ گرام
جاوتری پاؤڈر	تین گرام
جائفل پاؤڈر	آدھا چائے کا چمچہ
کٹی ہوئی کالی مرچ	دو چائے کے چمچے
ہری مرچ	بارہ عدد
تازہ پودینہ کٹا ہوا	آٹھ گرام
دہی پھینٹی ہوئی	ایک کپ

ترکیب

تیل کو پین میں گرم کریں اس میں ثابت لال مرچیں ڈال کر انہیں کڑکڑا لیں پھر اس میں پیاز ڈال کر پکائیں یہاں تک کہ وہ نرم اور گولڈن ہو جائے، اس میں لہسن اور ادرک کا پیسٹ شامل کر کے پانچ منٹ تک پکائیں۔

اس کے بعد گوشت شامل کر کے درمیانی آنچ پر دس سے پندرہ منٹ تک پکائیں یہاں تک کہ گوشت سے خوشبو آنے لگے، اس کے بعد دہی شامل کر کے پانچ منٹ تک پکائیں اس کے بعد اسے اتنا پکائیں کہ گوشت گل جائے، اس کے بعد اس میں گرم مصالحہ پاؤڈر، زیرہ پاؤڈر، جاوتری پاؤڈر، نمک، جائفل پاؤڈر اور کٹی ہوئی کالی مرچ چھڑک لیں، اس کے بعد ہری مرچ کو پکے ہوئے گوشت پر پھیلا دیں اور دو سے تین منٹ تک پکائیں، تازہ پودینہ کی پتیوں سے سجا کر پیش کریں۔

کریمی نلی گوشت

اشیاء

مٹن گوشت	آدھا کلو
مٹن نلی	پانچ عدد
کوکونٹ کریم پاؤڈر	ایک پیکٹ
مٹن یخنی کیوبز	ایک پیکٹ

ترکیب

گوشت اور نلی میں ہری مرچ پیسٹ، ادرک، لہسن کا پیسٹ، نمک اور دو گلاس پانی ڈال کر اتنی دیر پکائیں کہ گوشت گل جائے، جب پانی خشک ہو جائے تو چولہے پر سے اتار لیں، اس کے بعد دو گلاس پانی میں کوکونٹ پاؤڈر، کارن فلور اور یخنی کیوبز ڈال کر اچھی طرح حل کر کے تقریباً پندرہ منٹ کے لئے پکائیں۔

تیل گرم کر کے اس میں پکے ہوئے مٹن کو فرائی کریں، گولڈن براؤن ہونے پر اس میں کارن فلور کا آمیزہ، کالی مرچ پاؤڈر اور چائنز نمک ڈال کر پانچ منٹ کے لئے پکائیں، تیار ہو جائے تو فریش کریم ڈال کر سرو کریں۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

فوزیہ شفیق

السلام علیکم!

آپ کے خطوط اور ان کے جوابات کے ساتھ حاضر ہیں، آپ سب کی صحت و سلامتی کی دعاؤں کے ساتھ۔

گزرتے وقت کی تیز رفتاری میں حالات کا منظر نامہ بھی تیزی سے تبدیل ہو رہا ہے اور اپنے ساتھ ہر شے کو بہائے لئے جا رہا ہے، میڈیا کی ترقی اور آزادی سے جہاں ابلاغ کے ذریعے بڑھے ہیں، وہاں جو نیا رجحان سامنے آیا ہے، وہ بہت عجیب و غریب ہے، فکر و شعور کی ترقی کے بجائے ذہنوں کو الجھایا جا رہا ہے، تفریح کے نام پر جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے، وہ نہ صرف ہمارے معاشرے اور مذہب سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا، بلکہ تہذیب و شائستگی سے بھی کوسوں دور ہے اور ذہن اور ذوق کی سطح کو بھی پست کر رہا ہے، ایسے میں خواتین کا کردار بہت اہمیت اختیار کر جاتا ہے، انسانی تہذیب نے آج تک جتنی ترقی کی ہے اس میں عورت کا بڑا حصہ ہے، وہ اپنا تہذیبی ورثہ اعلیٰ انسانی اقدار آنے والی نسلوں کو منتقل کرتی رہی ہے، ایک عورت ایک ماں ہوتی ہے اور ایک ماں خاندان کی بنیاد ہوتی ہے اور اچھے خاندانوں سے ہی اچھے معاشرے تشکیل پاتے ہیں، اگر ہم اپنے اندر مثبت سوچ صالح طرز فکر، رواداری اور اعلیٰ اخلاقیات پیدا کریں گے تو آنے والی نسلوں کو یہ ورثہ منتقل کر سکیں گے جو یقیناً ایک سنہرے اور روشن مستقبل کی بنیاد ہوگا۔

اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے اور اپنا بہت سا خیال رکھئے گا اور ان کا بھی جو آپ سے محبت کرتے ہیں آپ کی خوشیوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔

آیئے آپ کے خطوط کی محفل میں چلتے ہیں، درود پاک، کلمہ طیبہ اور استغفار کا ورد کرتے ہوئے۔

یہ پہلا خط ہمیں ہما نوید کا میاں چنوں سے موصول ہوا ہے ہما نوید لکھتی ہیں۔

جنوری کا شمارہ سالگرہ نمبر خوبصورت سر ورق کے ساتھ موصول ہوا ''کچھ باتیں ہماریاں'' میں طاہر بھائی کے ساتھ بھائی ہیلو ہائے کی، سردار محمود صاحب اور انشاء جی کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہوئے حمد و نعت اور پیارے نبی کی پیاری باتوں کو پڑھ کر دل و دماغ کو روحانی خوشی ملی، انشاء نامہ پڑھ کر سرد راتوں کو محسوس کرتے ہوئے، ''کچھ لمحے گلاب سے'' میں پہنچے اور مصنفین کی باتوں سے لطف اندوز ہوئے، قرۃ العین رائے، درثمن، ام ایمان، سباس گل، سعدیہ عابد، ثمینہ بٹ، عمارہ امداد اور مبشرہ انصاری نے بڑے خوبصورت احساسات شیئر کئے بلاشبہ اس سلسلے نے سالگرہ کا لطف دوبالا کر دیا، ام مریم کا ناول ''دل گزیدہ'' کی یہ قسط انتہائی افسردہ تھی پوری قسط میں کہیں بھی کوئی امید کی رمق نظر نہیں آ رہی تھی، ام مریم ہمارا تو خیال تھا کہ شادی کے بعد آپ ناول کی طرز تحریر میں شوخی اور زندگی کے رنگ نظر آئیں گے مگر اس کی بجائے تحریر میں مایوسی اور دل گرفتگی چھلک رہی تھی، اس پر قسط کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

صفحات بھی بہت کم تھے، ایسا کیوں؟ ام مریم کے برعکس اس ماہ نایاب جیلانی کے ناول ''پربت کے اس پار کہیں'' کی قسط بے حد اچھی تھی، کہانی نے تیزی سے نیا رخ اختیار کیا ہے نشرہ کو ہیام کی زندگی کا ساتھی بنا کر، اگرچہ اسے بھڑوں کے چھتے میں (مطلب ہیام کی فیملی) میں ڈال دیا ہے مگر یقین ہے ہیام اب نشرہ پر کوئی آنچ نہیں آنے دے گا، جہاندار بھی یقیناً ہیام کی فیملی کا حصہ ہے یہ تو آگے ناول پڑھ کر ہی پتا چلے گا، شکریہ نایاب جیلانی جی ہماری توقعات پر پورا اترنے کا، اس ماہ کی جس تحریر نے ہمیں سب سے زیادہ متاثر کیا وہ فرزانہ حبیب کا افسانہ ''خوشیوں کے سنگ'' تھا، بہت خوب پڑھ کر مزہ آ گیا، پڑھتے وقت ہم بھی حنا کی سجائی اس خیالی محفل کا حصہ بنے رہے، شانزے کے روپ میں یقیناً فرزانہ نے خود کو پیش کیا بے حد اچھا لکھا، فرزانہ آپ کو مبارک باد۔

عائشہ اعوان کا افسانہ ''مما اور ممی'' یورپ کے بے راہ روی کا شکار معاشرہ کا ایک تلخ سچ تھا، جسے عائشہ نے بڑی خوبصورتی سے قلم بند کیا۔

جبکہ سویرا فلک نے ''نئے خواب'' بڑی خوبصورتی سے بنے، ''یار من'' عرشیہ راجپوت کی تحریر مکمل ناول کی شکل میں دلچسپ تحریر تھی، شروع سے آخر تک جو چھوٹی چھوٹی چند خامیاں تھیں وہ اس لئے ناگوار نہیں لگیں کہ عریشہ ابھی نئی ہے لکھنے والی ہے مگر کمال کی گرفت ہے تحریر پر ان کی، عریشہ آپ کی اگلی تحریر کا انتظار رہے گا، حیاء بخاری کافی عرصے بعد نظر آئیں، خاصا دلچسپ افسانہ تھا حیاء بخاری کا ''آشا جال'' ماں ماں ہی ہوتی ہے چاہے وہ یورپ کی ہو یا ایشیاء کی بیٹیوں کے لئے سبھی کے دل بے حد احساس ہوتے ہیں، حیاء بخاری آپ نے اچھا اور نازک موضوع کو حنا کے صفحات کی زینت بنایا شکریہ، شبانہ شوکت کا ناول ''جو بچے ہیں سنگ سمیٹ لو'' تحریر کا آغاز تو انتہائی متاثر کن اور جاندار تھا مگر دانیال کا زینبیا کو اپنی زندگی میں شامل کرنے کے لئے جو طریقہ کار تھا وہ انتہائی غلط تھا، جس نے کہانی کے مزے کو خراب کر دیا، شبانہ جی ایسا نہیں ہوتا وہ بھی اس صورت جب دانیال کی پرورش ہی زینبیا کی والدہ ثانیہ نے کی ہو، وہ اس گھر میں نقب کیسے لگا سکتا ہے، بات سمجھ سے باہر ہے، درثمن کا ناولٹ ''تو میری ضرورت ہے'' بھی بڑی خوبصورتی سے اپنے اختتام کی طرف گامزن ہے، اس مرتبہ کی قسط بے حد پسند آئی، ویل ڈان ثمن جی، ''صدف آصف کا ناولٹ ''ماہیا'' اپنے ہلکے پھلکے موضوع کے ساتھ پسند آیا، جیت آخر میں سچ یعنی ماہیا کی ہوئی۔

مستقل سلسلوں میں حنا کا دستر خوان سب سے زیادہ پسند آیا سردی کے موسم میں اتنے سوپ کے ذائقے مزہ دے گے، حاصل مطالعہ میں ہر ایک نے بڑا اور متاثر کن انتخاب بھجوایا، حنا کی محفل، رنگ حنا کا چنچل پن اپنے عروج پر رہا، بیاض اور حنا کی ڈائری نے پڑھنے والوں کے ذوق کو جلا بخشی۔

ہما نور کیسی ہیں آپ؟ آپ کا حنا کی تحریروں پر تبصرہ ہمیں ہمیشہ ایک سال بعد ملتا ہے سالگرہ نمبر کے حوالے سے باقی سارا سال کہاں غائب رہتی ہیں آپ؟ سالگرہ نمبر کو پسند کرنے کا شکریہ آپ کی پسندیدگی اور تنقید مصنفین کو پہنچائی جا رہی ہے، ہم آئندہ بھی آپ کی قیمتی رائے کے منتظر رہیں گے آپ بھی سال میں ایک بار آنے کی قسم توڑ دیجئے گا شکریہ۔

شازیہ ہاشم: میوانی کھڈیاں قصور سے لکھتی ہیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جنوری کا شمارہ نو تاریخ کو ملا، حمد و نعت سے دل کو جلا دیتے ہوئے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری باتیں پڑھیں، یہ تمام احادیث میں ترمذی ثانی میں الواب الاشرب میں پڑھائی ہیں مگر پھر بھی میں نے پڑھی، الحمدللہ میں صحاح ستہ میں سے تین کتب پڑھاتی ہوں، اس دفعہ تو ایک ہی نشست میں پورا رسالہ ختم کر لیا کیونکہ میں فری تھی۔

سب سے پہلے میں نے سلسلے وار ناول ''دل گزیدہ'' اور ''پربت کے اس پار کہیں'' پڑھے، ''دل گزیدہ'' پڑھ کر دل موسم کی طرح پگھل کر آنسوؤں کی صورت میں آنکھوں سے بہہ نکلا کہ کیا حیثیت ہے عورت کی، جبکہ اسلام عورت کو بہت زیادہ حقوق سے نوازتا ہے، ''پربت کے اس پار کہیں'' پڑھا تو وہاں نیل برگی دلیری پر حیرانگی ہوئی، درثمن بلال ''ننھی پریوں کی کیوٹ سی مما جانی'' ویلڈن آپ نے بہت اچھا لکھا دل چاہا کہ آپ کے پاس ہوتی تاکہ آپ کو منفرد انداز میں خراج تحسین پیش کرتی کیونکہ آپ نے اپنی تحریر کے ذریعے مغربیت کی پیروی کرنے والی لڑکی کو بتلا دیا کہ دین اسلام کے زریں اصولوں پر چل کر ہی عورت اپنے وقار نسوانیت کی حفاظت کر سکتی ہے، صدف آصف کا ''ماہیا'' بہت پیاری تحریر تھی، عجیب سی دلکشی لئے ہوئے تھی، ''یار من'' عریشہ راجپوت آپ نے بہت حساس نکتہ پر نظر ڈالی، کاش کہ عورت کو جوتی کی نوک پر رکھنے والے سمجھ جائیں کہ عورت دل میں رکھتی ہے، جو خواہشات، احساسات اور جذبات کا مجموعہ ہے، ''جو بچے ہیں سنگ سمیٹ لو'' میں جہاں دانیال کی محبت اچھی لگی وہاں عمر لالہ کی دانیال سے محبت کا جذبہ بے پناہ اچھا لگا، مگر بعد میں بدگمانی کی لپیٹ میں آجانے کی وجہ سے کچھ چپقلش سی ہوگئی چلو خیر، افسانے سارے ہی اچھے تھے مگر مجھے سب سے اچھا ثناء کنول کا ''ستاروں سے بجی راہ گزر'' لگا کیونکہ یہ میرے دل کی خواہش کے عین مطابق تھا کیونکہ میں شہادت جیسا مقام پانا چاہتی ہوں، مجھے ایمان اور عبدالرحمان کی باتیں بے حد اچھی لگیں، ثناء ڈیئر اللہ آپ کے قلم میں مزید نکھار عطا رمائے آمین، سروے بھی اچھا رہا، اللہ اس کو فضولیات سے بچا کر اخلاقیات کا ہی منبع بنائے رکھے اور ترقی سے ہمکنار فرمائے آمین۔

شازیہ اس محفل میں خوش آمدید حنا کے لئے آپ کی پسندیدگی کا شکریہ ثناء کنول کی تحریر کے متعلق آپ کے جذبات کی ہم قدر کرتے ہیں اور دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو ایمان کی دولت سے یونہی سرفراز رکھے آمین، اپنی رائے سے آگاہ کرتی رہیے گا ہم منتظر رہیں شکریہ۔

رابعہ تنویر: کی ای میل شیخوپورہ سے موصول ہوئی ہے وہ لکھتی ہیں۔

سالگرہ نمبر سرورق سے لے کر آخر تک بے حد شاندار تھا پسند آیا، لیکن میں نے جس تحریر کی وجہ سے اس محفل میں آنے کی جسارت کی ہے وہ ثناء کنول کا افسانہ ''ستاروں سے بجی راہ گزر'' تھا ثناء آپ کی تحریر کا ایک ایک لفظ دل و دماغ میں اتر رہا تھا، پڑھتے وقت آپ نے ایمان کے جذبات کو کتنی خوبصورتی سے قلم بند کیا یقین کریں میں ابھی تک آپ کی تحریر کے سحر سے نہیں نکلی، پلیز آپ حنا کے صفحات پر نظر آتی رہیے گا فوزیہ آپی آپ سے میری فرمائش ہے کہ ثناء سے مزید تحریریں لکھوائیں، یقیناً یہ حنا کے لئے اچھا اضافہ ثابت ہوں گی انشاء اللہ۔

ام مریم کے ناول ''دل گزیدہ'' اور نایاب جیلانی کا ''پربت کے اس پار کہیں'' کی اقساط

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

اس ماہ حصہ نہیں لیوں؟ دونوں مصنفین نے اپنی
اپنی تحریروں کو بہت خوب لکھا، عریشہ راجپوت کا
مکمل ناول ''یارمن'' موضوع کے اعتبار سے تو
پرانا ہی تھا وہی دقیانوسی سوچ رکھنے والی فیوڈل
فیملی جہاں عورت کو انتہائی حقیر سمجھا جاتا ہے اور
ان میں ہی سے ایک باغی لڑکی، مگر کہانی کا تانا بانا
بڑی خوبصورتی سے بنا گیا تھا جس سے تحریر کو ایک
نیا پچ دیا، شبانہ شوکت نے بھی اچھی کوشش کی بس
دانیال کی بے وقوفی کچھ پسند نہیں آئی، درثمن کا
ناولٹ بھی دلچسپی کے موڑ پر ہے جبکہ صدف
آصف نے ''ماہیا'' لکھ کر بتایا کہ اگر تھوڑا سا دل
وسیع کرلیں تو ساس بہو کی نوک جھونک کی نوبت
ہی نہ آئے، حیاء بخاری اور عائشہ اعوان نے اپنی
تحریروں کا موضوع سمندر پار کے باسیوں کو بنایا
اور دونوں ہی نے موضوع سے انصاف کیا،
فرزانہ حبیب نے حنا سے اپنی محبت کا ثبوت اپنی
تحریر کے ذریعے دیا، فرزانہ جی اللہ پاک آپ
کے اس خواب کو سچ کردے اور حنا والے اس
خواب کو حقیقت کا روپ دیں اور ایسی ہی ایک
محفل سجائیں، فوزیہ آپی آپ ایسی ہی ہیں نا جیسی
فرزانہ جی نے آپ کا اسکیچ لکھا ہے۔
مستقل سلسلے بھی خوب تھے پسند آئے جبکہ
''کچھ لمحے گلاب میں'' فوزیہ آپی نے روایت کو
برقرار رکھتے ہوئے قارئین کی دلچسپی کے لئے
مصنفین کو ایک بار پھر سب کے درمیان لے
آئیں جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔
رابعہ تنویر کیسی ہو؟ جنوری کے شمارے کے
لئے تمہاری پسندیدگی کا شکریہ، ثناء کنول تک آپ
کے جذبات اور فرمائش پہنچائی جارہی ہے، آپ
کی دلچسپی کے لئے بتا دیں کہ ثناء کی چند اور
تحریریں ہمارے پاس موجود ہیں، جلد شائع ہوں
گی، میں کیسی ہوں؟ تو ڈیئر اس کے لئے آپ آ
جائیں آفس اور مل لیں شیخوپورہ کون سا لاہور
سے دور ہے؟ پھر آپ بتایئے گا کہ ہم کیسے ہیں؟
آپ اپنی رائے سے آگاہ کرتی رہیے گا شکریہ۔
مسرت حبیب:۔ نے اوکاڑہ سٹی سے ای میل
کی ہے وہ اپنی رائے کا اظہار کچھ یوں کر رہی
ہیں۔

سالگرہ نمبر کا شمارہ ہمیشہ کی طرح اے ون
رہا، حمد و نعت، پیاری نبی کی پیاری باتوں سے
استفادہ حاصل کرتے انشاء جی کی شاعری سے
لطف اندوز ہوئے، آگے بڑھے تو فوزیہ جی
مصنفین کی محفل سجائے بیٹھی تھیں، بہت خوب یہ
سلسلہ بے حد پسند آیا، مکمل ناول میں عرشیہ
راجپوت کی تحریر ''یارمن'' اپنے ٹائٹل سمیت بے
حد پسند آیا، جبکہ ''دل گزیدہ'' کی قسط میں اس
مرتبہ ام مریم نے ایک ہی جست میں بچوں کو بڑا
کردیا ہے، نایاب جیلانی بھی اپنے مخصوص انداز
میں کہانی کو آگے بڑھا رہی ہیں، افسانوں میں
سب سے بہترین افسانہ ثناء کنول، عائشہ اعوان
اور حیاء بخاری کا تھا، جبکہ فرزانہ حبیب نے بھی
سالگرہ کے حوالے سے دلچسپ تحریر لکھی، ناولٹ
میں موسٹ فیورٹ درثمن چھائی رہی، شبانہ
شوکت نے اپنی تحریر کے ذریعے کوئی خاص تاثر
نہیں چھوڑا، صدف آصف نے بھی اچھی کوشش
کی، مستقل سلسلے تمام ہی بہترین تھے۔
مسرت حبیب اس محفل میں خوش آمدید،
جنوری کے شمارے کو پسند کرنے کا شکریہ تعریف و
تنقید آپ کا حق ہے، ہم آئندہ بھی آپ کی رائے
کے منتظر رہیں گے شکریہ۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY